بینک دولت پاکستان

سالانہ رپورٹ

2024-25ء

پاکستانی معیشت کی کیفیت



پاکستانی معیشت کی کیفیت

2024-25ء

16 اکتوبر 2025ء



بینک دولت پاکستان

پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی

سالانہ رپورٹ

برائے سال 25-2024ء

© بینک دولت پاکستان 2025ء
شعبہ معاشی پالیسی جائزہ

دو جلدوں میں اشاعت
پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں سالانہ رپورٹ
پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں شماریاتی ضمیمہ

مطبع: پاکستان سیکیورٹی پرنٹنگ پریس کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ شعبہ مطبوعات، کراچی

تعدادِ طباعت: 528
صفحات کی تعداد: 206

ویب لنک

تاریخِ طباعت: 12 اکتوبر 2025ء

تعلیمی اور غیر تجارتی مقاصد سے اس کی نقل کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ماخذ درج کیا جائے۔

بورڈ آف ڈائریکٹرز



جناب جمیل احمد (چیئرپرسن)
گورنر، بینک دولت پاکستان



جناب امداد اللہ بوسال
سیکریٹری، خزانہ ڈویژن،
حکومتِ پاکستان



ڈاکٹر علی چیمہ
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



ڈاکٹر سید اکبر زیدی
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب نجف یاور خان
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب فواد انور
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب زاہد ابراہیم
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محفوظ علی خان
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محمد علی لطیف
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



محترمہ طاہرہ رضا
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
16 اکتوبر 2025ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی مالی سال 25-2024ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)
گورنر
چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سید یوسف رضا گیلانی
چیئرمین
سینیٹ
اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

16 اکتوبر 2025ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی مالی سال 25-2024ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سردار ایاز صادق

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
16 اکتوبر 2025ء

عزت مآب وزیر خزانہ،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 39(2) کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی مالی سال 25-2024ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)
گورنر
چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد اورنگزیب
وفاقی وزیر برائے خزانہ و محصولات
اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب:

1. اقتصادی جائزہ	سبینہ خرم جعفری
2. اقتصادی نمو	محمد مظہر خان؛ محمد اصغر خان؛ عبدالباسط عرف شہزاد؛ رمیصاء بتول؛ سعد علی
3. زری پالیسی اور مہنگائی	سبینہ خرم جعفری؛ سید قمر حسین؛ سید حمزہ علی؛ مہرین طارق غنی؛ محمد ذہیب
4. مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	ثروت امیر؛ شاہ حسین؛ الماس کریم؛ محمد مصعب عمران
5. ادائیگیوں کا توازن	محمد اکمل؛ روی کمار؛ محمد نفیس؛ انا خٹک
6. پاکستان میں بچت کی کمی کا چیلنج	صہیب جمالی؛ محمد نعیم شاہ؛ علی احسن؛ علی احمد شاہ؛ عبدالجبار

منتظم مطبوعہ سبینہ خرم جعفری

ڈائریکٹر فدا حسین

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	سلیم اللہ (چیئرمین)؛ محمد علی ملک؛ امین لودھی؛ اختر جاوید؛ محمد ندیم حنیف؛ عامر حسن، وقاص احمد؛ فاروق پاشا اور فدا حسین
بورڈ کی تحقیق اور مطبوعات جائزہ کمیٹی	ایس اکبر زیدی (چیئرمین)؛ علی چیمہ؛ زاہد ابراہیم اور طاہرہ رضا

آراء اور تبصروں اور اعداد و شمار سے متعلق تعاون پر شعبہ ہائے مالی استحکام، زری پالیسی، تحقیق، شماریات اور شماریاتی خدمات؛ ملکی بازار و زری انتظام؛ ایس ایم ای، ہاؤسنگ اور پائیدار مالیات؛ نظام ادائیگی پالیسی و نگرانی؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر کارپوریٹ خدمات اور اسٹریٹجک پلاننگ؛ اور شعبۂ بیرونی ابلاغ؛ نیز اسٹیٹ بینک کی لائبریری کا بھی شکریہ۔

ترجمہ ٹیم

نگراں

مبین ناصر

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم

محمد خالد حسین

ابواب

1	1	**اقتصادی جائزہ**	**1**
	1.1	عمومی جائزہ	3
	1.2	اقتصادی منظر نامہ	12
2	2	**اقتصادی نمو**	**15**
	2.1	جی ڈی پی کی نمو	17
	2.2	زراعت	19
	2.3	صنعت	26
	2.4	خدمات	34
	2.5	افرادی قوت کی مارکیٹ	36
3	3	**زری پالیسی اور مہنگائی**	**45**
	3.1	پالیسی کا جائزہ	47
	3.2	زری مجموعے	49
	3.3	نجی شعبے کے قرضے	59
	3.4	مہنگائی	64
4	4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**77**
	4.1	مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ	79
	4.2	محاصل	80
	4.3	اخراجات	85
	4.4	سرکاری قرضہ	88
5	5	**ادائیگیوں کا توازن**	**99**
	5.1	عالمی اقتصادی جائزہ	101
	5.2	پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن	103
	5.3	جاری کھاتے کا توازن	106
	5.4	مالی کھاتہ	120
	5.5	شرحِ مبادلہ اور زرِ مبادلہ کے ذخائر	123

6	6	**پاکستان میں بچت کی کمی کا چیلنج**	**131**
6	6.1	تعارف	133
6	6.2	پاکستان میں بچتوں کا منظر نامہ	137
6	6.3	بے ضابطہ بچتیں	144
6	6.4	کمزور مالی وساطت	148
6	6.5	اختتامی کلمات	159
		ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	**179**
		فرہنگ	**181**

باکسز

باکس 2.1	موسمیاتی دباؤ اور علاقائی بے یقینی کے حالات میں آبپاشی کے پانی کا انتظام	37
باکس 2.2	پاکستان میں سرمایہ کاری اور نمو کے لیے معدنی وسائل کا فروغ	39
باکس 2.3	پاکستان میں سیاحت کے امکانات کو بروئے کار لانا	42
باکس 3.1	گرڈ کی طلب میں اضافے اور بجلی کی قیمتوں میں کمی کے لیے پالیسی اقدامات	69
باکس 3.2	پاکستان میں قوزی مہنگائی کا تسلسل	72
باکس 4.1	سرکاری قرض کے انتظام میں ممالک کے تجربات: پاکستان کے لیے اسباق	93
باکس 4.2	پاکستان میں ملکی حقیقی نقص (Domestic Original Sin) کا تعین کرنے والے عوامل	95
باکس 5.1	قومی ٹیرف پالیسی برائے 2025ء تا 2030ء: ایک قابلِ پیش گوئی اور مسابقتی تجارتی نظام کی سمت قدم	124
باکس 5.2	جاذبِ توانائی ٹیکسٹائل کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے سبز تجارتی امکانات بروئے کار لانا	126
باکس 5.3	پیٹرو کیمیکلز شعبے کے مواقع سے استفادہ	129
باکس 6.1	پاکستان میں بچتوں کی سرکاری پیمائش: طریقے، چیلنج اور ہم پلہ ملکوں کی روایات	160
باکس 6.2	پاکستان میں بچت کے تعین کنندگان	162
باکس 6.3	پاکستان میں بے ضابطہ بچت کی پیمائش	164

تبصروں اور سوالات کے لیے: annual.report@sbp.org.pk

اشکال کی فہرست

شکل 1.1	حقیقی جی ڈی پی نمو میں حصہ	4
شکل 1.2	بلند تعدد اظہاریوں میں رجحانات	4
شکل 1.3	مالی سال 19ء کے مقابلے میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی کارکردگی	4
شکل 1.4	سرکاری اور نجی سرمایہ کاری کی حقیقی نمو کا شعبہ جاتی تجزیہ	5
شکل 1.5 الف	مہنگائی کے اجزائے ترکیبی	6
شکل 1.5 ب	مالی سال 25ء میں پست مہنگائی کے محرکات	6
شکل 1.6	مہنگائی کے حوالے سے صارفین کی توقعات*	7
شکل 1.7	آمدنی کی نمو میں حصہ	7
شکل 1.8	حقیقی جی ڈی پی نمو میں طویل المیعاد رجحان	8
شکل 1.9	شعبہ جاتی نمو کے رجحانات	8
شکل 1.10 الف	بچتوں میں رجحانات	9
شکل 1.10 ب	سرمایہ کاری میں رجحانات	9
شکل 1.11	حکومتی اخراجات اور آمدنی کے رجحانات	9
شکل 1.12	حکومتی تمسکات میں جدولی بینکوں کے ڈپازٹس، قرضے اور سرمایہ کاری	10
شکل 1.13	نجی شعبے کو مقامی قرض*	10
شکل 1.14	اعتماد کے اشاریے*	11
شکل 2.1	حقیقی جی ڈی پی نمو میں حصہ	17
شکل 2.2	خام معین تشکیل سرمایہ	18
شکل 2.3	آبپاشی کے پانی کا اجرا	19
شکل 2.4 الف	بارش کے رجحانات	20
شکل 2.4 ب	درجہ حرارت: معمول سے انحراف	20
شکل 2.5	کھاد کا استعمال اور قیمتیں	21
شکل 2.6	تل کے بیجوں اور مکئی کی پیداوار	23
شکل 2.7	ایل ایس ایم کی نمو اور کاروباری احساسات	24
شکل 2.8 الف	بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی اور بجلی کی تقسیم میں قدر اضافی	26
شکل 2.8 ب	نیٹ میٹرنگ کی گنجائش	26
شکل 2.9	غذائی پیداوار: ایل ایس ایم کی نمو میں حصہ	28
شکل 2.10	پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں نمو	28
شکل 2.11	دواسازی کی پیداوار میں نمو	29
شکل 2.12	گاڑیوں کی پیداوار میں نمو	31
شکل 2.13	سیمنٹ کی ترسیلات	31

شکل 2.14	انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری ٹرانزیکشنوں کا حجم	32
شکل 2.15	روزگار کے ماہانہ رجحانات: پنجاب	32
شکل 2.16	کاروباری اعتماد: روزگار کے اشاریے	34
شکل 2.17الف	اخبارات میں ملازمتوں کے اشتہارات میں نمو*	35
شکل 2.17ب	آن لائن جاب پوسٹنگ**	35
شکل 2.18	خدمات کے شعبے کی اجرتیں	36
شکل 2.19	تخمین شدہ آمدنی میں اضافہ اور مہنگائی	36
شکل 2.1.1	پانی کے فی کس وسائل اور آبادی	37
شکل 2.2.1الف	عالمی معدنیات کو اخذ کرنا	39
شکل 2.2.1ب	عالمی معدنیات اخذ کرنے میں اہم معدنیات کا حصہ	39
شکل 2.2.2الف	پاکستان میں کان کنی اور کوہ کنی	39
شکل 2.2.2ب	پاکستان کی فی کس معدنی دولت اور پیداواری کارکردگی	39
شکل 3.1الف	شہری صارف اشاریہ قیمت کے اجزا کی تقسیم کا تعدد	47
شکل 3.1ب	دیہی صارف اشاریہ قیمت کے اجزا کی تقسیم کا تعدد	47
شکل 3.2	بینک ڈپازٹس–سہ ماہی بہاؤ	48
شکل 3.3	زمرہ وار ڈپازٹس-بہاؤ	48
شکل 3.4	زیرِ گردش کرنسی-بہاؤ	48
شکل 3.5	اقتصادی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال	50
شکل 3.6	سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضہ	51
شکل 3.7	اجناسی سرگرمیوں کی مالکاری	51
شکل 3.8	جدولی بینکوں سے میزانیہ قرض گیری	52
شکل 3.9	ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ–مالی سال 25ء	52
شکل 3.10	پیش کش تا ہدف–پی آئی بیز	53
شکل 3.11	ثانوی بازار کا خطِ یافت	53
شکل 3.12	بہ وزن اوسط شبینہ ریپوریٹ کا پالیسی ریٹ سے اوسط انحراف	54
شکل 3.13	پالیسی ریٹ اور بہ وزن اوسط شبینہ ریپوریٹ	54
شکل 3.14	او ایم اوز کا واجب الادا اسٹاک	55
شکل 3.15	پاکستان میں قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب	55
شکل 3.16	نجی شعبے کا کاروباری اداروں کو قرض کی تقسیم کا تعدد	55
شکل 3.17	شعبے کا کاروباری اداروں کو قرض کا بہاؤ	56
شکل 3.18	قرضے کی طلب کے عاملین	56
شکل 3.19	جاری سرمائے کے قرضے-بہاؤ	56

شکل3.20	جاری سرمائے کے بہاؤ کے اجزائے ترکیبی–ٹیکسٹائل اور ملبوسات	57
شکل3.21	معین سرمایہ کاری قرضے–بہاؤ	57
شکل3.22	گاڑیوں کے قرضے اور بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری	57
شکل3.23	بینکوں کے مجموعی ایڈوانس کا تجزیہ–اسٹاک	59
شکل3.24	قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	60
شکل3.25الف	مہنگائی کے اجزائے ترکیبی–شہری	60
شکل3.25ب	مہنگائی کے اجزائے ترکیبی–دیہی	60
شکل3.26	تازہ دودھ کی قیمتیں–شہری	61
شکل3.27	غذائی مہنگائی میں اہم حصہ	61
شکل3.28	چینی کی برآمد اور ملکی قیمتیں	62
شکل3.29	غذائی مہنگائی کے اجزائے ترکیبی	64
شکل3.30	توانائی کی مہنگائی کا حصہ	64
شکل3.31	بجلی کے ٹیرف میں ردوبدل کے رجحانات	65
شکل3.32	موٹر ایندھن کی قیمتوں کے اجزائے ترکیبی	65
شکل3.33الف	قوزی مہنگائی میں حصہ–شہری	66
شکل3.33ب	قوزی مہنگائی میں حصہ–دیہی	66
شکل3.34الف	قوزی مہنگائی میں اہم عاملین–شہری	67
شکل3.34ب	قوزی مہنگائی میں اہم عاملین–دیہی	67
شکل3.1.1	نصب شدہ استعداد اور طلب	69
شکل3.1.2	ترسیل اور تقسیم کے خسارے	69
شکل3.1.3	قومی اوسط ٹیرف–مالی سال24ء(فی یونٹ)	70
شکل3.2.1	عالمی رسدی زنجیر کے دباؤ کا اشاریہ(جی ایس سی پی آئی اور قوزی مہنگائی)	73
شکل3.2.2	قوزی مہنگائی اور اجرتوں میں رجحانات	74
شکل3.2.3	زری ومالیاتی پالیسی کی معاونت	74
شکل4.1الف	مالیاتی توازن	79
شکل4.1ب	بنیادی توازن	79
شکل4.2	مجموعی محاصل کا تجزیہ	81
شکل4.3	وفاقی ٹیکس محاصل کا تجزیہ	81
شکل4.4	وفاقی نان ٹیکس محاصل کا تجزیہ	81
شکل4.5	سرکاری قرضہ بطور جی ڈی پی کا فیصد	83
شکل4.6	سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کے تناسب میں تبدیلی کا تجزیہ	83
شکل4.7	پاکستانی کی بازادائیگی کی صلاحیت	85

شکل 4.8	سرکاری قرضے کی ترکیب-بہاؤ	86
شکل 4.9	بلحاظ ادارہ ملکی قرضہ-بہاؤ	88
شکل 4.10	قومی بچت اسکیمیں	88
شکل 4.11	ملکی قرضے پر سودی ادائیگیاں	91
شکل 4.12	بیرونی قرضے اور واجبات کا اسٹاک	91
شکل 4.13	بیرونی قرضے کی واپسی-اصل اور سود	91
شکل 4.14	بیرونی قرضے پر مؤثر شرحِ سود	92
شکل 4.15	بیرونی قرضے کے لیے ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے	93
شکل 4.16	بیرونی قرضے کے لیے سیالیت کے اظہاریے	93
شکل 4.1.1	سرکاری قرضے اور سودی ادائیگیوں کے حوالے سے ممالک کا موازنہ	94
شکل 4.1.2	لاجٹ ماڈل پر سرکاری قرضے میں کم کا امکان	95
شکل 4.2.1	ملکی قرضے کی ترکیب	96
شکل 4.2.2	ملکی حقیقی نقص (DSIN) میں رجحان	96
شکل 5.1	اہم معیشتوں کی حقیقی جی ڈی پی نمو*	101
شکل 5.2	امریکی ٹیرف اور تجارتی پالیسی کے متعلق بے یقینی	101
شکل 5.3	اجناس کی عالمی قیمتیں	102
شکل 5.4	عمومی مہنگائی*	102
شکل 5.5	مرکزی بینک کے پالیسی ریٹس	102
شکل 5.6	مالی حالات	103
شکل 5.7	شرحِ مبادلہ میں تبدیلیاں*	103
شکل 5.8	معاشی متغیرات کی پیش گوئیاں: 2025ء	103
شکل 5.9	پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن	104
شکل 5.10	جاری کھاتے کا توازن	104
شکل 5.11	پاکستان کی سامان کی تجارت	104
شکل 5.12	برآمدات کی نمو میں حصہ	106
شکل 5.13	قیمتوں کے رجحانات: باسمتی بمقابلہ غیر باسمتی چاول	106
شکل 5.14	درآمدات کی نمو میں حصہ	110
شکل 5.15	خدمات کی تجارت	110
شکل 5.16	آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات کا رجحان	111
شکل 5.17 الف	م س 25ء میں پاکستان کی 5 سرفہرست برآمدات	111
شکل 5.17 ب	براڈ بینڈ کی لاگت	111
شکل 5.18	بنیادی آمدنی کا کھاتہ: اہم ادائیگیاں	113

شکل 5.19	کارکنوں کی ترسیلات زر بلحاظ ملک	113
شکل 5.20	کارکنوں کی ترسیلات زر میں نمو	114
شکل 5.21	بیرون ملک جانے والے کارکنوں کی تعداد	114
شکل 5.22	مالی کھاتہ	117
شکل 5.23	پاکستان میں خالص ایف ڈی آئی: بلحاظ ملک و شعبہ	118
شکل 5.24	پاکستان میں خالص جزدانی سرمایہ کاری	119
شکل 5.25	آر ڈی اے کے تحت خالص بیرونی منتقلی کے واجبات	120
شکل 5.26	بیرونی اقتصادی امداد کی تقسیم	121
شکل 5.27	اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر اور مداخلتیں	122
شکل 5.28	شرح مبادلہ: انٹر بینک بمقابلہ کرب مارکیٹ	123
شکل 5.29	حقیقی اور نامیہ مؤثر شرح مبادلہ	123
شکل 5.2.1	عالمی تجارت میں حصہ: بلند قدر اضافی کی ٹیکسٹائل مصنوعات	126
شکل 5.3.1	درآمدات کے اجزائے ترکیبی	129
شکل 5.3.2	پاکستان میں پیٹرولیم ماخوذیات کی طلب	130
شکل 6.1	منتخب علاقائی رُوبہ ترقی معیشتوں میں مجموعی ملکی بچت	133
شکل 6.2	مجموعی سرمایہ کاری اور مجموعی ملکی بچت	134
شکل 6.3الف	جی ڈی ایس: پاکستان اور کم آمدنی والے ممالک	135
شکل 6.3ب	جی ڈی ایس: پاکستان اور زیادہ مہنگائی والے دیگر ممالک	135
شکل 6.3ج	جی ڈی ایس: پاکستان اور نوجوانوں پر بلند انحصار کے تناسب والے دیگر ممالک	135
شکل 6.3د	جی ڈی ایس: پاکستان اور بڑی بے ضابطہ معیشت والے دیگر ممالک	135
شکل 6.3ہ	جی ڈی ایس: پاکستان اور کم مالی ترقی والے دیگر ممالک	135
شکل 6.3و	جی ڈی ایس: پاکستان اور مشابہ معیشتیں	135
شکل 6.4	ماہانہ آمدنی کے لحاظ سے بچت کا رویہ	136
شکل 6.5	نمو کے محرکات اور ممکنہ تخمینی جی ڈی پی	136
شکل 6.6	حقیقی شرح سود اور بہ وزن اوسط ڈپازٹس کی شرح	137
شکل 6.7	مجموعی ملکی بچت اور حقیقی شرح سود (2017ء تا 2021ء کا اوسط)	137
شکل 6.8	قومی بچت کی تفصیلات	138
شکل 6.9	سرکاری بچت	138
شکل 6.10	نجی بچت	139
شکل 6.11	نجی بچت کی تفصیلات: گھریلو اور کارپوریٹ بچت	139
شکل 6.12	آمدنی، خطہ اور عمر کے لحاظ سے بچت کا تناسب	140
شکل 6.13	فی کس جی ڈی پی – مستقل 2015 امریکی ڈالر	141

شکل 6.14	آمدنی کے کوارٹائل اور گھرانے کے حجم کے لحاظ سے بچت کا تناسب	142
شکل 6.15	آمدنی کے کوارٹائلز میں بچوں کی تعداد کے لحاظ سے بے بچتی کا نقطۂ آغاز	142
شکل 6.16الف	گھرانے کے سربراہ کی تعلیم کے لحاظ سے بچت کا تناسب	143
شکل 6.16ب	گھرانے کے حجم اور گھرانے کے سربراہ کی تعلیم کے لحاظ سے بچت کا تناسب	143
شکل 6.17الف	مالی اثاثوں کا حقیقی منافع	144
شکل 6.17ب	نقد اور غیر مالی اثاثوں کا حقیقی منافع	144
شکل 6.18	زری سختی کا دورانیہ زیرِ گردش کرنسی بلحاظ ڈپازٹ کا تناسب	145
شکل 6.19	مالی اداروں تک رسائی	146
شکل 6.20	بچت کے طریقوں کی ترجیح– کم سے زیادہ ماہانہ آمدنی والے زمرے	147
شکل 6.21	ممالک کے لحاظ سے بینک ڈپازٹس	148
شکل 6.22	میعاد کے لحاظ سے بینک ڈپازٹس	149
شکل 6.23	جدولی بینکوں کے قرضے اور سرمایہ کاری	149
شکل 6.24	بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری اور خطرے سے محفوظ سرمایہ کاری پر منافع	150
شکل 6.25	شعبہ جاتی ڈپازٹس اور قرضہ	150
شکل 6.26	بینکوں کی رسائی اور اسلامی مالیات	151
شکل 6.27	منتخب علاقائی معیشتوں کی مارکیٹ کی سرمایت	151
شکل 6.28	اسٹاک کی تجارت– مجموعی مالیت	152
شکل 6.29	آئی پی او کے ذریعے سالانہ جمع شدہ سرمایہ	152
شکل 6.30	کارپوریٹ بانڈز کے اجرا کا حجم	153
شکل 6.31	کارپوریٹ فنڈز کے ذرائع	153
شکل 6.32	اثاثہ جات کی اقسام کے لحاظ سے میوچل فنڈ انڈسٹری کے اثاثہ جات کی تقسیم	153
شکل 6.33	2023ء میں انشورنس پریمیم	155
شکل 6.34	متوقع معمر آبادی	156
شکل 6.3.1	بے ضابطہ معیشت کے تخمینے: بجلی کی کھپت	165
شکل 6.3.2	بے ضابطہ معیشت کے تخمینے	165

جداول کی فہرست

جدول 1.1	منتخب معاشی اظہاریے	13
جدول 1.2	مالی سال 26ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں	13
جدول 2.1	جی ڈی پی کی نمو	17
جدول 2.2	اخراجات کے لحاظ سے حقیقی جی ڈی پی	18
جدول 2.3	زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری	19
جدول 2.4	مصدقہ بیجوں کی دستیابی	20
جدول 2.5	زرعی قرضوں کی تقسیم	22
جدول 2.6	اہم فصلیں	24
جدول 2.7	دیگر فصلیں	25
جدول 2.8	پولٹری مصنوعات	25
جدول 2.9	دودھ اور گوشت کی پیداوار	26
جدول 2.10	صنعتی سرگرمیاں	27
جدول 2.11	بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے نمو اور سکڑاؤ دکھانے والے ذیلی شعبے	29
جدول 2.12	بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم)	30
جدول 2.13	ٹیکسٹائلز کی پیداوار	31
جدول 2.14	خدمات کا شعبہ	33
جدول 2.15	مالیات اور بیمہ خدمات میں نمو	34
جدول 2.16	ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری خدمات کی نمو	34
جدول 2.2.1	پاکستان کے معدنی ذخائر	38
جدول 3.1	زری مجموعے	49
جدول 3.2	نیلامی کا خلاصہ	50
جدول 3.3	نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے	58
جدول 3.4	پیداواری لاگت کے اہم اجزا	59
جدول 3.5	گندم: پیداوار اور تھوک قیمتیں	61
جدول 3.6	صارفی مالکاری	62
جدول 3.7	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور اس کے اجزائے ترکیبی	63
جدول 3.1.1	بجلی کے نرخوں کے سلیب	70
جدول 3.2.1	پاکستان میں مہنگائی کا تسلسل۔ سارک کا طریقہ	72
جدول 3.2.2	قیمت کے ردوبدل میں مستعمل معلومات	72
جدول 3.2.3	قیمتوں کے تعین کا طریقہ کار	73
جدول 4.1	مجموعی مالیاتی صورت حال	80

جدول4.2	مجموعی محاصل کی تفصیلات	82
جدول4.3	ایف بی آر کے شواہد پر مبنی تخمینے بمقابلہ اصل نتائج	83
جدول4.4	مجموعی اخراجات کی تفصیلات	84
جدول4.5	زراعانت اور گرانٹس کی تفصیلات	85
جدول4.6	مارک اپ ادائیگیاں بطور فیصد اہم مالیاتی متغیرات اور جی ڈی پی	86
جدول4.7	پاکستان کے قرضے اور واجبات کا خاکہ	87
جدول4.8	حکومت کا ملکی قرضہ اور واجبات	88
جدول4.9	سرکاری بیرونی قرضہ	89
جدول4.10	بیرونی ادائیگیوں کا خلاصہ	90
جدول4.1.1	ہمسر ممالک میں قرضے میں کمی کے دورانیے	93
جدول4.1.2	سرکاری قرضے اور جی ڈی پی میں کمی کا تناسب: بلحاظ ممالک طریقے	94
جدول4.2.1	بیانیہ شماریات	96
جدول 5.1	پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن*	105
جدول5.2	سامان کی تجارت	107
جدول5.3	گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات	108
جدول5.4	گھریلو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی اکائی قیمتیں: م س25ء	109
جدول 5.5	سامان تجارت کی درآمدات	112
جدول5.6	خدمات کی تجارت	116
جدول5.1.1	قومی ٹیرف پالیسی میں پیش رفت۔24-2019ء تا 30-2025ء	124
جدول5.2.1الف	لاگت میں بچت کا سالانہ تخمینہ	127
جدول5.2.1ب	توانائی کی جدت طرازی سے ٹیکسٹائل برآمدات پر منتقل ہونے والے فوائد	127
جدول6.1	سرکاری وثیقہ جات میں مالی بچتیں	141
جدول6.2	دنیا بھر میں پوسٹل سیونگ بینک (پی ایس بی) کے ماڈلز	154
جدول6.2.1	طویل مدتی نتائج	163
جدول6.2.2	قلیل مدتی نتائج	163
جدول6.3.1	بے ضابطہ بچتوں کا اندازہ	166



1

اقتصادی جائزہ

1 اقتصادی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ[1]

محتاط زری پالیسی موقف اور جاری مالیاتی یکجائی سے مالی سال 25ء میں اقتصادی استحکام کے حصول میں مدد ملی۔ مہنگائی تیزی سے کم ہوئی، جبکہ حقیقی خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی نمو پچھلے سال کے مقابلے میں معتدل حد تک بڑھی۔ جاری حسابات کے توازن میں ریکارڈ سرپلس آیا، جس سے بازارِ مبادلہ میں استحکام آیا اور زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے میں مدد ملی۔ مالیاتی خسارہ گر کر کئی سال کی پست ترین سطح پر پہنچ گیا، جبکہ بنیادی سرپلس متواتر دوسرے سال بھی بجٹ کے اپنے ہدف سے آگے نکل گیا (**جدول 1.1**)۔ اجناس کی سازگار عالمی قیمتوں اور آئی ایم ایف کی توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کی منظوری سے پڑنے والے مثبت اثرات نے بھی ان خاطر خواہ نتائج کو سہارا دیا۔

جنوری 2024ء سے مہنگائی میں تقریباً مسلسل کمی اور بیرونی کھاتے کی بہتر پوزیشن کے سبب زری پالیسی کمیٹی جون 2024ء سے پالیسی ریٹ کم کرنے کے قابل ہو سکی۔ اس دوران، مالیاتی پالیسی بدستور متضاد راستے پر رہی جس کا مقصد مالیاتی بفرز بنانا تھا تاکہ سرکاری قرضہ بڑھنے کی رفتار کو قابو میں رکھا جا سکے۔ اس پس منظر میں، پالیسی ریٹ میں کمی اور ساتھ ہی اجناس کی کم عالمی قیمتوں کے سبب مالی سال 25ء کے دوران اقتصادی سرگرمیاں بتدریج بحال کرنے میں مدد ملی، چنانچہ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں دوسری ششماہی میں نمو زیادہ ہوئی۔

مالی سال 25ء میں حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو میں اضافہ بڑی حد تک خدمات کے شعبے اور صنعتی سرگرمیوں میں توسیع کا نتیجہ تھا؛ موخر الذکر میں اس کا بنیادی سبب بلند اضافہ قدر کا تھا جو بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی اور تعمیرات میں دیکھا گیا، جس نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں ہونے والی کمی کے اثرات کو زائل کر دیا۔ تاہم، زرعی شعبے میں نمو سست رہی جو کئی سال کی کم ترین حد تک پہنچ گئی، اس کی بنیادی وجہ اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی تھی (**شکل 1.1**)، ماسوائے

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	م س23ء	م س24ء	م س25ء
شرح نمو* فیصد			
حقیقی جی ڈی پی[الف]	-0.2	2.6	3.0
زراعت	2.2	6.4	1.5
صنعت	-3.9	-1.2	5.3
جس میں ایل ایس ایم	-9.8	0.9	-0.7
خدمات	0.04	2.3	3.0
قومی صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط)[الف]	29.2	23.4	4.5
قومی صاق (سال بسال، جون)	29.4	12.6	3.2
#نجی شعبے کا قرضہ[ب]	0.6	6.1	12.2
#رسدزر (ایم ٹو)[ب]	15.6	16.0	13.7
برآمدات[ب]	-14.2	11.1	4.3
درآمدات[ب]	-26.3	0.9	11.2
ایف بی آر۔ ٹیکس محاصل	16.7	29.9	26.1
°شرح مبادلہ (اضافہ / کمی فیصد)[ب]	-28.4	2.7	-1.9
پالیسی ریٹ (آخر مدت)[ب]	22.0	20.5	11.0
ملین ڈالر			
اسٹیٹ بینک ذخائر (آخر مدت)[ب]	4,445	9,390	14,506
کارکنوں کی ترسیلات[ب]	27,333	30,251	38,300
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-3,275	-2,072	2,113
فیصد جی ڈی پی			
مالیاتی توازن[ج]	-7.8	-6.9	-5.4
مالیاتی بنیادی توازن	-1.0	0.9	2.4
کل سرکاری قرض	74.9	67.7	70.8
جاری کھاتے کا توازن	-1.0	-0.6	0.5
سرمایہ کاری[الف]	14.0	13.2	14.3

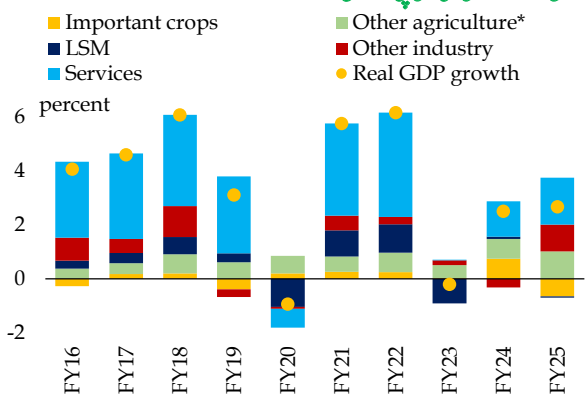
*مالی سال 23ء، مالی سال 24ء اور مالی سال 25ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو اور اس کے ذیلی اجزا سے متعلق اعداد و شمار 16-2015ء کی مستقل بنیادی قیمتوں پر ہیں اور بالترتیب حتمی، نظر ثانی شدہ اور عبوری تخمینوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

ماخذ: الف پاکستان دفتر شماریات؛ ب اسٹیٹ بینک؛ ج، دو وزارت خزانہ؛ °مارک ٹو مارکیٹ؛ #محض اشیا

[1] اس رپورٹ میں کیے گئے تجزیے اور پیش گوئیوں کی بنیاد مالی سال 25ء کے اعداد و شمار ہیں جنہیں اکتوبر 2025ء کے دوسرے ہفتے تک دستیاب ڈیٹا اور معلومات کو استعمال کرتے ہوئے حتمی شکل دی گئی۔

گنے اور چاول کے، دیگر اہم فصلوں کی پیداوار میں وسیع البنیاد کمی اور زیر کاشت رقبے کی کمی ہوئی۔

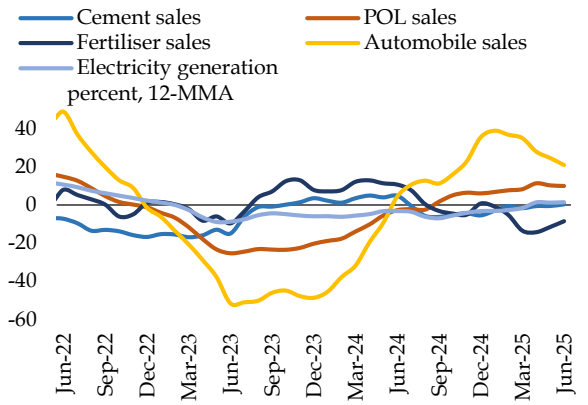
شکل 1.1: حقیقی جی ڈی پی نمو میں حصہ



*including livestock

Source: PBS

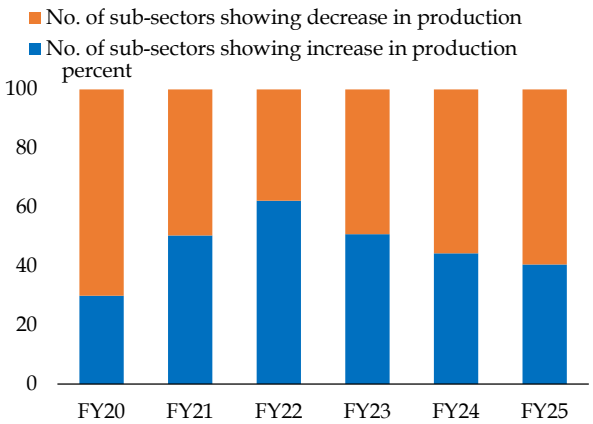
شکل 1.2: بلند تعدد اظہاریوں میں رجحانات



Sources: APCMA, OCAC, NFDC, PAMA, and NEPRA

پیداوار میں کمی متعدد ناموافق عوامل کے اثرات کو ظاہر کرتی ہے۔ اول، مالی سال 24ء میں فصلوں کی قیمتیں کم رہیں اور مالی سال 25ء میں خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت نے کسانوں کی آمدنی کو گھٹا دیا، جس سے خام مال، خاص طور پر کھاد کا استعمال کم ہوا۔ دوم، ناموافق موسمی حالات—خریف سیزن کے دوران بے موسم بارش، ربیع موسم کے دوران طویل عرصہ خشکی، نہروں میں پانی کی کمی اور اوسط سے زیادہ درجہ حرارت—اہم فصلوں کی بروقت بوائی میں رکاوٹ بنے، خاص طور پر گندم، کپاس اور چاول کی بوائی میں۔ سوم، اہم فصلوں کے تصدیق شدہ بیجوں کی مسلسل قلت (ماسوائے چاول کے) کے سبب کسانوں کو کم معیار والے بیجوں کا استعمال کرنے پر مجبور ہونا پڑا جس سے فصل کی پیداوار بھی متاثر ہوئی۔ کاشتکاروں نے کم از کم سرکاری قیمت کے غیر یقینی حالات کی بنا پر کپاس اور گندم کی بوائی کے بجائے دیگر مسابقتی فصلوں جیسے روغنی بیجوں، دالوں اور تازہ سبزیاں اُگانے کو ترجیح دی۔ تاہم، دوسری فصلوں کی پیداوار بڑھ جانے سے اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی کے اثرات کو جزوی طور پر زائل کرنے میں مدد ملی۔ مزید معاونت مالی سال 25ء میں گلہ بانی میں اضافے سے حاصل ہوئی۔

شکل 1.3: مالی سال 19ء کے مقابلے میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی

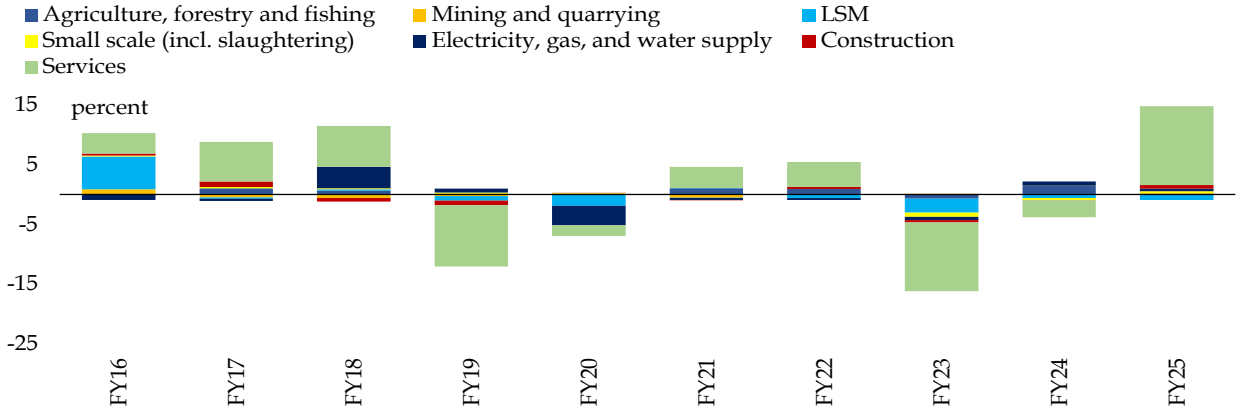


Sources: PBS and SBP staff calculations

صنعتی سرگرمیاں مالی سال 25ء میں گذشتہ دو سال کے دوران مسلسل کمی کے بعد بحال ہو گئیں۔ صنعت میں، بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی میں اضافہ دراصل زرِاعانت میں اضافے کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ ترقیاتی اخراجات میں نمایاں اضافے سے مالی سال 25ء کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں کو سہارا ملا۔ تاہم، نجی تعمیراتی سرگرمیاں خام مال کی بلند قیمتوں اور پراپرٹی ٹیکس بڑھنے کے سبب ماند رہیں۔

مالی سال 25ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا حجم 0.7 فیصد سکڑ گیا، جبکہ پچھلے سال اس میں معمولی اضافہ ہوا تھا۔ 2 اگرچہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے 22 میں سے بارہ ذیلی شعبوں کی پیداوار مالی سال 25ء میں بڑھ گئی، تاہم باقی ذیلی شعبوں کی

شکل 1.4: سرکاری اور نجی سرمایہ کاری کی حقیقی نمو کا شعبہ جاتی تجزیہ



Source: PBS

پیداوار تیزی سے کم ہونے سے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی مجموعی نمو کم ہوگئی۔ خاص طور پر، صرف فرنیچر میں کمی نے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی مجموعی نمو کو 1.6 فیصدی درجے گرا دیا۔ اس سے قطع نظر، بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مجموعی کمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ داخلی طلب معتدل (**شکل 1.2**) ہے اور خام مال کی لاگت بڑھی ہوئی ہے۔ مالیاتی یکجائی، سخت زری پالیسی کے تاخیری اثرات اور محتاط اقدامات نے مالی سال 25ء میں ملکی طلب کو محدود رکھا۔ اس کے علاوہ، پست زرعی آمدنیوں نے بھی ملکی طلب پر اثر ڈالا۔

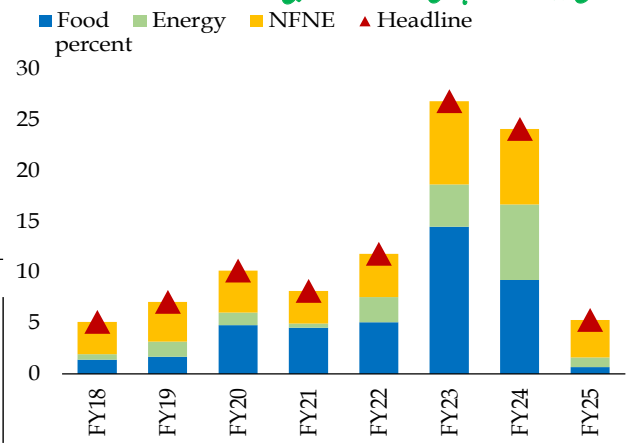
دریں اثنا، عالمی طلب میں معتدل بحالی، توانائی کی قیمتوں میں کمی، شرح مبادلہ میں استحکام اور کم شرحِ سود نے مالی سال 25ء کے دوران اہم صنعتوں بشمول ٹیکسٹائل، دواسازی، پٹرولیم مصنوعات اور گاڑیوں کی پیداوار میں اضافے کو سہارا دیا۔ منتخب صنعتوں میں بہتری کے باوجود، پچھلے چند سال کی کارکردگی کا بغور جائزہ لینے پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے ذیلی شعبوں کی تقریباً نصف تعداد ایسی ہے جن میں پیداوار مالی سال 19ء کی قبل از وبا سطح تک نہیں پہنچی ہے (**شکل 1.3**)۔

اخراجات کے پہلو سے، اگرچہ گھریلو صَرف حقیقی جی ڈی پی کا غالب حصہ رہا، تاہم خام معینہ سرمائے کی تشکیل میں مالی سال 25 میں اضافہ دیکھا گیا۔ خاص طور پر، عمومی حکومت مالی سال 25ء میں سرمایہ کاری میں توسیع کی نصف حصہ دار رہی۔ اس کے علاوہ، نجی سرمایہ کاری بھی معتدل انداز میں بڑھی، جو بنیادی طور پر خدمات کے شعبے میں مرتکز رہی۔ دوسری طرف، مالی سال 25ء کے دوران اشیاسازی کے شعبے میں نجی سرمایہ کاری مسلسل چوتھے سال کم ہوئی، جس سے گذشتہ چند سال کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی غیر متاثر کن کارکردگی کی جزوی طور پر وضاحت ہوتی ہے (**شکل 1.4**)۔

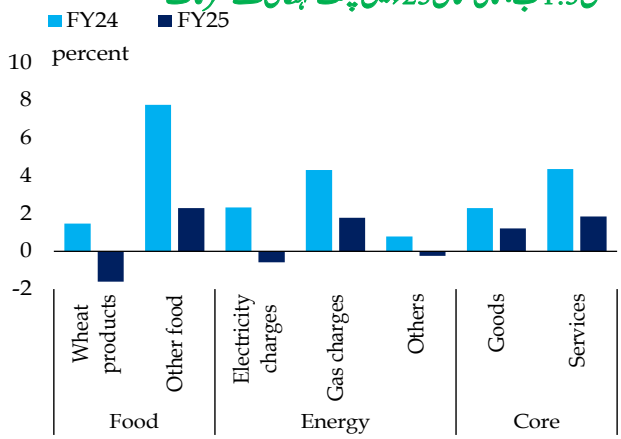
اقتصادی سرگرمی میں معتدل اضافہ درآمدات میں بھی اتنے ہی اضافے کا سبب بنا، جس کی وجہ اجناس کی سازگار بین الاقوامی قیمتوں کے دوران زائد حجم تھا۔ اہم فصلوں کی کم پیداوار نے بھی درآمدات کی ضروریات بڑھا دیں، جس میں صرف خام کپاس کی درآمد ہی مالی سال 25ء کے دوران درآمدی بل میں تقریباً ایک تہائی اضافے کی ذمہ دار تھی۔

دوسری جانب، عالمی غذائی قیمتوں میں کمی، تجارتی ٹیرف میں اضافے کے حالات میں تجارت کی غیر یقینی عالمی صورتِ حال، اور بڑھتی ہوئی جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کے مشترکہ اثرات نے مالی سال 25ء میں برآمدات کی نمو کو محدود کیا۔ مزید برآں، چاول کی بین الاقوامی تجارت میں بڑھتی ہوئی مسابقت نے برآمدی اکائی مالیت پر منفی اثر ڈالا جس سے پاکستان کی چاول کی برآمدات متاثر ہوئیں۔ تاہم، مالی سال 25ء میں ٹیکسٹائل کی برآمدات عالمی طلب بڑھنے کے باعث بحال ہوئیں۔ یہ خوش آئند ہے کہ ٹیکسٹائل کی برآمدات میں حجم اور اکائی قیمت دونوں میں اضافہ ہوا، جو بہتر قیمت طے کرنے کی ٹیکسٹائل کمپنیوں کی صلاحیت کا عکاس ہے۔

شکل 1.5 الف: مہنگائی کے اجزائے ترکیبی



شکل 1.5 ب: مالی سال 25ء میں پست مہنگائی کے محرکات



Source: PBS

اس سے مقابلے کی بہتر صورتِ حال بھی ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ ٹیکسٹائل صنعت کے کچھ بڑے اداروں نے حال ہی میں اپنے پیداواری ڈھانچے کو دوبارہ ترتیب دینے کے لیے سرمایہ کاری شروع کی ہے تاکہ پائیداری کے عالمی معیارات کی بہتر تعمیل کو یقینی بنایا جاسکے اور موثر بہ لاگت کارکردگی میں اضافہ کیا جاسکے (**باکس 5.2**)۔ ٹیکسٹائل کے علاوہ، دیگر مصنوعات جیسے دواسازی، پلاسٹک اور انجینئرنگ کی مصنوعات کی برآمدات میں بھی مالی سال 25ء کے دوران قابلِ ذکر اضافہ ہوا۔ اسی طرح، خدمات کی برآمدات میں، جس میں آئی سی ٹی کی برآمدات آگے آگے رہیں، اضافہ ہوا جو برقرار اور مستحکم رجحان ہے۔

مالی سال 25ء کے دوران مجموعی طور پر اشیا و خدمات کے تجارتی خسارے میں اضافہ ہوا۔ بنیادی آمدنی کے اکاؤنٹ میں خسارہ تقریباً گذشتہ سال کی سطح پر برقرار رہا کیونکہ منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی نے اپنا رجحان برقرار رکھا، جبکہ بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگی میں معمولی کمی واقع ہوئی۔ اس سے قطع نظر کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں مستحکم نمو بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کو بخوبی زائل کرنے میں کامیاب رہی، جس سے مالی سال 25ء میں کرنٹ اکاؤنٹ میں قابلِ ذکر سرپلس آیا؛ یہ 14 سال میں پہلی بار ہوا اور 22 سال میں سب سے زیادہ رہا۔

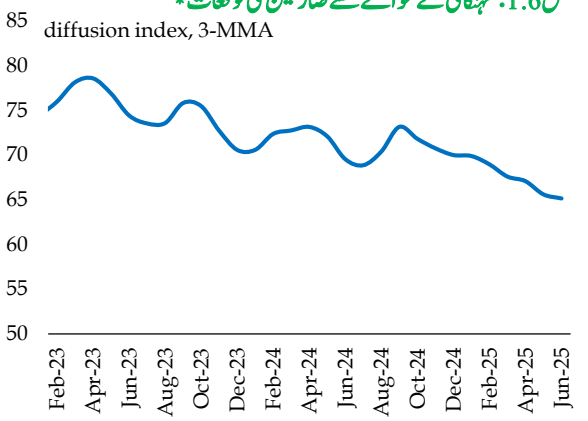
مالی سال 25ء میں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں اضافہ معاون داخلی اور عالمی عوامل کے امتزاج سے ہوا۔ ملکی سطح پر، حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے متعارف کرائی گئی مختلف ترغیبات نے، جن کا مقصد لین دین کے اخراجات کو کم کرنا تھا، اور ساتھ ہی شرحِ مبادلہ میں استحکام نے سابقہ ذرائع سے ترسیلات کو فروغ دینے میں معاونت کی۔ مزید برآں، میزبان ممالک میں خاص طور پر خلیج کے خطے میں، مضبوط معاشی ترقی نے لیبر کی طلب کو بڑھایا۔ اسی دوران، میزبان ممالک میں مصارفِ زندگی میں کمی کے سبب کارکنوں کی حقیقی آمدنی کو تقویت ملی، جس سے مالی سال 25ء میں ترسیلاتِ زر میں مزید اضافہ ہوا۔

کرنٹ اکاؤنٹ میں بڑے سرپلس نے بازارِ مبادلہ میں استحکام پیدا کیا اور اسٹیٹ بینک کو بڑی مقدار میں زرمبادلہ کی خریداری کرنے میں معاونت دی۔ اگرچہ جزدانی سرمایہ کاری میں خالص طور پر اخراج دیکھا گیا، تاہم بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں بھی مالی سال 25ء کے دوران اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ، جولائی 2024ء میں آئی ایم ایف کے ای ایف ایف کی منظوری نے دیگر کثیر جہتی اور دوطرفہ قرض دہندگان سے بیرونی آمدنی کی راہ ہموار کی۔ ان تمام عوامل کے مشترکہ اثر سے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر جون 2025ء کے آخر میں 14.5 ارب امریکی ڈالر تک بڑھ گئے، جو مالی سال 24ء میں 9.4 ارب امریکی ڈالر تھے۔

محدود ملکی طلب، جاری سخت مالیاتی پالیسی کی پوزیشن اور مالی استحکام کے علاوہ کلیدی غذائی اجناس کی وافر فراہمی، شرحِ مبادلہ، اجناس کی مناسب عالمی قیمتیں، اور توانائی کے شعبے میں جاری اصلاحات کے مثبت نتائج نے مالی سال 25ء کے دوران مہنگائی میں زبردست کمی کی۔ قومی صارف اشاریہ قیمت اوسط مہنگائی مالی سال 24ء کی 23.4 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 25ء میں آٹھ سال کی کم ترین سطح

4.5 فیصد تک پہنچ گئی، جو وسط مدتی ہدف کی حد 5.0 تا 7.0 فیصد سے بھی کم ہے۔ یہ کمی وسیع البنیاد تھی، جس میں بنیادی کردار غذائی قیمتوں میں تیزی سے کمی کا تھا۔

شکل 1.6: مہنگائی کے حوالے سے صارفین کی توقعات*



Source: SBP

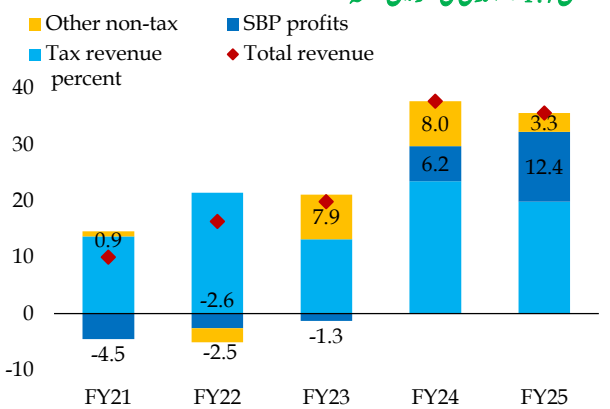
زیادہ تفصیل سے بات کی جائے تو صرف گندم اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں کمی مالی سال 25ء کے دوران شہری مہنگائی میں تقریباً 20 فیصد کمی کا سبب بنی (**شکل 1.5الف** اور **1.5ب**)۔ مالی سال 24ء میں گندم کے زیادہ درآمدی حجم اور گندم کی شاندار فصل کے علاوہ حکومت نے مالی سال 25ء میں سرکاری قیمت اور خریداری کا نظام ختم کرنے کا فیصلہ کیا جس سے گندم اور گندم کی مصنوعات کی قیمتیں تین سال کی پست ترین سطح پر پہنچ گئیں۔ مزید برآں، توانائی کی قیمتوں میں ردوبدل میں تاخیر، بجلی کے شعبے کی ترسیل و تقسیم کے نظام کو بہتر بنانے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی نے مالی سال 25ء کے دوران توانائی کی مہنگائی گرنے کی رفتار کو تیز کیا۔

مالی سال 25ء میں قوزی مہنگائی مالی سال 24ء کی سطح کے مقابلے میں تقریباً نصف رہ گئی، جو غذا اور توانائی کی قیمتوں کو لگنے والے سابقہ دھچکوں کے دورِ ثانی کے اثرات کے معدوم ہونے، ملکی طلب میں کمی، مستحکم شرح مبادلہ اور مہنگائی کی توقعات کے مستحکم رہنے کی عکاسی کرتی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ گھرانوں کی مہنگائی کی توقعات، جو گذشتہ کئی برس سے مستقل بلند رہی تھیں، مالی سال 25ء کے دوران بڑی حد تک کم ہو گئیں (**شکل 1.6**)۔ تاہم، مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں قوزی مہنگائی میں کمی کی رفتار کسی حد تک معتدل ہو گئی، جو اس بات کی علامت ہے کہ مہنگائی کا مضمر دباؤ چپکیلی (sticky) نوعیت کا تھا۔ اس سیاق و سباق میں، **باکس 3.2** قوزی مہنگائی پر مسلسل اثر پذیر ساختی عوامل کے حل کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔

مہنگائی میں توقع سے بڑھ کر کمی، اس کے بہتر معاشی امکانات اور بیرونی اکاؤنٹ کی مضبوط پوزیشن کے سبب زری پالیسی کمیٹی کو جون 2024ء سے جنوری مالی سال 25ء تک منعقدہ اپنے تمام چھ اجلاسوں میں پالیسی شرح کم کرنے کا موقع ملا، مجموعی کمی 1,000 بی پی ایس تھی۔ تاہم، قوزی مہنگائی کی سختی، عالمی تجارتی ٹیرف کے حوالے سے بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال، اور بڑھتے ہوئے جغرافیائی و سیاسی تناؤ کے باعث زری پالیسی کمیٹی نے مارچ سے جون 2025ء کے دوران محتاط رویہ اپنایا، اور مئی 2025ء میں ہونے والے اجلاس میں پالیسی شرح صرف 100 بی پی ایس کم کی۔

مالی سال 25ء کے دوران مالیاتی توازن کی بہتری میں ان عوامل کا کردار تھا: حکومت کی مالیاتی یکجائی کی کوششیں، سود کی ادائیگیوں میں اعتدال، اور اسٹیٹ بینک کے منافع میں خاطر خواہ اضافہ۔ مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 5.4 فیصد تک کم ہو گیا جو نو سال کی پست سطح ہے اور بجٹ کے ہدف سے بھی کم ہے، جبکہ بنیادی سرپلس جی ڈی پی کے 2.4 فیصد تک بڑھ گیا، پچھلے سال یہ 0.9 فیصد رہا تھا۔ دراصل محصولات میں تیزی سے اضافے نے اس بہتری کو سہارا دیا۔

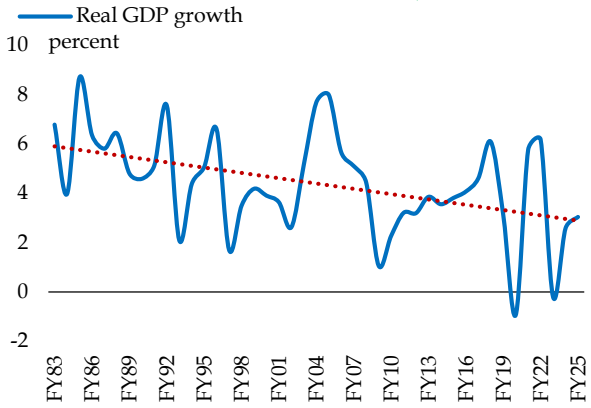
شکل 1.7 : آمدنی کی نمو میں حصہ



Source: MoF

مالی سال 25ء میں مجموعی محصولات جی ڈی پی کے 15.8 فیصد تک پہنچے جو پچھلے سال جی ڈی پی کے 12.6 فیصد پر تھے۔ ٹیکس اور نان ٹیکس محصولات دونوں نے محصولات بڑھانے میں تقریباً یکساں حصہ ڈالا (**شکل 1.7**)۔ وفاقی ٹیکس وصولی مالی سال 25ء میں کئی سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی، جس میں جی ڈی پی کے لحاظ سے براہِ راست اور بالواسطہ ٹیکس کا حصہ تقریباً مساوی تھا۔ ٹیکس اصلاحات کی کوششیں ٹیکس وصولی میں مضبوط اضافہ کرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔ ان اصلاحات میں ٹیکس چھوٹ کو معقول بنانا، ترجیحی سلوک کا خاتمہ اور شرحوں/ڈیوٹیوں میں اضافہ شامل تھا۔ یہ سب مہنگائی میں شدید کمی اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے سست رجحان کے باوجود حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ، صوبائی ٹیکس محصولات میں بھی معمولی اضافہ ہوا، جس کا بڑا سبب شعبہ خدمات سے جی ایس ٹی کی وصولی کا بڑھنا تھا۔

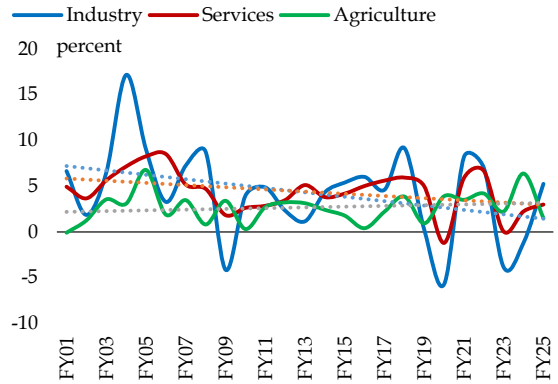
شکل 1.8: حقیقی جی ڈی پی نمو میں طویل المیعاد رجحان



Source: PBS

محصولات میں مضبوط نمو سے، جس کے ساتھ سود کی ادائیگیاں بھی کم رہیں، مالی وسائل فراہم ہوئے چنانچہ مالی سال 25ء کے دوران ترقیاتی اخراجات میں اضافہ کیا جاسکا، جبکہ گذشتہ سال محتاط رویہ اختیار کیا گیا تھا۔ خاص طور پر، صوبائی ترقیاتی اخراجات نمایاں طور پر بڑھ گئے، جو زیادہ تر تعمیرات، ٹرانسپورٹ اور زرعی منصوبوں کی طرف مرکوز تھے۔ اگرچہ غیر سودی اخراجاتِ جاریہ بھی بڑھ گئے تاہم مجموعی اخراجات بڑھنے کی رفتار حکومت کی پالیسی کوششوں کی بنا پر سست ہوگئی۔ اس میں سول انتظامیہ چلانے کے اخراجات کو محدود کرنے کے لیے کفایت شعاری کے اقدامات، اور صارفین اور کھاد کے کارخانوں کو گیس پر زرِ اعانت کا خاتمہ شامل تھا، تاکہ غیر ہدفی زرِ اعانت کو معقول بنانے کی پالیسی جاری رکھی جاسکے۔

شکل 1.9: شعبہ جاتی نمو کے رجحانات

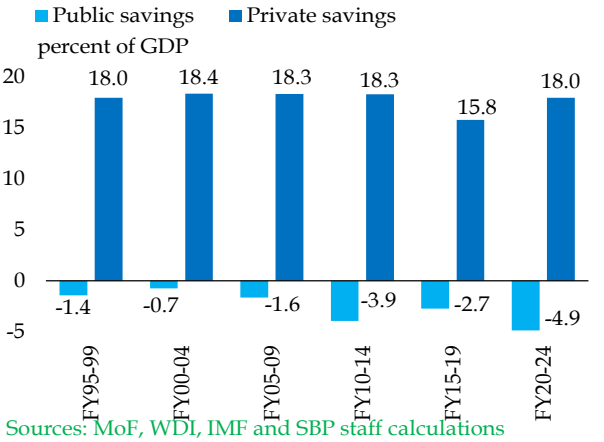


Source: PBS

مالیاتی خسارے میں کمی کے باوجود سرکاری قرضے کا جی ڈی پی میں تناسب مالی سال 25ء میں 70.8 فیصد تک بڑھ گیا، جو پچھلے سال کے 67.7 فیصد سے زیادہ ہے۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر نامیہ (nominal) جی ڈی پی میں سست رفتاری کی عکاسی کرتا ہے۔ پچھلے سال کی طرح، حکومت نے اپنی بیشتر مالی ضروریات کو ملکی ذرائع سے پورا کیا، حالانکہ مالی سال 25ء کے آخر میں بیرونی ذرائع کی دستیابی بڑھ چکی تھی۔ حکومت نے بیشتر ملکی مالکاری طویل مدتی تمسکات (پی آئی بی اور صکوک) کے ذریعے جمع کی اور قلیل مدتی وثیقہ جات (ٹی بلوں) میں قرضے واپس کیے۔ کم ہوتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں مارکیٹ نے بھی طویل مدتی سرکاری تمسکات میں سرمایہ رکھنے کو ترجیح دی۔ اس طرح سرکاری قرضے کے خاکہِ عرصیت میں اضافہ ہوا اور اجرائے ثانی کے خطرے میں بھی کمی آئی۔ مزید برآں، ٹیکس محاصل اور زرِ مبادلہ آمدنی میں اضافہ، اور ساتھ میں کم شرح سود نے مالی سال 25ء میں ملک کی ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کو مضبوط کیا۔

پست مالیاتی خسارہ اور غیر بینک اور بیرونی مالکاری کی زیادہ دستیابی نے حکومت کی جدولی بینکوں سے قرض گیری کی ضروریات کو کم کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اجناسی کارروائیوں کی مالکاری اور سرکاری شعبے کے اداروں کو دیئے گئے قرض کی مسلسل واپسی نے مالی سال 25ء کے دوران بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں اضافے کی رفتار کو سست کر دیا، باوجودیکہ نجی شعبے کے قرضے میں دگنا اضافہ ہوا۔ جاری

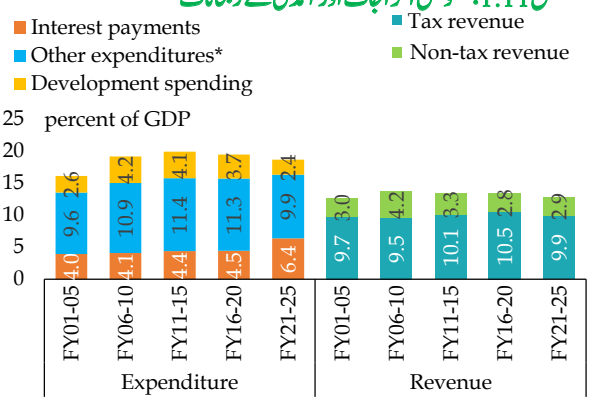
شکل 1.10 الف: بچتوں میں رجحانات



Sources: MoF, WDI, IMF and SBP staff calculations

سرمائے اور معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں اضافہ نے نجی شعبے کا قرضہ بڑھانے میں حصہ ڈالا۔ نجی شعبے کا قرضہ بڑھانے میں قرض کی کم لاگت کے علاوہ جن عوامل نے کردار ادا کیا ان میں اقتصادی سرگرمی میں معمولی اضافہ، خام مال کی بلند قیمتیں، بعض شعبوں میں نقد بہاؤ پر بڑھتی ہوئی پابندیاں، اور بینکوں کی یہ کوششیں شامل ہیں کہ وہ دسمبر 2024ء کے آخر تک اپنے ڈپازٹس میں قرضوں کا تناسب 50 فیصد سے اوپر رکھیں تاکہ اس بنیاد پر ٹیکس سے بچ سکیں۔

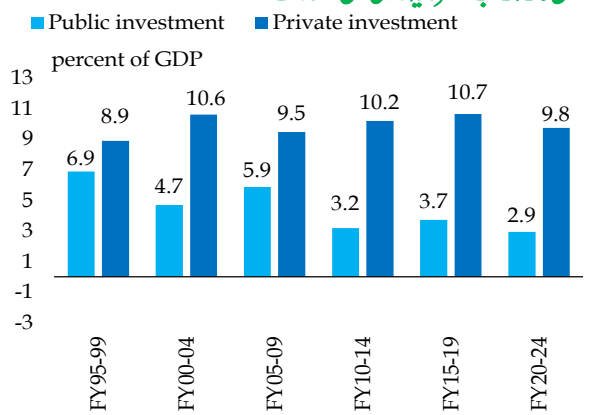
شکل 1.11: حکومتی اخراجات اور آمدنی کے رجحانات



*This includes statistical discrepency
Source: MoF

بیرونی کھاتے میں بہتری کے ساتھ خالص بیرونی اثاثوں میں خاصا اضافہ ہوا جس کو خالص ملکی اثاثوں میں کمی نے بخوبی زائل کر دیا، چنانچہ زرِ وسیع کی نمو گذشتہ سال کی 16.0 فیصد سے گر کر مالی سال 25ء میں 13.7 فیصد پر آگئی۔ واجبات کے

شکل 1.10 ب: سرمایہ کاری میں رجحانات



پہلو سے، ڈپازٹ کی کم مقدار سے زرِ وسیع کی نمو میں کمی کی وضاحت ہوتی ہے، جبکہ زیرِ گردش کرنسی سود کی شرحوں میں بڑی کمی کے ساتھ ساتھ تیزی سے بڑھ گئی۔

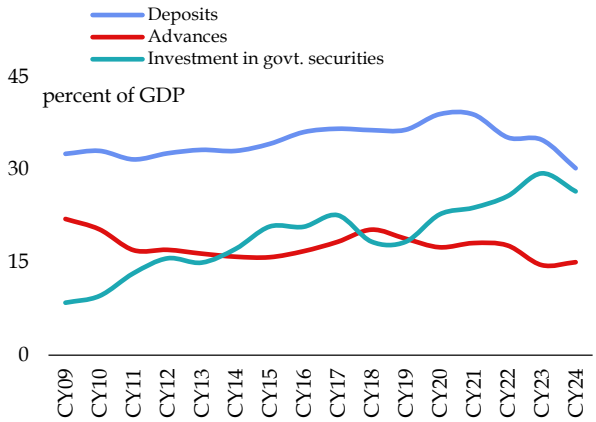
اگرچہ مجموعی معاشی حالات مستحکم ہو چکے ہیں، اقتصادی ترقی میں مسلسل اضافہ کے لیے مربوط پالیسی اقدامات اور اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ ان ساختی مسائل کو حل کیا جاسکے جنہوں نے ملک کی ترقی کی صلاحیت کو نقصان پہنچایا ہے۔ پاکستان میں رجحان کی نمو کم ہو رہی ہے، جو ملکی نمو کی کمزور ہوتی ہوئی صلاحیت کی علامت ہے (**شکل 1.8**)۔ اس کی بنیادی وجہ صنعت اور خدمات میں کمی کا رجحان ہے، جبکہ زرعی شعبے میں اضافہ قدرے کئی برسوں کے دوران معمولی سا بڑھا (**شکل 1.9**)۔

متعدد عوامل نے اس ناپسندیدہ صورتِ حال تک پہنچایا ہے۔ پاکستان کی نمو کے ماڈل میں سے ایک کمزور ترین کڑی پست ملکی بچت ہے۔ اس حوالے سے، رپورٹ کے باب 6 میں ملک میں کم بچت کے ذمہ دار عوامل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ تجزیہ یہ ثابت کرتا ہے کہ کم فی کس آمدنی، بلند مہنگائی، بڑا مالیاتی عدم توازن، بڑی اور بے ضابطہ معیشت، کمزور مالی وساطت، اور نوجوانوں پر زیادہ انحصار نے پاکستان میں بچت کو محدود کر رکھا ہے۔ سرکاری اور نجی بچت کی کمی دونوں ہی اس معمولی کارکردگی کے حصہ دار ہیں، جس کے نتیجے میں ملک میں سرمایہ کاری کم رہی ہے۔

دراصل، پچھلے برسوں میں مسلسل بڑے مالیاتی خسارے نے سرکاری اور نجی دونوں طرح کی بچتوں اور نتیجتاً سرمایہ کاری میں مطلوبہ توسیع کو نقصان پہنچایا ہے (**شکل 1.10 الف** اور **1.10 ب**)۔ یہ صورت حال قرض کے ایک چکر کی مانند

ہے، جہاں مجموعی آمدنی سے سود اور غیر سودی اخراجاتِ جاریہ کی ضروریات کو بمشکل پورا کیا جاتا ہے، چنانچہ ترقیاتی اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش محدود رہ جاتی ہے، اور اس کے نتیجے ملک کی قرض ادا کرنے کی صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔ اس معاملے کی وضاحت کی جائے تو پچھلے دو عشروں میں جی ڈی پی کے لحاظ سے سود کی ادائیگیاں ترقیاتی اخراجات سے زیادہ رہی ہیں (**شکل 1.11**)۔ دوسری جانب، سرکاری کاروباری اداروں میں مستقل ناکارگزاریوں نے قلیل مالی وسائل پر مزید بوجھ ڈالا ہے۔ اس طرح سرکاری بچت کی معدومیت اور اس کے نتیجے میں جی ڈی پی میں سرکاری سرمایہ کاری کے تناسب میں کمی کی وجہ سامنے آتی ہے، جس سے ملک میں انسانی اور طبیعی سرمائے کے معیار کو نقصان پہنچا ہے۔

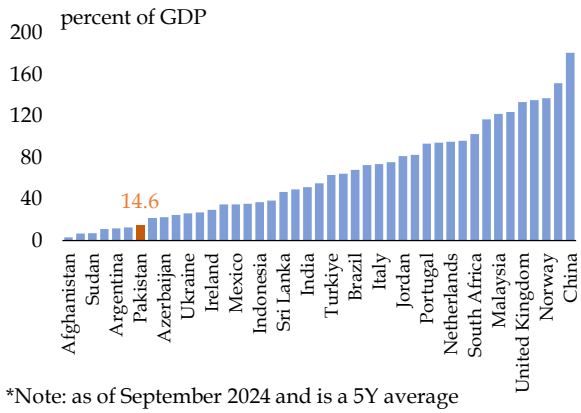
شکل 1.12: حکومتی تمسکات میں جدولی بینکوں کے ڈپازٹس، قرضے اور سرمایہ کاری



Sources: SBP and PBS

مستقلاً بھاری مالیاتی خسارے کو پورا کرنا بھی تشویش کا باعث رہا ہے۔ بیرونی رقوم کے بہاؤ اور غیر بینک مالکاری کی ناکافی دستیابی نے پاکستان میں ریاست اور بینک کا ایک مضبوط ربط پیدا کر دیا ہے، جو اکثر نجی شعبے کے قرضوں کے لیے گنجائش کم کر دیتا ہے۔ حکومت کی متواتر بلند مالکاری ضروریات نے بینکوں کو مطمئن کر دیا ہے، چنانچہ بینکاری نظام سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگا کر زیادہ منافع حاصل کرتا ہے بجائے اس کے کہ نجی شعبے کو قرض فراہم کرے (**شکل 1.12**)۔ ہم پلہ ملکوں کے مقابلے میں پاکستان میں بلحاظ جی ڈی پی قرض کے سب سے کم تناسب کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ نجی شعبے کے لیے قرضوں کی گنجائش کم رہ جاتی ہے (**شکل 1.13**)۔ چنانچہ پست مالی ترقی بچت اور سرمایہ کاری کی مزید حوصلہ شکنی کرتی ہے۔

شکل 1.13: نجی شعبے کو مقامی قرض*



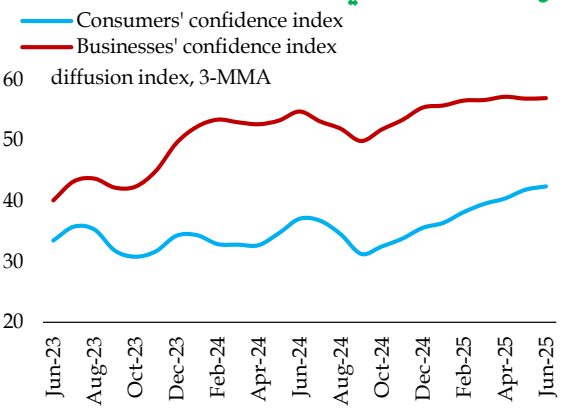
*Note: as of September 2024 and is a 5Y average
Source: WB

گہری جڑیں رکھنے والے ان چیلنجوں کے علاوہ، موسمیاتی ردوبدل کی وجہ سے بڑھتے ہوئے واقعات نے نمو کی صلاحیت کو مزید محدود کیا ہے اور مالیاتی اور بیرونی کھاتوں پر دباؤ بڑھا دیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ غذائی تحفظ کے تناظر میں غذائی درآمدات پر انحصار بڑھایا ہے۔ اسی طرح، ناسازگار کاروباری ماحول نے، جس کی خصوصیات سیاسی اور اقتصادی عدم استحکام کے بار بار واقعات، ٹیکس کی بلند شرحیں، ٹیکس کے پیچیدہ قواعد و ضوابط، لاجسٹک رکاوٹیں، گراں بار ضوابط اور امن و امان کی دشوار صورت حال ہیں، ملک میں سرمایہ کاری کے ماحول پر، خاص طور پر صنعتی شعبے کے لیے ماحول پر اثر ڈالا ہے۔

اس کے نتیجے میں اشیا سازی میں تکنیکی جدت کی کمی اور مصنوعات کی محدود تعداد نے نہ صرف ملکی برآمدات میں مستقل اضافے کی صلاحیت کو متاثر کیا ہے بلکہ درآمدات پر انحصار بھی بڑھا دیا ہے۔ اگرچہ کارکنوں کی بھیجی گئی ترسیلاتِ زر اکثر درآمدات کے اخراجات میں معاونت کرتی ہیں، تاہم برآمدات ہی وہ ذریعہ ہے جو زرمبادلہ کی آمدنی بڑھا کر بیرونی قرضوں پر ملک کا انحصار اور بیرونی دھچکوں کے اثرات کو واقعی کم کر سکتا ہے۔

یہ صورتِ حال اقتصادی لچک کو مزید مضبوط بنانے کے لیے ایک جامع طرزِ فکر کا تقاضہ کرتی ہے تاکہ معیشت کو پائیدار بنیادوں پر بلند نمو کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔ اس میں بچت اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے اور وسائل کی مؤثر تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے کئی جہتوں میں اصلاحات کی ضرورت ہے، جنہیں مربوط پالیسی اصلاحات کے ذریعے انجام دیا جائے، نیز اداروں کو مضبوط بنانے، ضوابطی فریم ورک کو آسان بنانے اور مصنوعات اور خدمات کے شعبوں میں مسابقت کو فروغ دینے کے لیے مارکیٹ کا ڈھانچا بہتر بنانا بھی شامل ہے۔

شکل 1.14 : اعتماد کے اشاریے*



Source: SBP

اس تناظر میں، مالیاتی پالیسی میں اصلاحات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان اصلاحات کا مطلب ہے آمدنی اور اخراجات کی اصلاحات کے ذریعے، اور پائیدار نمو کو سہارا دینے کی غرض سے انفراسٹرکچر کی تعمیر کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا کر کے مالیاتی یکجائی کو جاری رکھنا۔ آمدنی کے پہلو سے، ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھانے پر پالیسی اقدامات کو مرکوز ہونا چاہیے، ٹیکس سے چھوٹ کو معقول بنایا جائے، ٹیکس نظام میں ایسے ہر تفاوت کو ختم کیا جائے جو اشیا سازی میں سرمایہ کاری کو روکنے والی ہو، نیز ٹیکس قوانین اور طریقہ کار کو سادہ بنا کر ٹیکس انتظامیہ میں بہتری لائی جائے، اور معیشت کی دستاویزیت میں اضافہ کیا جائے۔

جہاں تک اخراجات کا سوال ہے تو حکومت کی مختلف سطحوں یعنی وفاقی، صوبائی اور مقامی حکومتوں کے درمیان ہم آہنگی بڑھا کر قلیل وسائل کے بہتر اختصاص اور اخراجات کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد دی جاسکتی ہے۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے اداروں (پی ایس ای) کی عملی کارکردگی کو بہتر بنا کر، نظم و نسق میں اصلاحات لا کر اور نجکاری کو تیز کر کے ان کا خسارہ کم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح، توانائی کے شعبے میں بہدف زرِ اعانت متعارف کرانے سے نہ صرف مالیاتی اخراجات کی ضروریات کم ہوں گی بلکہ گردشی قرضہ جمع ہونے کا سلسلہ بھی کم کیا جا سکے گا۔

حکومت نے گردشی قرضہ کنٹرول کرنے کے لیے اصلاحات کا آغاز کر دیا ہے۔ کچھ اہم پالیسی اقدامات میں توانائی کے نرخوں میں بروقت ردوبدل کرنا شامل ہے تاکہ لاگت کی واپسی کو یقینی بنایا جا سکے، نیز بلحاظ صلاحیت ادائیگیاں (capacity payments) محدود کرنے کے لیے ناکارہ پلانٹس کا جلد خاتمہ، اور گرڈ کی طلب بڑھانا بھی شامل ہیں۔ اس حوالے سے، **باکس 3.1** میں ملکی تجربے کی بنیاد پر قومی گرڈ کے لیے بجلی کی طلب بحال کرنے اور بلحاظ صلاحیت ادائیگیوں کا بوجھ مزید کم کرنے کے لیے متعدد پالیسی اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔

یہ اصلاحات حکومت کو مالیاتی اور قرضہ جاتی استحکام کے حصول میں معاون ثابت ہوں گی (**باکس 4.1**)، میزانی قرض گیری کی ضروریات کو کم کریں گی، سرکاری خاکہ قرض میں بہتری لائیں گی (**باکس 4.2**)، اقتصادی دھچکوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مالیاتی بفر بنانے میں مدد کریں گی، اور ریاست اور بینک کے ربط کو کمزور کریں گی۔ نتیجتاً سرکاری بچت میں اضافہ نجی بچت کو بھی مہمیز دے گا۔

اسی طرح، زرعی اجناس کی منڈی میں اصلاحات، اور کم از کم سرکاری قیمت اور اجناس کی خریداری کا خاتمہ اس بات کا اضافی تقاضہ کرتے ہیں کہ آڑھتیوں (middle-men) کے ہاتھوں کاشت کاروں کا استحصال ختم کرنے کے لیے تھوک منڈیاں قائم کی جائیں اور منڈی کی بنیاد پر اجناس کی مؤثر تجارت کو یقینی بنایا جائے۔ مزید برآں، زرعی اجناس کی درآمد اور برآمد دونوں کو ضوابط سے آزاد (de-regulated) کیا جانا چاہیے تاکہ مسابقتی منڈی قائم ہو اور بہتر قیمتیں متعین ہو سکیں۔ اس طرح اس سے سرمایہ کاری کو بھی راغب کرنے میں مدد ملے گی جو انتہائی ضروری ہے، خاص طور پر ماحول سے مزاحم (climate-resistant) اور زیادہ پیداوار والی فصلوں کی اقسام تیار کرنے کے لیے، جو زرعی شعبے کی نمو کے امکانات کو کام میں لانے کے لیے ضروری ہیں۔

اس کے علاوہ، آبپاشی کے پانی کا مؤثر انتظام زرعی پیداواریت پر موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو کم کرنے میں مدد دے سکتا ہے (**باکس 2.1**)۔ اسی طرح، ملک کو اپنے بڑے اور ثابت شدہ معدنی ذخائر سے فائدہ اٹھا کر نمو کو تیز کرنے کی ضرورت ہے (**باکس 2.2**)۔ مزید برآں، ملک کا سیاحت کا شعبہ بھی اقتصادی نمو اور روزگار کو فروغ دینے کی نمایاں صلاحیت رکھتا ہے (**باکس 2.3**)۔

بیرونی شعبے میں، اگرچہ حکومت کے حالیہ پالیسی اقدامات جو برآمدات مخالف رجحان کو ختم کرنے کے لیے کیے گئے ہیں، برآمدی مسابقت کی بہتری میں مدد دیں گے، تاہم غیر محصولاتی رکاوٹوں (این ٹی بی) اور ضمنی محصولات کو بھی شامل کرنے کے لیے ان کوششوں کا دائرہ کار بڑھانا چاہیے (**باکس 5.1**)۔ اس کے علاوہ، اہم صنعتی خام مال کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ –مثلاً پٹرولیم کیمیکلز– نہ صرف برآمدی مسابقت کو بہتر کرے گا بلکہ درآمدات پر انحصار بھی کم کرے گا (**باکس 5.3**)۔

1.2 اقتصادی منظرنامہ

مالی سال 26ء کے آغاز پر پاکستان کی مجموعی معاشی حالت بڑی حد تک مستحکم تھی۔ معاشی استحکام کے ساتھ زری پالیسی کے محتاط طرزِ عمل نے کاروباری اداروں اور گھرانوں کا اعتماد بحال کیا (**شکل 1.14**)۔ اس دوران، بیرونی کھاتے کی مستحکم پوزیشن، اور جاری مالیاتی یکجائی اور آئی ایم ایف کے ای ایف پروگرام کے تحت اصلاحات کے نفاذ کے سبب قرضہ جاتی درجہ بندی کی تین بڑی بین الاقوامی ایجنسیوں نے پاکستان کی درجہ بندی اپریل سے اگست 2025ء کے درمیان بہتر کر دی۔[3] تاہم، سیلاب سے متاثرہ زراعت اور بنیادی ڈھانچے کو پہنچنے والے نقصان نے مجموعی معاشی منظرنامے کے لیے خطرات پیدا کر دیے ہیں۔

پاکستان کے دو صوبوں خیبر پختونخوا اور پنجاب میں سیلاب نے وسیع رقبہ ڈبو دیا، جس سے انسانی جانوں، زرعی پیداوار اور انفراسٹرکچر کو وسیع پیمانے پر نقصان پہنچا۔ سیلاب نے خاص طور پر خریف کی اہم فصلوں چاول، کپاس، مکئی اور گنا کے زیرِ کاشت علاقوں کو ڈبو دیا جبکہ سیلاب کے بعد زمین کی زرخیزی ربیع کی فصلوں میں پیداوار کو بہتر بنا کر ان نقصانات کا جزوی ازالہ کر سکتی ہے، چنانچہ مجموعی زرعی پیداوار پر نمایاں اثر پڑ سکتا ہے۔ مزید برآں، سیلاب رسدی زنجیر کو بھی متاثر کر سکتے ہیں، ملکی طلب کو کمزور کر سکتے ہیں اور زراعت پر منحصر صنعتوں کے لیے خام مال کی دستیابی کو محدود کر سکتے ہیں۔

تاہم، توقع ہے کہ پالیسی ریٹ میں نمایاں کمی کے تاخیری اثرات اقتصادی سرگرمیوں کی رفتار برقرار رکھیں گے۔ جولائی تا اگست مالی سال 26ء میں گاڑیوں، سیمنٹ، پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت، اور درآمدی حجم جیسے بلند تعدد کے اشاریوں میں قابلِ ذکر اضافہ اس رائے کی تصدیق کرتے ہیں۔ مزید برآں، ترقیاتی اخراجات میں منصوبہ بند اضافہ اور سیلاب کے بعد تعمیرِ نو کے اقدامات سے امکان ہے کہ مالی سال 26ء کے دوران تعمیراتی سرگرمیاں زور پکڑیں گی۔ ان تبدیلیوں کے پیشِ نظر، اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 26ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو سابقہ تخمینوں کی حد 3.25 سے 4.25 فیصد کے نچلے حصے کے قریب رہے گی۔

انفراسٹرکچر کو سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی وجہ سے متاثرہ علاقوں کی بحالی اور تعمیرِ نو کے لیے اخراجات کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ تاہم، مالیاتی یکجائی کے جاری اقدامات، جن میں توانائی کے شعبے کے گردشی قرضے اور بجلی پر بہدف زرِاعانت کو کنٹرول کرنے کی کوششیں شامل ہیں، کے ساتھ ساتھ قرض کی واپسی میں اعتدال سے توقع ہے کہ اخراجات میں اضافہ محدود رہے گا۔

محصولات کے پہلو سے دیکھا جائے تو جاری ٹیکس اصلاحات اور معیشت کی دستاویزیت بڑھانے کی کوششوں سے ٹیکس وصولیاں مستحکم رہنے کی توقع ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگست 2025ء میں اسٹیٹ بینک کے منافع کی قابلِ ذکر منتقلی سے بھی مجموعی محصولات کی نمو بڑھنے کی توقع ہے۔ ان حالیہ تبدیلیوں کے پیشِ نظر،

[3] فچ ریٹنگز نے پاکستان کی ریاستی قرضہ جاتی درجہ بندی اپریل 2025ء میں +CCC سے -B کر دی جسے مستحکم منظرنامے سے تعبیر کیا گیا۔ ایس اینڈ پی گلوبل ریٹنگز نے بھی اس کی پیروی میں جولائی میں درجہ بندی +CCC سے -B کر دی۔ اگست 2025ء میں موڈیز نے آئی ایم ایف کے تحت بہتر بیرونی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے پاکستان کی درجہ بندی Caa2 سے Caa1 کر دی۔ ماخذ: فچ ریٹنگز، موڈیز، اور ایس اینڈ پی گلوبل۔

اسٹیٹ بینک کا اندازہ ہے کہ مالی سال 26ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 3.8 سے 4.8 فیصد کی حد میں رہے گا۔

جدول 1.2: مالی سال 26ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	ہدف	اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں
شرح نمو (فیصد)		
حقیقی جی ڈی پی[الف]	4.2	3.25 – 4.25
ص ا ق (اوسط)[الف]	7.5	5.0 – 7.0
ارب ڈالر		
ترسیلات زر[الف]	39.4	39.0 – 40.0
برآمدات (ایف او بی)[الف]	35.3	32.0 – 33.0
درآمدات (ایف او بی)[الف]	65.2	63.5 – 64.5
فیصد جی ڈی پی		
مالیاتی خسارہ[ب]	3.9	3.8 – 4.8
جاری کھاتے کا خسارہ[الف]	0.5	0.0 – 1.0

ماخذ: [الف] ایم او پی اینڈ ایس آئی، [ب] ایم او ایف 2025-26ء

اقتصادی سرگرمیوں میں اضافے اور زرعی اجناس کی متوقع قلت کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مالی سال 26ء میں درآمدات میں متناسب اضافہ ہو۔ دوسری طرف، عالمی طلب میں سست روی اور زرعی پیداوار کو پہنچنے والے نقصانات برآمدات پر اثر انداز ہونے کی توقع ہے۔ تاہم، دیگر حریف ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی برآمدات پر کم امریکی ٹیرف سیلاب اور منفی عالمی تبدیلیوں کے اثرات کو جزوی طور پر کم کر سکتا ہے۔ مزید برآں، کارکنوں کی بھیجی ہوئی ترسیلات معیشت کی رفتار کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور ممکنہ طور پر تجارتی خسارے کی خرابی کو جزوی طور پر زائل کرنے میں مددگار رہیں گی۔ ان رجحانات کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک کا کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کا تخمینہ مالی سال 26ء میں جی ڈی پی کے صفر سے 1.0 فیصد کی حد میں رہنے کا ہے۔

سیلاب کے باعث تلف پذیر غذائی اشیا کی قلت بھی غذائی قیمتوں پر اضافے کا دباؤ ڈال سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، غذا اور توانائی کی مہنگائی بھی ممکنہ طور پر بڑھنے کی توقع ہے کیونکہ ساز گار بنیادی اثر (base effect) ختم ہو رہا ہے۔ جولائی 2025ء میں گیس کے نرخوں میں بڑے اضافے سے اور مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں لاگو بجلی کی قیمتوں میں ریلیف ختم ہونے سے، مالی سال 26ء میں توانائی کی قیمتیں بڑھنے کی توقع ہے۔ تاہم محدود ملکی طلب، اجناس کی خوش آئند عالمی قیمتوں اور بیرونی منظر نامے کے استحکام کے ساتھ، مہنگائی کا مضمر دباؤ قابو میں رہنے کا امکان ہے۔ ان رجحانات اور تبدیلیوں کے پیشِ نظر عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت درمیانی مدت کے ہدف کی حد 5.0 سے 7.0 فیصد کے بالائی سرے سے، مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں بڑھ سکتی ہے جس کے بعد وہ مالی سال 27ء میں ہدف کی رینج میں آجائے گی (**جدول 1.2**)۔

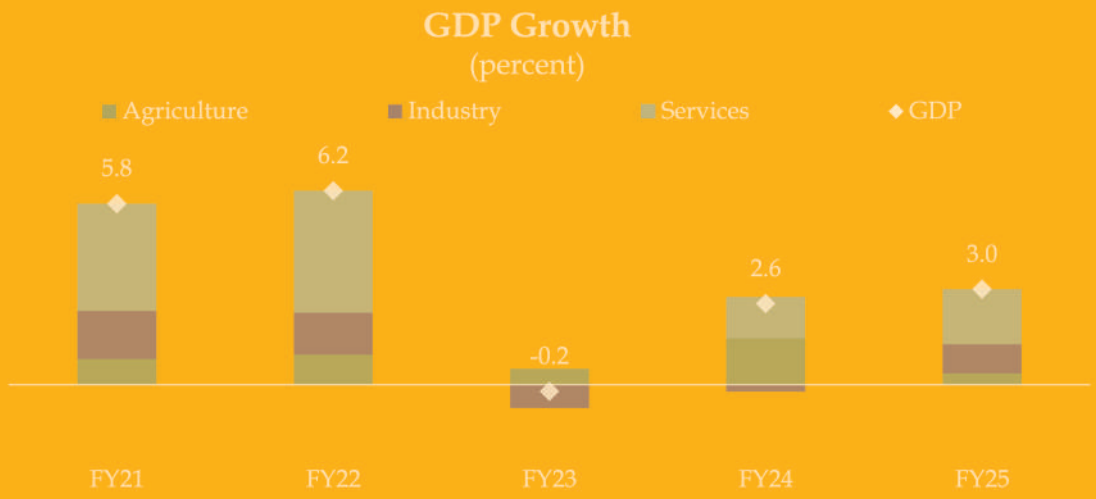
یہ منظر نامہ سیلابوں کے سامنے آنے والے اثرات، غیر یقینی جغرافیائی و سیاسی ماحول، اور عالمی تجارتی کی غیر یقینی صورتِ حال سے پیدا ہونے والے خطرات پر منحصر ہے۔ سیلاب سے زراعت اور انفراسٹرکچر کو ہونے والے نقصانات ممکنہ طور پر جڑواں خسارے کی پیش گوئی اور مہنگائی کے منظر نامے کے لیے اضافی خطرات پیدا کر سکتے ہیں، جبکہ نمو کے لیے منفی خطرات لا سکتے ہیں۔ اسی طرح، جغرافیائی و سیاسی اور تجارت کی غیر یقینی صورت حال اجناس کی عالمی قیمتوں میں بڑھتے ہوئے اتار چڑھاؤ کا سبب بن سکتی ہے اور کمزور عالمی نمو اور تجارتی بہاؤ کے ذریعے بیرونی منظر نامے پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔



2

اقتصادی نمو

مالی سال 25ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں معتدل نمو ہوئی ، جسے خدمات کے شعبے میں بلند نمو اور صنعتی سرگرمیوں میں بحالی سے تقویت ملی۔ جس کا بنیادی سبب خدمات کا شعبہ تھا ، جبکہ صنعت کے شعبے میں معمولی بحالی ہوئی۔ زراعت کے شعبے کی نمو خاصی سست رہی ، جس کی اہم وجوہات میں ناسازگار موسمی حالات اور پالیسی میں بے یقینی کے باعث اہم فصلوں کی پیداوار میں وسیع البنیاد کمی اور خام مال کا پست استعمال شامل ہیں۔ اس سے قطع نظر ، دیگر فصلوں کی پیداوار میں اضافے سے اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی کی جزوی تلافی ہوگئی۔ خدمات کے شعبے کی نمو میں اہم کردار عمومی حکومت ، دیگر خدمات ، ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری اور آئی سی ٹی نے ادا کیا ، جبکہ تھوک اور خردہ تجارت کمزور رہی۔ صنعت میں بحالی بڑی حد تک بجلی ، گیس اور پانی کی فراہمی اور تعمیرات کے شعبوں کے قدراضافی کی بحالی کے باعث ممکن ہوئی۔مینوفیکچرنگ کے شعبے کی نمو سست رہی ، جس کا اہم سبب بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) اور کان کنی اور کوہ کنی کی پیداوار میں کمی ہے۔ مالی سال 25ء کے دوران جی ڈی پی میں اپنے حصے میں کمی سے قطع نظر اخراجات کے لحاظ سے حقیقی جی ڈی پی کی پیمائش میں بدستور صرف کا غلبہ ہے۔ دوسری جانب ، سرمایہ کاری میں معمولی اضافہ ہوا جو بچتوں میں اضافے سے ہم آہنگ تھا۔ افرادی قوت کی مارکیٹ کے اظہاریوں میں بھی کچھ بہتری کے ساتھ روزگار میں کچھ اضافہ(مینوفیکچرنگ کے شعبے میں) ہوا اور ملازمین بھرتی کرنے کے متعلق کاروباری اداروں کے احساسات میں بہتری سے معاشی سرگرمی میں کچھ اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔



2 اقتصادی نمو

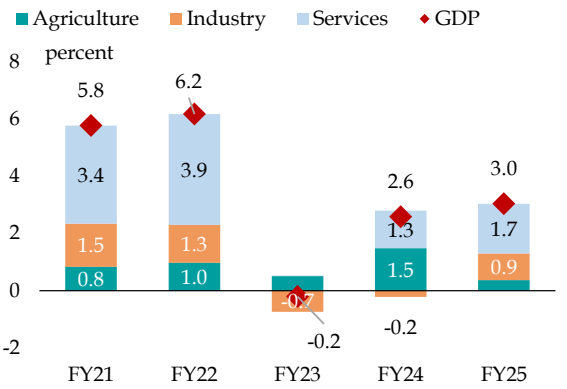
2.1 جی ڈی پی کی نمو

مالی سال 25ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں 3.0 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کے 2.6 فیصد کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ معاشی نمو میں اضافے کا بڑا محرک خدمات کا شعبہ رہا اور خصوصاً چوتھی سہ ماہی کے دوران صنعت میں بحالی ہوئی، جبکہ زراعت کے شعبے میں نمایاں سست رفتاری دیکھی گئی (**شکل 2.1**)۔ شرح سود میں تیزی سے کمی کے بعد مالی حالات اور بیرونی شعبے کی پوزیشن میں بہتری، اجناس کی کم قیمتیں اور بہتر کاروباری احساسات کے بل بوتے پر حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں اضافہ ہو گیا (**جدول 2.1**)۔

تاہم بحالی کی رفتار ماحولیاتی تبدیلی کے حالات میں اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی اور فصلوں کی قیمتوں کے مارکیٹ پر مبنی تعین پر منتقلی کے باعث محدود رہی۔ مزید برآں، محتاط زری پالیسی اور معاشی استحکام کو تقویت دینے کے لیے مالیاتی یکجائی کے اقدامات کے باعث ملکی طلب قابو میں رہی۔ مزید برآں، خام مال کی بلند لاگتوں (توانائی اور خام مال کی قیمتوں دونوں) نے کچھ بڑی صنعتوں، خصوصاً کم قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل، کیمیکل اور غذائی پروسیسنگ کی پیداوار کو متاثر کیا۔

خدمات کے شعبے میں وسیع البنیاد نمو ہوئی، جس میں اہم کردار عمومی حکومت، دیگر خدمات، ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری، آئی سی ٹی خدمات اور مالیات اور بیمہ کی بحالی نے ادا کیا۔ خدمات میں سب سے بڑا حصہ رکھنے والی تھوک اور خردہ تجارتی خدمات

شکل 2.1: حقیقی جی ڈی پی نمو میں حصہ



Source: PBS

میں معمولی نمو ہوئی، جو اجناس پیدا کرنے والے شعبوں، خصوصاً اہم فصلوں اور ایل ایس ایم، کی کمزور کارکردگی کو ظاہر کرتی ہے۔

صنعتی سرگرمیوں کی بحالی کو بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی اور تعمیرات کے ذیلی شعبوں کے قدر اضافی میں خاصے اضافے سے تقویت ملی۔ خصوصاً، چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی کے بل بوتے پر مینوفیکچرنگ نے بھی مثبت کارکردگی دکھائی، جبکہ کان کنی اور کوہ کنی کے شعبے میں مالی سال 25ء کے دوران مسلسل چوتھے برس کمی درج کی گئی۔

تاہم مینوفیکچرنگ کے شعبے کی نمو سست رہی جس کا اہم سبب ایل ایس ایم میں کمی تھی۔ ایسا ایل ایس ایم کے ذیلی شعبوں میں نمو کے باوجود دیکھا گیا۔ اس سے قطع

جدول 2.1: جی ڈی پی کی نمو

نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجے میں

	م س24ء ن					م س25ء ع					حصہ	
	سہ1	سہ2	سہ3	سہ4	سال	سہ1	سہ2	سہ3	سہ4	سال	م س24ء	م س25ء
جی ڈی پی	**2.6**	**2.0**	**2.5**	**3.3**	**2.6**	**1.8**	**1.9**	**2.8**	**5.7**	**3.0**	**2.6**	**3.0**
زراعت	8.3	5.9	4.0	7.4	6.4	1.5	2.0	2.4	0.2	1.5	1.5	0.4
صنعت	-4.1	-0.3	2.8	-3.1	-1.2	0.3	0.2	1.2	19.9	5.3	-0.2	0.9
خدمات	2.5	1.2	1.8	3.6	2.3	2.4	2.5	3.5	3.7	3.0	1.3	1.7

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.2: اخراجات کے لحاظ سے حقیقی جی ڈی پی

جی ڈی پی کا فیصد

	م س21ء	م س22ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء
مجموعی صرف	94.4	96.4	93.5	93.6	92.9
گھرانے*	83.5	85.9	83.2	84.8	83.4
حکومت	10.9	10.5	10.3	8.9	9.5
سرمایہ کاری	14.5	15.6	14.0	13.2	14.3
خالص برآمدات	-8.9	-12.0	-7.5	-6.8	-7.2
برآمدات	9.1	10.5	10.5	10.4	10.0
درآمدات	18.0	22.5	18.0	17.2	17.2
یادداشتی اجزا					
قومی بچتیں	13.7	10.9	13.0	12.6	14.1
بچت اور سرمایہ کاری کا فرق	-0.8	-4.7	-1	-0.6	-0.2

* بشمول گھرانوں کو خدمات فراہم کرنے والے غیر منافع بخش ادارے

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور سالانہ منصوبہ 26-2025ء

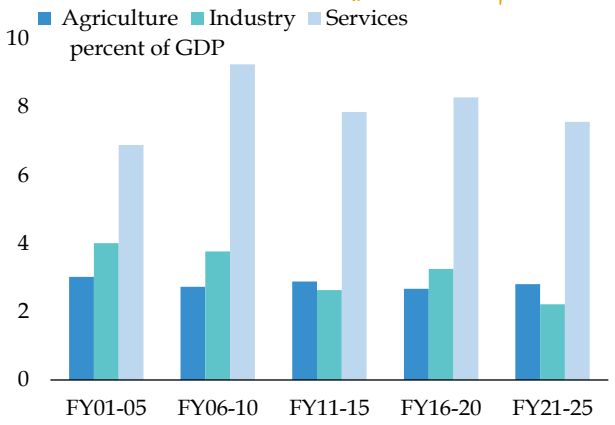
نظر، مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں ایل ایس ایم کی پیداوار میں اضافہ دیکھا گیا، جو درآمدات اور گاڑیوں کی فروخت سمیت بلند فریکوینسی کے متعدد اظہاریوں کے مثبت رجحانات سے ہم آہنگ تھا۔

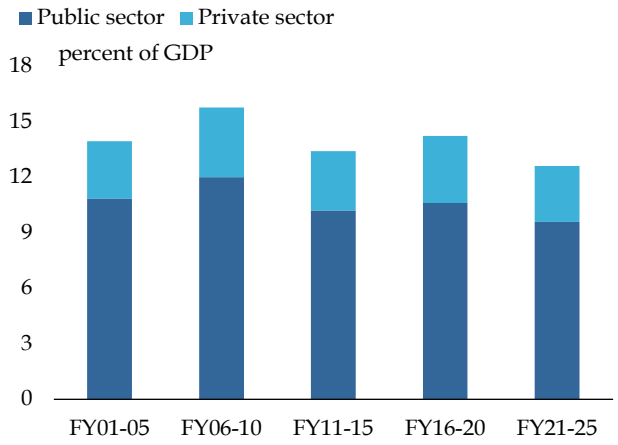
خدمات اور صنعت کی بہتر کارکردگی کے ساتھ مالی سال 25ء کے دوران ان شعبوں کے روزگار میں معمولی اضافہ ہوا۔ یہ رجحانات ملازمتوں کی حالیہ اور مستقبل میں تخلیق اور آن لائن جاب پوسٹنگ کے بارے میں کاروباری اداروں کے بہتر احساسات سے بھی ہم آہنگ ہیں۔

زراعت کے شعبے کی نمو میں سست رفتاری کا سبب اہم فصلوں کی پیداوار میں تیزی سے کمی تھی، جس میں رقبے اور یافتوں میں کمی دونوں نے اہم کردار ادا کیا۔ ناسازگار موسم، پچھلے برس فصلوں کی کم قیمتوں کے باعث کاشت کاروں کی آمدنی میں کمی جو کھاد اور کیڑے مار ادویات جیسے خام مال کے استعمال میں کمی پر منتج ہوئی، اور کم از کم امدادی قیمت کے متعلق بے یقینی نے مالی سال 25ء میں اہم فصلوں کے رقبے اور یافتوں کو متاثر کیا۔[1] اس سے قطع نظر دیگر فصلوں کی پیداوار اور گلہ بانی کے شعبے کی نمو میں اضافہ (اگرچہ گذشتہ برس کے مقابلے میں کم تھا) تاہم اسے دودھ اور مرغیوں کی بلند پیداوار سے تقویت ملی، اور اس نے اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی کی مکمل تلافی کر دی۔

اخراجات کے لحاظ سے حقیقی جی ڈی پی کی پیمائش ظاہر کرتی ہے کہ یہ بدستور صرف پر مبنی ہے (**جدول 2.2**)۔ تاہم صرف کے حصے میں گذشتہ برس کی نسبت معمولی کمی

شکل 2.2: خام معین تشکیل سرمایہ





Source: PBS

[1] حکومت نے مالی سال 25ء کی فصل کے لیے گندم کی مارکیٹ کو ڈی ریگولیٹ کر دیا۔ ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق https://mnfsr.gov.pk/index۔ اس کے علاوہ، گنے اور کپاس کے لیے کم از کم امدادی قیمت / علامتی قیمتوں کا اعلان بھی نہیں کیا گیا۔

جدول 2.3: زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری

نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجے میں

	م س24ء ن					م س25ء ع					حصہ	
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	م س24ء	م س25ء
زراعت	**8.3**	**5.9**	**4.0**	**7.4**	6.4	**1.5**	**2.0**	**2.4**	**0.2**	**1.5**	**6.4**	**1.5**
فصلیں	16.7	10.8	3.0	14.0	10.9	0.0	-2.7	1.7	-2.8	-1.0	3.7	-0.4
اہم فصلیں	30.5	15.1	1.5	25.7	17.1	-12.9	-13.0	-9.5	-17.6	-13.1	3.2	-2.7
دیگر فصلیں	-1.5	-0.1	1.1	0.8	0.1	21.0	20.2	19.2	18.0	19.6	0.0	2.6
کپاس کی جننگ	34.1	61.4	61.0	35.3	47.2	-1.5	-19.2	-26.7	-26.6	-19.0	0.5	-0.3
گلہ بانی	4.6	2.7	4.9	5.0	4.4	2.4	5.8	2.6	1.4	2.9	2.7	1.8
جنگل بانی	4.3	-1.2	-3.5	-2.9	-0.9	0.5	2.8	3.8	3.6	2.7	0.0	0.1
ماہی گیری	0.7	0.8	0.7	0.9	0.8	-0.1	1.9	0.5	2.2	1.4	0.0	0.0

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

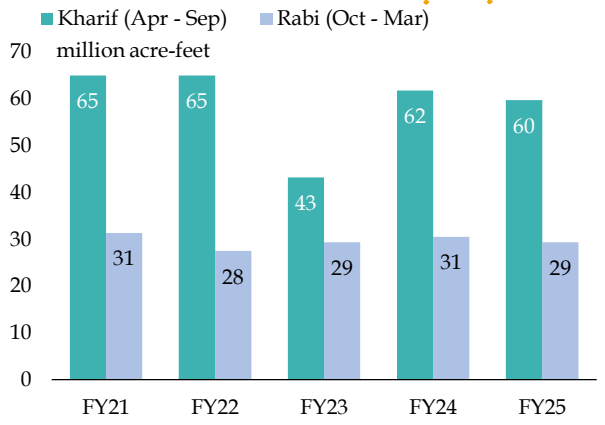
ہوئی، جسے گھرانوں کے صرف (consumption) میں معمولی کمی سے منسوب کیا گیا ہے، اور اس کی کسی حد تک تلافی حکومتی صرف میں اضافے سے ہو گئی۔ اس سے بچتوں اور سرمایہ کاری کا فرق کم ہو گیا، اس کے باوجود کہ سرمایہ کاری میں اضافہ جی ڈی پی کے 14.3 فیصد کے برابر تھا، جبکہ مالی سال 24ء میں یہ اپنی کم ترین سطح پر پہنچ گئی تھی۔

مالی سال 25ء میں اضافے سے قطع نظر سرکاری اور نجی سرمایہ کاری دونوں میں کمی کا رجحان رہا ہے، خصوصاً، صنعت میں (**شکل 2.2**)۔ کمی کا یہ رجحان پیداواری گنجائش میں توسیع، سرمائے کی گہرائی اور معیشت کی پیداواریت کے لیے خوش آئند نہیں ہے۔ اس تناظر میں، ملکی بچتوں اور سرمایہ کاری کو بیرونی کھاتے پر دباؤ ڈالے بغیر بڑھانا بلند معاشی نمو برقرار رکھنے کے لیے کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔

2.2 زراعت

مالی سال 25ء کے دوران زرعی شعبے کی قدر اضافی میں 1.5 فیصد کی معمولی نمو ہوئی، جو گذشتہ برس کی 6.4 فیصد نمو کے مقابلے میں خاصی کم ہے (**جدول 2.3**)۔ اس سست رفتاری کو ناسازگار موسم اور خام مال کے کم استعمال سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں، کم از کم امدادی قیمت کو مرحلہ وار ختم کرنے کے حکومتی فیصلے نے اہم فصلوں (گندم، کپاس اور گنا) کی قیمتوں کے بارے میں غیر یقینی صورت حال پیدا کر دی تھی۔

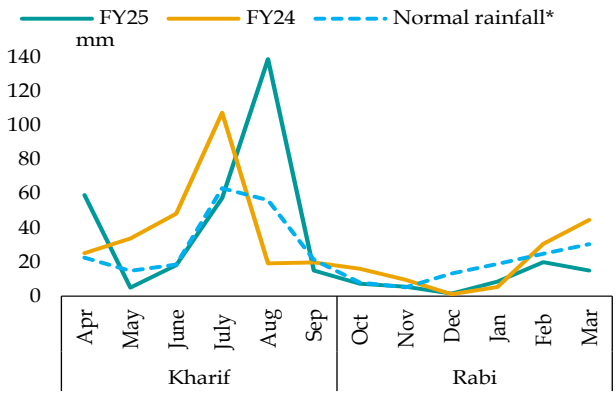
شکل 2.3: آبپاشی کے پانی کا اجرا



Source: IRSA

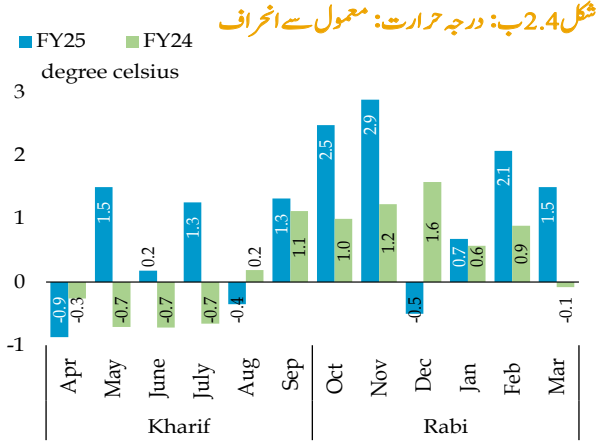
باضابطہ مارکیٹ، خصوصاً گندم کے لیے، کی پالیسی کی جگہ مارکیٹ پر مبنی طرز فکر اختیار کرنے کے نتیجے میں اہم فصلوں کی مارکیٹ کی قیمتوں کے بارے میں اتار چڑھاؤ پیدا ہوا، جس نے کاشت کاروں کے بوائی کے فیصلوں کو متاثر کیا۔ اس کے ساتھ مالی سال 24ء میں فصل کی کم قیمتوں کا نتیجہ تمام اہم فصلوں، علاوہ چاول اور گنا، کے زیر کاشت رقبے میں کمی کی صورت میں برآمد ہوا، کیونکہ کاشت کار دیگر مسابقتی قیمتوں

شکل2.4الف: بارش کے رجحانات



*long-term average of respective months is for 1961-2010
Source: PMD

شکل2.4ب: درجہ حرارت: معمول سے انحراف



*normal period of respective months is for 1961-1990

پر منتقل ہو گئے تھے۔ دیگر فصلوں کی پیداوار میں 19.6 فیصد کی بلند نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس ان میں 0.1 فیصد کی معمولی نمو ہوئی تھی۔

مالی سال24ء کے دوران فصلوں کی قیمتوں میں یہ کمی اور مالی سال25ء میں خام مال کی بلند لاگتوں کے باعث کاشت کاروں کی آمدنی سکڑ گئی، جو خام مال کے کم استعمال پر منتج ہوئی۔ اس کے ساتھ ناسازگار موسمی حالات اور مصدقہ بیجوں کی قلت نے تقریباً تمام اہم فصلوں کی یافتوں کو متاثر کیا۔ اس لیے تمام فصلوں کی پیداوار کم ہو گئی، اور کپاس اور مکئی کی پیداوار میں تیزی سے کمی دیکھی گئی۔ کپاس کی جننگ بھی کم رہی جو کپاس کی ملکی پیداوار میں کمی سے ہم آہنگ ہے۔

دیگر فصلوں کی پیداوار بڑھانے میں سبز چارے، پھلوں، سبزیوں، روغنی بیجوں، اور تمباکو کی بلند پیداوار نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کا سبب زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ ہے، کیونکہ کاشت کار تل کے بیجوں، توریا/سرسوں اور سبزیوں اور جیسی منافع بخش فصلوں پر منتقل ہو گئے۔ اس کے ساتھ گلہ بانی شعبے کے قدر اضافی میں خاصے اضافے نے اہم فصلوں اور کپاس کی جننگ کی پیداوار میں کمی کی مکمل تلافی کر دی۔ مالی سال 25ء میں زراعت کے دو دیگر شعبوں جنگل بانی اور ماہی گیری میں بھی توسیع ہوئی۔

حکومت نے خام مال کی دستیابی یقینی بنانے اور کسان کارڈ، لائیو اسٹاک کارڈ، گرین ٹریکٹر اسکیم اور گندم پر زراعانت پروگرام 2025ء کے ذریعے کاشت کاروں کو اعانت کی فراہمی جاری رکھی۔[2] مزید برآں، مالی سال25ء کے دوران زرعی مشینری کی درآمدات میں 20.0 فیصد اضافے سے اس شعبے میں مشینوں کے بڑھتے ہوئے استعمال کی نشاندہی ہوتی ہے (**باب 5**)۔ مشینوں کے استعمال میں اضافے کو وزیر اعظم کے یوتھ بزنس اور زرعی قرضہ اسکیم جیسی اسکیموں سے بھی تقویت ملی۔[3]

جدول2.4: مصدقہ بیجوں کی دستیابی

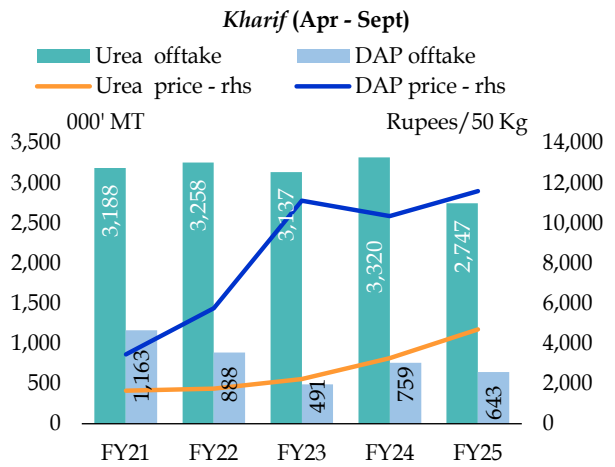
	م س24ء		م س25ء	
	دستیابی (میٹرک ٹن)	ضروریات کا فیصد	دستیابی (میٹرک ٹن)	ضروریات کا فیصد
گندم	529,097	48	569,761	50
کپاس	25,425	51	17,684	32
دھان	57,072	125	68,615	114
مکئی	32,157	97	29,503	90

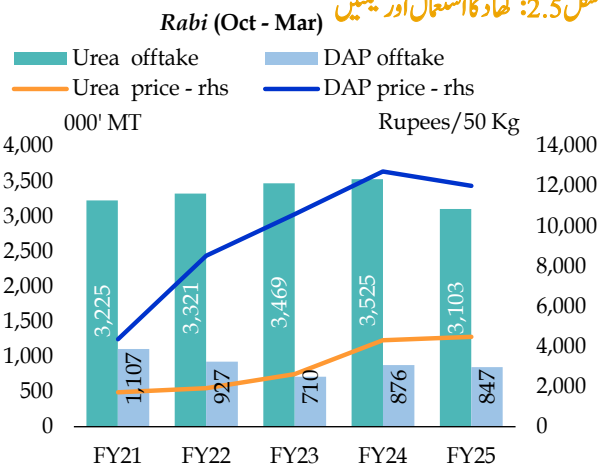
ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 25-2024ء اور ایف سی اے ورکنگ پیپرز۔

[2] اس پروگرام کا مقصد گندم کے چھوٹے کاشتکاروں (مالکان اور کرایہ داروں) کو 5,000 روپے فی ایکڑ فراہم کرنا ہے۔ ماخذ: حکومت پنجاب (https://wsp2025.punjab.gov.pk/)۔

[3] پہلے مرحلے میں 9,500 چھوٹے کسانوں کو بیلٹنگ کے ذریعے 10 لاکھ روپے فی ٹریکٹر کا زراعانت دیا گیا۔ دوسرے مرحلے میں مزید 20,000 ٹریکٹرز کے لیے زراعانت فراہم کیا جائے گا۔ ماخذ: حکومت پنجاب (https://agripunjab.gov.pk/green-tractor-scheme)۔

شکل 2.5: کھاد کا استعمال اور قیمتیں





Sources: NFDC and PBS

خام مال

بیج

مالی سال 25ء کے دوران بھی دھان / چاول کے علاوہ اہم فصلوں میں وسیع پیمانے پر بیجوں کی قلت کا سامنا کرنا پڑا (**جدول 2.4**)۔ اگرچہ مصدقہ بیجوں کی دستیابی میں کچھ بہتری آئی، تاہم یہ ناکافی ثابت ہوئی اور اس سے صرف نصف ضروریات کو پورا کیا جا سکا۔ مالی سال 25ء میں کپاس کی صورت حال مزید بگڑ گئی، اور اس کی کوریج کم ہو کر مجموعی ضروریات کا تقریباً ایک تہائی رہ گئی۔ بیجوں کی دستیابی اور طلب کے درمیان یہ مستقل فرق اچھی اور ہدف کے مطابق اصلاحات کا متقاضی ہے۔ قیمتوں اور نئی اقسام کے معیار پر نظر رکھنے کے لیے مقررہ مدت پر مبنی رجسٹریشن پروسیس[4] کا قیام بھی ضروری ہے تاکہ مصدقہ بیجوں کی پیداوار کو بڑھا کر زرعی پیداواریت میں اضافہ یقینی بنایا جا سکے۔

ماحولیاتی حالات

مالی سال 25ء کے دوران ماحولیاتی تغیر پذیری کا سلسلہ جاری رہا اور زمین کی سطح کا بلند درجہ حرارت اور بے ترتیب بارشوں کا رجحان دیکھا گیا۔ یہ حالات خریف کی فصلوں کی بوائی میں تاخیر اور یافتوں، خصوصاً کپاس، چاول اور گندم پر منفی اثرات مرتب کرنے کا باعث بنے۔[5]

پانی

مالی سال 25ء میں آبپاشی کے پانی کا استعمال بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہا (**شکل 2.3**)۔ خریف مالی سال 25ء کے دوران 'ارسا' نے طے شدہ حصے کے مطابق پانی فراہم کیا، تاہم اگست میں بھاری بارشوں کے باعث اگست تا ستمبر 2024ء کے دوران صوبوں کی جانب سے پانی کے کم استعمال کا سبب شدید بارشیں تھی۔[6]

خریف مالی سال 25ء میں بھی بارشوں کا رجحان بے ترتیب رہا، کیونکہ سیزن کا آغاز اپریل 2024ء میں بارشوں کی بلند ترین سطح (1961ء کے بعد) سے ہوا، جس کے بعد جولائی 2024ء میں معمول سے کم بارشیں ہوئیں۔ اگست میں اوسط سطح کے مقابلے میں خاصی زیادہ بارشیں ہوئیں، جس کے بعد ستمبر 2024ء میں بارشیں معمول کے مطابق رہیں۔[7] مالی سال 25ء کے پورے ربیع سیزن کے دوران موسم خشک رہا، لیکن صرف نومبر میں معمول سے کچھ زیادہ بارشیں ہوئیں (**شکل 2.4الف**)۔

[4] اسٹیٹ بینک (2022ء)۔ جعفری، ایس کے، عمران، ایم، اور آصف، ایم ایچ: پاکستان میں بیجوں کی صنعت کے محرکات پر تحقیق، ایس بی پی اسٹاف نوٹ نمبر 02/22۔

[5] ذرائع: وزارت خزانہ اور امریکی محکمہ زراعت۔

[6] ماخذ: پریس ریلیز، اکتوبر 2024ء۔ ارسا۔

[7] ماخذ: پی ایم ڈی۔

مزید برآں، نہری پانی کی قلت 18 فیصد تک رہی، جبکہ اس میں 16 فیصد کی متوقع تھی۔[8] اس طرح، خصوصاً بارانی علاقوں میں خشک سالی جیسی صورت حال پیدا ہو گئی، جس نے یافت پر منفی اثرات مرتب کیے تاریخی تناظر میں پاکستان کی زراعت سندھ طاس آبپاشی کے نظام پر انحصار کرتی ہے، جو دنیا کے بڑے نہری نظاموں میں سے ایک ہے۔ اس تناظر میں **باکس 2.1** میں پانی کی قلت، نہروں کے غیر مستعد آپریشنز، ماحولیاتی تبدیلی اور جغرافیائی و سیاسی بے یقینی کے باعث آبپاشی کے اس نظام پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔

درجہ حرارت

مالی سال 25ء کے بیشتر مہینوں میں درجہ حرارت اوسط سے زائد رہا (**شکل 2.4ب**)۔ دراصل 2024ء دنیا میں ریکارڈ شدہ گرم ترین سال تھا، جبکہ 2025ء میں بھی اسی رجحان کے جاری رہنے کا امکان تھا۔[9] درجہ حرارت میں مستقل اضافہ فصلوں کی بوائی کے چکروں کو معطل، پیداواریت میں کمی اور زمین کی نمی کے خسارے، خصوصاً پانی کی کمی سے دوچار علاقوں میں مزید شدت کا باعث بن سکتا ہے۔ لہٰذا، ماحولیات سے ہم آہنگ فصلوں کی اقسام کو ترقی دینا اور آبپاشی کی کارکردگی میں بہتری لانا ایسے خطرات زائل کرنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

کھاد

مالی سال 25ء کے دوران کھاد کے مجموعی استعمال میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کمی دیکھی گئی (**شکل 2.5**)۔[10] مالی سال 25ء کے دوران خریف اور ربیع کے سیزنوں میں یوریا کے استعمال میں بالترتیب 17.3 اور 12.0 فیصد کمی واقع ہوئی جس نے یافتوں کو متاثر کیا۔ خریف اور ربیع مالی سال 25ء کے دوران ڈی اے پی کے استعمال میں بھی کمی آگئی۔ یہ کمی بڑی حد تک مالی سال 24ء کے دوران اہم فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی اور یوریا کی بلند قیمتوں کے ساتھ فصلوں کی قیمتوں میں کمی کا نتیجہ تھی۔ مزید برآں، ماحولیاتی تبدیلی کے سبب خریف کی فصلوں کی بوائی میں تاخیر نے بھی کھاد کے کم استعمال میں کردار ادا کیا۔

جدول 2.5: زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے

	م س23ء	م س24ء	م س25ء ع
فارم شعبہ (پیداوار)			
تمام فصلیں	438.8	483.0	538.6
باغبانی	36.6	45.4	40.1
کارپوریٹ فارمنگ	110.6	155.5	255.6
دیگر	331.1	392.8	473.1
ذیلی مجموعہ	**917.1**	**1,076.7**	**1,307.5**
فارم شعبہ (ترقیاتی)			
ٹریکٹر	10.9	48.3	17.8
فارم مشینری	2.5	6.6	6.1
ٹیوب ویل	1.7	9.5	4.6
چھڑکاؤ اور آبپاشی کا ساؤ	-	0.3	0.1
دیگر	34.7	69.2	107.9
ذیلی مجموعہ	**49.7**	**133.9**	**136.4**
غیر فارم شعبہ (جاری سرمایہ)			
گلہ بانی/ڈیری	394.7	486.7	602.6
مرغبانی	261.0	313.8	332.3
دیگر	70.4	131.1	116.7
ذیلی مجموعہ	**726.0**	**931.6**	**1,051.6**
غیر فارم شعبہ (معین سرمایہ کاری)			
گلہ بانی/ڈیری	58.8	42.3	51.6
مرغبانی	15.4	21.3	20.1
دیگر	8.9	9.9	10.1
ذیلی مجموعہ	**83.1**	**73.5**	**81.8**
بڑا مجموعہ	**1,776.0**	**2,215.7**	**2,577.3**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

یوریا کی قیمتوں میں اضافے کا سبب فروری 2024ء میں گیس کے ٹیرف میں اضافہ تھا، جس سے یوریا کی درآمدی اور ملکی قیمتوں کے درمیان فرق کم ہو گیا۔[11] مزید برآں، پچھلے کئی برسوں سے یوریا کے کارٹلز نے قیمتوں کا تعین کر کے مارکیٹ میں

[8] ماخذ: پریس ریلیز، مارچ 2025ء، ارسا۔

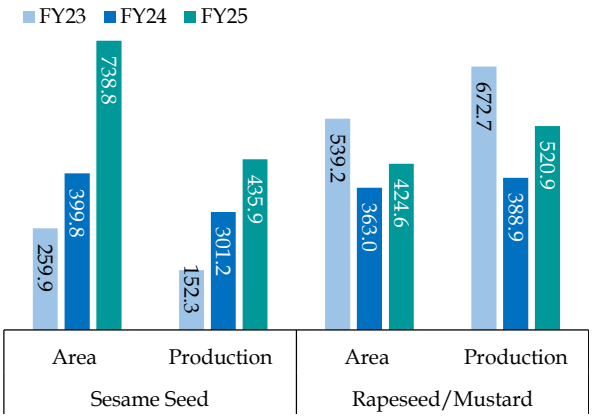
[9] ماخذ: ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن۔

[10] ماخذ: وزارت خزانہ، اقتصادی اپ ڈیٹ اور امکانات، ستمبر 2024ء۔

[11] درآمدی اور ملکی یوریا کی قیمت بالترتیب 7,532 روپے اور 3,600 روپے فی 50 کلو گرام تھی۔ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 25-2024ء۔

بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔[12] دوسری جانب، بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے باوجود ڈی اے پی کی ملکی قیمتوں میں معمولی کمی آئی۔[13] قیمتوں میں یہ انحراف ممکنہ طور پر کمزور ملکی طلب کو ظاہر کرتا ہے، جس کے دباؤ کے سبب ملکی قیمتیں کم رہیں۔

شکل 2.6: تل اور سرسوں کے بیجوں کی پیداوار



Note: Area in 000' hactares and Production in 000' tons
Source: PBS

زرعی قرضہ

مالی سال 25ء کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم کی رفتار مزید بڑھ گئی، اور کمرشل بینکوں کے توسیعی منصوبوں میں دیے گئے اہداف کو حاصل کر لیا گیا (**جدول 2.5**)۔[14] زرعی قرضوں میں توسیع وسیع البنیاد تھی۔ فارم شعبے (پیداوار) کے قرضوں میں کارپوریٹ فارمنگ کے قرضوں میں خاصے اضافے کے بل بوتے پر کافی اضافہ دیکھا گیا۔ تاہم جہاں تک اہم فصلوں کا تعلق ہے تو قرضوں کے استعمال کی بلند سطح کے باوجود دیگر عوامل کے نقصان دہ اثرات ان کی پیداوار میں کمی کا باعث بنے۔ غیر فارم شعبے میں گلہ بانی کے قرضوں میں بھی خاصا اضافہ درج کیا گیا۔ اسی طرح، ٹریکٹر کے قرضوں میں کمی کے باوجود فارم کی ترقی کے لیے قرضوں میں اضافہ ہو گیا، جس کی عکاسی ٹریکٹروں کی ملکی پیداوار میں کمی سے بھی ہوتی ہے۔[15]

زرعی قرضوں میں اضافہ اسٹیٹ بینک اور حکومت کے بعض اقدامات کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔ چھوٹے کاشت کاروں کی قرضوں تک رسائی کو بڑھانے کی غرض سے حکومت نے بروقت اقدامات کیے جیسے کسان کارڈ اور گلہ بانی اسکیم اور خام مال کی خریداری کے لیے بلاسود قرضوں کی فراہمی۔[16] مزید برآں، ڈجیٹلائزیشن کو بڑھانے اور قرضوں کے پروسیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے سیٹلائٹ امیجنگ اور جیو فینسنگ ٹیکنالوجی کے استعمال سے ڈجیٹل سروے رپورٹ کو استعمال کیا، جو زرعی سرگرمیوں کی تصدیق کے لیے روایتی طریقے خسرہ گرداوری کا متبادل ہے۔[17]

پیداوار

گندم

گندم کی پیداوار میں خاصی کمی دیکھی گئی جس کا اہم سبب اس فصل کے زیر کاشت رقبے میں کمی تھی (**شکل 2.6**)۔ کم از کم امدادی قیمت کے سلسلے کو منقطع کرنے اور حکومتی خریداری کی عدم موجودگی میں کاشت کار توریا/سرسوں، اور سبزیوں جیسی دیگر مسابقتی فصلوں پر منتقل ہو گئے۔[18] یہ صورت حال حکومت کی جانب سے گندم کی بوائی کی ترغیب دینے کے لیے خام مال پر زراعانت، بلند یافت کے حامل بیجوں کی

[12] چھ یوریا کمپنیوں نے خام مال کی مختلف لاگتوں کے باوجود مارکیٹ میں مسابقت کو نقصان پہنچانے اور کھاد کی قیمتوں پر مصنوعی طور پر اثر انداز ہو کر کسانوں کو متاثر کیا۔ ماخذ: سی سی پی پریس ریلیز، جون 2025ء۔ https://cc.gov.pk/home/viewpressreleases/635

[13] گزشتہ سال کے مقابلے میں رپتج مالی سال 25 کے دوران عالمی ڈی اے پی کی قیمتوں میں 2.5 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ: عالمی بینک۔

[14] علامتی اہداف مقرر کرنے کے ماضی کے تجربے کے مقابلے میں اسٹیٹ بینک نے توسیعی منصوبے بنانے میں کمرشل بینکوں کو سہولت دی۔ لہٰذا، مالی سال 25ء میں 2,572 ارب روپے کے قرضوں کی تقسیم کا منصوبہ بنایا گیا۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

[15] مالی سال 25ء کے بجٹ میں 10 فیصد سیلز ٹیکس لگایا گیا تھا، جسے اکتوبر 2024ء میں مزید بڑھا کر 14 فیصد کر دیا گیا۔ ماخذ: ایس آر او (1)1643، 2024ء محاصل ڈویژن، وزارت خزانہ اور محصولات۔

[16] ماخذ: حکومت پنجاب۔

[17] ماخذ: اسٹیٹ بینک سرکلر (اے سی ایف آئی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 02 برائے 2024ء)، 14 نومبر 2024ء۔

[18] ماخذ: جی آئی ای ڈبلیو ایس، ملکی بریف، اسلامی جمہوریہ پاکستان، مارچ 2025ء، ایف اے او۔ ماخذ: پریس ریلیز 034، مارچ 2025ء، وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق۔ https://mnfsr.gov.pk/Detail/M2Y0ZmRlYzMtMDFlNC00ODU4LWI1MjktOGQ5NjNjYzJhYzI5

جدول 2.6: اہم فصلیں

پیداوار میٹرک ٹن؛ رقبہ ہزار ہیکٹر زمیں؛ یافت کلوگرام/ہیکٹر؛ تبدیلی فیصد میں

	پیداوار			رقبہ			یافت			م س25ء میں تبدیلی		
	م س23ء	م س24ء	م س25ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء	پیداوار	رقبہ	یافت
گندم	28.2	31.8	28.4	9,033	9,734	9,074	3,117.6	3,268.3	3,128.6	-10.8	-6.8	-4.3
کپاس*	4.9	10.2	7.1	2,144	2,424	2,043	389.5	717.3	589.8	-30.7	-15.7	-17.8
چاول	7.3	9.9	9.7	2,976	3,637	3,899	2,460.3	2,710.8	2,493.7	-1.4	7.2	-8.0
مکئی	11.0	9.7	9.0	1,719	1,641	1,588	6,390.3	5,935.4	5,690.8	-7.2	-3.2	-4.1
گنا	88.0	87.6	84.2	1,319	1,180	1,193	66,702.8	74,269.5	70,607.7	-3.9	1.1	-4.9

* پیداوار ملین گانٹھوں میں۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

تقسیم اور کسان کارڈ کے ذریعے بلاسود قرضوں کی فراہمی جیسی کوششوں کے باوجود پیدا ہوئی۔ مزید برآں، بوائی کے موسم میں بلند درجہ حرارت اور خشک موسم میں توسیع نے بھی یافتوں کو متاثر کیا۔ آگے چل کر، گندم کی مارکیٹ کی ڈی ریگولیشن کے ممکنہ طور پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے کیونکہ اس سے ملکی قیمتوں کو بین الاقوامی قیمتوں سے ہم آہنگ کرنے اور کاشت کاروں کو مسابقتی فصلوں کے منافع کی بنیاد پر اپنے لیے فصل منتخب کرنے کا موقع ملے گا۔

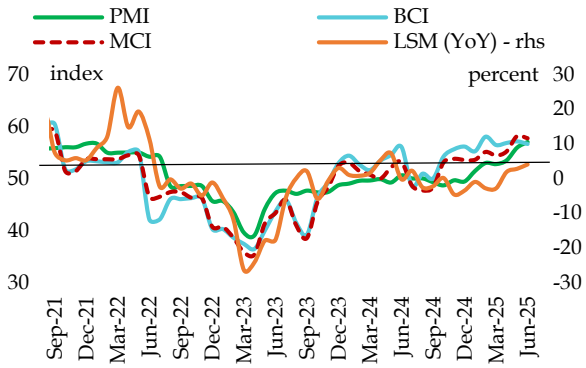
چاول

زیر کاشت رقبے میں اضافے کے باوجود چاول کی پیداوار میں معمولی کمی دیکھی گئی (**جدول 2.6**)۔ برآمدات کے بہتر امکانات کی توقعات کے علاوہ کپاس کے کم منافع نے کاشت کاروں کو چاول کی کاشت پر منتقل ہونے کی ترغیب دی۔[19] تاہم، ماحولیاتی متغیرات اور خام مال کے کم استعمال نے یافتوں کو متاثر کیا، جس سے زیر کاشت رقبے میں اضافے کے فوائد زائل ہو گئے۔

کپاس

مالی سال 25ء میں کپاس کی پیداوار میں خاصی کمی نے زیر کاشت رقبے اور یافت میں کمی دونوں نے کردار ادا کیا۔ مالی سال 24ء میں قیمتوں کا اعلان شدہ کم از کم امدادی قیمت سے نیچے گرنا اور مالی سال 25ء میں کم از کم امدادی قیمت کے اعلان کے بارے میں بے یقینی جیسے مارکیٹ کے محرکات نے کاشت کاروں کو دیگر مسابقتی فصلوں، جیسے چاول اور تل کے بیج، پر منتقل ہونے کی ترغیب دی۔[20]

شکل 2.7: ایل ایس ایم کی نمو اور کاروباری احساسات



* PMI: Purchasing managers index; BCI: Business confidence index; MCI: Manufacturing confidence index

Sources: SBP and PBS

مصدقہ بیجوں کی کم دستیابی اور سیزن کے آغاز میں گرمی کی لہروں اور بے وقت بارشوں جیسے موسمیاتی دباؤ نے کپاس کی پیداوار پر منفی اثرات مرتب کیے، کیونکہ مذکورہ عوامل نے اس کی نمو کو متاثر کیا اور یہ کچھ علاقوں میں تاخیر سے کاشت کا باعث بنے۔ مزید برآں، کپاس کی اہم بیلٹ جنوبی پنجاب میں کیڑوں کے شدید حملوں نے صورت حال کی سنگینی بڑھا دی۔

[19] امریکی محکمہ زراعت۔ سالانہ رپورٹ برائے اناج اور فیڈ، اپریل 2025ء۔

[20] ایضاً اور امریکی محکمہ زراعت کی کپاس اور مصنوعات پر اپڈیٹ، اگست 2025ء۔

جدول 2.7: دیگر فصلیں

پیداوار میٹرک ٹن؛ رقبہ ہزار ہیکٹرز میں؛ یافت کلوگرام / ہیکٹر؛ تبدیلی فیصد میں

	م س24ء		م س25ء		تبدیلی	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
کینولا	44.9	63.9	68.6	103.9	52.8	62.6
سورج مکھی	62.6	98.5	60.5	96.2	-3.4	-2.3
آلو	338.7	8,434.4	386.7	10,010.2	14.2	18.7
پیاز	142.7	2,304.20	166.2	2,747.10	16.5	19.2
ٹماٹر	67.1	797.3	65.2	837.9	-2.8	5.1
مونگ	201	153.3	185.4	131.2	-7.8	-14.4
ماش	7.0	5.6	7.5	5.9	7.1	5.4

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مکئی

مالی سال 25ء میں مسلسل دوسرے برس مکئی کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی (**جدول 2.6**)۔ اس کا اہم سبب زیر کاشت رقبے میں کمی تھی کیونکہ گذشتہ برسوں میں طلب میں کمی کے حالات میں خام مال کی گرتی ہوئی قیمتوں نے کاشت کاروں کی مکئی کاشت کرنے کی حوصلہ شکنی کی۔ پولٹری کی فیڈ[21] میں خام مال کے طور پر استعمال ہونے کے باعث مکئی کی طلب کا درآمد شدہ جی ای سویابین، فیڈ کا ایک اور اہم بنیادی جز،[22] کی دستیابی سے گہرا تعلق ہے۔ اس لیے، دسمبر 2024ء میں حکومت کی جانب سے جی ای سویابین کو بحال کرنے کی اجازت دینے کے حکومتی فیصلے سے توقع ہے کہ آنے والے سیزن میں مکئی کی کاشت پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔[23]

گنا

چاول کی طرح، گنے کے زیر کاشت رقبے میں معمولی اضافے کے باوجود اس کی پیداوار بھی کم رہی (**جدول 2.6**)۔ رقبے میں توسیع کا اہم محرک گذشتہ برس کپاس کے مقابلے میں منافع کی قدرے بلند سطح تھی۔[24] تاہم رقبے میں اضافے کے مثبت اثرات کو کم یافتوں نے مکمل طور پر زائل کر دیا، جسے بڑی حد تک مئی میں بلند درجہ حرارت اور فصل اگنے کے پورے موسم کے دوران معمول سے کم بارشیں تھیں۔[25]

جدول 2.8: پولٹری مصنوعات

تعداد ملین میں

	م س23ء	م س24ء	م س25ء
لیئرز (فارمنگ)	73.3	78.4	83.9
برائیلرز (فارمنگ)	1,703.4	1873.7	2061.1
مرغی (دیسی)	94.0	95.5	97.0
بطخ، ڈریک، اور چوزے	0.3	0.3	0.3
افزائش اسٹاک (فارمنگ)	15.8	16.6	17.4
انڈے (فارمنگ)	19,170.0	20480.0	21880.0
انڈے (دیسی)	4,634.0	4717.0	4802.0
انڈے (بطخ)	15.2	14.3	13.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

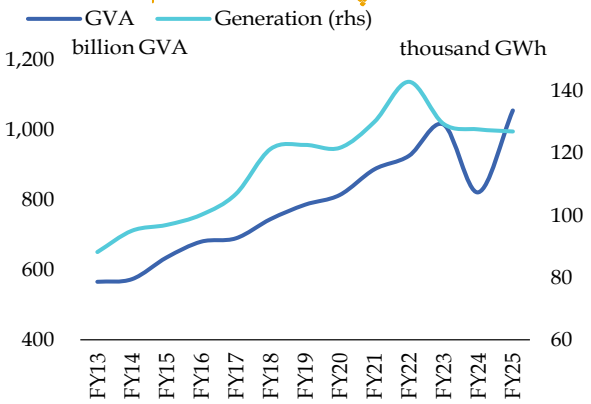
دیگر فصلیں

مالی سال 25ء میں دیگر فصلوں کی پیداوار میں 19.6 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 24ء میں صرف 0.1 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا تھا۔ خصوصاً، سبز چارے، سبزیوں، پھلوں، تمباکو، تل کے بیجوں اور سرسوں / تلی کی پیداوار میں اہم فصلوں کے بدلتے ہوئے محرکات کے باعث خاصا اضافہ ہو گیا (**شکل 2.6**)۔

برآمدات کے بڑھتے ہوئے مواقع، خصوصاً چین، کے سبب حالیہ برسوں کے دوران تل کے بیجوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے (**باب 5**)۔ مزید برآں، کپاس کی منڈی میں کم قیمتوں نے بھی بعض کاشت کاروں کو ترغیب دی کہ وہ بلند منافع کے امکانات کے باعث تل کے بیجوں کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ کریں۔[26] گندم کے لیے

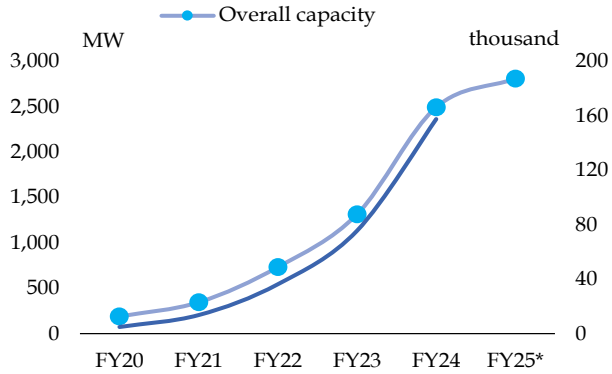
[21] پاکستان میں تقریباً 65 فیصد مکئی پولٹری فیڈ میں استعمال ہوتی ہے۔ ماخذ: امریکی محکمہ زراعت۔
[22] جی ای سویابین اور مکئی کو پولٹری فیڈ تیار کرنے میں ایک ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔
[23] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، روغنی بیجوں اور مصنوعات کی اپڈیٹ، دسمبر 2023ء۔
[24] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، چینی پر سالانہ رپورٹ، اپریل 2025ء۔
[25] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، چینی پر ششماہی رپورٹ، اپریل 2024ء۔
[26] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، اناج اور فیڈ سالانہ، نومبر 2024ء۔

شکل2.8الف: بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی اور بجلی کی تقسیم میں قدر اضافی



Sources: NEPRA and PBS

شکل2.8ب: نیٹ میٹرنگ کی گنجائش



*data for FY25 is for Jul-Mar, Source Pakistan Economic Survey 2024-25. The number of cosumer for the year not avaialble

کم از کم امدادی قیمت کی عدم موجودگی کے ساتھ مارکیٹ میں اس کی گرتی ہوئی قیمتوں نے کاشت کاروں کو روغنی بیجوں پر منتقل ہونے کی ترغیب دی۔[27]

مالی سال25ء کے دوران آلو، پیاز اور ٹماٹر جیسی دیگر فصلوں کی پیداوار میں اضافے کا رجحان رہا۔ اس کے مقابلے میں دالوں نے ملی جلی کارکردگی دکھائی کیونکہ مونگ کی پیداوار کم رہی، جبکہ دال ماش کی پیداوار میں اضافہ ہوگیا(**جدول2.7**)۔

گلہ بانی

مالی سال 25ء کے دوران گلہ بانی کی نمو سست رہی، جس کا اہم سبب خصوصاً سبز چارے کا بلند ثانوی صرف تھا۔ تاہم دودھ کی بلند پیداوار اور پولٹری کی نمو بڑھنے سے پیداوار کو تقویت ملی(**جدول2.8**)۔ جانوروں کی صحت میں بہتری، فیڈنگ کے بہتر طریقے اور کمرشل ڈیری آپریشنز میں توسیع سے دودھ کی پیداوار کو بڑھانے میں مدد ملی۔[28] یہ ڈیری کے شعبے کی شہروں میں طلب میں اضافے اور آبادی کی بڑھتی ہوئی ضروریات سے بھی ہم آہنگ ہے۔[29] مالی سال 25ء کے دوران گوشت کی پیداوار میں بھی اضافہ درج کیا گیا(**جدول2.9**)، اور اسے اہم تحریک مرغی کے گوشت سے ملی۔ مزید برآں، پاکستان نے گوشت کی برآمدات کا تسلسل جاری رکھا۔

2.3 صنعت

پچھلے دو برسوں میں مسلسل سکڑنے کے بعد مالی سال25ء میں صنعتی پیداوار بحال ہو گئی۔ تاہم یہ بحالی ناہموار تھی، کیونکہ اسے اہم تقویت بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی، اور تعمیرات کے قدر اضافی میں خاصے اضافے سے ملی (**جدول2.10**)۔ دوسری جانب، مینوفیکچرنگ کے شعبے کی نمو سست رہی اور کان کنی اور کوہ کنی شعبے کے قدر اضافی میں کمی واقع ہوئی۔

جدول2.9: دودھ اور گوشت کی پیداوار

ہزار ٹن

	م س23ء	م س24ء	م س25ء
دودھ	67,873	70,071	72,343
گوشت	5,504	5,809	5,967
گائے کا گوشت	2,544	2,630	2,548
بکرے کا گوشت	799	817	835
پولٹری	2,160	2,362	2,583

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے،25-2024ء۔

اس سے قطع نظر صنعت کی بحالی کی عکاسی معاشی ماحول اور کاروباری احساسات میں بہتری کے ساتھ کم شرح سود، مستحکم شرحِ مبادلہ اور بیرونی شعبے کی سازگار پوزیشن

[27] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، روغنی بیجوں اور مصنوعات کی اپڈیٹ، دسمبر2024ء۔

[28] ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 25-2024ء، وزارت خزانہ۔

[29] ایضاً

جدول 2.10: صنعتی سرگرمیاں

نمو فیصد میں؛ حصہ فیصدی درجے میں

	م س24ء[ع]					م س25ء[ن]					حصہ	
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	م س24ء	م س25ء
صنعت	**-4.1**	**-0.3**	**2.8**	**-3.1**	**-1.2**	**0.3**	**0.2**	**1.2**	**19.9**	**5.3**	**-1.2**	**5.3**
کان کنی اور کوہ کنی	7.9	-1.4	-5.3	-13.5	-3.3	-5.3	-2.7	-2.9	1.9	-2.4	-0.3	-0.2
مینوفیکچرنگ	1.8	1.6	3.2	5.6	3.0	2.2	0.8	0.9	4.0	2.0	2.0	1.3
بڑا پیمانہ	-0.7	-0.8	1.3	4.2	0.9	-0.9	-2.6	-2.0	3.0	-0.7	0.4	-0.3
چھوٹا پیمانہ	8.8	8.8	9.0	9.5	9.0	10.2	10.0	8.8	6.8	8.9	1.1	1.2
ذیجہ	6.4	6.4	6.6	7.0	6.6	7.4	7.2	6.3	4.9	6.4	0.5	0.5
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	-34.4	-5.0	19.0	-31.6	-19.1	-2.0	-5.0	-4.0	121.4	28.5	-2.7	3.3
تعمیرات	4.7	-4.7	-5.4	2.5	-1.0	-3.1	3.1	10.7	17.6	6.6	-0.1	0.8

ن: نظر ثانی شدہ؛ ع: عبوری۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اور مثبت کاروباری احساسات سے ہوتی ہے (**شکل 2.7**)۔ ان اثرات کی عکاسی مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں اضافے سے ہوتی ہے، تاہم ایل ایس ایم کی مجموعی پیداوار کمزور ملکی طلب کے تسلسل اور خام مال کی بلند لاگتوں کے باعث محدود رہا۔

کان کنی اور کوہ کنی

مالی سال 25ء میں کان کنی اور کوہ کنی کے شعبے کے قدر اضافی میں مسلسل چوتھے برس کمی واقع ہوئی۔ اس صورت حال کو بنیادی معدنیات کی پیداوار میں کمی سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس میں خام تیل، قدرتی گیس اور کوئلہ شامل ہیں۔ فوسل ایندھنوں میں کمی کے علاوہ خصوصاً قدرتی گیس[30] کے کم ہوتے زمینی ذخائر کو معاہداتی ایل این جی کی رسد کی پائیدار دستیابی کے باعث اہم استعمال کی کمزور طلب سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔[31]، [32] خام تیل اور گیس کی پیداوار میں اس کمی نے کان کنی اور کوہ کنی کی کارکردگی پر مزید منفی اثرات مرتب کیے۔[33]

وسیع معدنی ذخائر کے باوجود کان کنی اور کوہ کنی کی کمزور کارکردگی اس بات کی متقاضی ہے کہ فوسل ایندھنوں کے ساتھ دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات دونوں کی دریافت اور اخذ کرنے کی کوششوں میں توسیع کی جائے کیونکہ ان میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ ملک میں معدنیات کے وسیع ذخائر کے باعث اس شعبے میں سرمایہ کاری اور ترقی کے خاصے مواقع موجود ہیں۔ تاہم، معدنیات نکالنے کے امکانات کا انحصار ایک ہم آہنگ پالیسی فریم ورک اور معاون کاروباری ماحول پر ہوتا ہے۔ اس تناظر میں **باکس 2.2** میں اہم چیلنجوں کا ایک مختصر جائزہ فراہم کرنے کے ساتھ کان کنی میں سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کے لیے تجاویز بھی دی گئی ہیں۔

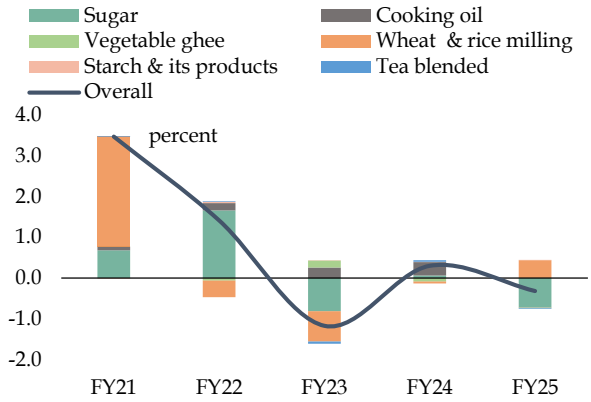
[30] گیس کی پیداواری صنعت 'کان کنی اور کوہ کنی' کے جز کا حصہ ہے، جبکہ اس کی فراہمی، بشمول آر ایل این جی، 'بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی' کے زمرے میں آتی ہے۔

[31] تیل کے بڑے استعمال کنندگان میں ٹرانسپورٹ، صنعت، بجلی، اوورسیز، حکومت، گھرانے اور زراعت شامل ہیں، جبکہ قدرتی گیس کے استعمال کنندگان میں گھرانے، کھاد ساز فیکٹریاں، بجلی کی پیداوار، صنعت، ٹرانسپورٹ اور کمرشل صارفین شامل ہیں۔ بجلی کی پیداوار کے علاوہ تمام شعبوں میں قدرتی گیس کی طلب میں کمی آئی۔

[32] مالی سال 25ء میں کوئلے کی پیداوار میں کمی کا سبب بجلی اور سیمنٹ کے شعبوں کی طلب میں کمی ہے، جس کی جزوی تلافی اس کے اینٹوں کے بھٹوں میں استعمال میں اضافے سے ہوئی۔ نیشنل اکاؤنٹس کے عبوری ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 25ء میں کوئلے کی پیداوار میں 13.9 ملین میٹرک ٹن کمی آئی، جو مالی سال 24ء کے 14.6 ملین میٹرک ٹن سے کم ہے۔ بجلی اور سیمنٹ کے شعبوں میں کوئلے کا استعمال بالترتیب 11.9 ملین میٹرک ٹن اور 4.3 ملین میٹرک ٹن سے کم ہو کر 11.3 ملین میٹرک ٹن اور 2.6 ملین میٹرک ٹن ہو گیا ہے، جبکہ اینٹوں کے بھٹوں میں، استعمال 1.1 ملین میٹرک ٹن سے بڑھ کر 2.3 ملین میٹرک ٹن ہو گیا ہے۔ (ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 25-2024ء، اور بائیڈروکاربن ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان)۔

[33] پیداوار کو ایس این جی پی ایل اور یو پی ایل کی جبری کٹوتیوں نے متاثر کیا (ماخذ: آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ، عبوری رپورٹ اور مالی معلومات نوماہ، آخر 31 مارچ 2025، پی پی 03)۔

شکل 2.9: غذائی پیداوار: ایل ایس ایم کی نمو میں حصہ



Source: PBS

بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی

بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کے قدرِ اضافی میں بلند نمو کا سبب پست اساسی اثر کے علاوہ حکومت کی جانب سے بجلی کے شعبے کو زراعانت کی فراہمی میں اضافہ ہے۔[34] مالی سال 25ء میں بجلی کی پیداوار کی سطح کسی تبدیلی کے بغیر برقرار رہنے کے باوجود اس نمو سے شمسی توانائی کی بڑھتی ہوئی گنجائش کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے (**شکل 2.8الف** اور **2.8ب**)۔[35] مزید برآں، گیس کی ملکی پیداوار میں کمی کی تلافی اگرچہ درآمدی آر ایل این جی کی رسد سے جزوی طور پر ہو گئی، تاہم اس صورت حال نے گیس کی رسدی زنجیر کو متاثر کیا۔

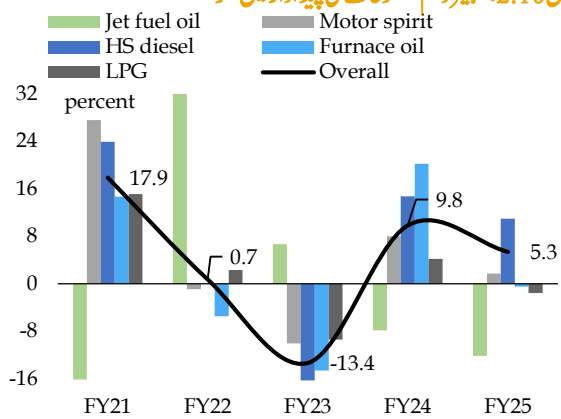
تعمیرات کا شعبہ

تعمیرات کے شعبے کی بحالی حکومت کے ترقیاتی اخراجات میں اضافے کی بدولت ممکن ہوئی (**باب 4**)۔ تاہم، نجی شعبے کی تعمیراتی سرگرمیاں تعمیراتی لاگت اور پراپرٹی کے لین دین پر ٹیکسوں میں اضافے کے باعث کمزور رہیں۔

مینوفیکچرنگ

مینوفیکچرنگ کی نمو میں سست رفتاری کا اہم سبب بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کی پیداوار میں کمی اور چھوٹے پیمانے کی مینوفیکچرنگ (ایس ایس ایم) اور ذیجہ میں کچھ سست نمو تھی۔ مالی سال 24ء میں معمولی بحالی کے بعد مالی سال 25ء میں سال کے آخر میں مثبت رفتار کے باوجود ایل ایس ایم میں سکڑاؤ درج کیا گیا۔ مجموعی مینوفیکچرنگ میں بڑا حصہ رکھنے کی وجہ سے ایل ایس ایم نے مینوفیکچرنگ کی نمو میں 0.5 فیصدی درجے کمی کر دی۔[36]

شکل 2.10: پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں نمو



Source: PBS

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

مالی سال 25ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمی کی وجوہات میں محدود ملکی طلب اور خام مال کی بلند لاگت شامل ہیں۔ مزید برآں، ایل ایس ایم میں کم وزن کے حامل چند گروپس کی پیداوار میں خاصی کمی بھی اس شعبے کی نمو میں کمی کا باعث بنی۔ مثلاً، صرف فرنیچر ہی ایل ایس ایم کے شعبے میں 1.6 فیصدی درجے کمی کا باعث بنا، جس نے ملبوسات اور گاڑیوں کی نمو کے مشترکہ حصے کے اثرات کو زائل کر دیا۔[37]

[34] پاکستان کے قومی کھاتوں میں خام قدر اضافی کے حسابات میں حکومتی زراعانت کا ایک اہم جز بجلی کا شعبہ ہے۔۔ تاہم، زراعانت میں تبدیلیاں، جو بنیادی طور پر صارفین کی قیمتوں اور ادائیگیوں کی استعداد میں سہولت دیتی ہیں، ضروری نہیں ہے کہ وہ بجلی کی پیداوار میں ظاہر ہوں۔

[35] جولائی تا مارچ، مالی سال 25 کے لیے بجلی کی مجموعی پیداواری صلاحیت 46605 میگاواٹ ریکارڈ کی گئی، جس میں نیٹ میٹرنگ کے 2813 میگاواٹ بھی شامل ہیں، جو کل نصب شدہ صلاحیت کا تقریباً 6 فیصد ہے (ماخذ: پاکستان اکنامک سروے 25-2024ء، باب 14، توانائی)۔

[36] بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کا مجموعی قدرِ اضافی میں حصہ 8.0 فیصد، صنعتی قدر اضافی میں 44.1 فیصد، اور مینوفیکچرنگ شعبے کا 67.5 فیصد بنتا ہے۔

[37] علاوہ فرنیچر مالی سال 25ء میں ایل ایس ایم کی نمو 0.9 فیصد اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔

جدول 2.11: بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے نمو اور سکڑاؤ دکھانے والے ذیلی شعبے

فیصد

	نمو دکھانے والے ذیلی شعبے			سکڑاؤ دکھانے والے ذیلی شعبے			ایل ایس ایم میں نمو
	نمبر	ایل ایس ایم میں وزن	بہ وزن حصہ	نمبر	ایل ایس ایم میں وزن	بہ وزن حصہ	
م س18ء	16	75.6	8.0	6	24.4	-1.0	7.0
م س19ء	12	57.9	6.6	10	42.1	-3.2	3.4
م س20ء	4	24.3	1.8	18	75.7	-12.8	1.9
م س21ء	15	87.1	14.7	7	12.9	-3.1	8.8
م س22ء	18	87.1	11.9	4	4.3	-0.2	3.3
م س23ء	4	10.4	3.4	18	89.6	-13.7	-10.3
م س24ء	10	48.1	3.9	12	51.9	-3.1	0.8
م س25ء	12	62.3	3.0	10	37.7	-3.8	-0.7

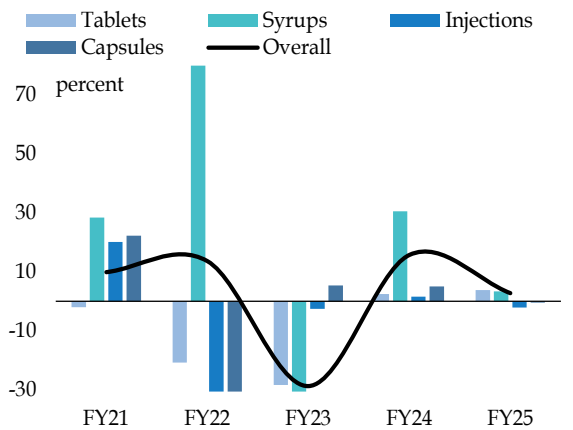
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

بحیثیت مجموعی، ایل ایس ایم کے کل 22 گروپس میں سے بیشتر نے گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران اضافہ درج کیا (**جدول 2.11**)۔ مثبت حصہ ڈالنے والے گروپس میں ٹیکسٹائل، ملبوسات، کوک اور پیٹرولیم مصنوعات، دواسازی، مشروبات، گاڑیاں اور تمباکو شامل ہیں۔ دوسری جانب، جن گروپس کی نمو منفی رہی ان میں غذا، کیمیکلز، غیر دھاتی معدنیات، لوہے اور فولاد کی مصنوعات، برقی آلات اور فرنیچر شامل ہیں (**جدول 2.12**)۔

غذا

مالی سال 25ء میں غذا کے ذیلی شعبوں کی کم پیداوار میں اہم کردار چینی کی پیداوار میں قابل ذکر کمی نے ادا کیا، جبکہ خوردنی تیل، نباتی گھی اور چائے کے شعبوں کی نمو بھی سست رہی (**شکل 2.9**)۔[38] مالی سال 25ء کے دوران گنے کی کچل کاری میں تاخیر کم از کم علامتی قیمت کے اعلان کے بارے میں بے یقینی کے ساتھ سکروز کی کم بازیابی اور بقیہ ذخائر چینی کی پیداوار میں 14.3 فیصد کمی پر منتج ہوئے۔[39] مزید برآں، اس کے اہم استعمال کنندگان بشمول گھرانوں اور غذائی پروسیسنگ کی صنعتوں نے بھی چینی کی کم پیداوار میں کردار ادا کیا۔[40]

شکل 2.11: دواسازی کی پیداوار میں نمو



Source: PBS

[38] غذائی گروپ میں چینی، گندم اور چاول کی پیمائی کا وزن 66.3 فیصد ہے

[39] گنے کی کچل کاری میں تاخیر نے کسانوں کو مجبور کیا، خاص طور پر وہ جن کے پاس اپنی ٹرانسپورٹ نہیں ہے کہ وہ اپنی پیداوار کا رخ دیگر کم قدر اضافی کی حامل اشیا کی پیداوار کی طرف موڑ دیں، جیسے گڑ کی پیداوار اور بیجوں کی کاشت۔ (ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، چینی کی سالانہ رپورٹ، اپریل، 2025ء) ۔ مزید برآں، تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کٹائی اور پیمائی کے وقت میں فرق ان عوامل میں سے ایک ہے جو سکروز کے حصول میں کمی کا سبب بنتا ہے (ماخذ: Misra . V, et al.(2022) : کٹائی کے بعد حیاتیات اور گنا ذخیرہ کرنے کی ٹیکنالوجیوں میں حالیہ ترقی، جرنل، بائیو ٹیکنالوجی رپورٹس، جلد=33، doi = {https://doi.org/10.1016/j.btre.2022.e00705}

[40] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، چینی پر سالانہ رپورٹ، اپریل 2025ء۔

جدول2.12:بڑے پیمانے کی اشیاسازی(ایل ایس ایم)

نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجے میں

ایل ایس ایم کے شعبے	وزن	نمو		حصہ	
		م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
ایل ایس ایم	78.4	0.8	-0.7	0.8	-0.7
جس میں					
غذا	10.7	1.7	-1.8	0.3	-0.3
مشروبات	3.8	-3.2	1.3	-0.1	0.1
تمباکو	2.1	-23.0	7.0	-0.4	0.1
ٹیکسٹائل	18.2	-5.7	2.5	-1.0	0.4
پہننے والے ملبوسات	6.1	8.2	5.7	1.2	0.9
چمڑے کی مصنوعات	1.2	5.6	0.9	0.0	0.0
لکڑی کی مصنوعات	0.2	11.8	1.3	0.0	0.0
کاغذ اور بورڈ	1.6	-0.6	0.4	0.0	0.0
کوک اور پیٹرولیم	6.7	9.8	5.3	0.6	0.4
کیمیکلز	6.5	5.1	-3.5	0.4	-0.3
دواسازی	5.2	15.7	2.7	0.8	0.2
ربڑ	0.2	-1.5	-1.3	0.0	0.0
غیر دھاتی معدنیات	5.0	-5.3	-7.9	-0.4	-0.5
لوہا اور فولاد	3.4	-4.4	-8.7	-0.2	-0.4
ڈھلی ہوئی دھات	0.4	-7.8	-13.9	0.0	-0.1
کمپیوٹرز، الیکٹرانک، اور آپٹیکل	0.0	-12.4	2.6	0.0	0.0
برقی سازوسامان	2.0	-9.4	-11.7	-0.3	-0.3
مشینری اور آلات	0.4	45.5	-35.5	0.2	-0.2
گاڑیاں	3.1	-25.0	46.2	-0.6	0.8
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	0.7	-4.0	36.6	0.0	0.2
فرنیچر	0.5	15.0	-56.3	0.4	-1.6
دیگر مینوفیکچرنگ	0.3	7.6	-16.0	0.0	-0.1

ماخذ:پاکستان دفتر شماریات

غذا کے ذیلی شعبے کے سب سے بڑے جز گندم اور چاول کی پسائی (milling) نے جزوی طور پر چینی کی پیداوار میں کمی کی تلافی کر دی۔ مالی سال 25ء میں صارفین کی جانب سے غیر روایتی روٹی بنانے کو ترجیح دینے اور پولٹری فیڈ میں بڑھتے ہوئے استعمال کے ساتھ چاول کا بلند برآمدی حجم ممکنہ طور پر گندم اور چاول کی پسائی دونوں کی نمو پر ممکنہ طور پر اثرانداز ہوا ہے۔[41] مزید برآں، پچھلے برس تیزی سے کمی کے بعد مشروبات کی پیداوار میں بحالی ہوئی جس کا بڑا حصہ سافٹ ڈرنکس پر مشتمل تھا، جس میں بظاہر نئے ملکی پیداکاروں نے بائیکاٹ کی مہموں کے حالات میں ملٹی نیشنل برانڈز کی مارکیٹ کا کچھ حصہ حاصل کر لیا ہے۔

ٹیکسٹائل

ٹیکسٹائل کے شعبے میں معمولی نمو ہوئی، جبکہ پچھلے برس کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ اس نمو کا اہم سبب سوتی دھاگے اور سوتی کپڑے کی بلند پیداوار تھی، جس نے پٹ سن اور

[41] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت، اناج اور فیڈ رپورٹ، نمبر PK2025-0003، اپریل، 2025ء۔

اونی مصنوعات میں کمی کے اثرات کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔[42] بلند قدر اضافی کی ٹیکسٹائلز، بیشتر ملبوسات پر مبنی، نے اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھی، اگرچہ یہ رفتار گذشتہ برس کے مقابلے میں سست رہی (**جدول 2.13**)۔ بلند قدر اضافی کی ٹیکسٹائل میں نمو کو برآمدات میں اضافے سے تقویت ملی (**باب 5**)۔ تاہم ٹیکسٹائل کے کچھ اجزا، خصوصاً کم قدر اضافی کی حامل مصنوعات، کو توانائی کی لاگت خاص طور پر گیس کی قیمتوں میں اضافے کے علاوہ کپاس کی پیداوار میں کمی اور خام مال کی بلند لاگت جیسے کچھ مسائل درپیش رہے۔[43]

جدول 2.13: ٹیکسٹائلز کی پیداوار

نمو فیصد میں؛ حصہ فیصدی درجے میں

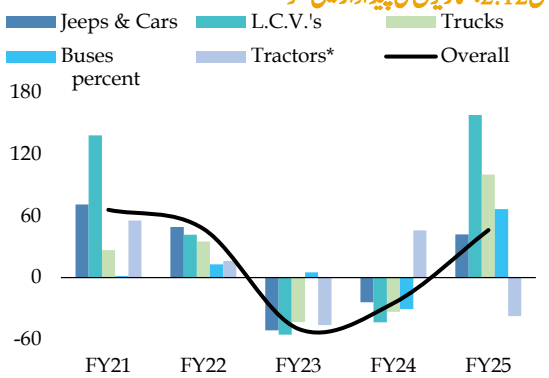
	نمو					حصہ	
	م س21ء	م س22ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
مجموعی	**18.3**	**2.8**	**-18.7**	**-5.7**	**2.5**	**-1.0**	**0.4**
دھاگہ	12.5	0.5	-22.1	-8.1	7.6	-0.6	0.5
کپڑے	12.2	0.2	-12.4	-5.3	0.7	-0.4	0.0
پٹ سن کی اشیا	7.3	-17.4	9.9	-35.1	-28.3	-0.1	-0.1
دیگر	82.3	2.6	-23.3	2.3	-6.6	0.2	-0.1
گارمنٹس	-23.3	49.4	25.7	8.2	5.7	1.2	0.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کوک اور پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 25ء کے دوران کوک اور پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں معتدل اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس قابل ذکر نمو درج کی گئی تھی۔ ایندھن کے مختلف زمروں میں ہائی اسپیڈ ڈیزل اور موٹر اسپرٹس کی پیداوار میں گذشتہ برس کی نسبت اضافہ ہوا (**شکل 2.10**)۔ اس کا اہم سبب مجموعی معاشی سرگرمی میں اضافے کے باعث ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ایندھن کے استعمال میں اضافہ تھا۔[44] تاہم، زرعی شعبے میں قابل تجدید توانائی کے وسیع تر استعمال کے سبب، خصوصاً ٹیوب ویل چلانے کے لیے، زرعی شعبے میں ایندھن کے استعمال میں کمی آگئی۔

شکل 2.12: گاڑیوں کی پیداوار میں نمو

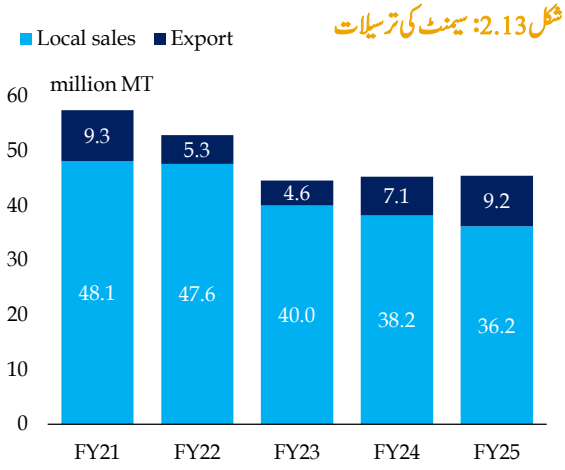


*Tractors production is a part of machinery group in LSM
Source: PBS

دواسازی

مالی سال 25ء کے دوران دواسازی کی پیداوار میں معمولی اضافہ درج کیا گیا، جبکہ گذشتہ برس اس میں مضبوط نمو ہوئی تھی۔ یہ نمو ٹیبلٹ اور سیرپ کی پیداوار میں اضافے کا نتیجہ تھی (**شکل 2.11**)۔ اس اضافے کو خام مال کی بہتر دستیابی، ادویات کی قیمتوں کی ڈی ریگولیشن، افریقی ممالک کو برآمدات میں خاصے اضافے اور افغانستان، کیمرون اور تھائی لینڈ جیسی مستحکم منڈیوں کو برآمدات سے منسوب کیا جا

شکل 2.13: سیمنٹ کی ترسیلات

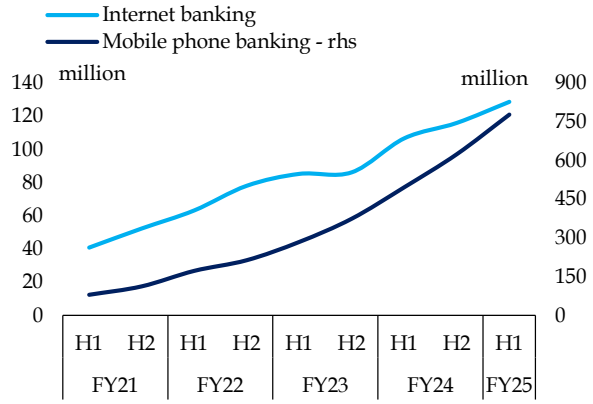


Source: APCMA

[42] ایل ایس ایم میں سوتی دھاگہ اور کپڑا مشترکہ طور پر ٹیکسٹائل گروپ کے کل وزن کا 89 فیصد بنتا ہے۔
[43] فنانس بل مالی سال 25ء میں حکومت نے ملکی ٹیکسٹائل خام مال پر 18 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا، جبکہ بیرونی خام مال کو استثنیٰ دیا گیا، جو ملکی کپاس کی پیداوار میں کمی کے علاوہ منفی عنصر تھا۔
[44] پاکستان اقتصادی سروے 25-2024ء۔

سکتا ہے (**باب 5**)۔[45] مزید برآں، کم اہم ادویات کی قیمتوں کی ڈی ریگولیشن کا نتیجہ بھی سرمایہ کاری میں اضافے اور متبادل ادویات کی مارکیٹ، بشمول نیوٹراسوٹیکلز (غذائی سپلیمنٹ) اور تھراپیوٹک اجزا میں توسیع کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔[46]

شکل 2.14: انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری ٹرانزیکشنوں کا حجم



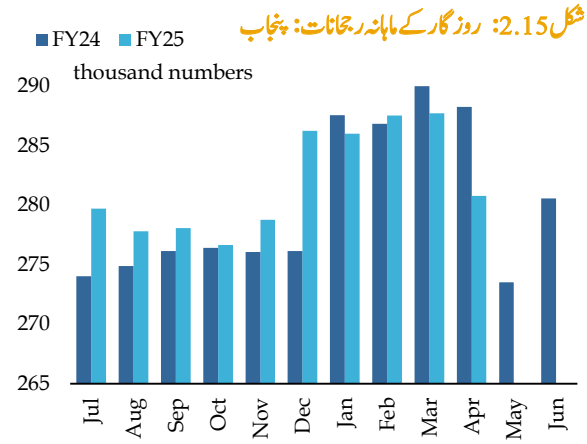
Source: SBP

گاڑیاں

مالی سال 25ء کے دوران گاڑیوں کی پیداوار میں بحالی ہوئی، جبکہ گذشتہ برس اس میں نمایاں کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ یہ نمو وسیع البنیاد تھی، کیونکہ ٹریکٹروں کے علاوہ تمام زمروں کی پیداوار میں اضافہ دیکھا گیا (**شکل 2.12**)۔ متعدد عوامل سے گاڑیوں کی پیداوار کی بحالی کو سال کے دوران تقویت ملی جن میں کلی معاشی حالات، گرتی ہوئی مہنگائی، کم شرح سود، صارفین کے احساسات میں بہتری، مستحکم شرحِ مبادلہ اور درآمدی اجزا کی دستیابی میں اضافہ شامل ہیں۔

گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی ملکی طلب نے بھی ہائی برڈ / الیکٹرک گاڑیوں کے جز میں نئے فریقوں کو متوجہ کیا ہے جن میں سے بیشتر کا تعلق چین سے ہے، اور یہ گاڑیاں combustion انجن کا ماحول دوست متبادل ہیں۔ پاکستان میں الیکٹرک گاڑیوں کے ایکو سسٹم کی فراہمی میں اضافہ ہو رہا ہے جسے مالیاتی ترغیبات، ٹیکس ریلیف اور کم ٹیرف سے تقویت ملی ہے۔[47] اس کی عکاسی مالی سال 25ء کے دوران دو تین وہیلرز برقی گاڑیوں کی پیداوار میں اضافے سے ہوتی ہے۔

شکل 2.15: روزگار کے ماہانہ رجحانات: پنجاب



Source: BoS, Punjab

مالی سال 25ء کے دوران دو وہیلرز کی مینوفیکچرنگ میں اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 22ء کے بعد سے اس میں کمی کا رجحان تھا۔ یہ اضافہ بینکوں کی جانب سے فنانسنگ کی کم لاگت اور آسان اقساط پر منصوبوں کی پیشکش کے حالات میں کم اور درمیانی آمدنی کے صارفین دونوں کی جانب سے طلب کی بحالی کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسری جانب، ٹریکٹروں کی پیداوار میں کمی کی وجوہات میں فارم آمدنی میں کمی اور سیلز ٹیکس میں اضافہ شامل ہیں۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

سیمنٹ اور فولاد کی پیداوار میں کمی کا بڑا سبب طلب کا گھٹنا تھا۔ تاہم، ماہانہ ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 25ء کے آخری دو مہینوں میں سیمنٹ اور فولاد کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے، جو مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں صوبوں کے بلند تر قیاتی

[45] مالی سال 25ء کے دوران ادویات کی برآمدات میں اضافے کی وجہ غیر ضروری اشیاء کی ادویات کی قیمتوں کو ڈی ریگولیٹ کرنے کا حکومتی فیصلہ ہو سکتی ہے، جس سے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہوئی، جدت کو فروغ ملا اور کمپنیاں مسابقتی قیمتیں متعین کرنے کے قابل ہو سکیں۔ PACRA فارماسیوٹیکلز رپورٹ جولائی، 2025ء۔

[46] ماخذ: ایس آئی ایف سی (https://www.sifc.gov.pk/)۔

[47] اب تک، 57 مینوفیکچررز کو آٹو انڈسٹری ڈویلپمنٹ اور ایکسپورٹ پالیسی 2021ء تا 2026ء کے تحت لائسنس دیے جا چکے ہیں۔ جولائی تا مارچ مالی سال 25ء کے دوران 13 نئے مینوفیکچرنگ سرٹیفکیٹ جاری کیے گئے اور الیکٹرک دو تین پہیوں والی گاڑیوں کی پیداوار 32,923 یونٹس تک پہنچ گئی ہے۔ پاکستان کا اقتصادی سروے 25-2024ء۔

جدول 2.14: خدمات کا شعبہ

نمو فیصد میں؛ حصہ فیصدی درجے میں

	م س24ء[ن]					م س25ء[ع]					حصہ	
	سہ1	سہ2	سہ3	سہ4	سال	سہ1	سہ2	سہ3	سہ4	سال	م س24ء	م س25ء
خدمات کا شعبہ	**2.5**	**1.2**	**1.8**	**3.6**	**2.3**	**2.4**	**2.5**	**3.5**	**3.7**	**3.0**	**2.3**	**3.0**
تھوک اور خردہ تجارت	3.4	2.6	2.7	4.7	3.3	0.7	-1.2	0.4	2.1	0.5	1.0	0.1
ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری	3.7	1.0	1.3	0.6	1.6	1.9	2.1	1.6	4.1	2.4	0.3	0.4
رہائش اور غذائی خدمات	4.0	4.0	4.1	4.3	4.1	4.6	4.5	4.0	3.1	4.1	0.1	0.1
اطلاعات اور مواصلات	8.1	0.2	-1.4	10.7	4.3	2.5	4.6	13.8	3.1	5.9	0.2	0.3
مالیات اور بیمہ کی سرگرمیاں	-14.5	-19.5	-9.3	-6.7	-12.7	-4.6	7.2	6.8	6.8	3.9	-0.4	0.1
ریئل اسٹیٹ سرگرمیاں	3.6	3.6	3.7	4.0	3.7	4.3	4.2	3.7	2.9	3.8	0.4	0.4
عمومی حکومت	-9.7	-10.2	-7.4	0.0	-7.0	4.4	9.0	13.4	12.9	9.9	-0.5	0.7
تعلیم	9.8	10.0	10.3	10.2	10.1	4.5	4.3	4.0	3.7	4.1	0.5	0.2
انسانی صحت اور سماجی کام کی سرگرمیاں	4.3	2.9	3.0	3.2	3.3	4.0	4.4	3.4	2.5	3.6	0.1	0.1
دیگر نجی خدمات	3.8	3.8	3.3	3.6	3.6	3.7	3.7	3.5	3.0	3.5	0.5	0.5

ن: نظر ثانی شدہ؛ ع: عبوری۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اخراجات سے ہم آہنگ ہے۔ مالی سال 25ء میں سیمنٹ کی کمزور طلب کا سبب کمزور نجی تعمیراتی سرگرمی تھی، جسے پراپرٹی لین دین پر ٹیکسوں میں اضافے اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے نفاذ کے بعد سیمنٹ کی بلند قیمتوں نے متاثر کیا۔[48] تاہم، سیمنٹ کی برآمدات میں اضافے سے اس کی ملکی ترسیلات میں کمی کے اثرات کسی حد تک زائل ہوگئے (**شکل 2.13**)۔ فولاد کی پیداوار میں کمی کا سبب تعمیرات، ملکی سازو سامان، برقی آلات اور بھاری مشینری کی کم طلب تھی۔ مزید برآں، چین سے سستے متبادل کی دستیابی نے بھی چپٹے فولاد کی مقامی پیداوار کو متاثر کیا۔[49]

ماضی میں ان صنعتوں نے حکومت کی ایمنسٹی اسکیموں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے جبکہ اس کے ساتھ تعمیراتی خام مال پر ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں میں کمی اور رعایتی قرضوں کی فراہمی شامل ہے۔[50] تاہم، حالیہ برسوں میں ایسے ترغیباتی اقدامات کو مالیاتی یکجائی کی کوششوں کے حصے کے طور پر واپس لے لیا گیا۔

دیگر صنعتیں

مالی سال 25ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے ذیلی شعبوں خصوصاً کیمیکلز اور الیکٹرونکس کی پیداوار میں کمی آئی۔ کیمیکلز میں دیگر کیمیکلز کی پیداوار گر گئی، جبکہ کھاد کی پیداوار میں صرف معمولی سا اضافہ ہوا جو زراعت میں کمزور نمو سے ہم آہنگ ہے۔

کاسٹک سوڈا، صابن، ڈٹرجینٹس، پینٹس وغیرہ جیسے کیمیکلز کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی جس سے پلاسٹک، پیکیجنگ اور تعمیرات جیسی دیگر صنعتوں میں کمزور طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔[51] اسی طرح، گھریلو برقی آلات، علاوہ پنکھوں اور ایئر کنڈیشنرز کے، کی پیداوار میں کمی درج کی گئی جس کا اہم سبب خصوصاً دیہی آمدنی میں کمی کے باعث

[48] بجٹ 25-2024ء۔ ماخذ: وزارت خزانہ۔

[49] ماخذ: نیشنل ٹیرف کمیشن کی طرف سے چین سے ٹھکانے لگائے گئے گال والیوم فولادی کوائلز/چادروں پر قطعی اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز عائد کی گئیں: A.D.C. No. 37/2015/NTC/GC/Circum/2024 June 27, 2025

[50] ماخذ: پاکستان مالی سال 21ء کے بجٹ کا خلاصہ اور پاکستان اقتصادی سروے۔

[51] اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی معیشت کی کیفیت پر ششماہی رپورٹ 25-2024ء۔

طلب کا گھٹنا تھا۔ دیگر ذیلی شعبوں میں فرنیچر تیزی سے سکڑ گیا اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو پر بوجھ ثابت ہوا۔

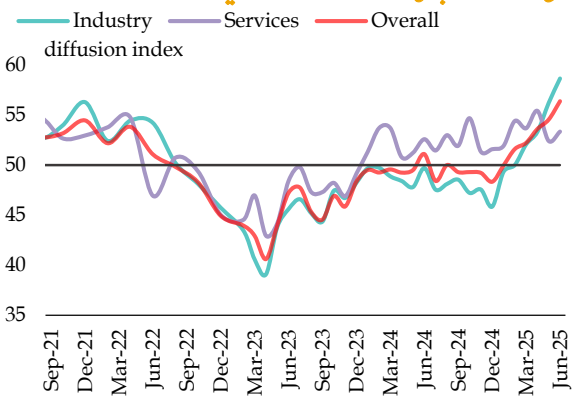
جدول 2.15: مالیات اور بیمہ خدمات میں نمو

فیصد

	م س24ء	م س25ء
جدولی بینک	-10.8	5.4
غیر جدولی بینک	-0.7	-13.0
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن	-56.4	-4.2
دیگر مالی خدمات	-25.9	-1.4
ضمنی سرگرمیاں	17.0	16.0
دیگر زری وساطت	-10.6	5.1

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 2.16: کاروباری اعتماد: روزگار کے اشاریے



Source: SBP

2.4 خدمات

مالی سال 25ء میں خدمات کے شعبے میں 3.0 فیصد نمو ہوئی جس کا محرک عمومی حکومت، دیگر خدمات، ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری، اور اطلاعات اور مواصلات جیسی ٹیکنالوجی کی خدمات کے شعبے تھے۔ تاہم، اس کے سب سے بڑے ذیلی شعبے تھوک اور خردہ تجارت میں کمزور نمو ہوئی جو اہم فصلوں اور ایل ایس ایم کی پیداوار میں کمی سے ہم آہنگ ہے (**جدول 2.14**)۔

مالی سال 25ء کے دوران عمومی حکومتی خدمات میں قابل ذکر بحالی کے ساتھ 9.9 فیصد توسیع ہوئی، جبکہ مالی سال 24ء میں 7.0 فیصد سکڑاؤ درج کیا گیا تھا۔ اس کا اہم سبب حکومت کی جانب سے سرکاری انتظامیہ اور سماجی تحفظ پر حکومتی اخراجات میں اضافہ تھا۔[52] مزید برآں، مہنگائی میں کمی اور متعلقہ تفریط کنندگان (deflators) مالی سال 25ء میں حقیقی اخراجات میں گذشتہ برس کی نسبت اضافے پر منتج ہوئے۔

جدول 2.16: ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری خدمات میں نمو

فیصد

	م س24ء	م س25ء
ریلوے	10.8	-0.3
آبی ٹرانسپورٹ	0.6	9.4
فضائی ٹرانسپورٹ	12.6	9.3
روڈ ٹرانسپورٹ	1.2	2.1
پوسٹل خدمات	-18.6	-6.2
پائپ لائن ٹرانسپورٹ	-9.0	-14.9
ذخیرہ کاری	3.3	0.5

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

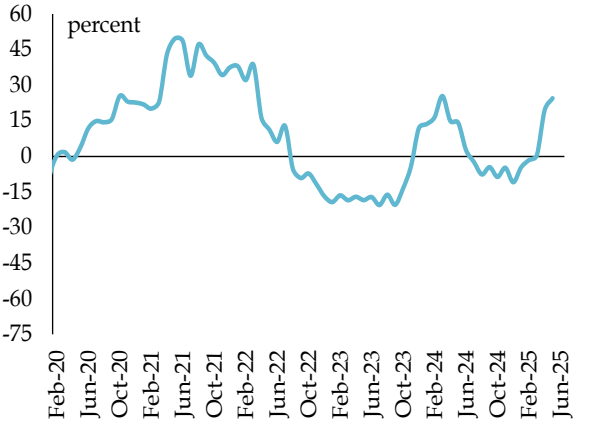
مالی سال 25ء میں مالیات اور بیمہ کی خدمات میں بھی بحالی ہوئی، جبکہ گذشتہ برس سکڑاؤ درج کیا گیا تھا (**جدول 2.15**)۔ اس بحالی کا اہم محرک بینکوں کی مالی وساطت میں بہتری تھی، جسے مہنگائی میں نمایاں کمی اور سود کی کم شرحوں سے فائدہ پہنچا۔

اطلاعات اور مواصلات کی خدمات میں بھی مالی سال 25ء کے دوران اضافے کا رجحان جاری رہا۔ یہ کمپیوٹر پروگرامنگ اور مشاورتی خدمات میں مضبوط نمو کا نتیجہ تھا، جبکہ اسے اہم تحریک آئی سی ٹی برآمدات میں مستحکم اضافے سے ملی، جو مالی سال 25ء کے دوران 18.6 فیصد تک بڑھ گئیں (**باب 5**)۔[53] مزید برآں، انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری لین دین میں مسلسل اضافہ معیشت میں بڑھتی ہوئی ڈجیٹلائزیشن کا عکاس ہے (**شکل 2.14**)۔ آخر جون 2025ء تک پاکستان میں ٹیلی

[52] بجٹ کا خلاصہ، مالی سال 26-2025ء: ماخذ: وزارت خزانہ۔

[53] مالی سال 25ء میں آئی سی ٹی برآمدات میں سافٹ ویئر مشاورتی خدمات اور دیگر کمپیوٹر خدمات میں بالترتیب 27.2 فیصد اور 34.4 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: بینک دولت پاکستان)۔

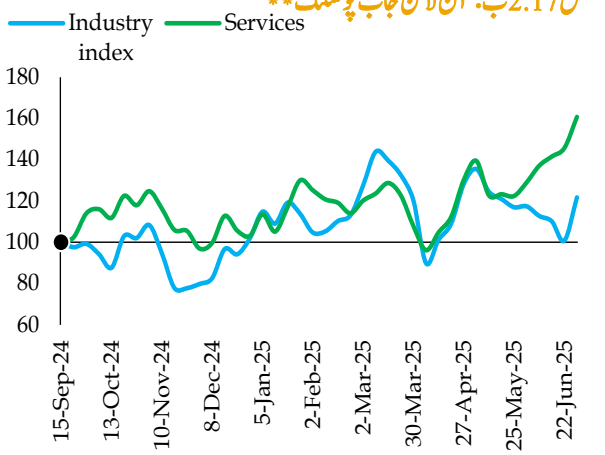
شکل 2.17الف: اخبارات میں ملازمتوں کے اشتہارات میں نمو*



*6-month moving average

Sources: SBP

شکل 2.17ب: آن لائن جاب پوسٹنگ**



**4-week moving averages

کام سبسکرپشن کی تعداد بڑھ کر 200 ملین[54] تک پہنچ گئی، جس میں براڈ بینڈ کے 150 ملین استعمال کنندگان بھی شامل ہیں۔

مالی سال 25ء کے دوران ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کی خدمات کے قدر اضافی کے بڑھنے کی رفتار بھی تیز رہی، جس کا اہم سبب آبی، فضائی اور روڈ ٹرانسپورٹ کی بہتر کارکردگی تھی (**جدول 2.16**)۔ میری ٹائم ٹرانسپورٹ کو درآمدات اور برآمدات کے حجم میں اضافے اور کسٹمز کی جانب سے پاکستان سنگل ونڈو اور فیس لیس جانچ پڑتال کا نظام شروع کرنے سے فائدہ پہنچا۔[55] اس اقدام سے بندرگاہوں پر کارگو کی فوری کلیئرنس اور آپریشنز کو مؤثر بنانے میں مدد ملی،[56] نتیجتاً، بندرگاہ پر زیادہ ٹریفک اور تجارتی حجم کو ہینڈل کیا گیا۔ اسی طرح، فضائی ٹرانسپورٹ میں آپریشنل کوریج خصوصاً یورپی روٹس کے دوبارہ آغاز اور پی آئی اے کی انٹرلائن شراکت داریوں میں توسیع کے باعث قابل ذکر نمو دیکھی گئی۔[57] اس جز میں سب سے بڑا حصہ رکھنے والے روڈ ٹرانسپورٹ میں بھی معتدل نمو ہوئی۔

رئیل اسٹیٹ سرگرمیوں اور دیگر نجی خدمات جیسی دیگر خدمات نے اپنی نمو کی رفتار کو برقرار رکھا۔ تھوک اور خردہ تجارت میں صرف 0.5 فیصد نمو ہوئی، جو بڑی حد تک زراعت اور ایل ایس ایم کی کمزور کارکردگی کی عکاسی کرتی ہے، تاہم درآمدی حجم نے اس میں مثبت حصہ ڈالا۔[58]

مالی سال 25ء میں رہائش اور غذائی خدمات میں 4.1 فیصد نمو ہوئی۔ اس ذیلی شعبے کا حصہ قدرے کم ہے، جو خدمات کے شعبے میں قدرِ اضافی کا 2.6 فیصد اور جی ڈی پی کا 1.5 فیصد بنتا ہے، تاہم اس میں سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے اور ملک میں سیاحت کو

[54] ماخذ: پریس ریلیز جون 2025، پی ٹی اے۔ https://www.pta.gov.pk/category/pta-celebrates-landmark-achievement:-pakistan-surpasses-200-million-telecom-subscribers-1561058794-2025-06-20

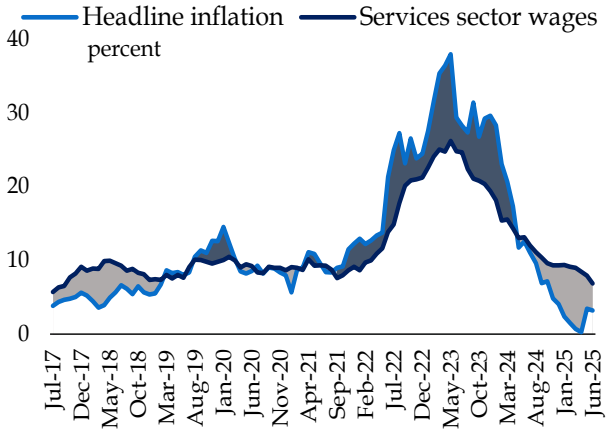
[55] ماخذ: پریس ریلیز، جنوری 2025، ایف بی آر۔ https://www.fbr.gov.pk/pr/pakistan-customs-achieves-significant-success/174194

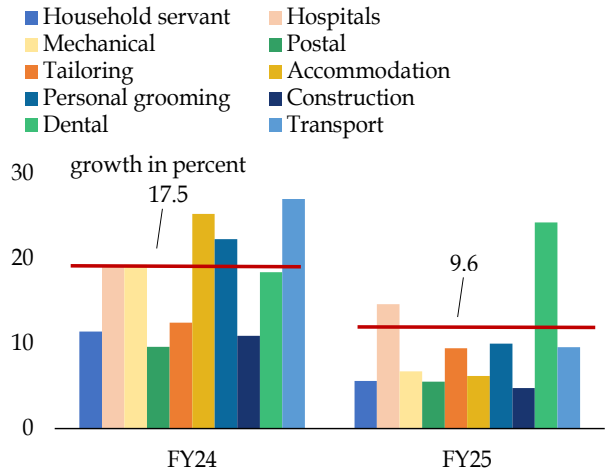
[56] مالی سال 25ء کے دوران مجموعی کارگو ہینڈلنگ میں 4.5 فیصد اضافہ ہوا۔ بحری جہازوں کی آمدورفت میں تقریباً 11 فیصد اضافہ ہوا، بندرگاہ پر مجموعی طور پر 1,943 جہازوں کی ہینڈلنگ ہوئی، جس میں 1,093 کنٹینر جہاز، 218 بلک کیریئرز، اور 452 مائع بلک ٹینکرز شامل ہیں۔ ماخذ: کراچی پورٹ ٹرسٹ۔

[57] پی آئی اے نے ایئر فرانس کے ایل ایم، ایئر نیوزی لینڈ، Avelo air، Allegiant Air، اور الاسکا ایئر سمیت کئی بین الاقوامی فضائی مسافر کمپنیوں کے ساتھ خصوصی پروریٹ معاہدے کیے، جس سے اسے اپنے نیٹ ورک کو یورپ، شمالی امریکہ، نیوزی لینڈ اور ایشیا تک توسیع دینے کا موقع ملا۔ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2025-2024ء۔ مزید برآں، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ جنوری 2025ء میں یورپی یونین کی حفاظتی پابندی ہٹادی گئی تھی۔

[58] مالی سال 25ء میں درآمدات بڑھ کر 58.4 ارب امریکی ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ درآمدات کی مقدار میں 23.1 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

شکل 2.18: خدمات کے شعبے کی اجرتیں





Source: PBS

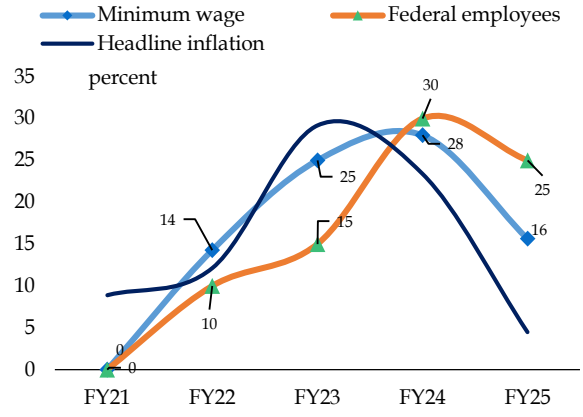
مضبوط ترقی دے کر روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے وسیع امکانات موجود ہیں (**باکس 2.3**)۔

اسی طرح، انجینئرنگ مصنوعات کے روزگار میں معتدل بحالی ہوئی، جسے ایئر کنڈیشنروں اور پنکھوں کی پیداوار میں اضافے سے تقویت ملی۔ مزید برآں، ٹیکسٹائل کی پیداوار اور برآمدات میں بہتری کے باعث اس شعبے میں روزگار کی تخلیق میں کم بگاڑ دیکھا گیا۔

2.5 افرادی قوت کی مارکیٹ

افرادی قوت کی مارکیٹ کے اظہاریے صنعتی روزگار میں معمولی اضافہ ظاہر کرتے ہیں (**شکل 2.15**)۔ صوبائی ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا اپریل مالی سال 25ء کے دوران پنجاب کے روزگار میں 0.5 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی

شکل 2.19: تخمین شدہ آمدنی میں اضافہ اور مہنگائی



Sources: MoF and PBS

مدت میں کمی واقع ہوئی تھی۔ بھرتی میں اضافہ غذا، ڈرنکس اور تمباکو گروپ میں مرتکز رہا، جسے مشروبات کی صنعت میں خاصے روزگار کی فراہمی سے تقویت ملی۔

مزید برآں، ملازمتوں کی تخلیق کے بارے میں مجموعی کاروباری احساسات بھی مالی سال 25ء میں مثبت ہو گئے، اور مالی سال کی دوسری ششماہی کے دوران اس میں قابل ذکر بہتری دیکھی گئی (**شکل 2.16**)۔ خدمات کے شعبے میں روزگار کے احساسات پورے سال مسلسل پرامیدی (50 سے زائد) کے عکاس تھے۔ اسی طرح، حالیہ مہینوں میں صنعتی شعبے کے احساسات میں خاصی بحالی ہوئی ہے اور فروری 2025ء سے یہ پرامیدی کے نشان (یعنی 50) سے تجاوز کر گئی۔

اسی طرح، مالی سال 25ء میں خصوصاً چوتھی سہ ماہی کے دوران جاب پوسٹنگز (آن لائن اور اخبارات) میں بھی بہتری دیکھی گئی (**شکل 2.17 الف** اور **2.17 ب**)، جو ایل ایس ایم اور روزگار کے احساسات میں اضافے سے ہم آہنگ ہے (**باکس 4 میں دیکھیے زری پالیسی رپورٹ، اگست 2025ء**)۔ آن لائن جاب پوسٹنگ ڈیٹا، جو صنعت اور خدمات کے لیے بھی دستیاب ہے، ظاہر کرتا ہے کہ یہ بہتری بڑی حد تک خدمات کے شعبے کی بدولت ممکن ہوئی۔ بحیثیت مجموعی یہ اظہاریے افرادی قوت کی طلب میں بتدریج اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔

اگرچہ مالی سال 25ء کے دوران اجرتوں میں (صارف اشاریہ قیمت ڈیٹا کی بنیاد پر) نمو معتدل رہی، تاہم یہ عمومی مہنگائی کے مقابلے میں خاصی بلند تھی (**شکل 2.18**)۔ ڈاکٹروں اور نرسوں خصوصاً دانتوں کی دیکھ بھال کے معاوضے میں اس مدت کے دوران اضافہ دیکھا گیا۔ اس کے مقابلے میں رہائش، ٹرانسپورٹ اور ذاتی آرائش کے اجزا میں اجرتوں کی نمو سست رہی، جبکہ میکانکی خدمات اور تعمیرات کے شعبے میں بھی اجرتوں کی نمو سست رہی۔

نامیہ اجرتوں اور تنخواہوں میں پائیدار نمو کے ساتھ مہنگائی میں خاصی کمی کے باعث مالی سال 25ء کے دوران حقیقی آمدنی کی نمو میں بہتری آگئی (**شکل 2.19**)۔ گھرانوں کی حقیقی قوتِ خرید میں بہتری کے باوجود کمزور معاشی نمو اور روزگار کے محدود مواقع ملک میں غربت کو کم کرنے کے حوالے سے ایک اہم چیلنج ہے۔[59]

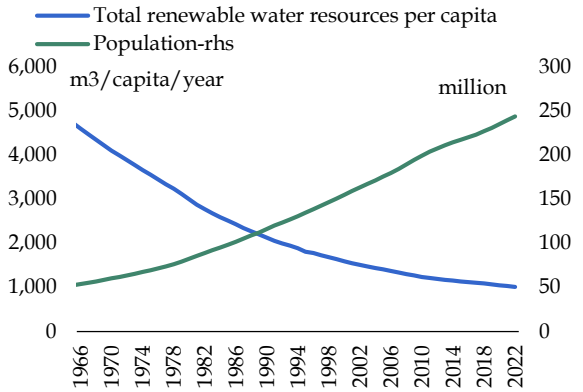
باکس 2.1 موسمیاتی دباؤ اور علاقائی بے یقینی کے حالات میں آبپاشی کے پانی کا انتظام

پاکستان میں آبپاشی کے نظام کا دنیا کے سب سے بڑے مربوط نہری نیٹ ورک سندھ طاس آبپاشی نظام (آئی بی آئی ایس) سے گہرا ربط ہے۔ پاکستان میں تقریباً 90 فیصد غذائی پیداوار کا دارومدار دریائے سندھ اور اس کی شاخوں (جنجوعہ اور دیگر 2021ء) پر ہے، جو اسے لائف لائن بنانے کے ساتھ کمزوری کا ایک پہلو بھی اجاگر کرتا ہے۔ تاہم، پانی کی قلت، نہروں کے غیر مؤثر آپریشنز، ماحولیاتی تبدیلی، اور جغرافیائی و سیاسی بے یقینی، طویل مدتی زرعی پائیداری اور غذائی سلامتی کے متعلق خدشات کے باعث سندھ طاس آبپاشی نظام (آئی بی آئی ایس) پر دباؤ بڑھتا جارہا ہے۔

سندھ طاس آبپاشی نظام کے نقائص: سندھ طاس آبپاشی نظام کا بیشتر انفراسٹرکچر نوآبادیاتی دور میں تعمیر کیا گیا تھا جو پرانا ہو چکا ہے اور اس کی جدت طرازی اور بحالی کی شدید ضرورت ہے۔ ریت اور مٹی سے بھری ہوئی نہریں، نہروں کی فرسودہ دیواریں، اور خراب دیکھ بھال جیسے انفراسٹرکچر میں بگاڑ کا نتیجہ پانی کے رساؤ کے باعث بلند نقصانات اور سیم و تھور کے شدت اختیار کرنے کی صورت میں نکلتا ہے (عالمی بینک، 2019ء)۔ اس نظام میں پانی کی فراہمی کی کارکردگی صرف 36 فیصد ہے، جس کا مطلب ہے کہ سطح پر موجود پانی کا ایک بڑا حصہ نہر کے ہیڈ اور فصلوں کی افرائش کے علاقے کے درمیان ضائع ہو جاتا ہے (قریشی، 2020ء)۔ مزید برآں، پانی کی تقسیم کا نظام (وارابندی)[60] مختص کارکردگی میں رکاوٹ بنتا ہے، کیونکہ یہ جب بھی ضرورت پڑے نظام کی گنجائش کے مطابق پانی دیتا ہے، جو بیشتر اوقات فصل کو درکار پانی کی ضروریات اور فراہمی سے مطابقت نہیں رکھتا (عالمی بینک، 2019ء)۔ مزید برآں، نہری پانی کی کم قیمت سے گنے اور چاول جیسی پانی جذب کرنے والی فصلیں کاشت کرنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، لیکن پانی کی مؤثر حکمت عملیوں کو اختیار کرنے کی ترغیب اس میں موجود نہیں (مقبول، 2022ء)۔

پانی کی دستیابی: فی کس مجموعی قابل تجدید پانی کے ذرائع تیزی سے کمی کے ساتھ 1967ء کے 4,469.8 مکعب میٹر سے گر کر 2022ء میں 1,012.7 مکعب میٹر رہ گئے ہیں، جو 1,700 مکعب میٹرز[61] کی پانی کے دباؤ کی حد سے کافی کم ہے۔ صورت حال آبادی میں تیزی سے اضافے کے باعث مزید سنگین ہو چکی ہے (**شکل 2.1.1**)۔ مزید برآں، ملک میں پانی کے دباؤ کی سطح 2022ء میں 110 فیصد تھی جس سے ناپائیدار استعمال کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس میں بڑا حصہ زراعت کے شعبے کا ہے، جس کے بعد میونسپل اور صنعتی شعبوں کا نمبر آتا ہے۔[62] پانی کی کم ہوتی ہوئی فی کس دستیابی کے مشترکہ اثرات اور اضافی پانی حاصل کرنے کا مطلب ہے کہ آئی بی آئی ایس کو سکڑتے ہوئے وسائل کے باوجود پانی کی مناسب فراہمی کے شدید دباؤ کا سامنا ہے، جس کا نتیجہ پانی نکالنے کے لیے زیادہ کھدائی اور زیرِ زمین پانی میں کمی کی صورت میں نکلتا ہے۔

شکل 2.1.1: پانی کے فی کس وسائل اور آبادی



Sources: FAO and WB

[59] ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 25-2024ء۔

[60] نہری پانی کی تقسیم کا گردشی نظام جو کاشت کاروں کو پہلے سے طے شدہ نظام الاوقات کی بنیاد پر مخصوص سال، دن اور زمین کے رقبے کے مطابق میعادی لحاظ سے پانی فراہمی کرتا ہے۔ ماخذ: ساجد اور دیگر، 2024ء۔

[61] ماخذ: فالکن مارک واٹر اسٹریس انڈیکیٹر۔

[62] زراعت، میونسپل، صنعتی شعبوں کا حصہ بالترتیب 103.4، 5.8 اور 0.84 فیصد تھا۔ ماخذ: ایف اے او 2021ء۔ AQUAST (https://data.apps.fao.org/aquastat)۔

ماحولیاتی تبدیلی: آئی بی آئی ایس کا زیادہ انحصار گلیشیئروں کے پانی پر ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ماحولیاتی تبدیلی اور گلیشیئروں کے کم ہوتے حجم کے باعث اس کی کمزوری کی سطح بلند ہے (وان اور دیگر 2025ء)۔ ماحولیاتی تبدیلی نے پانی کی دستیابی اور آبپاشی کے روایتی چکروں کو متاثر کیا ہے۔ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت نے عمل تبخیر کی شرح[63] میں اضافہ کر دیا ہے جس سے زمین پر محفوظ پانی کی سطح کم ہو جاتی ہے، جبکہ بارشوں کے بے ترتیب رجحانات نے بوائی اور کٹائی کے نظام الاوقات کو بدل دیا ہے۔ یہ اثرات بنجر اور نیم بنجر علاقوں میں زیادہ نمایاں ہیں، جہاں نہری پانی ہی آبپاشی کا واحد قابل بھروسہ ذریعہ ہے۔ اس کے ساتھ شدید بارشوں اور گلیشیئروں کا پگھلنا معمول بنتا جا رہا ہے، تاہم پاکستان کے پاس اس پانی کو مؤثر انداز میں ذخیرہ یا استعمال کرنے کے لیے انفراسٹرکچر موجود نہیں ہے۔ پاکستان کی پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش صرف 30 دن ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں مصر میں یہ گنجائش 1,000 دن، امریکہ میں 900 دن اور بھارت میں 220 دنوں پر مشتمل ہے (لاڈاور جے بھائے 2025ء)۔ نتیجتاً، یہ پانی بالآخر سمندر میں گر کر ضائع ہو جاتا ہے۔ ایک تخمینے سے پتہ چلتا ہے کہ جون تا اگست کے دوران مغربی دریاؤں کے سالانہ بہاؤ کا دو تہائی سے زائد سمندر میں جا گرتا ہے، جبکہ اس کی ضرورت پورے سال رہتی ہے (ایف اے او، 2021ء)۔

جغرافیائی اور سیاسی بے یقینی: حالیہ جغرافیائی اور سیاسی کشیدگی نے پاکستان میں آبپاشی کے پہلے سے نازک نظام کے متعلق بے یقینی کی ایک اور سطح کا اضافہ کر دیا ہے۔ 2025ء میں بھارت نے یکطرفہ طور پر سندھ طاس معاہدے میں شرکت کو معطل کر دیا۔ یہ معاہدہ 1960ء میں عالمی بینک کی ثالثی میں طے پایا تھا۔ معاہدے میں تین مغربی دریا (سندھ، چناب اور جہلم) پاکستان کو مختص کیے گئے ہیں، جبکہ بھارت کو آبی بجلی اور آبپاشی کے لیے محدود استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔[64] اس صورت حال کا نتیجہ بوائی کے چکروں میں تعطل اور قلیل مدت میں آبپاشی کے متعلق بے یقینی کی بلند سطح کی صورت میں نکلتا ہے۔ جبکہ طویل مدت میں یہ پانی اور غذائی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتا ہے، جس سے پانی کے انتظام اور انفراسٹرکچر میں ہنگامی اصلاحات کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے۔

مذکورہ چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ایک مربوط پالیسی ردعمل درکار ہے۔ آبپاشی کے نظاموں کی جدت طرازی، بحالی اور دیکھ بھال پانی کی فراہمی بڑھانے اور اس کے انتظام کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہیں (ایف اے او، 2021ء)۔ ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دینا بنیادی اہمیت رکھتا ہے، اور کاشت کاروں کی بھی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کہ وہ ڈرپ اور چھڑکاؤ کے نظام پر مبنی آبپاشی کے مستعد طریقوں کو اختیار کریں (لاڈاور جے بھائے 2025ء)۔ تاہم، کم قیمت کے باعث ایسی ٹیکنالوجیوں اور پائیدار طریقوں کو اختیار کرنے کی بہت کم ترغیب ملتی ہے۔ سندھ طاس آبپاشی کے نظام پر دباؤ کم کرنے کے لیے قیمتوں کی اصلاحات بے حد ضروری ہیں۔ پانی کے قومی استعمال میں آبپاشی کا حصہ تقریباً 93 فیصد بنتا ہے، لیکن آبیانہ کے ذریعے آپریشن اور دیکھ بھال کی لاگتوں کے تقریباً نصف حصے کی وصولی ہوتی ہے، جس سے نہروں کو اچھی حالت میں رکھنے کے لیے ترغیبات اور فنڈنگ کمزور ہو جاتی ہے (آصف خان، 2007ء)۔ اس لیے پانی کا ٹیرف اتنا مقرر کیا جائے جس سے مکمل لاگتوں کی بازیابی ہو سکے، اور زراعانت کے کچھ حصے کا رخ ماحول دوست زراعت اور پانی کے انتظام کی طرف موڑنا چاہیے، جبکہ آبیانہ کو ترقی پسند انداز میں بڑھایا جا رہا ہے تاکہ یہ کم از کم آپریشن اور دیکھ بھال کی لاگت پوری کر سکے، اور اسے وصولی اور خدمات کے معیار میں بہتری کے ساتھ اصل استعمال سے مضبوطی کے ساتھ منسلک کیا جا سکے (ایف اے او، 2021ء؛ پی آئی پی ایس، 2024ء)۔

بارش کے پانی سے استفادہ اور زیرِ زمین پانی کی سطح دوبارہ بلند کرنے کا شمار دیگر اہم لیکن کم استعمال ہونے والی حکمت عملیوں میں کیا جاتا ہے۔ اگر انہیں بروئے کار لایا جائے تو اس سے آبپاشی کی رسد کو بہتر بنانے اور خشک موسم کے دوران نہروں پر دباؤ کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ چونکہ پاکستان کا اہم ترین چیلنج سال بہ سال تبدیلیوں کے بجائے سال کے دوران موسم کی تغیر پذیری ہے، اس لیے پانی کے موسمی تحفظ کو ترجیح دینی چاہیے، جس کا مطلب ہے مون سون کی شدید بارشوں میں پانی جمع کر کے اسے بعد میں جاری کیا جائے، اور صرف میگا ڈیموں پر انحصار کرنے کے بجائے چھوٹے / درمیانے درجے کے ڈیموں کے نیٹ ورک پر انحصار کیا جائے (عالمی بینک، 2017ء)۔ صرف تقریباً 12.5 ملین ایکڑ فٹ (دریائے سندھ میں پانی کے سالانہ بہاؤ کا تقریباً 13 فیصد) ذخیرہ کرنے کی صلاحیت اور 30 دنوں کی قومی گنجائش[65] کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کو بڑے، کثیر مقاصد کے حامل ڈیم تعمیر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ قحط سے بچاؤ، آبی بجلی اور سیلاب کو قابو میں رکھنے کے لیے بقیہ پانی کی اسٹوریج کی صلاحیت کو ایک سال سے زائد عرصہ تک توسیع دی جائے۔ آخر میں، سرحد پار مسائل کے باعث انہیں حل کرنے کے لیے پانی کے حقوق کے معاملے پر سفارتی کوششیں کرنے کے ساتھ ساتھ دریا کے پانی پر انحصار کو کم کرنے کے لیے پانی کو محفوظ رکھنے کی ٹیکنالوجیوں میں سرمایہ کاری کی جائے۔

(یہ باکس تحریر کرنے میں رمیصاء بتول خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے)۔

حوالہ جات

i۔ ایف اے او (2021ء) پاکستان میں پانی کی دستیابی، استعمال اور چیلنجز: سندھ طاس میں پانی کے شعبے کے چیلنجز اور موسمیاتی تبدیلی کے اثرات۔

[63] عملِ تبخیر کی شرح ایسی شرح ہوتی ہے جس پر پانی سطح سے ضائع ہوتا ہے — زمین اور پودوں سمیت دیگر سطحوں سے — بخارات بننے اور ان کے اخراج کی وجہ سے۔ موسمیاتی تبدیلیوں نے عملِ تبخیر کی شرح کو تیز کر دیا ہے جس کے نتیجے میں پانی کا تیزی سے نقصان ہو رہا ہے۔

[64] ماخذ: سندھ طاس معاہدہ 1960ء۔ (https://www.internationalwaterlaw.org/documents/regionaldocs/IndusWatersTreaty1960.pdf)

[65] ماخذ: عالمی بینک۔

ii۔ جنجوعہ، ایس، حسن، آئی، محمد، ایس، احمد، ایس، اور احمد، اے (2021ء)۔ پاکستان کے سندھ طاس میں پانی کا انتظام: چیلنجز اور مواقع۔ پانی کی پالیسی، 23(6)، 1329-1343۔

iii۔ مقبول، این (2022ء)۔ پاکستان میں پانی کا بحران: مظہر، اسباب اور آگے کا راستہ (نمبر 2022ء:60)۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس۔

iv۔ قریشی، اے ایس (2020ء)۔ پاکستان میں زمین پر پانی کا نظم و نسق: زبردست ترقی سے غفلت پر مبنی انتظام تک۔ پانی 12(11)، 3017۔

v۔ ساجد، I.، Tischbein, B., Borgemeister, C., Garcia-Vila, M., Bakhsh, A., & Flörke, M (2024ء)۔ پاکستان میں گردشی ترسیل کے نظام الاوقات کے تحت کپاس کی آبپاشی کے نظام الاوقات کا اندازہ لگانا۔ ایکو ہائیڈرولوجی اور ہائیڈروبایولوجی، 24(3)، 710-724۔

vi۔ لاڈھ، آر ایم، اور جے بھائے، آر جی (2025ء)۔ پاکستان میں پانی کی سیاست: اندرونی اور بیرونی محرکات۔ پانی کی پالیسی، 27(1)، 40-65۔

vii۔ آصف خان، ایم (2007ء)۔ پاکستان میں سطح پر پانی کی فراہمی کی قدر اور قیمت کا تعین۔ پاکستان ڈویلپمنٹ ریویو، 46(4)، 939-955۔

viii۔ پی آئی پی ایس (پاکستان انسٹی ٹیوٹ برائے پارلیمانی خدمات)۔ ایس جی ڈیز ڈیسک (2024ء)۔ پاکستان میں پانی کی کمی اور ضیاع۔

ix۔ Van den Bos, L. J., Lutz, A. F., Biemans, H., Khanal, S., & Immerzeel, W. W (2025ء)۔ سندھ طاس میں خشک سالی کا پھیلاؤ اور خشک سالی کا اثر زائل کرنے میں برف اور گلیشئر پگھلنے کی اہمیت۔ جرنل آف ہائیڈرولوجی: ریجنل اسٹڈیز، 60، 102581۔

x۔ ورلڈ بینک گروپ (2019ء)، پاکستان: پانی سے زیادہ فوائد کا حصول۔

xi۔ ورلڈ بینک (2017ء)۔ ینگ، ڈبلیو پاکستان میں پانی کے بارے میں پانچ اساطیر ورلڈ بینک بلاگز۔

باکس 2.2: پاکستان میں سرمایہ کاری اور نمو کے لیے معدنی وسائل کا فروغ

گذشتہ پچاس برسوں میں معدنی وسائل کی عالمی طلب میں اضافہ ہوا ہے، اور 2024ء تک یہ بڑھ کر 80 ارب ٹن تک پہنچ چکی ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں 1970ء میں یہ 18 ارب ٹن تھی۔ ان وسائل کی طلب کے رجحان میں نمایاں تبدیلی آئی ہے اور یہ فوسل ایندھنوں سے دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات پر منتقل ہو چکی ہے (**شکل 2.2.1 الف** اور **2.2.1 ب**)۔ 2060ء تک قدرتی وسائل کی عالمی طلب میں 60 فیصد اضافے کا تخمینہ لگایا گیا ہے[66]۔ مزید برآں، صرف صاف توانائی ہی گریفائٹ، لیتھیم اور کوبالٹ جیسی معدنیات کی طلب میں 2050ء تک مزید تقریباً 5 گنا اضافہ کر سکتی ہے۔[67] یونائیٹڈ نیشنز کانفرنس آن ٹریڈ اینڈ ڈویلپمنٹ (یو این سی ٹی اے ڈی) نے اس طلب کو پورا کرنے کے لیے 2022ء تا 20230ء کے دوران 360 ارب ڈالر سے 450 ارب ڈالر تک کی سرمایہ کاری کا تخمینہ لگایا ہے، جبکہ اس میں 180 تا 270 ارب ڈالر کی کمی ہو سکتی ہے۔ اس قلت میں اہم حصہ تانبے اور سفید دھات کا ہے جو بالترتیب 36 فیصد اور 16 فیصد بنتا ہے۔

جدول 2.2.1: پاکستان کے معدنی ذخائر

ذخائر ملین ٹن میں

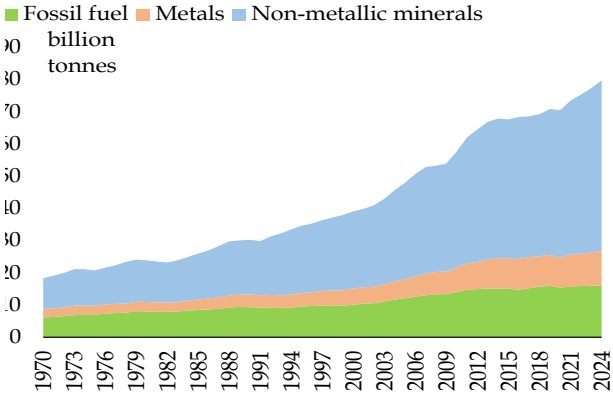
دھاتی	ذخائر	غیر دھاتی	ذخائر	صنعتی	ذخائر
لوہا	1,427	سنگ مرمر	3,200	بیرائٹ	30
تانبا	6,100	اونکس	12	پہاڑی نمک	800
سونا/چاندی	1,656	کوئلہ	186,000	فاسفیٹ	22
مولی بڈینم	137			سلیکاریت	557
سیسہ جست	2,372			جپسم	6,000
کرومائیٹ	252				

ماخذ: ایس آئی ایف سی پاکستان

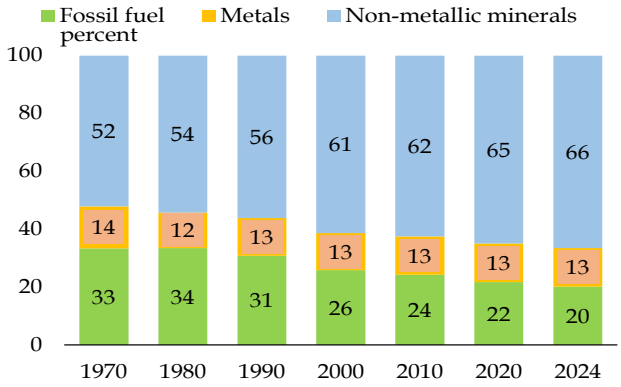
66 فوسل ایندھن میں کوئلہ، پیٹرولیم، قدرتی گیس، آئل شیل اور ٹار ریت شامل ہیں، جبکہ دھاتوں میں لوہا، المونیم، تانبا اور دیگر غیر آہنی دھاتیں شامل ہیں۔ غیر دھاتی معدنیات میں تعمیراتی اور صنعتی مقاصد کے لیے ریت، بجری اور مٹی شامل ہیں (ماخذ اور درجہ بندی اقوام متحدہ ماحولیاتی پروگرام (یو این ای پی) (2024ء)۔ عالمی وسائل کے امکانات 2024ء۔

67 عالمی بینک (2020ء)۔

شکل 2.2.1الف: عالمی معدنیات کو اخذ کرنا



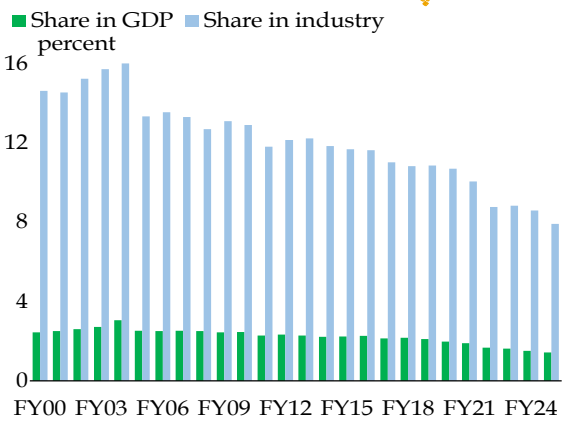
شکل 2.2.1ب: عالمی معدنیات اخذ کرنے میں اہم معدنیات کا حصہ



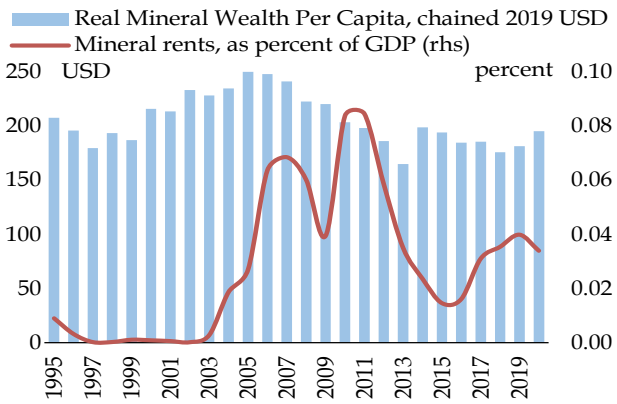
ource: Global Material Flow Database (UNEP)

پاکستان دنیا میں کوئلے، تانبے اور نمک کے بڑے ذخائر رکھنے والے ممالک میں سے ایک ہے، جبکہ دیگر دھاتی، غیر دھاتی اور صنعتی معدنیات کے وسیع ذخائر بھی یہاں موجود ہیں (**جدول 2.2.1**)۔[68] قدرتی وسائل کی دولت بڑھتی ہوئی عالمی طلب اور سرمایہ کاری میں دلچسپی سے استفادے کے لیے پاکستان کو اس ضمن میں ایک مضبوط امیدوار بنا دیتی ہے، اور ممکنہ طور پر ملک کی معاشی نمو میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔ فی الوقت، پاکستان میں کان کنی اور کوہ کنی کے شعبے کی اہم خصوصیت اس کا کم قدر اضافی کا حامل ہونا ہے، جس کی عکاسی اس کے صنعت اور مجموعی جی ڈی پی میں چھوٹے حصے سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ معدنی کرایوں اور جی ڈی پی کا تناسب بھی پست ہے اور فی کس حقیقی معدنی دولت میں کمی آ رہی ہے (**شکل 2.2.2الف** اور **2.2.2ب**)۔[69]

شکل 2.2.2الف: پاکستان میں کان کنی اور کوہ کنی



شکل 2.2.2ب: پاکستان کی فی کس معدنی دولت اور پیداواری کارکردگی



Sources: PBS and WB

اس کمزور کارکردگی کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سرمایہ کاری کا فقدان، پرانا انفراسٹرکچر اور دریافت اور اخذ کرنے کی پرانی ٹیکنالوجی، ماحولیاتی اور سماجی پہلوؤں پر مناسب عملدرآمد نہ ہونا اور کمزور سیاسی اور کاروباری ماحول شامل ہیں (شاہ، 2018ء اور حامد اور فریڈرک، 2019ء)۔ معدنیات کی رسد کی پوری زنجیر میں اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کے لیے محفوظ ماحول بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ صورت

---

68 ماخذ: ایس آئی ایف سی ویب سائٹ، ٹی ڈی اے پی (2021ء)۔ پاکستان کی معدنیات اور دھاتوں کے شعبے کا تجزیہ: جپسم کا معاملہ، ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان۔ دسمبر-2021ء۔

69 معدنیات کے کرائے، جی ڈی پی فیصد کے طور پر ظاہر کیے گئے ہیں، اور عالمی قیمت پر معدنیات کے ذخیرے کی پیداوار کی مالیت اور ان کی مجموعی پیداواری لاگت کے درمیان فرق کو کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، یہ معدنیات نکالنے پر مالی منافع کی پیمائش کرتا ہے۔ معدنی دولت یا معدنی قدرتی سرمایہ سے مراد فوسل ایندھن توانائی (تیل، گیس، اور کوئلہ) اور معدنیات (باکسائٹ، تانبا، سونا، خام لوہا، سیسہ، نکل، فاسفیٹ، چاندی، ٹن، جست، کوبالٹ، مولیبڈینم، اور لیتھیم) ہیں۔ معدنی سرمائے کا اندازہ عالمی بینک نے Törnqvist انڈیکس استعمال کرتے ہوئے لگایا ہے، جس میں انفرادی اثاثوں کے مادی حجم کو 2019 امریکی ڈالروں کا استعمال کرتے ہوئے ان کی مالیت کے حصے سے وزن کیا جاتا ہے، جسے "chained2019US Dollars" میں حقیقی اثاثوں کی مالیتیں کہا جاتا ہے (ماخذ: عالمی بینک)۔

حال میں کچھ بہتری سے قطع نظر ایک حالیہ سروے میں ملک کے اہم علاقوں میں ایسے مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے (او آئی سی سی آئی، 2025ء)۔ تاہم اس شعبے کے معاشی کردار میں قابل ذکر رکاوٹ غیر مربوط پالیسی فریم ورک ہے جو وفاقی حکومت کی قومی معدنیات پالیسی 2013ء، صوبائی پالیسیوں اور قواعد پر مشتمل ہے اور اسے آئین پاکستان کے آرٹیکل 172 کی دفعات کے تحت وضع کیا گیا ہے۔

پالیسی فریم ورک کی اہم خصوصیت اداروں اور گورننس کے درمیان ہم آہنگی کا نہ ہونا ہے، جس کی وجہ سے یہ نمو پر مبنی معدنیات کی صنعت کو فروغ دینے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے (خان، این یو اور دیگر 2024ء)۔ ادارہ جاتی ایکو سسٹم ایک دوسرے پر سبقت رکھنے والے اداروں کے گرد تشکیل دیا گیا ہے، جن میں مؤثر اور مفید اشتراک کا فقدان ہے اور اس سے طریقہ کار میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح، قومی معدنیات پالیسی 2013ء میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کے متعلق مضبوط مؤقف اختیار کیا گیا ہے، جبکہ مقامی پالیسیوں میں ایف ڈی آئی پر کم توجہ مرکوز کرنے کے علاوہ قومی معدنیات پالیسی 2013ء میں تجویز کردہ تخصیصی معدنی سہولت کار اتھارٹیز کی عدم موجودگی ہے، جس کی وجہ سے ایک متحد سرمایہ کار دوست ماحول کو اختیار کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح، ماحولیاتی اور سماجی پہلوؤں پر عزم میں فرق کے ساتھ لائسنسنگ کا دشوار نظام معدنی وسائل کی مسابقت اور اس کے قابل عمل ہونے پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ ماحولیاتی اثرات کے تخمینے کے بارے میں اختیار اور نفاذ کا طریقہ کار واضح نہ ہونے سے بھی قومی ضمانتوں میں مسئلے کی نشاندہی ہوتی ہے، جو بہترین عالمی روایات، کوڈز اور معیارات کے متعلق پالیسی کی غیر ہم آہنگی پر منتج ہوتا ہے۔ بعض معاملات میں حالیہ آئینی تبدیلیوں کی روشنی میں ایک جامع اور باخبر پالیسی ڈیزائن کے لیے اس شعبے کی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ پالیسیاں متعلقہ ایکٹ سے قبل تشکیل دی گئی تھیں۔[70]

یہ مسائل قومی اور مقامی پالیسیوں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ کسی مخصوص علاقے کی پالیسیوں اور قواعد میں غیر ہم آہنگی کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اس ضمن میں، قومی معدنیاتی ہم آہنگی فریم ورک 2025ء، جس میں قانون سازی کو اختیار کرنے کے باعث تاخیر ہوئی، درست سمت میں ایک قدم ہے، اور تمام مسائل پر قابو پانے کے لیے ایک ممکنہ ون اسٹیپ پالیسی حل فراہم کرتا ہے۔ مزید برآں، چونکہ معدنی وسائل کی نوعیت جامع ہوتی ہے، اس لیے معدنیات سے مخصوص بین الاقوامی اصولوں اور بہترین روایات کو اختیار کرنے کے متحد طریقہ کار کو یقینی بنانے کے لیے ایک ٹھوس اور مربوط پالیسی کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا متعلقہ عالمی فورموں پر موجودگی میں اضافے کے ذریعے ممکن بنایا جا سکتا ہے جو اپنے رکن ممالک کو ایسے شعبوں میں تعاون فراہم کرتے ہیں جن میں ضرورت کے مطابق تکنیکی امداد، صلاحیت سازی، قانونی، پالیسی اور ریگولیٹری فریم ورک کا ڈیزائن شامل ہیں۔ ایک مربوط پالیسی فریم ورک میں معدنی رسدی زنجیر کے ذریعے کاروبار دوست اور محفوظ ماحول یقینی بنانے کے لیے اقدامات موجود ہوتے ہیں۔[71] مزید برآں، قومی اور مقامی فریقوں، کاروباری برادری اور بین الاقوامی تنظیموں کے کان کنی کے ماہرین اور دنیا کی کان کنی کرنے والی معروف کمپنیوں کے ماہرین پر مشتمل ایک مستقل گروپ تشکیل دینے سے قومی ترجیحات اور بین الاقوامی رہنما اصولوں کی روشنی میں ایک پھلتی پھولتی معدنی صنعت کو ترقی دینے کے لیے ایک مربوط پالیسی فریم ورک کو ڈیزائن کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

(یہ باکس تحریر کرنے میں محمد اصغر خان کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے)

حوالہ جات:

i اشرف، ایچ اور کاوڈ، الیف. (2019)، "پاکستان کے لیے معدنی پالیسی کی ترقی کا ایک نیا فریم ورک"، جرنل آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی پالیسی مینجمنٹ، والیوم۔ 10 نمبر 2، صفحہ 490-457۔ https://doi.org/10.1108/JSTPM-07-2017-0030

ii فاروقی، NYet al(2021ء)۔ پاکستان کی معدنیات اور دھاتوں کے شعبے کا تجزیہ: جیسم کا معاملہ، ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان۔ دسمبر-2021۔

iii IGF(2023ء)۔ کان کنی پالیسی کا فریم ورک: کان کنی اور پائیدار ترقی، بین الاقوامی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے ذریعہ شائع کیا گیا، 111 لومبارڈ ایونیو، سویٹ 325، ونی پیگ، مانیٹوبا، کینیڈا R3B 0T4

[70] اٹھارہویں ترمیم کے بعد پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 172 کے تحت معدنی وسائل، ان کی تلاش اور ترقی - تیل، گیس اور جوہری معدنیات کے علاوہ - صوبائی دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ جبکہ سابق فاٹا، اسلام آباد دار لحکومت کا علاقہ اور بین الاقوامی سمندری علاقے کے وسائل وفاق کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں (ماخذ: قومی معدنیات پالیسی 2013ء)۔

[71] یو این ڈی پی نے ذمہ دارانہ کان کنی کی رہنمائی کے لیے اصولوں کا ایک مجموعہ تیار کیا ہے جو 'پائیدار ترقی کے لیے کان کنی کا انتظام' نامی معدنی وسائل کی کتاب میں شامل ہے۔ یہ سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی تجاویز پر مبنی ہے۔ 'او ای سی ڈی کی 'ذمہ دارانہ معدنی رسدی زنجیروں کی جانچ پڑتال کے لیے رہنمائی' بھی کان کنی کے شعبے کے پائیدار انتظام کے متعلق اہم دستاویز ہے۔ بین الاقوامی کونسل برائے کان کنی اور دھاتیں (آئی سی ایم ایم) جو بیرک گولڈ جیسی معروف بین الاقوامی کمپنیوں کی نمائندگی کرتی ہے، نے بھی پائیدار کان کنی کی سرگرمیوں کو یقینی بنانے کے لیے معدنی وسائل کی دریافت میں مصروف کمپنیوں کے لیے اصولوں کی ایک جامع فہرست فراہم کی ہے۔ اسی طرح، دیگر اہم آلات اور رہنما اصول بھی دستیاب ہیں جن میں حکومتوں کے لیے بین الاقوامی توانائی ایجنسی کا 'معدنی پالیسی کا کلیدی ٹریکر' کا پیمانہ شامل ہے، جس میں تین اہم شعبوں میں نئی اہم معدنیات تلاش کرنے کے لیے پالیسیاں دی گئی ہیں (i) رسد کے قابل بھروسہ اور لچکدار ہونے کو یقینی بنانا، (ii) دریافت، پیداوار اور اختراع کو فروغ دینا، اور (iii) پائیدار اور ذمہ دارانہ روایات کی حوصلہ افزائی کرنا۔

iv بین الاقوامی توانائی ایجنسی، بنیادی معدنیات پالیسی ٹریکر متعارف کروا رہی ہے، https://www.iea.org/reports/introducing-the-critical-minerals-policy-tracker پر دستیاب ہے۔

بمقابلہ خان، alNU et(2024ء)۔ پاکستان میں پائیدار معدنی وسائل کی حکمرانی کا ایک جامع جائزہ: چیلنجز اور اصلاحات کا تجزیہ، وسائل کی پالیسی، جلد88، جنوری2024، 104383۔

vi OICCI(2025ء)۔ سیکورٹی سروے، جون 2025، https://www.oicci.org/app/media/2025/07/OICCI-Security-Survey-2025-Website.pdf پر دستیاب ہے۔

vii ایس آئی ایف سی، پاکستان معدنیات کا خزانہ ہے، https://cms.sifc.gov.pk//storage/home_sectors/POgKuRihIXhQK6dNhzfNGEWBwcxAE4P2X1ISJFGI.pdf پر دستیاب ہے۔

viii ٹی ڈی اے پی(2021ء)۔ پاکستان کی معدنیات اور دھاتوں کے شعبے کا تجزیہ: جپسم کا معاملہ، ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان۔ دسمبر 2021ء۔

ix یو این سی ٹی اے ڈی (2024ء)۔ پائیدار توانائی کا انقلاب: اہم توانائی کی منتقلی معدنیات کی منڈیوں اور سمندری نقل و حمل میں تجارت اور ترقی کے مضمرات، یو این سی ٹی اے ڈی سیکرٹریٹ کی طرف سے نوٹ۔

x اقوام متحدہ کا ماحولیاتی پروگرام(2024ء)۔ گلوبل ریسورسز آؤٹ لک 2024ء: رجحان کو بدلنا- وسائل کے استعمال میں اضافے کے ساتھ زندہ رہنے کے قابل سیارے تک جانے کے راستے۔ بین الاقوامی وسائل پینل۔ نیروبی۔ https://wedocs.unep.org/20.500.11822/44901

xi یو این ڈی پی اور یو این انوائرنمنٹ(2018ء)۔ پائیدار ترقی کے لیے کان کنی کا انتظام: ماخذاتی کتاب۔ بنکاک: اقوام متحدہ کا ترقیاتی پروگرام۔

xii عالمی بینک(2020ء)۔ ماحولیاتی اقدام کے لیے معدنیات: صاف توانائی کی منتقلی کی معدنی شدت۔

باکس 2.3: پاکستان میں سیاحت کے امکانات کو بروئے کار لانا

سفر اور سیاحت کا شعبہ اب عالمی جی ڈی پی کا تقریباً 10 فیصد پیدا کرتا ہے اور دنیا میں 357 ملین افراد اس روزگار سے وابستہ ہیں، یعنی ہر دس ملازمتوں میں سے اندازاً ایک۔[72] وسیع امکانات کے باوجود پاکستان ان مواقع سے بہت کم فائدہ اٹھاتا ہے: 2022ء میں اس شعبے کا جی ڈی پی میں مجموعی حصہ (بالواسطہ یا بلاواسطہ) 5.9 فیصد تھا، اس کے ذریعے 4.2 ملین ملازمتیں فراہم کی گئیں۔[73] عالمی اقتصادی فورم کے سفر اور سیاحت کی ترقی کا اشاریہ برائے 2024ء میں 119 ممالک میں پاکستان کو 101 واں درجہ دیا گیا ہے۔ نچلی سطح کی درجہ بندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں خاصے امکانات ہیں لیکن اس کے لیے ہنگامی بنیادوں پر اصلاحات درکار ہیں۔

پاکستان کا سیاحت کا شعبہ قابل دید متنوع مقامات پر مشتمل ہے، جن میں گلگت بلتستان جیسے بلندی پر واقع علاقے اور بلوچستان کے ساحلوں سے لے کر گندھارا اور دریائے سندھ کی تہذیبوں جیسے تاریخی مقامات شامل ہیں۔ تاہم نامناسب انفراسٹرکچر، خراب معیارات، محدود مارکیٹنگ اور ضوابطی رکاوٹوں کے علاوہ سیکورٹی حالات کے متعلق منفی احساسات کا نتیجہ ممکنہ مواقع کے کم استعمال یا غیر دریافت شدہ رہنے کی صورت میں نکلا ہے (مراد احمد، 2022ء)۔ ان مسائل کو حکمت عملی کی پالیسیوں اور سرمایہ کاری کے ذریعے حل کر کے معاشی نمو اور روزگار کی تخلیق میں سیاحت کے حصے میں خاصا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

عالمی سیاحت مضبوط اقتصادی روابط رکھتی ہے اور اس سے کئی شعبوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ قدر اضافی کی حامل سیاحت کا ہر ڈالر مجموعی معاشی آمدنی میں تقریباً 2.9 ڈالر کا اضافہ کرتا ہے، اور اس کا شمار ضارب کی بلند ترین سطح رکھنے والی صنعتوں میں ہوتا ہے (عالمی بینک، پانامہ کیس اسٹڈی، 2024ء)۔ مزید برآں، سیاحت میں براہ راست ایک ملازمت، زراعت، تعمیرات، خردہ، مینوفیکچرنگ اور مالی خدمات جیسے شعبوں میں چار اضافی ملازمتیں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے (عالمی بینک، پانامہ کیس اسٹڈی، 2024ء)۔ سیاحت کے باعث خصوصاً، ہوائی اڈوں، سڑکوں اور ریلویز جیسی انفراسٹرکچر کی سرمایہ کاریوں سے معاشی سرگرمی میں مزید اضافہ ہوتا ہے (ڈبلیو ٹی سی، 2024ء)۔

[72] ماخذ: سیاحت اور مسابقت (اپڈیٹ 2024ء) عالمی بینک۔
https://www.worldbank.org/en/topic/competitiveness/brief/tourism-and-competitiveness

[73] پاکستان کے شمالی علاقوں میں ذمہ دار سیاحت کو فروغ دینا (فیچر اسٹوری، 2023)۔ ماخذ: عالمی بینک۔

قابل ذکر چیلنجوں کے ساتھ سیاحت خاطر خواہ سماجی اور ماحولیاتی فوائد کی پیشکش بھی کرتی ہے۔ اس شعبے میں خواتین اور نوجوانوں کی بڑی تعداد کو روزگار فراہم کیا جاتا ہے، اور سیاحت کی عالمی افرادی قوت میں خواتین کا حصہ تقریباً 54 فیصد بنتا ہے (یو این ڈبلیو ٹی او، 2019ء)۔ ماحولیاتی لحاظ سے ذمہ دارانہ سیاحت کے ذریعے ماحول کو محفوظ بنانے کے اقدامات کی مؤثر فنڈنگ ہو سکتی ہے، جس کی مثالیں کوسٹاریکا میں ماحولیاتی سیاحت کے ماڈلز اور نمیبیا میں جنگلی حیات کی حفاظت گاہوں کا قیام ہے، جن کی وجہ سے متنوع حیات کا تحفظ اور کمیونٹی کی ترقی کے لیے سیاحت کے محاصل کو استعمال میں لایا گیا ہے (Mossy Earth, 2024)۔ تاہم، کاربن کے عالمی اخراج میں سیاحت کا حصہ 8 فیصد ہے اور اس سے کافی فضلہ جمع ہو جاتا ہے، جس سے ماحولیاتی اثرات کو زائل کرنے کے لیے پائیدار طریقوں کے استعمال کی بنیادی اہمیت اجاگر ہوتی ہے (سیاحت کے باعث کاربن کے اثرات، 2025ء)۔

حکومتِ پاکستان معاشی نمو کو تحریک دینے کی غرض سے سیاحت کے امکانات سے بخوبی واقف ہے اور اس شعبے کو ترقی دینے کے لیے کوششوں میں تیزی لائی گئی ہے۔ اہم اقدامات میں خصوصی سرمایہ کاری سہولت کونسل (ایس آئی ایف سی) شامل ہے جس کا مقصد سرمایہ کاریوں کے طریقہ کار کو آسان بنانا، گرین ٹورازم پاکستان کے ذریعے سرکاری اور نجی شراکت داریوں کی حوصلہ افزائی اور زیادہ الیکٹرانک ویزوں اور ملک میں آمد پر ویزے کا اجرا شامل ہیں۔ ان اقدامات کے ساتھ پاکستان کو بہتر سڑکوں، جدید ہوائی اڈوں اور بہتر ڈجیٹل انفراسٹرکچر درکار ہے، تاکہ بین الاقوامی سیاحوں کی سیاحتی مقامات تک رسائی کو آسان اور زیادہ پرکشش بنایا جاسکے۔

تاہم، مذکورہ پیش رفتوں کے باوجود پالیسی میں نقائص اور دشواریاں برقرار ہیں۔ ایک اہم کلیدی شعبہ جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ نظم ونسق کی تقسیم پر مبنی ساخت ہے۔ اگرچہ نیشنل ٹورازم کو آرڈیننشن بورڈ جیسے اداروں کے قیام سے ہم آہنگی میں اضافہ ہوا ہے، تاہم وفاقی اور صوبائی حکام کے درمیان مزید یکجائی ضروری ہے تاکہ معیارات کو ہم آہنگ، بیوروکریسی کی رکاوٹوں میں کمی اور انفراسٹرکچر کی مربوط ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔ سیاحت کی ایک متفقہ پالیسی جس میں فرائض اور ذمہ داریوں کا واضح تعین کیا گیا ہو، اس سے نظم ونسق کی اثرانگیزی اور احتساب کے عمل میں خاصا اضافہ ہو گا۔

پاکستان میں سیکورٹی کے خدشات سیاحت کی مسلسل حوصلہ شکنی کا باعث بن رہے ہیں۔ کبھی کبھار ہونے والے واقعات، سفر محدود کرنے کی ہدایات اور میڈیا کی منفی کوریج پاکستان سفر کرنے پر "خطرے کا پریمیم" تخلیق کرتی ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے پاکستان کو نمایاں انداز میں اقدامات کرنا ہوں گے۔ سیاحتی پولیس، سیاحوں کے لیے محفوظ راہداریاں، اور تربیت یافتہ گائیڈز کے ذریعے اعتماد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ حفاظتی اقدامات کا واضح ابلاغ اور واقعات پر فوری ردعمل سے خوف میں کمی اور بیرونی ممالک میں مضبوط برانڈنگ اور شفاف پیغام رسانی ایسے تصورات کو بدلنے کے لیے ضروری ہیں۔

آخر میں، ماحولیاتی خطرات اور خدمات کا پست معیار پاکستانی سیاحت کے شعبے کو درپیش بڑی رکاوٹیں ہیں۔[74] 2022ء اور 2025ء کے سیلاب کے ساتھ لینڈ سلائیڈنگ کے اکثر و بیشتر پیش آنے والے واقعات نے سڑکوں، پہاڑوں کے انفراسٹرکچر اور چھوٹی انٹرپرائزز کی ضرر پذیری کو بڑھا دیا ہے۔ لہٰذا، ضروری ہے کہ تمام نئے ترقیاتی کاموں میں ماحول سے ہم آہنگ منصوبہ بندی اور آفات کے خطرے کے مستعد انتظام کو مدنظر رکھا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ مہمانداری کی صلاحیتیں علاقائی معیار کے مقابلے میں بہت نچلی سطح پر ہیں، اور تربیتی پروگراموں کو اکثر بین الاقوامی معیارات سے ہم آہنگ نہیں کیا جاتا۔ اس ضمن میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس سے مہمانداری کے کاروبار کو پیشہ ورانہ اور اس بات کو یقینی بنایا جاسکتا ہے کہ سیاحوں کو یکساں بلند معیار کی خدمات فراہم کی جائیں۔

چونکہ سیاحت معیشت کے مختلف حصوں میں روزگار کی تخلیق اور دیگر فوائد کے حصول کا باعث بنتی ہے، اس لیے معمولی بہتری سے بھی آمدنی میں بڑا اضافہ، خواتین اور نوجوانوں کو روزگار کے مزید مواقع کی فراہمی، اور دیہی علاقوں کو ترقی دینا ممکن ہے۔ ان فوائد سے مکمل استفادے کے لیے پاکستان کو گورننس کو آسان بنانا، ماحول کے لحاظ سے لچکدار انفراسٹرکچر کی تشکیل، اور واضح، مربوط اور پائیدار اقدامات کے ذریعے مہمانداری کی صلاحیتوں کو بہتر بنانا چاہیے۔

(یہ باکس تحریر کرنے میں سعد علی کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے)۔

حوالہ جات:

i مراد احمد، شفیق احمد، اور رفعت عباس، "پاکستان میں سیاحت، چیلنجز اور مواقع،" جرنل آف سوشل سائنسز ریویو۔

ii "سیاحت غریبوں اور ماحولیات کو کیسے فائدہ پہنچا سکتی (پہنچاتی) ہے"۔ ورلڈ بینک این بریو سیریز (پاناما کیس اسٹڈی)، 2024ء۔

[74] ماخذ: انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (2022ء)۔

iii سفر اور سیاحت کے اقتصادی اثرات2024ء،ڈبلیوٹی ٹی سی۔

iv سیاحت میں خواتین پر عالمی رپورٹ-دوسرا ایڈیشن،یو این ڈبلیوٹی او،میڈرڈ،2019ء،یہاں دستیاب ہے:
https://www.e-unwto.org/doi/pdf/10.18111/9789284420384۔

v. فطرت پر مبنی سیاحت کے مثبت اثرات(Mossy earth 2024)۔

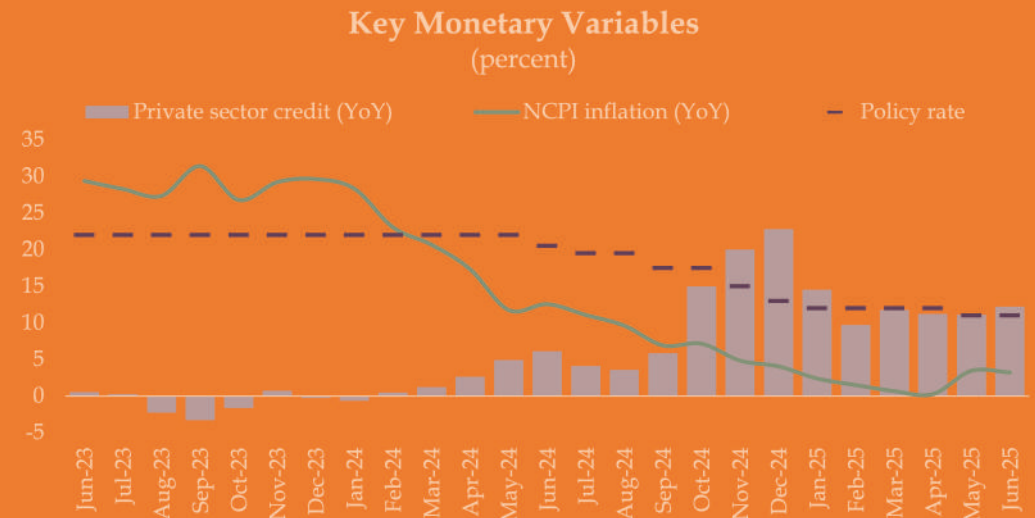
vi سیاحت کا کاربن فٹ پرنٹ،پائیدار سفر بین الاقوامی کاربن کیلکولیٹر۔



3

زری پالیسی اور مہنگائی

محدود ملکی طلب اور بہتر رسدی صورتِ حال کے نتیجے میں مالی سال 25ء کے دوران مہنگائی کی شرح میں نمایاں کمی (Disinflation)آگئی۔ سخت زری پالیسی کے تسلسل کے ساتھ مالیاتی یکجائی نے ملکی طلب کو قابو میں رکھا ، جبکہ غذائی اجناس کی مناسب دستیابی ، توانائی کے سرکاری نرخوں میں کمی ، مستحکم شرحِ مبادلہ اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی نے خوراک اور توانائی کی قیمتوں پر دباؤ کو کم کیا۔ مالی سال 25ء کے دوران اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کم ہو کر 4.5 فیصد رہ گئی ، جو گذشتہ آٹھ سال کی سب سے کم سطح تھی۔ جنوری 2024ء سے مہنگائی میں تقریباً مستقل بنیاد پر کمی آنے لگی اور اپریل میں مہنگائی کم ہوکر 0.3 فیصد سال بسال رہ گئی ، جو کئی برسوں کی کم ترین سطح تھی۔ مہنگائی میں اس نمایاں کمی اور ادائیگیوں کے توازن میں بہتری کے باعث زری پالیسی کمیٹی نے جون 2024ء تا جون 2025ء کے دوران پالیسی ریٹ میں 1,100 بیسس پوائنٹس کمی کی۔ مالی حالات میں نرمی کے باعث نجی شعبے کے قرضوں میں تیزی آئی اور یہ گذشتہ سال کے مقابلے میں تقریباً دو گنا ہو گئے۔ تاہم ، بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کی نمو سست رہی کیونکہ بینکوں سے قرض گیری پر حکومت کا انحصار کم ہوگیا اور اجناس کی خریداری کے قرضوں اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کے قرضوں کی مسلسل واپسی نے نجی شعبے کے قرضوں میں ہونے والے اضافے کو زائل کر دیا۔ چنانچہ بیرونی کھاتوں میں بہتری اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کے سبب خالص غیر ملکی اثاثوں میں ہونے والے نمایاں اضافے کے باوجود مالی سال 25ء میں زرِ وسیع (Broad Money) کی نمو میں میں سست روی دکھائی دی۔



3 زری پالیسی اور مہنگائی

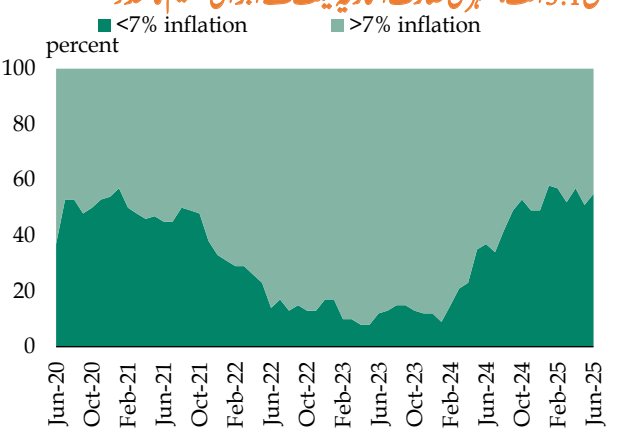
3.1 پالیسی جائزہ

مہنگائی کی شرح میں توقع سے تیز کمی، مہنگائی کے بہتر منظرنامے اور بیرونی کھاتے کی مضبوط صورتِ حال کے باعث زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے جون 2024ء سے جون 2025ء کے دوران پالیسی ریٹ میں کُل 1,100 بیسس پوائنٹس کی نمایاں کمی کر دی۔ مالی سال 25ء میں قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) مہنگائی کی اوسط شرح گھٹ کر 4.5 فیصد رہ گئی، جو گذشتہ آٹھ برسوں کی کم ترین سطح تھی نیز یہ 5.0 تا 7.0 فیصد کے وسط مدتی ہدف سے بھی کم تھی۔ ماہانہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ جنوری 2024ء سے مہنگائی میں تقریباً مسلسل کمی واقع ہوئی، اور اپریل 2025ء میں سال بسال مہنگائی کم ہو کر صرف 0.3 فیصد کی کئی سال کی کم ترین سطح پر آ گئی۔ مزید برآں، شہری صارف اشاریہ قیمت کی نصف کے قریب اشیا کی مہنگائی 7 فیصد (وسط مدتی ہدف کی بالائی حد) سے نیچے رہی، جو مالی سال 24ء میں 18 فیصد تھی (**شکل 3.1الف** اور **ب**)۔

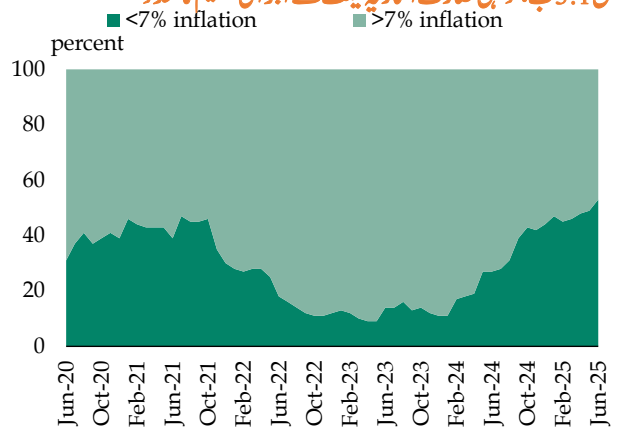
مالی سال 25ء کے آغاز پر، زری پالیسی کمیٹی نے قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کی اوسط شرح کا 11.5 تا 13.5 فیصد کے درمیان رہنے کا تخمینہ لگایا تھا، جو مالی سال 24ء کی 23.4 فیصد اوسط مہنگائی کے مقابلے میں کافی کم ہے۔ ان تخمینوں میں درج ذیل عوامل کو مدِ نظر رکھا گیا: زری پالیسی کے سخت مؤقف کا تسلسل، میزانیہ مالیاتی یکجائی، آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کی منظوری کے سبب معاشی غیر یقینی صورت حال میں کمی، شرحِ مبادلہ میں استحکام، اجناس کی عالمی قیمتوں کا سازگار رجحان، اور مالی سال 25ء کے مہنگائی کے حوالے سے میزانیہ اقدامات کے توقع سے کم اثرات۔ تاہم، ممکنہ مالیاتی کمزوریوں (fiscal slippages)، توانائی کے سرکاری نرخوں میں غیر متوقع اضافہ، اور محاصل کی کمی کو پورا کرنے کے لیے نئے ٹیکس اقدامات کا امکان ان تخمینوں کے حوالے سے مہنگائی میں اضافے کے خطرات (upside risks) کے طور پر سامنے آئے۔ منفی لحاظ سے، خوراک اور ایندھن کی سازگار عالمی قیمتوں کے ساتھ ملکی توانائی کی قیمتوں کے ردوبدل میں ممکنہ تاخیر اہم عوامل میں شامل تھی۔

کمیٹی نے مالی سال 25ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی نمو 2.5 تا 3.5 فیصد کی حد میں رہنے کا تخمینہ لگایا، جس کے متوقع عاملین صنعت اور خدمات کے شعبے ہو سکتے تھے، جنھیں نسبتاً پست شرحِ سود اور میزانیہ ترقیاتی اخراجات میں اضافے سے تقویت مل سکتی تھی۔ اگرچہ معاشی سرگرمیوں میں معتدل اضافے سے درآمدات کی نمو میں اضافے کا امکان تھا، تاہم کارکنوں کی ترسیلاتِ زر اور برآمدات میں اضافے کی

شکل 3.1الف: شہری صارف اشاریہ قیمت کے اجزا کی تقسیم کا تعدد



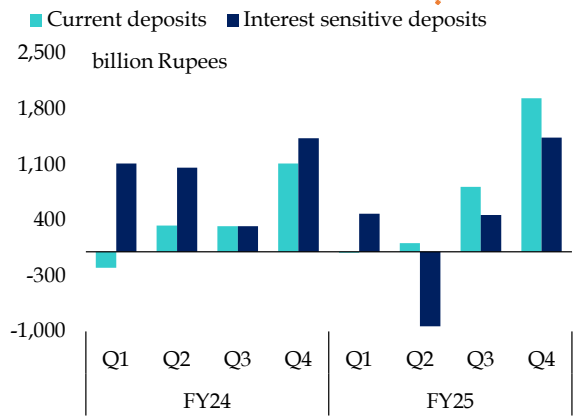
شکل 3.1ب: دیہی صارف اشاریہ قیمت کے اجزا کی تقسیم کا تعدد



Sources: PBS and SBP staff calculations

بدولت جاری کھاتے کے خسارے کے جی ڈی پی کے 0 تا 1.0 فیصد کی حد میں رہنے کی توقع تھی۔

شکل 3.2: بینک ڈپازٹس – سہ ماہی بہاؤ

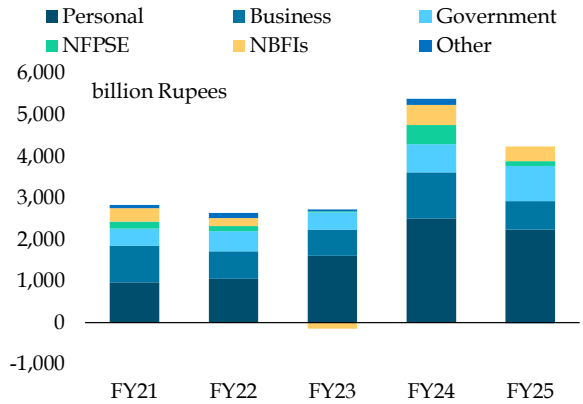


Source: SBP

جیسے جیسے سال آگے بڑھا، مہنگائی میں نمایاں کمی آئی، جو جون 2024ء کی 12.6 فیصد (سال بسال) سے کم ہو کر نومبر 2024ء کے دوران وسط مدتی ہدف کی حد سے کم ہو گئی۔ مہنگائی میں اس تیز کمی میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا۔ اوّل، سخت زری پالیسی کے ساتھ ساتھ مستقل مالیاتی یکجائی کے علاوہ مالی سال 24ء میں اجناس کی پست قیمتوں کے باعث زرعی آمدنی میں کمی اور اس کے بعد مالی سال 25ء میں اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی نے ملکی طلب کو مزید محدود کیا۔ دوم، غیر تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتوں میں، بالخصوص گندم اور اس سے بنی مصنوعات کی قیمتوں میں تیزی سے کمی آئی کیونکہ کم از کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے اجناس کی خریداری ختم کر دی گئی تھی۔ کم قیمتوں کے باعث کاشت کاروں کی حوصلہ شکنی ہوئی اور وہ اہم فصلوں کے بجائے دیگر فصلوں، بشمول تلف پذیر والی غذائی فصلوں، کی طرف متوجہ ہوئے جس سے ان کی پیداوار بڑھی اور ان کی قیمتیں بھی کم ہو گئیں۔ سوم، توانائی کی قیمتوں میں طے شدہ اضافے میں ہونے والی تاخیر سے مہنگائی پر اس کے اثرات کی منتقلی بھی مؤخر ہو گئی۔ آخراً، اجناس کی عالمی قیمتیں توقع سے زیادہ نرم رہیں، جس نے مہنگائی میں مزید کمی کا رجحان پیدا کیا۔

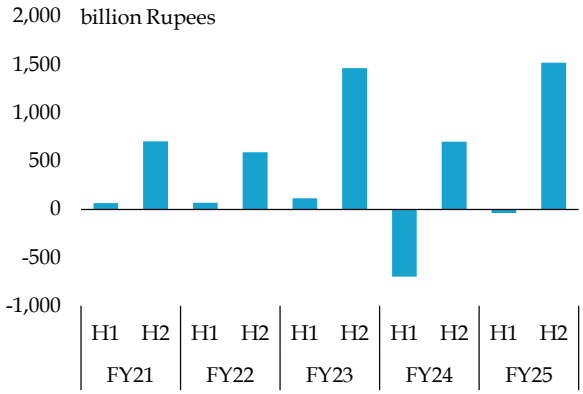
مزید برآں، مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زراعت کی سست کارکردگی نے حقیقی جی ڈی پی کی نمو کو سست کر دیا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں قدرے کم رہی۔ حالانکہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کے اہم گروپوں مثلاً ٹیکسٹائل، گاڑیوں، خوراک اور پٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں معمولی اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ ان حالات نیز بیرونی شعبے کی توقع سے بہتر کارکردگی کے پیشِ نظر، زری پالیسی کمیٹی نے جنوری 2025ء میں مالی سال 25ء کے لیے مہنگائی کے تخمینے کی حد کو کم کر کے 5.5 تا 7.5 فیصد کر دیا۔ اس کے علاوہ، کارکنوں کی مضبوط ترسیلاتِ زر کی بنیاد پر جاری کھاتے کا توازن (سی اے بی) سرپلس تا جی ڈی پی کے 0.5 فیصد خسارے کی حد میں رہنے کی توقع تھی۔

شکل 3.3: زمرہ وار ڈپازٹس – بہاؤ



Source: SBP

شکل 3.4: زیرِ گردش کرنسی – بہاؤ



Source: SBP

ان موافق رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے، زری پالیسی کمیٹی نے جون 2024ء تا جنوری 2025ء کے دوران ہونے والے چھ اجلاسوں میں زری پالیسی میں تیزی سے کمی کی جس سے پالیسی ریٹ مجموعی طور پر 1,000 بیسس پوائنٹس کم ہو گیا۔

تاہم، مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی کے دوران قوزی مہنگائی میں کمی کی رفتار سست ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی ٹیرف اور جغرافیائی و سیاسی کشیدگی سے پیدا ہونے والی غیر یقینی صورتِ حال اور توانائی کی سرکاری قیمتوں میں ردوبدل کے دورانیے اور حجم کے باعث، زری پالیسی کمیٹی نے مارچ تا جون 2025ء کے دوران زیادہ محتاط رویہ اپنایا، اور مئی 2025ء کے اجلاس میں پالیسی ریٹ میں صرف 100 بیسس پوائنٹس کمی کی۔

زری پالیسی کمیٹی نے یہ رائے دی کہ زری پالیسی کا موجودہ فیصلہ جس میں حقیقی شرحِ سود مناسب طور پر مثبت رہیں، قلیل مدتی اتار چڑھاؤ کے بعد مہنگائی کو وسط مدت میں 5.0 تا 7.0 فیصد کی حد میں مستحکم کرنے کے لیے موزوں ہے۔ مزید برآں، زری پالیسی کمیٹی نے اس بات پر زور دیا کہ کلّی معاشی استحکام کو برقرار رکھنے اور معاشی نمو کو سہارا دینے کے لیے میزانیہ مالیاتی یکجائی حاصل کرنا ضروری ہے، جو مالیاتی پالیسی اور ٹیکس اصلاحات کو ترجیح دینے کے ذریعے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

بحیثیتِ مجموعی زری پالیسی کمیٹی کے مستقبل بین نقطہ نظر نے مہنگائی کی توقعات کو مستحکم رکھا، جبکہ پالیسی ریٹ میں کمی نے نجی شعبے کے قرضوں کی طلب کو بحال کیا، جس سے معاشی سرگرمیوں میں بتدریج بحالی کو تقویت ملی۔ تاہم، زری پالیسی کمیٹی نے نشاندہی کی کہ یہ فوائد اب بھی کچھ خطرات سے مشروط ہیں، جن میں خوراک کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، توانائی کی قیمتوں میں ممکنہ ردوبدل کی غیر یقینی صورتِ حال، عالمی رسدی زنجیر میں ممکنہ رکاوٹیں، اور اجناس کی غیر مستحکم بین الاقوامی قیمتیں شامل ہیں۔

3.2 زری مجموعے

مالی سال 25ء کے دوران زرِ وسیع (ایم2) کی نمو سست ہوکر 13.7 فیصد رہ گئی، جبکہ گذشتہ برس 16.0 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 3.1**)۔ خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) کی پست نمو اس سست روی کی بنیادی وجہ تھی، جبکہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں (این ایف اے) کا حصہ مالی سال 24ء کے مقابلے میں نمایاں طور پر

جدول 3.1: زری مجموعے

بہاؤ ارب روپے میں، نمو فیصد میں

	بہاؤ		نمو*		زرِ وسیع کی نمو میں حصہ	
	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء
زرِ وسیع (ایم2)	4,938.8	4,911.0	16.0	13.7	16.0	13.7
خالص بیرونی اثاثے	659.2	1,885.4	-	-	2.1	5.3
خالص ملکی اثاثے	4,279.6	3,025.6	13.1	8.2	13.8	8.4
میزانی قرض گیری	7,479.9	4,358.4	33.6	14.7	24.2	12.1
اسٹیٹ بینک آف پاکستان	-713.1	-691.5	-13.6	-15.3	-2.3	-1.9
جدولی بینکس	8,192.9	5,049.9	48.2	20.0	26.5	14.1
اجناسی کارروائیاں	-107.6	-311.8	-7.2	-22.6	-0.3	-0.9
نجی شعبے کو قرضے	512.9	1,081.9	6.1	12.2	1.7	3.0
سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے	-99.9	-87.1	-4.4	-4.0	-0.3	-0.2
دیگر اشیا خالص	-3,439.2	-2,487.0	-	-	-11.1	-6.9
زیرِ گردش کرنسی	4.4	1,481.4	0.0	16.2	0.0	4.1
امانتیں	4921.0	3,435.2	22.6	12.9	15.9	9.6
زرِ محفوظ	255.7	1357.8	2.3	11.7	0.8	3.8

* اسٹاکس میں نمو بمطابق آخر جون

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

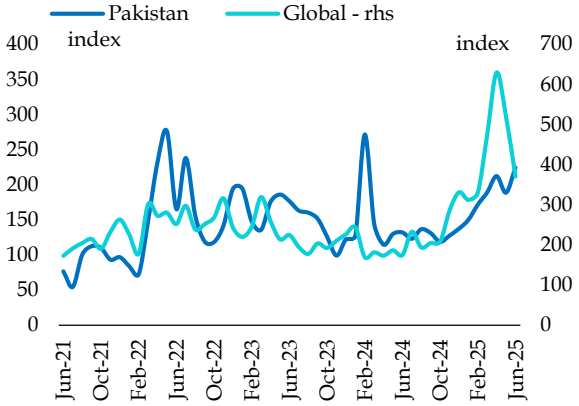
جدول 3.2: نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

	ہدف	عرصیت	پیشکش (مسابقتی)	قبولیت (عرصیت کا خالص)
		ٹریژری بلز		
پہلی سہ ماہی–مالی سال 25ء	1,835	1,343.9	9,049.5	1,165.7
دوسری سہ ماہی–مالی سال 25ء	5,050	8,822.5	12,323.5	-3,480.5
تیسری سہ ماہی–مالی سال 25ء	2,900	3,446.2	7,567.6	-1,014.9
چوتھی سہ ماہی–مالی سال 25ء	5,550	5,023.9	16,734.1	692.8
مجموعہ	**15,335**	**18,636.5**	**45,674.7**	**-2,636.9**
		پاکستان سرمایہ کاری بانڈز		
معین شرح				
پہلی سہ ماہی–مالی سال 25ء	515	428.9	1,196.6	-94.4
دوسری سہ ماہی–مالی سال 25ء	850		2,375.0	947.2
تیسری سہ ماہی–مالی سال 25ء	1,050	70.3	2,954.7	842.6
چوتھی سہ ماہی–مالی سال 25ء	950		2,960.0	1,283.4
مجموعہ	**3,365**	**499.2**	**9,486.2**	**2,978.7**
رواں شرح				
پہلی سہ ماہی–مالی سال 25ء	1,990	802.1	3,829.9	180.5
دوسری سہ ماہی–مالی سال 25ء	3,300		7,599.6	3,946.9
تیسری سہ ماہی–مالی سال 25ء	1,950		5,355.4	2,611.9
چوتھی سہ ماہی–مالی سال 25ء	1,950	980.1	8,693.7	1,316.0
مجموعہ	**9,190**	**1,782.3**	**25,478.5**	**8,055.3**

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

شکل 3.5: اقتصادی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال

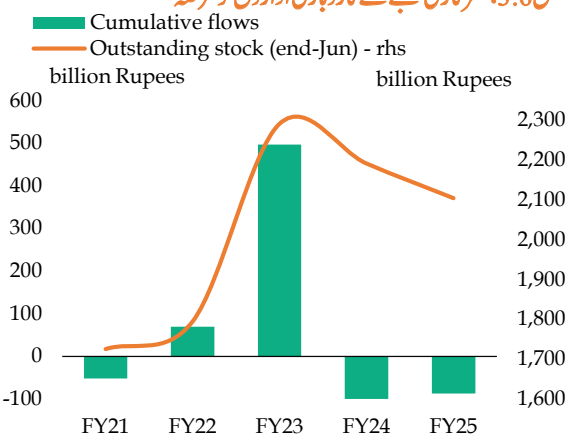


Sources: SBP and FED

بڑھ گیا۔ خالص بیرونی اثاثوں میں مالی سال 24ء کے مقابلے میں تقریباً تین گنا اضافہ ہوا، جسے جاری کھاتے کے زبردست سرپلس نے سہارا دیا، جو زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کا باعث بنا۔ مزید برآں، آئی ایم ایف کی توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) نے کثیر جہتی اور دو فریقی قرضوں کی آمد کو بڑھا دیا، جس سے بیرونی بفرز مضبوط ہوئے اور نتیجتاً خالص بیرونی اثاثوں میں اضافہ ہوا۔

سست نمو کے علاوہ، خالص ملکی اثاثوں کی ساخت بھی بہتر ہوگئی۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں کا استعمال تقریباً دوگنا ہو گیا۔ دوسری جانب، جدولی بینکوں سے میزانیہ قرض گیری اگرچہ اب بھی کافی تھی تاہم یہ مالی سال 24ء کی بلند ترین سطح سے کم ہوگئیں، جس کی وجہ مالیاتی یکجائی اور غیر بینک ذرائع سے بیرونی مالکاری کی بہتر دستیابی تھی۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں میں خالص واپسی اور اجناس سرگرمیوں کی مالکاری نے بھی خالص ملکی اثاثوں کی سست روی میں کردار ادا کیا۔

شکل 3.6: سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضہ



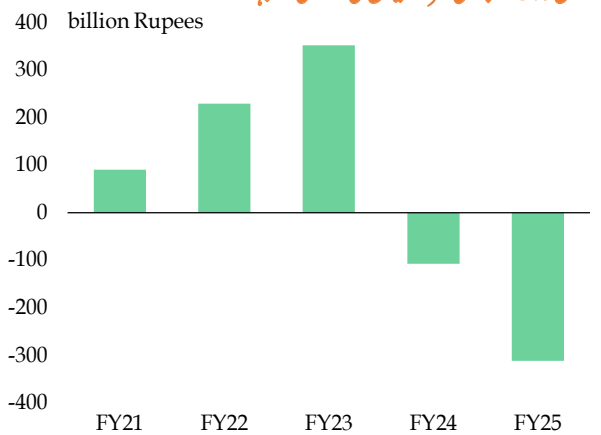
Source: SBP

واجبات کے لحاظ سے، ایم2 کی نمو میں سست روی کی بنیادی وجہ ڈپازٹس میں پست نمو تھی، کیونکہ شرحِ سود میں کمی اور بینکوں پر اے ڈی آر سے متعلق ٹیکس کے سبب زیرِ گردش کرنسی (سی آئی سی) میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ بالخصوص، مالی سال 25ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ڈپازٹس میں کمی واقع ہوئی کیونکہ بینک اے ڈی آر کی مقررہ حد پر پورا اترنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس حد کو پورا کرنے کے لیے بعض بینکوں نے بڑے ڈپازٹس پر سروس چارجز عائد کیے[1]، جس سے دورانِ سہ ماہی ڈپازٹس کے بہاؤ میں کمی واقع ہوئی۔

نتیجتاً، مالی سال 25ء کے دوران ڈپازٹس میں 3.4 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جو مالی سال 24ء کے 4.9 ٹریلین روپے کے اضافے کے مقابلے میں کم ہے۔ اگرچہ نامیہ لحاظ سے ڈپازٹس پر بہ وزن اوسط شرحِ سود (ڈبلیو اے آر ڈی) میں تیز کمی کے سبب شرحِ سود سے متاثر ہونے والے ڈپازٹس کی نمو محدود رہی، جبکہ، جاریہ ڈپازٹس (Current Deposits) میں مالی سال 25ء کے دوران اضافہ ہوا۔ اس اضافے کا بیشتر حصہ مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں مرکوز تھا، جو سال کے اختتام پر موسمی رجحان کی نشاندہی کرتا ہے؛ اس اضافے کا تقریباً تین چوتھائی حصہ جولائی 2025ء کے دوسرے ہفتے تک دوبارہ کم ہو گیا (**شکل 3.2**)۔

زمرہ وار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ نجی کاروباری اداروں اور غیر بینک مالی اداروں (این بی ایف آئیز) کے ڈپازٹس میں کمی آئی، کیونکہ انہوں نے زیادہ منافع کے حصول کے لیے رقوم کو متبادل سرمایہ کاری کے مواقع کی جانب منتقل کر دیا، جن میں شرحِ سود میں کمی کے سبب پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں بڑھتی ہوئی شمولیت بھی شامل ہے۔ مزید برآں، کم منافع کی وجہ سے انفرادی ڈپازٹس (Personal Deposits) میں بھی دورانِ سال کمی دیکھی گئی (**شکل 3.3**)۔

شکل 3.7: اجناسی سرگرمیوں کی مالکاری - بہاؤ



Source: SBP

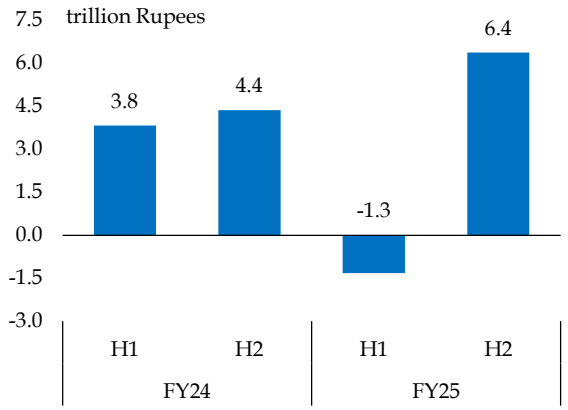
مالی سال 25ء کے دوران زیرِ گردش کرنسی میں 1.5 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 24ء میں یہ تقریباً جمود کا شکار رہی تھی (**شکل 3.4**)۔ بالخصوص، مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں زیرِ گردش کرنسی میں نمایاں اضافہ دکھائی دیا، جس کی جزوی وجہ رمضان اور عید کے تہواروں کے ساتھ ساتھ ترسیلاتِ زر میں اضافے سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں، علاقائی تنازعات[2] کے سبب بڑھتی ہوئی ملکی

[1] یہ بعد میں ختم کر دیے گئے جب اسٹیٹ بینک نے مالی اداروں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں اور سرکاری محدود کمپنیوں کے ڈپازٹس پر کم از کم ڈپازٹ ریٹ (ایم۔ڈی۔آر) کی شرط منسوخ کر دی۔ (بی پی آر ڈی سرکولر نمبر 5، 2024ء)

[2] مئی 2025ء کے پہلے ہفتے کے دوران زیرِ گردش کرنسی میں 257.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو بڑھتی ہوئی جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کے دور سے ہم آہنگ ہے۔

غیر یقینی صورتِ حال بھی زیرِ گردش کرنسی میں اضافے میں کردار ادا کرسکتی ہے (**شکل 3.5**)[3]

شکل 3.8: جدولی بینکوں سے میزانیہ قرض گیری



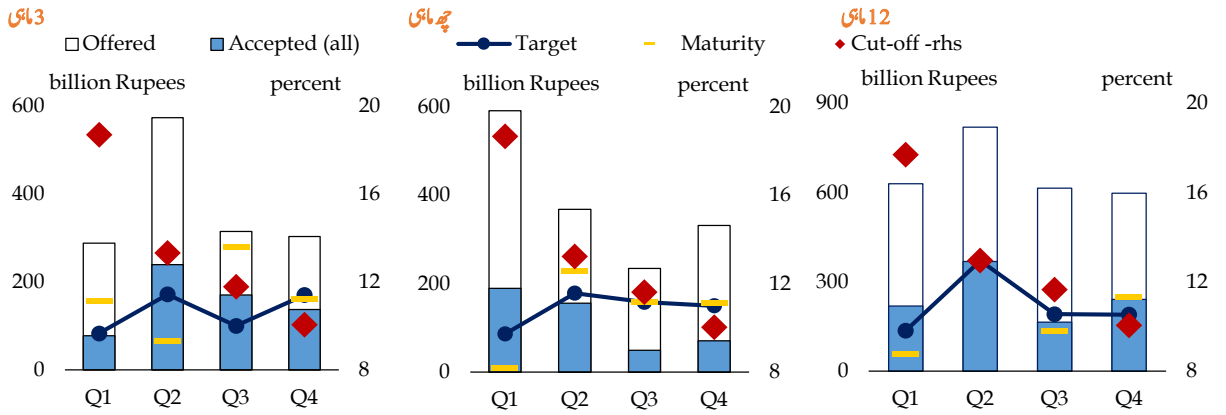
Source: SBP

سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضہ

گذشتہ سال کے رجحان کے تسلسل میں مالی سال 25ء کے دوران سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کو دیے جانے والے قرضوں میں 87 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی (**شکل 3.6**)۔ اس کمی کی بنیادی وجہ پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) اور بجلی کے شعبے کے ادارے ہیں، جو پست مالکاری لاگتوں کے باعث خاصی حد تک بہتر نفع آوری کی عکاسی کرتی ہیں۔ قرض گیری کی پست لاگت کے علاوہ، پی ایس او کو پٹرولیم مصنوعات کی عالمی قیمتوں میں سازگار رجحانات اور مارکیٹنگ و تقسیم کاری کے نیٹ ورک میں توسیع کی بنا پر بہتر آپریشنل کارکردگی سے بھی فائدہ حاصل ہوا۔[4]

اسی طرح، نیشنل پاور پارکس مینجمنٹ کمپنی لمیٹڈ (این پی پی ایم سی ایل) نے مضبوط عملی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور پلانٹ کی 90 فیصد سے زائد دستیابی کو برقرار رکھا۔ یہ نیز مالی اخراجات میں کمی کے نتیجے میں بلند نفع آوری حاصل ہوئی اور بینک مالکاری پر انحصار میں کمی واقع ہوئی۔[5] دوسری طرف، نیشنل ٹرانسمیشن اینڈ ڈسپیچ کمپنی (این ٹی

شکل 3.9: ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ – مالی سال 25ء



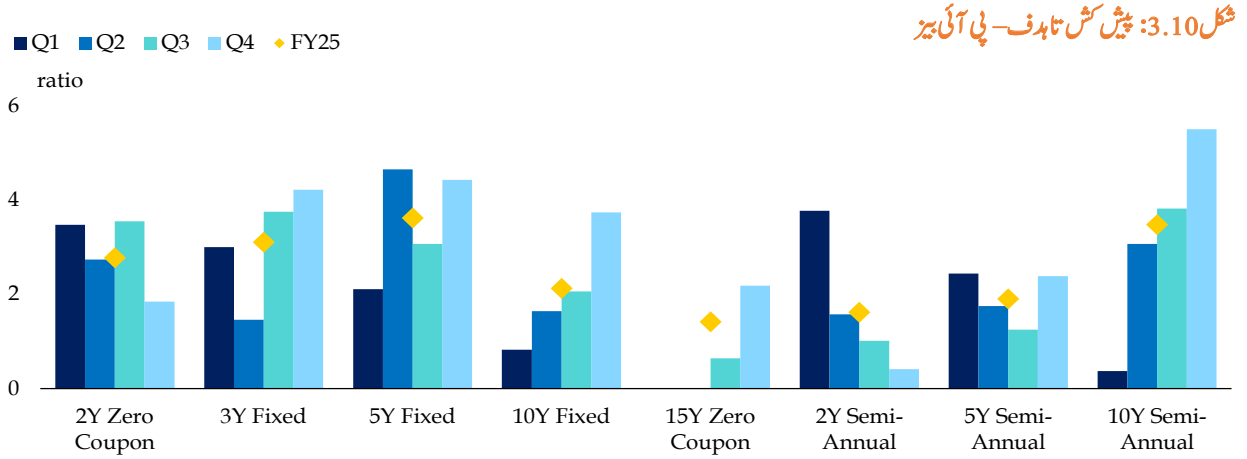
Source: SBP

[3] لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیادہ غیر یقینی حالات میں صارفین حفاظت کے پیشِ نظر رقم اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ماخذ: میونوز، ایم۔اے۔، اور سونز، او۔ (2023ء)، عوام کا پیسہ بطور ذخیرۂ قدر، مختلف عقائد اور بینک: مرکزی بینک کی ڈجیٹل کرنسی (سی بی ڈی سی) کے مضمرات"، یورپی مرکزی بینک ورکنگ پیپر نمبر 2801، یورپی مرکزی بینک۔ روزل، جی۔، اور سائیٹز، ایف۔ (2023ء)، "غیر یقینی، سیاست اور بحران: نقد رقم کا معاملہ"، آئی ایم ایف ورکنگ پیپر نمبر 186۔ ادارہ برائے زری و مالی استحکام۔

[4] پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) کی خالص نفع آوری جولائی تا مارچ مالی سال 25ء میں بڑھ کر 15 ارب روپے ہوگئی۔ ماخذ: پاکستان اسٹیٹ آئل (2025ء)، 31 مارچ 2025ء کو اختتام پذیر ہونے والے "نو ماہ کی رپورٹ"، کراچی۔

[5] نیشنل پاور پارکس مینجمنٹ کمپنی لمیٹڈ (این پی پی ایم سی ایل) کے مالی اخراجات مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں 13.5 ارب روپے سے کم ہو کر 6.9 ارب روپے رہ گئے۔ (ماخذ: وزارتِ خزانہ 2025ء)

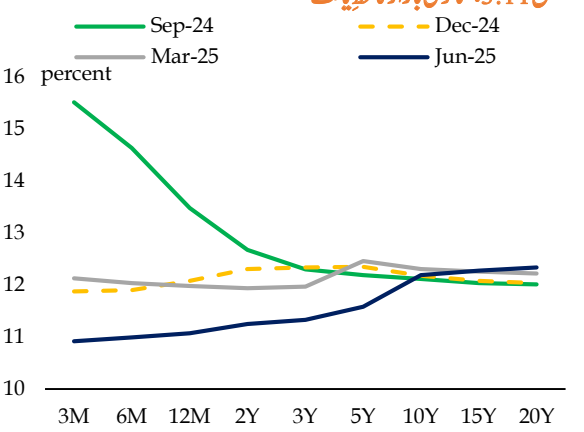
شکل 3.10: پیش کش تاہدف– پی آئی بیز



Source: SBP

ڈی سی) کے بینکوں سے قرض گیری میں کمی آئی جس کی وجہ حکومت کی جانب سے قرضوں کی شکل میں بڑھتی ہوئی مالی معاونت تھی۔[6]

شکل 3.11: ثانوی بازار کا خطِ یافت



Source: MUFAP

اس کے برعکس، مالی سال 25ء کے دوران گیس کی تقسیم کار کمپنیوں کی بینکوں سے قرض گیری بڑھ گئی۔ سوئی سدرن گیس کمپنی (ایس ایس جی سی) نے ترسیلی نقصانات کو کم کرنے کے مقصد سے پائپ لائن کی بحالی کی سرگرمیوں، نیز گردشی قرضے[7] کی وجہ سے پیدا ہونے والی سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بھی قرضہ لیا۔ سوئی نادرن گیس پائپ لائنز لمیٹڈ (ایس این جی پی ایل) نے بھی سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے قرض لیا، جبکہ بجلی اور توانائی کے شعبے پر واجب الادا ضخیم بقایا جات موجود تھے۔[8] دوسری جانب، پاک عرب ریفائنری کمپنی (پارکو) نے اپنے شٹ ڈاؤن کے دوران مرمت اور جدت کاری کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے بینک کے قرضوں پر انحصار کیا، جس سے اس کی نفع آوری پر منفی اثر پڑا۔[9]

اجناسی مالکاری

مالی سال 25ء کے دوران صوبائی حکومتوں نے اجناسی سرگرمیوں کی مالکاری کے تحت مسلسل دوسرے سال خالص واپسی درج کی (**شکل 3.7**)۔ ان میں سے زیادہ تر قرضے پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے واپس کیے، جس نے گندم کی خریداری کے لیے حاصل کردہ قرضے کا ایک بڑا حصہ واپس کیا۔[10] اجناسی قرض کے ذخیرے کو کم کرنے اور زرعی شعبے کو مسابقتی بنانے کی کوشش میں، ربیع 2025ء کے دوران

[6] وزارتِ خزانہ (2025ء)، "وفاقی سرکاری ملکیتی اداروں (ایس۔او۔ای) پر ششماہی رپورٹ"، وزارتِ خزانہ، اسلام آباد۔

[7] ایضاً

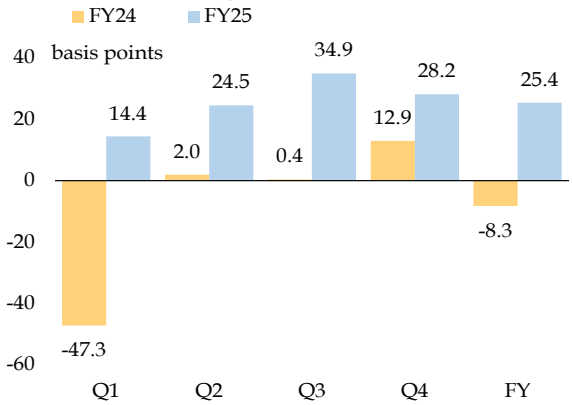
[8] ایضاً

[9] مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران پارکو (PARCO) کا خالص منافع 35 ارب روپے سے کم ہو کر 2.7 ارب روپے رہ گیا۔ ماخذ: وزارتِ خزانہ (2025ء)

[10] حکومتِ پنجاب (2025ء)، پنجاب ڈیبٹ بلیٹن، حکومتِ پنجاب، لاہور۔

صوبائی حکومتوں نے گندم کے لیے کم از کم امدادی قیمت کی پالیسی ختم کی اور خریداری کی سرگرمیوں سے دستبردار ہو گئیں۔[11]، [12] مزید برآں، حکومت نے اجناس قرضے کی بروقت ادائیگی سمیت متعدد دیگر اقدامات بھی کیے، تاکہ مزید قرض جمع ہونے سے بچا جاسکے۔[13]

شکل 3.12: بہ وزن اوسط شبینہ ریپوریٹ کا پالیسی ریٹ سے اوسط انحراف



Source: SBP

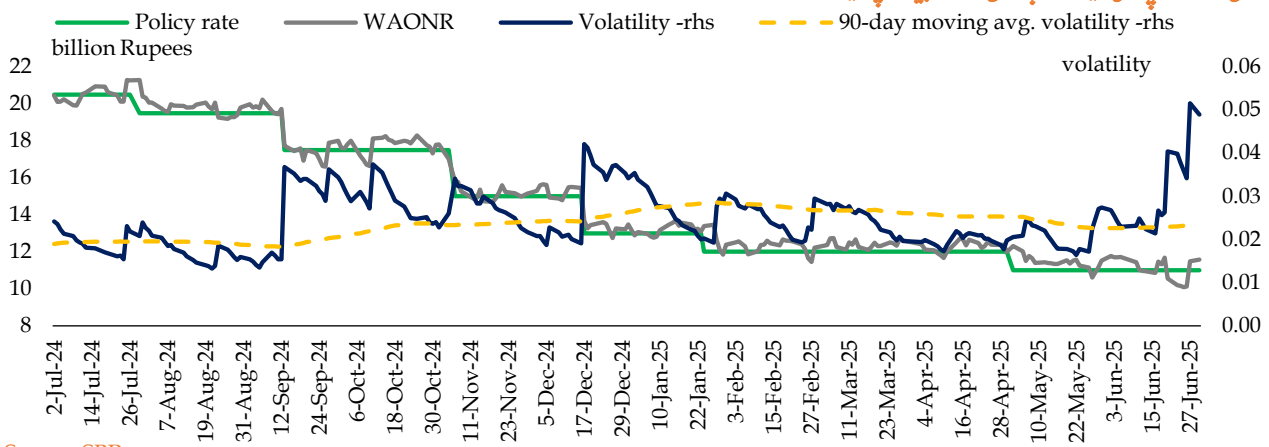
میزانیہ قرض گیری

مالی سال 25ء کے دوران پست مالیاتی خسارے اور بیرونی و نان بینک ذرائع سے مالکاری کی زیادہ دستیابی نے حکومت کی بینکاری نظام سے قرض گیری کی ضرورت کو کم کر دیا۔ نتیجتاً، جدولی بینکوں سے خالص میزانیہ قرض گیری کم ہو کر 5.0 ٹریلین روپے رہ گئی، جو مالی سال 24ء میں 8.2 ٹریلین روپے کے ریکارڈ قرضوں سے کم تھی۔ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں، اسٹیٹ بینک سے خطیر منافع کی منتقلی اور مالیاتی یکجائی کی جاری کوششوں کی مدد سے، حکومت نے جدولی بینکوں کو خالص بنیاد پر قرض واپس کیا (**شکل 3.8**)۔ تاہم، مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں دوسری ششماہی کے دوران بلند مالیاتی خسارے کی وجہ سے قرض گیری کی ضروریات بڑھ گئیں۔

حکومت نے اپنی بیشتر مالکاری ضروریات پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز–رواں شرح (پی ایف ایلز) ششماہی کوپن اور پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز) – معین کے ذریعے پوری کیں (**جدول 3.2**)۔ درحقیقت، حکومت نے مالی سال 25ء کے دوران ٹی بلز کی نیلامی کے اہداف عرصیتوں کے قریب یا اس سے کم رکھے، اور طویل مدتی پی آئی بیز کے لیے بلند اہداف مقرر کیے تاکہ اجرائے ثانی کے خطرے کو کم کیا جاسکے اور قرض گیری کی پست لاگت سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

جون 2024ء سے جنوری 2025ء تک زری پالیسی کمیٹی کے تمام اجلاسوں میں پالیسی ریٹ میں کمی کے باعث قلیل مدتی ٹی بلز میں مارکیٹ کی دلچسپی بھی بتدریج کم

شکل 3.13: پالیسی ریٹ اور بہ وزن اوسط شبینہ ریپوریٹ



Source: SBP

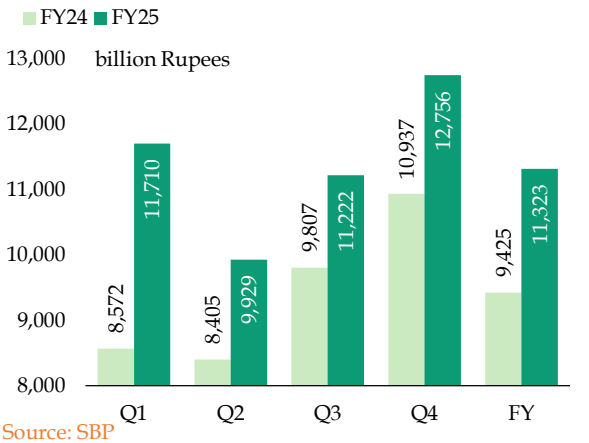
[11] ماخذ: www.na.gov.pk/en/pressrelease.php?content=103، آخری بار رسائی کی تاریخ: 4 اگست 2025ء۔

[12] آئی ایم ایف (2025) (IMF)، (2025ء)۔ آئی ایم ایف کنٹری رپورٹ نمبر 25/109، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ۔

[13] حکومتِ پنجاب (2025ء)، پنجاب ڈیٹ بلیٹن، حکومتِ پنجاب، لاہور۔

ہوگئی۔ پہلی تین سہ ماہیوں میں ٹی بلز کے پیشکش تاہدف کے تناسب میں کمی سے اس کی عکاسی ہوئی۔ ان میں سے 12 ماہی ٹی بلز کے لیے سب سے زیادہ بولیاں موصول ہوئیں، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ مارکیٹ فنڈز کو طویل مدتی تمسکات میں محفوظ رکھنے کو ترجیح دے رہی تھی (**شکل 3.9**)

شکل 3.14: اوایم اوز کا واجب الادا اسٹاک

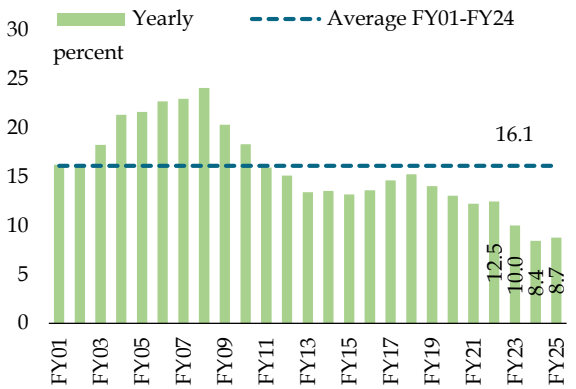


Source: SBP

پالیسی ریٹ میں کمی اور پہلی سہ ماہی میں مالیاتی توازن کے مثبت رجحان کے باعث حکومت کی قرضے کی پست ضروریات مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹی-بل کی قاطع شرح میں نمایاں کمی کا سبب بنی۔ بہتر مالیاتی صورتِ حال سے حکومت کو مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں 6 ماہی اور 12 ماہی ٹی-بلز کی تین از سرِ نو خریداری (buyback) کی نیلامیوں کے انعقاد کا موقع بھی ملا، جس سے بعد میں ہونے والی ٹی-بلز کی نیلامیوں میں قاطع شرحیں مزید کم ہوگئیں۔

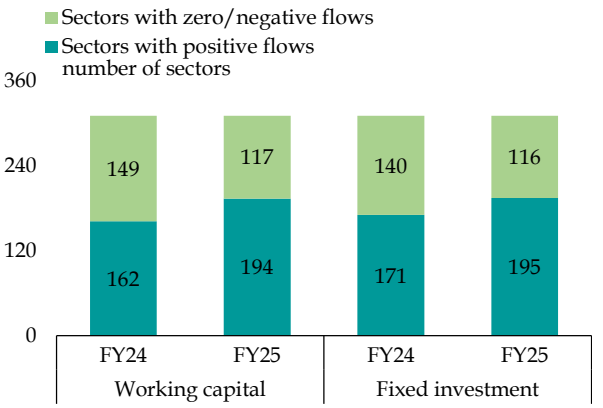
ان پیش رفتوں نے طویل مدتی تمسکات کے لیے مارکیٹ کی دلچسپی کو بڑھا دیا۔ پی ایف ایلز میں، ششماہی کوپن مسلسل زیادہ سبسکرائب ہوئے—بالخصوص 10 سالہ، اور اس کے بعد 5 سالہ پی ایف ایلز (**شکل 3.10**)۔[14] مالی سال 25ء کے اختتام کے قریب جون میں ایم پی سی میٹنگ میں پالیسی ریٹ میں متوقع کمی کے پیشِ نظر 10 سالہ ششماہی کوپن کے لیے بولیوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔ خالص عرصیت کی بنیاد پر، 10 سالہ پی ایف ایلز نے سب سے زیادہ رقوم جمع کیں۔

شکل 3.15: پاکستان میں قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب



Source: SBP

شکل 3.16: نجی شعبے کا کاروباری اداروں کو قرض کی تقسیم کا تعدد



Source: SBP

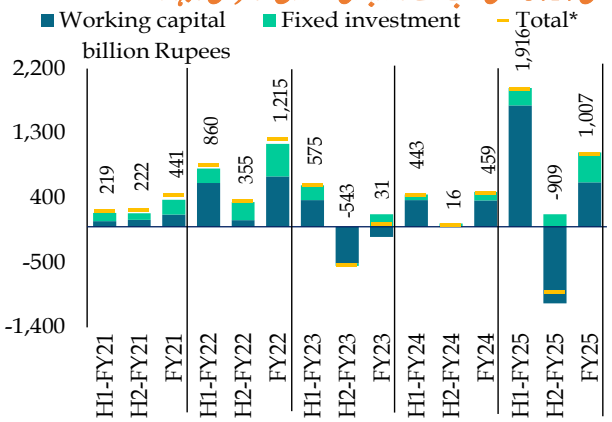
معین پی آئی بیز کی خالص قبولیتوں میں مالی سال 24ء کے مقابلے میں چار گنا سے زائد اضافہ ہوا،[15] جو حکومت کی شرح سود کے خطرے کو محدود کرنے کی حکمت عملی سے ہم آہنگ تھی۔[16] 3 سالہ اور 5 سالہ معین کوپن پی آئی بیز میں ہدف سے تین گنا زائد پیشکش موصول ہوئیں، جن میں سب سے زیادہ دلچسپی مالی سال 25ء کی

[14] اس دلچسپی کے مطابق، حکومت نے معین زمرے میں 2 سالہ زیرو کوپن بانڈ اور رواں زمرے میں 2 سالہ ششماہی کوپن بانڈ متعارف کروایا۔

[15] مالی سال 24ء میں معین پی آئی بیز کے لیے خالص قبولیتوں کی مالیت 624.7 ارب روپے رہی۔ اسٹیٹ بینک (2024ء)، پاکستان کی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ مالی سال 24ء۔

[16] وزارتِ خزانہ (2025ء)، باب 9: عوامی قرض۔ اقتصادی جائزہ، جولائی تا مارچ، مالی سال 25ء۔

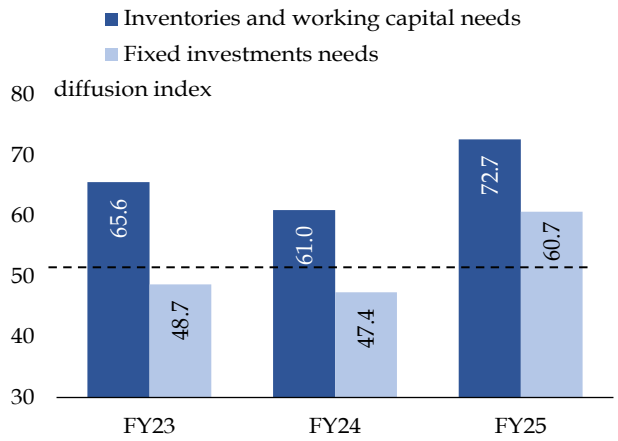
شکل 3.17: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض کا بہاؤ



* Total includes construction finance

Source: SBP

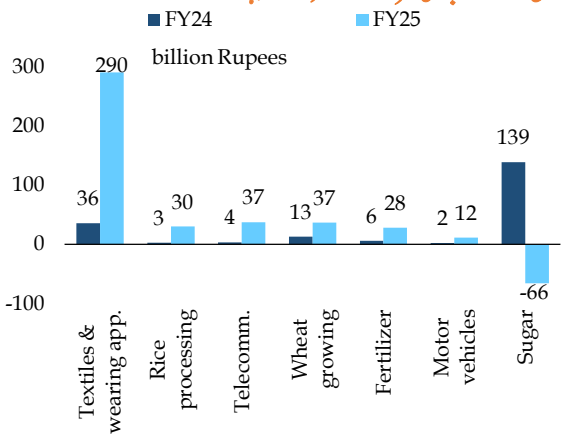
شکل 3.18: قرضے کی طلب کے عاملین



Source: SBP

چوتھی سہ ماہی میں دکھائی دی، جو رواں شرح آلات کے رجحانات کے مطابق تھی۔ اس طلب اور سرکاری قرض کی اوسط عرصیت بڑھانے کے مقصد کے تحت، حکومت نے مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں زیرو کوپن 15 سالہ پی آئی بی متعارف کروایا۔[17]

شکل 3.19: جاری سرمائے کے قرضے- بہاؤ



Source: SBP

قلیل مدتی تمسکات پر ثانوی بازار کی یافتیں بھی تیزی سے کم ہو گئیں، جو کہ ابتدائی مارکیٹ میں ہونے والی پیش رفت اور ساز گار کلی معاشی منظرنامے سے ہم آہنگ تھی (**شکل 3.11**)۔ اس کے نتیجے میں دسمبر 2024ء سے 10 سالہ سیکیورٹی اور 3 ماہی ٹی بلز کی یافتوں کے مابین مثبت فرق پیدا ہوا، جو ممکنہ طور پر اقتصادی سرگرمیوں میں بہتری کے امکانات کی نشاندہی کرتا ہے۔[18]،[19]

بین البینک سیالیت

بینکوں سے حکومت کی پست قرض گیری کے باوجود، مالی سال 25ء کے دوران بین البینک سیالیت دباؤ کا شکار رہی۔ اس سے خاص طور پر نجی شعبے کے قرضے میں توسیع اور زیرِ گردش کرنسی میں نمایاں اضافے کی عکاسی ہوئی۔ اگرچہ اجناسی سرگرمیوں کی مالکاری اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے میں خالص واپسیوں نے سیالیت کی صورتِ حال کو جزوی سہارا دیا، تاہم سیالیت کی مستقل طلب نے دورانِ سال بہ وزن اوسط شبینہ ریپو ریٹ (WAONR) کو پالیسی ریٹ سے اوسطاً 25.4 بیسس پوائنٹس زائد رکھا (**شکل 3.12**)۔

[17] پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کی نیلامی کا خاکہ: sbp.org.pk/ecodata/Pakinvestbonds

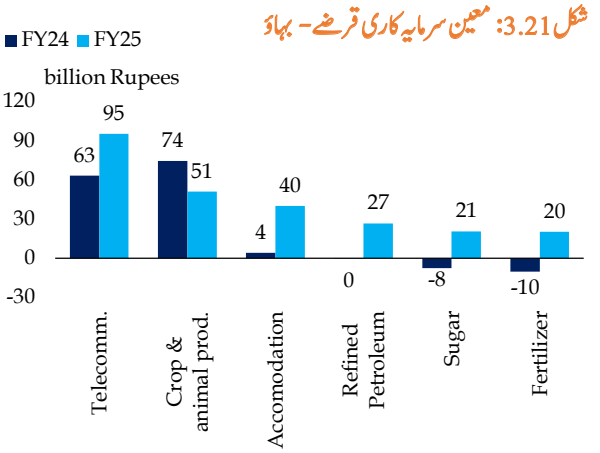
[18] 10 سالہ اور 3 ماہ کے امریکی ٹی بلز کے درمیان مثبت یافت کا تفاوت آئندہ دو سے چھ سہ ماہیوں کے لیے اقتصادی سرگرمی اور قلیل مدتی شرحِ سود کی توقعات کا ایک مؤثر اشاریہ رہا ہے۔ ایسٹریلا اور مشکن (1996)، "خطِ یافت بطور امریکہ میں کساد بازاری کی پیش گوئی"، فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک، * کرنٹ ایشوز اِن اکنامکس اینڈ فنانس*، جلد 2، نمبر 7۔

[19] پاکستان کے لیے تجرباتی نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ یافت کے تفاوت میں اضافہ پیداوار میں اضافے کا ایک مضبوط اشاریہ ہے۔ حسین، ف. اور محمود، ع. (2017ء)، * پاکستان میں مہنگائی اور پیداوار کی پیش گوئی: یافت کے تفاوت کا کردار*، اسٹیٹ بینک آف پاکستان ورکنگ پیپر سیریز، نمبر 93۔

تاہم، سال کی دونوں ششماہیوں میں سیالیت پر دباؤ کے اسباب مختلف تھے۔ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں اضافہ اور ڈپازٹس کا اخراج سیالیت کی ضروریات میں اضافے کا سبب بنا کیونکہ بینکوں کی جانب سے بڑے ڈپازٹس پر سروس چارجز لاگو کر دیے گئے تھے۔ تاہم، اجناس مالکاری میں واپسی، اسٹیٹ بینک کی زرِ مبادلہ کی خریداری، اور میزانیہ قرض کی واپسی نے ان دباؤ کو معتدل کر دیا۔

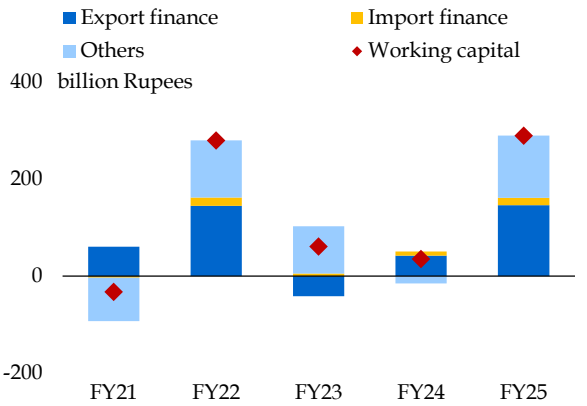
تاہم، مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی کے دوران صورتِ حال بالکل الٹ ہوگئی کیونکہ میزانیہ قرض گیری میں تیزی سے اضافہ ہوا جبکہ زیرِ گردش کرنسی میں بھی خاطر خواہ اضافہ دکھائی دیا۔ اس بڑھتی ہوئی طلب نے بین البینک مارکیٹ سے سیالیت کھینچ لی، جس کے نتیجے میں مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں بہ وزن اوسط شبینہ شرح پالیسی ریٹ کے مقابلے میں زیادہ مثبت انحراف اور اتار چڑھاؤ میں اضافہ دیکھا گیا (**شکل 3.13**)۔ متعلقہ مواد سے پتا چلتا ہے کہ سیالیت کے خود مختار عوامل میں اتار چڑھاؤ — خصوصاً کرنسی کی طلب میں اضافہ — شبینہ شرح سود میں بے یقینی پیدا کر سکتا ہے۔[20] مزید برآں، بینکوں کی طویل مدتی سرکاری تمسکات میں ضخیم سرمایہ کاری بھی سیالیت کے دباؤ میں اضافہ کر سکتی ہے، جس کے نتیجے میں شبینہ شرح میں اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا ہے۔[21]

شکل 3.21: معین سرمایہ کاری قرضے - بہاؤ



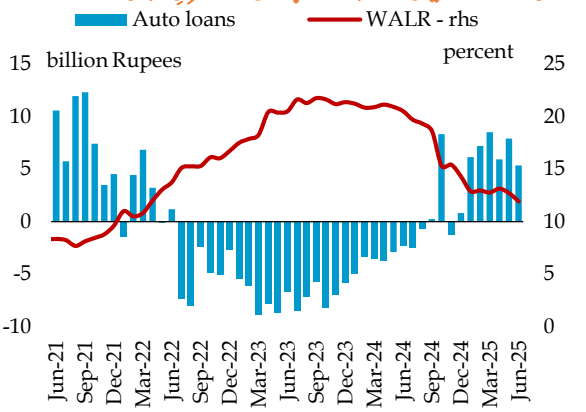
Source: SBP

شکل 3.20: جاری سرمائے کے بہاؤ کے اجزائے ترکیبی - ٹیکسٹائل اور ملبوسات



Source: SBP

شکل 3.22: گاڑیوں کے قرضے اور بہ وزن اوسط شرحِ قرض



Source: SBP

سیالیت کی بڑھتی ہوئی طلب کے جواب میں، اسٹیٹ بینک نے بازارِ زر کے سودوں (او ایم اوز) کے ذریعے سیالیت کی فراہمی بڑھادی، جس کے نتیجے میں مالی سال 25ء میں او ایم اوز کا بقایا حجم 11.3 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا، جو مالی سال 25ء میں 9.4 ٹریلین روپے تھا (**شکل 3.14**)۔ ان میں سے زیادہ تر ادخالات 7 روزہ او ایم اوز میں کیے گئے، اس کے بعد 28 روزہ اور پھر 14 تا 15 دن کے او ایم اوز کا نمبر آتا ہے۔ تاہم، مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں، بینکوں کی قلیل مدتی عرصیتوں کے لیے بڑھتی ہوئی ترجیح اور زری پالیسی میں مزید نرمی کی توقعات کے پیشِ نظر، اسٹیٹ بینک نے 28 روزہ او ایم اوز کا استعمال روک دیا۔

[20] ڈیاتات، پی. (2008ء)، "زری پالیسی کا نفاذ: غلط فہمیاں اور ان کے نتائج"، بینک فار انٹرنیشنل سیٹلمنٹس (BIS) ورکنگ پیپر نمبر 269۔
[21] ڈیک، جے. (1998ء)، "ابھرتی ہوئی منڈیوں کی معیشتوں میں زری پالیسی کا نفاذ: مسائل کا ایک جائزہ"، بی آئی ایس پالیسی پیپرز۔

جدول 3.3: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے

بہاؤ ارب روپے میں

اہم شعبے	مجموعی قرضے*						جاری سرمایہ#		معینہ سرمایہ کاری	
	مالی سال24ء			FY25						
	ششماہی1	ششماہی2	مالی سال24ء	ششماہی1	ششماہی2	مالی سال25ء	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو مجموعی قرضے	**442.6**	**16.0**	**458.6**	**1,915.7**	**-909.1**	**1,006.6**	**364.7**	**617.3**	**118.2**	**413.8**
الف۔ زراعت، جنگلات اور ماہی گیری	73.0	-16.5	56.5	59.9	34.0	93.9	-17.7	42.8	74.4	51.1
جس میں گندم کی کاشت	18.4	5.3	23.7	28.6	16.9	45.4	13.2	36.6	10.5	8.8
ب۔ کان کنی اور کوہ کنی	2.2	8.5	10.8	16.3	-16.9	-0.6	11.8	-4.9	-1.1	4.3
ج۔ اشیا سازی جس میں	307.3	-9.3	298.0	1,401.0	-884.9	516.1	337.1	409.9	-33.8	109.5
ٹیکسٹائل اور ملبوسات	113.9	-90.7	23.2	611.1	-319.2	291.9	35.8	290.3	-11.6	4.5
رائس پروسیسنگ	82.9	-79.7	3.2	222.9	-222.9	-0.1	1.3	-8.6	3.6	8.8
چینی	-49.4	180.4	131.0	-26.7	-16.4	-43.2	-22.1	8.2	-16.7	-27.5
نباتی اور جانوروں کا تیل	18.9	-18.6	0.2	17.6	-6.7	10.9	1.0	12.3	-0.5	-1.4
سیمنٹ اور پلاسٹر	-18.0	-21.7	-39.8	107.1	-126.6	-19.5	-22.1	8.2	-16.7	-27.5
کھاد	-33.5	29.2	-4.4	45.8	2.5	48.4	6.0	28.1	-10.4	20.2
ریفائنڈ پیٹرولیم	-5.1	-16.2	-21.2	42.7	-11.0	31.7	-21.0	5.1	-0.3	26.5
موٹر گاڑیاں	15.3	-16.2	-0.9	27.9	-19.4	8.6	2.4	11.5	-3.3	-3.0
بنیادی لوہا اور اسٹیل	33.6	0.0	33.5	18.2	-2.7	15.5	39.6	1.1	-5.9	13.2
کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات	16.0	14.4	30.5	14.4	8.1	22.5	20.5	7.6	10.0	14.9
د۔ بجلی، گیس، بھاپ اور ایئر کنڈیشننگ سپلائی	-54.5	-2.9	-57.4	-24.8	-3.0	-27.8	-24.4	0.1	-32.8	-27.4
ہ۔ پانی کی رسد، سیوریج اور فضلے کا انتظام	5.9	3.5	9.4	7.2	1.1	8.3	0.7	-1.9	8.7	10.2
و۔ تعمیرات	10.0	-7.4	2.6	25.9	-8.4	17.5	8.1	11.7	-1.3	24.1
ز۔ تھوک اور خردہ تجارت^	84.2	3.9	88.1	91.7	45.5	137.2	62.4	79.2	27.1	60.6
ح۔ نقل و حمل اور ذخیرہ کاری	7.2	-2.4	4.8	-14.8	20.7	5.9	1.6	-17.3	3.4	20.0
ط۔ اقامت اور کھانے کی خدمات	3.0	-1.7	1.3	43.0	-0.8	42.2	0.5	-1.1	3.4	43.6
ی۔ اطلاعات اور مواصلات	14.4	52.2	66.5	133.9	11.5	145.4	3.6	42.6	63.3	102.5
دیگر	-10.2	-11.9	-22.1	176.4	-107.8	68.5	-19.1	56.3	6.8	15.5

^ گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی مرمت شامل ہے؛ # تجارتی مالکاری بھی شامل ہے

** آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 28 برائے 2020ء کے مطابق نجی شعبے کے کاروبار میں بین الشعبہ ایڈجسٹمنٹ کی وجہ سے جون 2020ء سے کریڈٹ / قرضوں کے اعداد و شمار پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک

اگرچہ او ایم او کے ذریعے سیالیت کی فراہمی میں اضافہ ہوا، تاہم مالی سال 25ء میں، بالخصوص مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں زیادہ سے زیادہ حد (سیلنگ) کی سہولت تک بینکوں کا انحصار بھی کافی بڑھ گیا، جو میزانیہ قرض گیری اور زیرِ گردش کرنسی کے رجحانات کی عکاسی کرتی ہے۔[22] اس سہولت تک رسائی کے دنوں کی تعداد بھی مالی سال 24ء کے مقابلے میں نمایاں طور پر بڑھ گئی، جو سیالیت کی مسلسل طلب کو ظاہر کرتی ہے۔

[22] مالی سال 25ء میں فلور فیسلٹی کا استعمال کم ہوا، اگرچہ اس کی سطح اب بھی کافی بلند رہی۔

اسی طرح، مالی سال 25ء میں اسلامی بینکاری اداروں (آئی بی آئیز) کی سیالیت کی ضروریات بھی بلند رہیں، جیسا کہ اوسط حجم فی ادخال میں اضافے سے ظاہر ہوتا ہے، جو مالی سال 24ء کے 102.4 ارب روپے سے بڑھ کر 234.6 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ مزید برآں، اسلامی زیادہ سے زیادہ حد (سیلنگ) کی سہولت کے استعمال میں بھی اضافہ ہوا، جس میں نہ صرف استعمال کی تعداد بلکہ قرض لی گئی رقم کی مقدار بھی بلند رہی۔

جدول 3.4: لاگت کے اہم اجزاء

نمو فیصد میں

	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء
مالی صورتِ حال		
مارک اپ شرح (ششماہی اوسط کا بٹور)	21.9	13.8
عالمی اجناس کی قیمتوں کا اشاریہ	**-13.4**	**-4.7**
خام مال	4.8	5.0
زراعت	-0.8	4.9
دھات اور معدنیات	-0.3	3.3
توانائی	-18.1	-9.1
تھوک اشاریہ قیمت کے اجزا		
ٹیکسٹائل اور ملبوسات کا خام مال*	**27.2**	**16.3**
دھاتی مصنوعات، مشینری و آلات		
انجن اور موٹریں	42.2	18.7
اسٹیل کی مصنوعات	41.4	12.7
ایندھن		
مائع قدرتی گیس	61.1	15.7
کوئلہ	24.8	16.7
زرعی مشینری و اگرو کیمیکلز		
کھاد	23.3	9.4
حشرات کش ادویات	16.6	11.8
کیڑے مار دوا	27.9	15.4

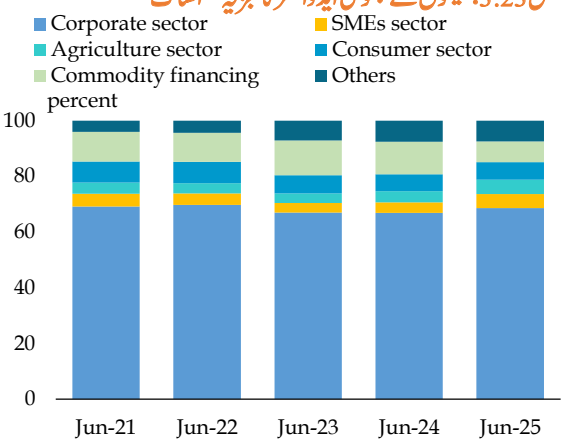
ان اشیا کو شامل نہیں کیا گیا: سوتی دھاگا، نائلون کا دھاگا اور بلینڈڈ دھاگا، جن کی قیمتیں تقریباً چار سال سے تھوک اشاریہ قیمت میں تبدیل نہیں ہوئیں

ماخذات: اسٹیٹ بینک، ایم او ایف، پی بی ایس، ورلڈ بینک

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

نجی شعبے کے قرضے میں مالی سال 25ء کے دوران نمایاں اضافہ دکھائی دیا، جبکہ گذشتہ دو برسوں میں یہ نسبتاً سست رہا تھا۔ خاص طور پر، بالخصوص مالی سال 25ء کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں 12.2 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 24ء اور مالی سال 23ء میں بالترتیب 6.1 فیصد اور 0.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ نتیجتاً، قرضے اور جی ڈی پی کے تناسب میں معمولی اضافہ ہوا اور مالی سال 25ء میں یہ 8.7 فیصد تک پہنچ گیا، تاہم یہ طویل مدتی اوسط سے اب بھی خاصا کم ہے (**شکل 3.15**)۔

شکل 3.23: بینکوں کے مجموعی ایڈوانسز کا تجزیہ - اسٹاک

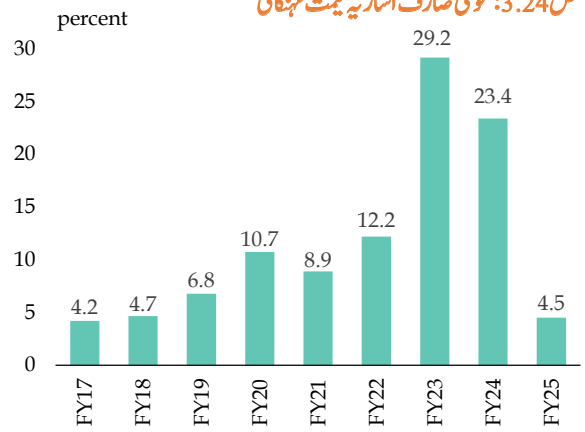


Source: SBP

نمو نسبتاً وسیع البنیاد تھی کیونکہ مالی سال 25ء کے دوران جاری سرمائے اور معین سرمایہ کاری دونوں کے لیے قرضہ حاصل کرنے والے شعبوں کی تعداد بڑھ گئی (**شکل 3.16**)۔ تاہم، قرضے کا زیادہ تر استعمال مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں مرتکز رہا، جبکہ مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی کے دوران موسمی عوامل، برآمدات میں سست روی، اور اے ڈی آر پر مبنی ٹیکس[23] کے اخراج کے سبب قرضے کی واپسی دیکھی گئی (**جدول 3.3** اور **شکل 3.17**)۔

[23] اے ڈی آر سے منسلک پالیسی کا مقصد ان بینکوں کی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنا تھا جو حکومتی تمسکات سے حاصل ہوتی ہے، اگر ان کا اے ڈی آر 50 فیصد سے کم ہو جائے، تو بتدریج بلند شرحوں پر۔ (فصیلات کے لیے دیکھیے: اسٹیٹ بینک کا *مالی استحکام کا جائزہ (ایف ایس آر) 2024ء کا باب 3)۔

شکل 3.24: قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی



Source: PBS

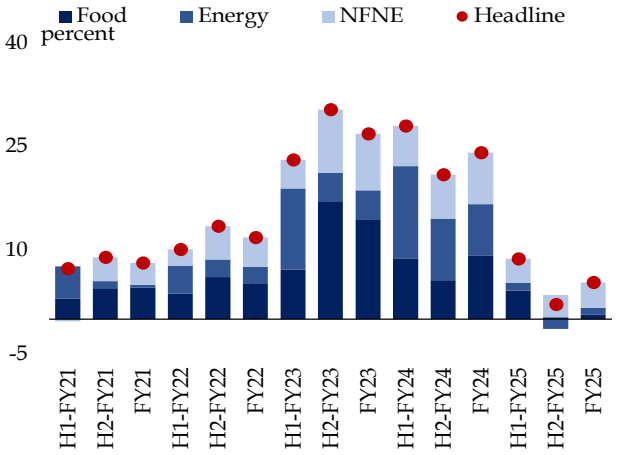
مالی سال 25ء کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں اضافے کی وضاحت متعدد عوامل سے کی جاسکتی ہے۔ پہلا، قرض گیری کی پست لاگت اور مستحکم کلّی معاشی حالات کے باعث معیشت کی کلّی معاشی سرگرمی میں معمولی بہتری آئی، جس سے جاری سرمائے اور معین سرمایہ کاری دونوں کے لیے طلب میں اضافہ ہوا (**شکل 3.18**)۔ دوسرا، بلند آپریشنل اخراجات نے ٹیکسٹائل اور فرٹیلائزر سمیت کچھ شعبوں کے لیے قلیل مدتی مالکاری ضروریات میں اضافہ کر دیا۔ خاص طور پر، کپاس، ایل این جی، کوئلے اور دیگر خام مال کی بڑھتی ہوئی مقامی قیمتوں نے ان شعبوں میں پیداواری لاگت کو بلند کیے رکھا (**جدول 3.4**)۔ تیسرا، زراعت، جنگلات اور ماہی گیری سمیت چند شعبوں نے نقد کے بہاؤ کی قلت کو دور کرنے کے لیے قلیل مدتی قرضے لیے۔

آخراً، بینکوں کی جانب سے پہلی ششماہی کے دوران اضافی ٹیکس سے بچنے کے لیے اے ڈی آر کی حد کو پورا کرنے کی کوشش نے بھی دورانِ سال کے نجی شعبے کے قرضے میں مجموعی اضافے کی جزوی وضاحت کی۔

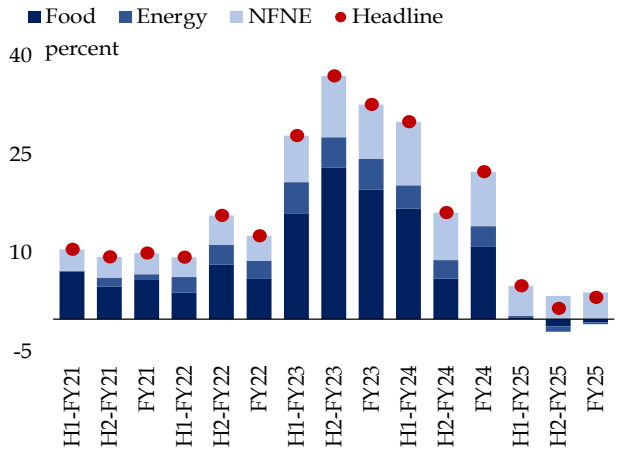
برآمدی شعبوں کی جاری سرمائے کی ضروریات نے بیرونی طلب میں اضافے کی جزوی عکاسی کی

تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی اشیاسازی نے سب سے اہم قرض گیر رہی، جنہوں نے مالی سال 25ء کے دوران مجموعی جاری سرمائے کے قرضوں کا 47 فیصد حاصل کیا۔ بڑھتی ہوئی ملکی پیداوار اور برآمدی حجم نے اس شعبے میں قلیل مدتی قرضے کی طلب کو بڑھادیا (**شکل 3.19**)۔ بالخصوص، مالی سال 25ء کے دوران سوتی دھاگے اور کپڑے کی پیداوار بحال ہوئی، جن میں پہلے دو برسوں میں مسلسل کمی دکھائی دی تھی۔ مزید برآں، کپاس کی کم پیداوار کی وجہ سے ملکی قیمتیں بڑھ گئیں اور خام کپاس کی درآمدات میں اضافہ ہوگیا۔[24]، [25] یہ عوامل اور

شکل 3.25الف: مہنگائی کے اجزائے ترکیبی- شہری



شکل 3.25ب: مہنگائی کے اجزائے ترکیبی- دیہی



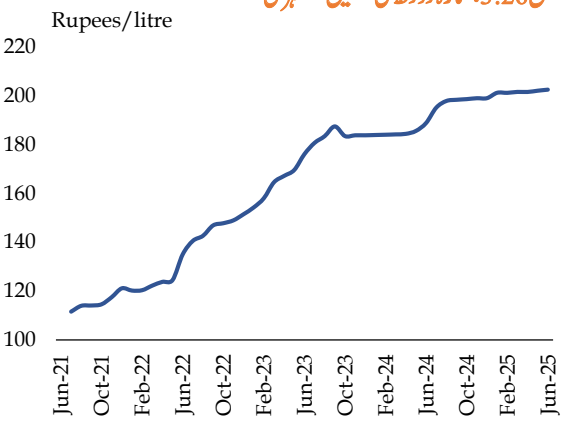
Source: PBS

[24] خام کپاس کی درآمدات مالی سال 25ء میں بڑھ کر 683,000 میٹرک ٹن ہوگئیں، جو گذشتہ سال 205,000 میٹرک ٹن تھیں۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[25] کپاس کے بیج کی اوسط قیمتیں مالی سال 25ء کے دوران 2.2 فیصد بڑھیں، جبکہ مالی سال 24ء میں ان میں 5.7 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ ماخذ: پاکستان کاٹن کراپ کمیٹی (PCCC)۔

اس کے ساتھ ساتھ توانائی اور دیگر لاگتوں میں اضافہ ٹیکسٹائل اور ملبوسات کے تمام ذیلی شعبوں کے لیے مالکاری ضروریات میں اضافے کا سبب بنا (**شکل 3.20**)[26]

شکل 3.26: تازہ دودھ کی قیمتیں – شہری



Source: PBS

اسی طرح، مالی سال 25ء کے دوران چاول کی پروسیسنگ کے لیے جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ بھی برآمدات میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔ موسمی رجحانات اور برآمدی حجم میں 19.0 فیصد کے کثیر اضافے کی طرح چاول کی پروسیسنگ کے لیے قرضے میں تمام تر اضافہ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں مرکوز رہا۔[27]

فارم کی آمدنی میں کمی نے زرعی شعبوں کی قلیل مدتی مالکاری ضروریات کو بڑھادیا

گندم کی خریداری اور امدادی قیمتوں کو ختم کرنے کے حکومتی فیصلے کے نتیجے میں کچھ اہم فصلوں کی قیمتوں اور پیداوار میں نمایاں کمی ہوگئی، جس کے نتیجے میں کاشتکاروں کی آمدنی اور نفع آوری گذشتہ برس کے مقابلے میں کم ہوگئی (**جدول 3.5**)۔[28] ماند مالکاری صورتِ حال نے مالی سال 25ء کے دوران بالخصوص گندم اگانے والوں کے لیے جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ کردیا۔ مزید برآں، مزید یہ کہ ناموافق معاشی حالات نے کسانوں کو فصلوں کے غذائی اجزا کے استعمال کو بڑھانے سے باز رکھا، جس کے نتیجے میں کھاد ساز اداروں کے نقد کی آمد ورفت کے چکر پر دباؤ پڑا۔[29]

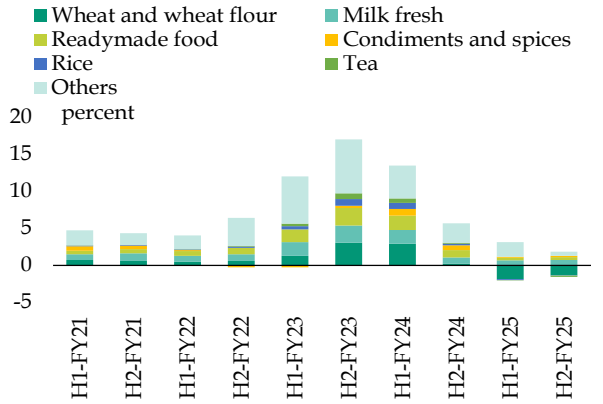
ان عوامل کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی ان پٹ لاگت اور گیس کی بلند قیمتیں مالی سال 25ء کے دوران کھاد کے شعبے کی قرضے کی بڑھتی ہوئی طلب کی وضاحت کرتے ہیں۔

جدول 3.5: گندم: پیداوار اور تھوک قیمتیں

	پیداوار (ملین ٹن)	تھوک اشاریہ قیمت (قیمتیں) (فیصد)
مالی سال 23ء	28.2	67.1
مالی سال 24ء	31.8	15.7
مالی سال 25ء	29.0	-35.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 3.27: غذائی مہنگائی میں اہم حصہ



Source: SBP

کاروباری احساسات میں بہتری اور پست شرح سود نے معین سرمایہ کاری قرضوں کی طلب میں اضافہ کیا

پچھلے دو برسوں کی سست روی کے بعد، مالی سال 25ء کے دوران نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے لیے معین سرمایہ کاری قرض گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً تین گنا بڑھ گئے (**شکل 3.21**)۔ یہ کلّی معاشی حالات اور کاروباری احساسات میں بہتری سے ہم آہنگ ہے۔ تاہم، معین سرمایہ کاری کے بیشتر قرضے پیداوار کی

[26] کپاس کے علاوہ دیگر دھاگوں، تیار ملبوسات، خیمے، کینوس اور ترپال کی برآمدات مالی سال 25ء میں گذشتہ سال کے مقابلے میں بڑھ گئیں۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[27] چاول کے لیے جاری سرمائے کے تحت برآمدی مالکاری مالی سال 25ء میں 12 ارب روپے بڑھ گئی، جبکہ مالی سال 24ء اور مالی سال 23ء میں بالترتیب 7 ارب اور 5 ارب روپے کی کمی ہوئی تھی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[28] وزیراعظم یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لون اسکیم (PMYB&ALS) کے تحت زرعی شعبے کے مجموعی قرضوں میں مالی سال 25ء کے دوران 18 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ سال 35 ارب روپے کے اضافے سے کم ہے۔

[29] اینگرو فرٹیلائزرز لمیٹڈ، کراچی۔ پہلی سہ ماہی رپورٹ 2025ء۔

کارکردگی کو بہتر بنانے اور انفراسٹرکچر کی اپ گریڈنگ کے لیے تھے، نیز چند شعبوں نے استعداد میں توسیع کے لیے قرض لیا۔

جدول 3.6: صارفی مالکاری

بہاؤ ارب روپے میں

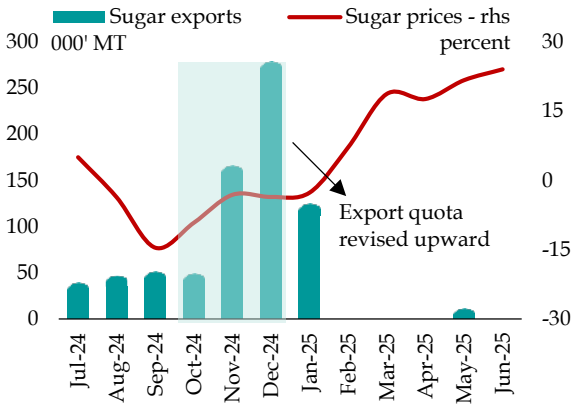
	م س21ء	م س22ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء
صارفی مالکاری	**708**	**192**	**-40.4**	**-57.4**	**111.5**
کریڈٹ کارڈز	55.1	17.7	21	28.5	36.3
مکاناتی قرضے	103.6	97.1	11.6	-8.7	3.5
ذاتی قرضے	235	16.4	1.2	-14	24.4
صارفین کی پائیدار اشیا	6.1	1.2	0	0.1	1.2
گاڑیوں کے قرضے	308.1	59.7	-74.1	-63.2	46.1

ماخذ: اسٹیٹ بینک

مواصلات کا شعبہ وائرڈ اور وائرلیس مواصلات کے انفراسٹرکچر میں جاری توسیع کے لیے قرض لیتا رہا۔ اسی طرح، کھاد شعبے نے ادغام اور حصول (merger & acquisition) کی مالکاری کے لیے طویل مدتی قرضے لیے۔ مزید برآں، یہ شعبہ یوریا کی پیداوار کے لیے درکار گیس کی مسلسل اور مناسب رسد یقینی بنانے کے لیے گیس پریشر بڑھانے والے انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کر رہا ہے۔[30] اس کے علاوہ، کچھ کھاد کمپنیوں نے ملک بھر میں ریٹیل آؤٹ لیٹس کھولنے کی اطلاع دی تاکہ کاشت کاروں تک رسائی بڑھائی جاسکے۔[31] ریفائنڈ پٹرولیم شعبے نے ریفائنری کی توسیع کے لیے معین سرمایہ کاری قرض لیے تاکہ کارکردگی میں بہتری لائی جاسکے اور پیداوار کی استعداد بڑھائی جاسکے۔[32]

ان شعبوں کے علاوہ، مالی سال 25ء میں چینی کی صنعت میں بھی معین سرمایہ کاری بڑھ گئی، جو گزشتہ تین برسوں میں ہونے والی خالص واپسی کے برعکس ایک تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس اضافے کو اُن ایتھانول ڈسٹلریوں کے قیام سے منسلک کیا جاسکتا ہے، جن کے بارے میں متعدد شوگر پروڈیوسرز پہلے ہی اعلان کر چکے تھے۔[33]

شکل 3.28: چینی کی برآمد اور ملکی قیمتیں



Source: PBS

صارفی مالکاری

مالی سال 25ء کے دوران صارفی مالکاری میں 111.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو سخت زری پالیسی کے باعث مسلسل دو برسوں کی تخفیف کے بعد پہلا سال بسال اضافہ ہے۔ صارفی مالکاری میں اضافہ وسیع البنیاد تھا (**جدول 3.6**)۔ تاہم، گاڑیوں کے قرضوں میں سب سے زیادہ اضافہ دیکھا گیا، کیونکہ یہ پالیسی ریٹ میں تبدیلیوں پر نسبتاً تیزی سے ردعمل ظاہر کرتے ہیں (**شکل 3.22**)۔ مالی سال 25ء میں مسافر گاڑیوں اور لائٹ کمرشل گاڑیوں (ایل سی ویز) کی فروخت میں نمایاں اضافے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔[34]

[30] اینگرو فرٹیلائزرز لمیٹڈ، کراچی۔ سالانہ رپورٹ 2024ء۔

[31] فاطمہ فرٹیلائزر نے "سرسبز ایگری مارٹ" کے نام سے چھ ریٹیل آؤٹ لیٹس قائم کیے، جبکہ 2025ء میں مزید 24 آؤٹ لیٹس کھولنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ فوجی فرٹیلائزر کمپنی (FFC) نے فوجی فرٹیلائزر بن قاسم لمیٹڈ (FFBL) کو ایف ایف سی میں ضم کرنے کے لیے طویل مدتی قرضے حاصل کیے اور ایگری ٹیک لمیٹڈ کے حصول کا اعلان کیا۔ ایف ایف سی نے ملک بھر میں اپنے ریٹیل آؤٹ لیٹس میں اضافے کا بھی اعلان کیا۔ ماخذ: کھاد ساز کمپنیوں کے سالانہ اور سہ ماہی مالی گوشوارے۔

[32] پاکستان ریفائنری لمیٹڈ (پی آر ایل) نے ملکی ریفائننگ کی گنجائش بڑھانے کے لیے ریفائنری ایکسپینشن اینڈ اپ گریڈیشن پراجیکٹ (REUP) کا آغاز کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت خام تیل کی پراسیسنگ کی صلاحیت دوگنی ہو کر 100,000 بیرل یومیہ تک پہنچ جائے گی۔ ماخذ: مالی رپورٹس اور پی ایس ایکس کو بھیجا گیا پی آر ایل کا "مادی حقائق کا بیان" مراسلہ، مئی 2024ء۔

[33] مالی سال 24ء کی تیسری سہ ماہی میں چشمہ شوگر ملز لمیٹڈ اور جے ڈی ڈبلیو شوگر ملز لمیٹڈ نے ڈسٹلریاں قائم کرنے کے منصوبوں کا اعلان کیا تھا، جن کی تکمیل مالی سال 25ء میں متوقع ہے۔ ماخذ: سہ ماہی مالیاتی رپورٹس۔

[34] ماخذ: پاکستان آٹوموٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (پی اے ایم اے)

جدول 3.7: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور اس کے اجزائے ترکیبی

فیصد

اجزا	وزن	اوسط مہنگائی						حصہ		
		ش1م س24ء	ش2م س24ء	م س24ء	ش1م س25ء	ش2م س25ء	م س25ء	ش1م س25ء	ش2م س25ء	م س25ء
قومی صارف اشاریہ قیمت	**100**	**28.8**	**18.7**	**23.4**	**7.2**	**1.9**	**4.5**	**7.2**	**1.9**	**4.5**
شہری										
صارف اشاریہ قیمت	**100.0**	**28.0**	**20.7**	**24.1**	**8.7**	**2.1**	**5.3**	**8.7**	**2.1**	**5.3**
غذا	**36.8**	33.2	12.9	22.1	2.7	0.6	1.6	1.1	0.3	0.7
تلف پذیر	4.4	7.5	25	16.2	21.6	-16.8	1.1	0.9	-0.8	0
غیر تلف پذیر	32.4	37	11.5	22.9	0.5	3	1.7	0.2	1.1	0.6
این ایف این ای	**53.7**	18.4	13.9	16.1	9.5	7.5	8.5	8.7	4.1	3.2
توانائی	**9.5**	47.9	76.1	62.6	24.8	-8.2	6.1	3.5	-1.4	1
دیہی										
صارف اشاریہ قیمت	**100.0**	**30.0**	**15.9**	**22.4**	**5.0**	**1.6**	**3.3**	**5.0**	**1.7**	**3.3**
غذا	**45.9**	33.7	11.6	21.6	0.4	-2.2	-0.9	0.2	-1.1	-0.5
تلف پذیر	5.7	7.7	27.7	17.7	21.1	-21.1	-1.7	1.2	-1.3	-0.1
غیر تلف پذیر	40.3	37.8	9.6	22.1	-2.1	0.5	-0.8	-1	0.2	-0.4
این ایف این ای	**42.6**	25.9	19.9	22.7	12.7	9.6	11.1	4.6	3.6	4.1
توانائی	**11.4**	26.9	22.9	24.8	2.3	-6.2	-2.1	0.3	-0.8	-0.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کریڈٹ کارڈ کے قرضوں نے بھی اضافے کے رجحان کو برقرار رکھا۔ کریڈٹ کارڈز کے استعمال میں اضافے سے بھی اس رجحان کو تقویت ملی۔ مالی سال 25ء کی پہلے تین سہ ماہیوں میں کارڈز کے اجرا میں 5.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ لین دین کے حجم میں تقریباً دوگنا اضافہ ہوا اور لین دین کی مالیت گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 23 فیصد بڑھ گئی۔[35]

تاہم، مکاناتی قرضے میں اضافہ مغلوب رہا۔ یہ تعمیراتی سرگرمیوں میں کمی کی عکاسی کرتا ہے، جس کی وجہ تعمیراتی مواد کی قیمتوں میں اضافے—بالخصوص سیمنٹ اور سیمنٹ بلاکس کی قیمتوں میں تقریباً 13 فیصد اضافے کی وجہ سے کیونکہ مالی سال 25ء کے دوران سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (فی کلوگرام 2 روپے سے 4 روپے)[36] بڑھ گئی تھی—اور جائیداد کی لین دین پر بلند ٹیکس تھا۔[37]

مالی سال 25ء کے دوران ترجیحی شعبوں کے قرضوں میں قدرے اضافہ ہوا

پچھلے دو برسوں کے دوران مجموعی قرضوں میں ایس ایم ایز اور زراعت کا حصہ بڑھ گیا ہے (**شکل 3.23**)۔ یہ حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے ایس ایم ایز، زراعت اور دیگر کم سہولت یاب زمروں کو قرض کی فراہمی کو فروغ دینے کے متعدد اقدامات کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے۔ ان پالیسیوں اور اسکیموں میں ایس ایم ای

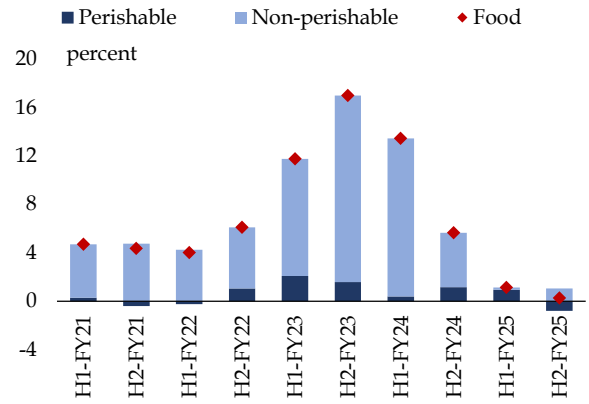
[35] اسٹیٹ بینک (2025ء)۔ نظام ادائیگی کے سہ ماہی جائزے، بینک دولت پاکستان، کراچی۔

[36] ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو FBR C. No. 1/8-ST13/2024، بتاریخ 5 اگست 2024ء۔

[37] ماخذ: ایف بی آر فنانس ایکٹ–انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء میں کی جانے والی اہم ترامیم کی وضاحت، مطبوعہ 29 جولائی 2024ء۔ اس لنک پر دستیاب ہے:
https://download1.fbr.gov.pk/Docs/20247291973384Circularno01of2024-25.pdf

آسان فنانس (SAAF) اسکیم، ایس ایم ایز کی جدت کاری کے لیے نومالکاری سہولت، اور ایس ایم ایز کے لیے رسک کوریج اسکیم شامل ہیں۔

شکل 3.29: غذائی مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

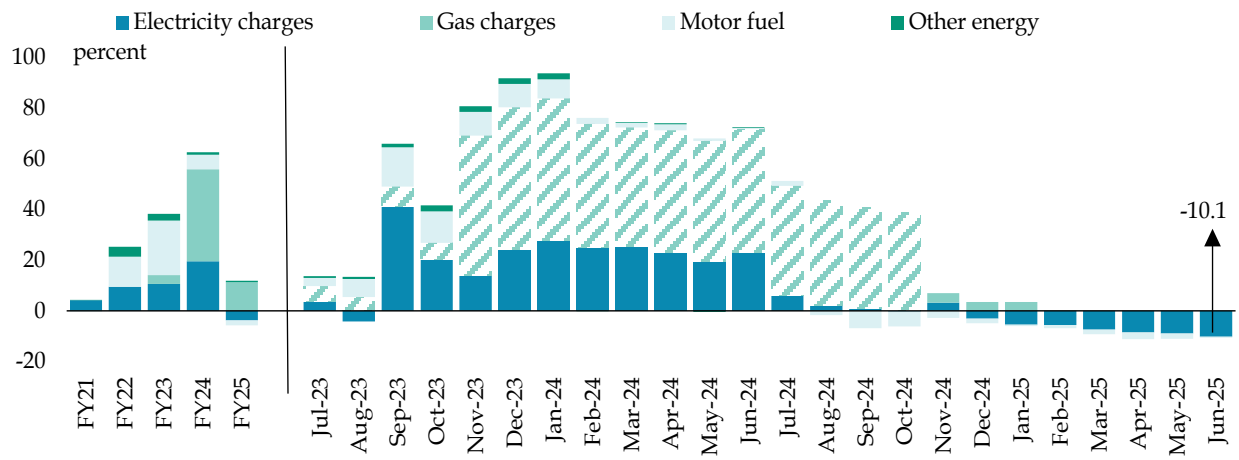


Source: PBS

3.4 مہنگائی

مالی سال 25ء کے دوران خالص قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کم ہو کر 4.5 فیصد رہ گئی جو پچھلے آٹھ سال کی کم ترین سطح ہے جبکہ گذشتہ مالی سال میں یہ شرح 23.4 فیصد تھی (**جدول 3.7** اور **شکل 3.24**)۔ مہنگائی میں یہ تیز کمی دورانِ سال طلب اور رسد کی سازگار حرکیات کے باہمی اثر کی عکاسی کرتی ہے۔

شکل 3.30: توانائی کی مہنگائی کا حصہ



Sources: PBS and SBP staff calculations

مالی سال 25ء میں مسلسل سخت زری پالیسی، مالیاتی یکجائی، اور اہم فصلوں کی قیمتوں اور پیداوار میں کمی کے سبب پست زرعی آمدنی نے ملکی طلب کو محدود رکھا۔ رسد کے لحاظ سے، غذائی اجناس کی زیادہ دستیابی، توانائی کے سرکاری نرخوں میں کمی، شرح مبادلہ میں نسبتاً مستحکم صورتِ حال، اور عالمی اجناس کی کم قیمتوں نے لاگت کے دباؤ کو کم کرنے کے علاوہ خوراک اور توانائی کی مہنگائی میں تیز کمی میں مدد دی۔

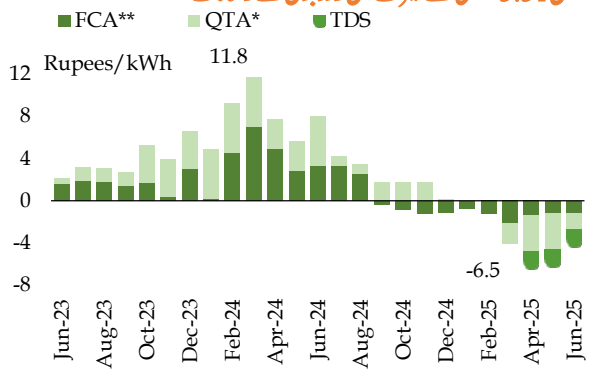
مجموعی طور پر، مالی سال 25ء کے دوران مہنگائی کی کمی میں صرف خوراک کے گروپ کی قیمتوں میں کمی کا حصہ تقریباً نصف تھا، اس کے بعد توانائی کی قیمتوں کا حصہ ایک تہائی تھا۔ یہ کمی صرف خوراک اور توانائی کی قیمتوں تک محدود نہیں رہی؛ بلکہ غیر غذائی اور غیر توانائی (این ایف این ای) مہنگائی – جو بنیادی قیمتوں کے دباؤ کا ایک پیمانہ ہے – بھی دیہی اور شہری دونوں باسکٹ میں تقریباً گذشتہ برس کی سطح کے نصف تک رہ گئی (**شکل 3.25 الف** اور **3.25 ب**) تاہم، مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں قوزی مہنگائی میں کمی کی رفتار معتدل رہی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوزی مہنگائی کے دباؤ اگرچہ کم ہوئے، لیکن مکمل طور پر ختم نہیں ہوئے تھے۔

بہتر رسدی صورتِ حال نے غذائی مہنگائی میں وسیع البنیاد کمی کی

غذائی مہنگائی، جو مالی سال 24ء کے دوران شہری اور دیہی دونوں صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں سب سے اہم حصہ دار رہی تھی، مالی سال 25ء میں نمایاں طور پر کم

ہو گئی۔ غیر تلف پذیر غذائی اشیا، بالخصوص گندم اور گندم کے آٹے کی قیمتوں میں تیز کمی نے مالی سال 25ء میں شہری اور دیہی غذائی باسکٹ میں خوراک کی مہنگائی کی کمی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کی بنیادی وجہ مالی سال 24ء کے دوران ملکی گندم کی ریکارڈ فصل تھی،[38] جس کے ساتھ ساتھ فصل کی کٹائی سے قبل گندم کی بڑی مقدار میں درآمد نے مالی سال 25ء میں مقامی رسد کو بہتر بنایا۔ اس کے علاوہ، حکومت کی گندم کی خریداری سے دستبرداری کی پالیسی نے گندم اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں کو مزید کم کر دیا۔

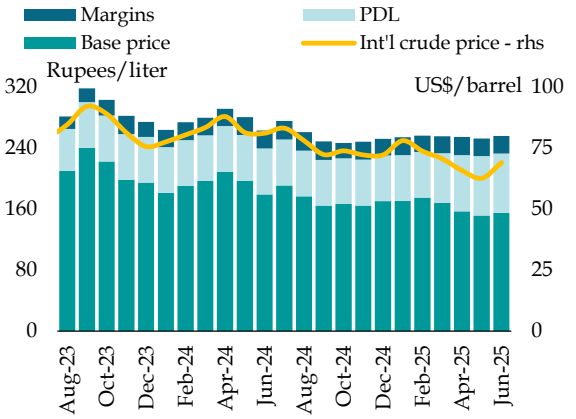
شکل 3.31: بجلی کے ٹیرف میں ردوبدل کے رجحانات



*Quarterly tariff adjustment for residential consumers
** Fuel charge adjustments
Sources: NEPRA and PBS

دیگر غیر تلف پذیر غذائی اشیا—چاول، خوردنی تیل، تیار خوراک، چائے، مسالے اور تازہ دودھ—کی قیمتوں میں بھی مالی سال 24ء کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران نمایاں اضافہ نہیں ہوا۔ ان میں تازہ دودھ، جو سی پی آئی میں نمایاں وزن کی حامل ہے، کی قیمت میں اضافے کی رفتار گذشتہ دو سال کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران نمایاں طور پر سست ہو گئی (**شکل 3.26**)۔[39] اس نے صوبائی حکام کی جانب سے سرکاری قیمتوں کے سخت نفاذ کے اثر کی عکاسی کی[40]، [41] علاوہ ازیں، ٹرانسپورٹ اور توانائی کی لاگت میں کمی نے خردہ قیمتوں میں اضافے کو محدود رکھا۔

شکل 3.32: موٹر اینڈ ھن کی قیمتوں کے اجزائے ترکیبی



Sources: OGRA and WB

اسی طرح، مالی سال 25ء کے دوران چاول کی خطیر پیداوار اور برآمدات میں کمی کے سبب ملک میں چاول کی بہتر دستیابی کی وجہ سے چاول کی اوسطاً قیمتیں گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً مستحکم رہیں۔[42] خوردنی تیل اور چائے کی قیمتوں میں استحکام بنیادی طور پر بین الاقوامی قیمتوں میں کمی اور مستحکم شرح مبادلہ کے تاخیری اثرات کا عکاس تھا۔ اسی اثنا میں، خوراک اور توانائی کی کم قیمتوں کا اثر تیار خوراک کی قیمتوں پر بھی منتقل ہوا۔ مجموعی طور پر، مالی سال 25ء کے دوران یہ چھ زمرے—گندم اور آٹا، چاول، چائے، تازہ دودھ، تیار خوراک، اور مسالے—خوراک کی مہنگائی میں کمی کے تقریباً تین چوتھائی حصہ دار تھے (**شکل 3.27**)۔

تاہم، غیر تلف پذیر اشیا کے زمرے میں، چینی نے قیمت کا ایک منفرد رجحان ظاہر کیا۔ سال کے پہلی ششماہی میں قیمتوں میں کمی کے بعد، سال کی دوسری ششماہی میں

[38] گندم کی پیداوار مالی سال 24ء میں 12.2 فیصد بڑھ کر 31.4 ملین میٹرک ٹن تک پہنچ گئی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

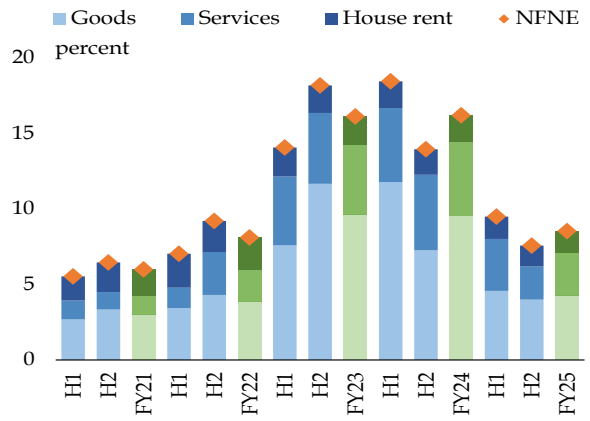
[39] تازہ دودھ کی قیمتوں میں مالی سال 25ء کے دوران 10.3 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جبکہ مالی سال 24ء میں یہ اضافہ 18.8 فیصد تھا۔

[40] ماخذ: کمشنر آفس، کراچی۔

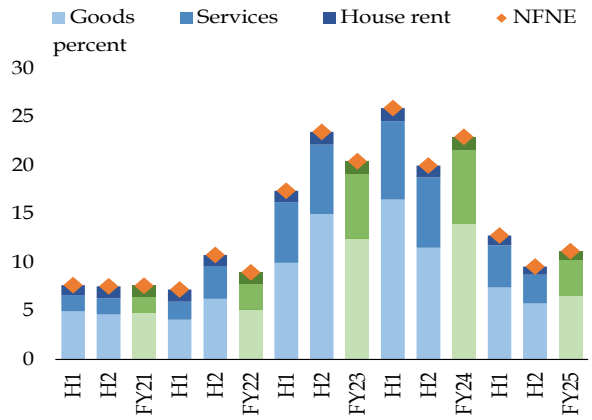
[41] پنجاب پرائس کنٹرول آف ایسینشل کموڈیٹیز ایکٹ 2024ء کے تحت صوبے بھر میں ڈپٹی کمشنرز کے اختیارات میں توسیع کی گئی تاکہ مصنوعی مہنگائی اور منافع خوری کی روک تھام کی جا سکے۔ اس ایکٹ میں چائے، خوردنی تیل، گھی اور دودھ جیسے بنیادی اشیائے ضروریہ کو باضابطہ اجناس کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ ماخذ: پنجاب پرائس کنٹرول آف ایسینشل کموڈیٹیز ایکٹ، 2024ء۔

[42] چاول کی پیداوار مالی سال 25ء میں تقریباً 9.7 ملین ٹن رہی، جو مالی سال 24ء کے ریکارڈ 9.8 ملین ٹن سے معمولی کم ہے۔

شکل 3.33الف: قوزی مہنگائی میں حصہ – شہری



شکل 3.33ب: قوزی مہنگائی میں حصہ – دیہی



Source: PBS

چینی کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا اور مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی کے دوران شہری خوراک کی مہنگائی میں اس کا حصہ تقریباً نصف تھا (**شکل 3.28**)۔ برآمدی کوٹے میں نمایاں اضافے، جس نے ملکی دستیابی کو محدود کر دیا،[43] کے بعد یہ معکوس رجحان سامنے آیا جس نے مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی کے دوران دیگر غیر تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں کمی سے حاصل ہونے والے مجموعی فائدے کو محدود کر دیا۔

تلف پذیر خوراک کی قیمتوں نے ملی جلی تصویر پیش کی۔ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران، ملکی رسد میں کمی[44] کی وجہ سے ٹماٹر اور پیاز کی قیمتوں میں اضافہ ہوا جس نے غیر تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں کمی کے اثر کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔ ٹماٹر اور پیاز کی برآمدات میں اضافے کی وجہ سے ملکی رسد میں کمی آئی۔[45] مالی سال 24ء کی چوتھی سہ ماہی میں پیاز کی برآمدات تقریباً دوگنا ہو گئی، جس سے مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں ملکی رسد محدود ہو گئی۔[46] تاہم، مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی کے دوران مارکیٹ میں تازہ رسد کے آنے سے صورتِ حال بہتر ہوئی[47] اور اہم تلف پذیر اشیا کی قیمتیں کم ہو گئیں۔ نتیجتاً سال کے آخری حصے میں غذائی اشاریے میں کمی ہو گئی (**شکل 3.29**)

بجلی کے نرخوں میں کمی اور تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کے بعد توانائی کی مہنگائی میں کمی آگئی

مالی سال 25ء کے دوران شہری علاقوں میں توانائی کی مہنگائی میں تیزی سے کمی آئی جو 6.1 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 62.6 فیصد تھی (**شکل 3.30**)۔ اس کمی میں کئی عوامل نے حصہ لیا۔ اس میں قبل ازیں گیس کے نرخوں میں اضافے (خاص طور پر نومبر 2023ء میں ہونے والا اضافے) کے اثرات کا بتدریج زائل ہونا، بجلی کے نرخوں میں کمی، عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں کمی، اور توانائی کے شعبے میں حکومتی اصلاحاتی اقدامات کے مثبت اثرات شامل ہیں۔ اگرچہ توانائی کی مہنگائی میں کمی وسیع البنیاد تھی، تاہم اس میں بجلی کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ کوارٹرلی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ (QTA) اور فیول چارج ایڈجسٹمنٹ (FCA)، وہ طریقہ کار جس

[43] نومبر 2024ء سے چینی کی برآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا—مالی سال 25ء میں یہ 7 لاکھ 55 ہزار میٹرک ٹن تک پہنچ گئی، جو گذشتہ برس کے 33.1 ہزار میٹرک ٹن کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں، زیادہ برآمدات اور رمضان کے دوران ملکی طلب میں اضافے کے باعث مالی سال 25ء میں چینی کے ذخائر میں نمایاں کمی آئی، جو 3.39 ملین ٹن سے گھٹ کر 1.95 ملین ٹن رہ گئے۔ ماخذ: یو ایس ڈی اے۔

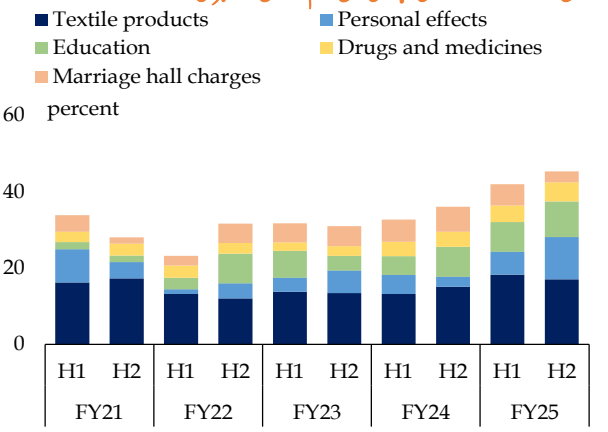
[44] ٹماٹر کی پیداوار مالی سال 25ء میں 30.3 فیصد کم ہوئی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[45] دسمبر 2023ء سے جون 2024ء کے دوران بھارت کی برآمدی پابندی نے پاکستانی سپلائرز کو برآمدی مارکیٹ حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ماخذ: ورلڈ ٹریڈ اسکینر۔

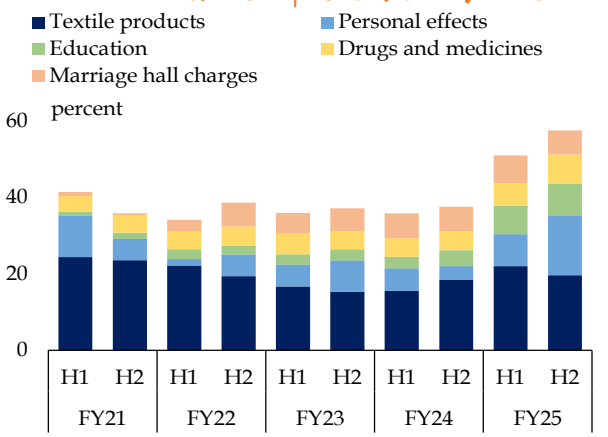
[46] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[47] پیاز کی پیداوار میں مالی سال 25ء کے دوران 15 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

شکل 3.34 الف: قوزی مہنگائی میں اہم عاملین- شہری



شکل 3.34 ب: قوزی مہنگائی میں اہم عاملین- دیہی



Source: PBS

کے ذریعے بجلی کے نرخوں میں باقاعدگی سے تبدیلی کی جاتی ہے،[48] دسمبر 2024ء سے منفی ہوگئے۔ گھریلو صارفین کو نرخوں میں بڑے اضافے سے بچانے کے لیے حکومت نے سالانہ ری بیسنگ ردوبدل 5.72 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ کو مرحلہ وار نافذ کیا، جو اصل میں یکم جولائی 2024ء سے نافذ ہونا تھی۔[49]

اس کے بجائے، جولائی تا ستمبر کے دوران ابتدائی اضافہ 3.29 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ لگایا گیا، جبکہ باقی حصہ اکتوبر 2024ء سے نافذ کیا گیا۔ اس کے علاوہ، جولائی اور اگست 2024ء کے لیے کوارٹرلی ایڈجسٹمنٹ چارجز کی پیشگی وصولی—جو جون 2024ء میں کی گئی—نے سال کی پہلی ششماہی میں مؤثر نرخوں کو عارضی طور پر کم کیا۔ ان اقدامات کے بعد مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں ٹیرف ڈیفرنشل سبسڈی (TDS) کا نفاذ کیا گیا۔ نتیجتاً، اپریل 2025ء تک بجلی کے نرخوں میں ایڈجسٹمنٹ منفی 6.5 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ تک پہنچ گئی (**شکل 3.31**)[50]

ان ردوبدل کے علاوہ، پالیسی اقدامات نے نرخوں میں مزید کمی کی۔ حکومت نے انڈیپنڈنٹ پاور پروڈیوسرز (آئی پی پیز) کے ساتھ معاہدوں پر دوبارہ مذاکرات کیے، جس سے پانچ پاور پلانٹس کے معاہدوں کو قبل از وقت ختم کرنے میں مدد ملی اور کیپیسٹی ادائیگیاں کم ہوگئیں۔[51] اسی اثنا میں، مارچ 2025ء کے دوران صنعتی کیپٹیو پاور پلانٹس پر ایک محصول متعارف کرایا گیا، جو 5 فیصد سے شروع ہوا اور مرحلہ وار بڑھ کر اگست 2026ء تک کے لیے 20 فیصد تک پہنچایا گیا۔ اس محصول نے گرڈ کے دوبارہ استعمال کی حوصلہ افزائی کی، جس سے پاور پلانٹس کی استعداد میں بہتری آئی اور نرخوں میں کمی آئی۔ (**باکس 3.1**)[52]

پست شرح سود اور بہتر آپریشنل کارکردگی نے مزید مدد فراہم کی۔ کم قرض گیری لاگت نے کمرشل قرضوں کے ذریعے فنانس کیے جانے والے بجلی کے شعبے کے

[48] کیو ٹی اے (کوارٹرلی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ) پر ہر تین ماہ بعد اس لیے نظر ثانی کی جاتی ہے تاکہ کیپیسٹی ادائیگیوں، آپریشن اور مرمت کے اخراجات، زرمبادلہ کی شرح میں اتار چڑھاؤ، اور دیگر ایسے اخراجات کو شامل کیا جاسکے جو بنیادی ٹیرف میں شامل نہیں ہوتے۔ دوسری جانب، ایف سی اے (فیول کاسٹ ایڈجسٹمنٹ) ایک ماہانہ نظام ہے جو ایندھن (جیسے کوئلہ، گیس، فرنس آئل، ایل این جی وغیرہ) کی اصل لاگت میں تبدیلیوں کو صارفین تک منتقل کرتا ہے، جیسا کہ ٹیرف مقرر کرتے وقت اندازہ لگایا گیا ہوتا ہے۔ ماخذ: نیپرا۔

[49] ماخذ: نیپرا نوٹیفکیشن بتاریخ 11 جولائی 2024ء اور 31 مئی 2024ء، جو یکم جون 2024ء سے نافذ العمل ہوا۔

[50] ماخذ: نیپرا نوٹیفکیشن مورخہ 10 اپریل 2025ء، جو یکم اپریل 2025ء سے نافذ العمل ہوا۔

[51] پاکستان میں کیپیسٹی ادائیگیوں کے بحران (Capacity Payments Crisis) نے انڈیپنڈنٹ پاور پروڈیوسرز (IPPs) کے ساتھ بجلی خریداری معاہدوں پر از سرِ نو مذاکرات کو جنم دیا۔ ان مذاکرات میں شامل پانچ IPPs میں صبا، لال پیر، اٹلس، روش اور حب پاور شامل تھے، جن کی مشترکہ پیداواری صلاحیت 2,463 میگاواٹ تھی۔ ماخذ: آئی ای ایف اے۔

[52] ماخذ: اوگرا نوٹیفکیشن نمبر 10-3(8)/2023، شائع کردہ مورخہ 26 جنوری 2025ء۔

واجبات پر ٹیرف کے اثرات کو کم کر دیا، جبکہ بہتر وصولیوں اور تقسیم کاری کمپنیوں میں اصلاحات کے ابتدائی نتائج نے عدم استعداد کو کم کرنے میں مدد کی۔[53]

قیمتوں کے استحکامی اقدامات کے ساتھ، ان فوائد نے بجلی کے نرخوں میں مستحکم کمی کے لیے بنیاد فراہم کی۔ مجموعی طور پر، بجلی کے نرخوں میں کمی کے ساتھ ساتھ گیس کی قیمتوں میں گذشتہ اضافے کے اثرات کے بتدریج زائل ہونے سے توانائی کی مہنگائی میں کمی میں ان کا حصہ تقریباً تین چوتھائی ہو گیا۔

دورانِ سال تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کے مطابق موٹر فیول کی قیمتیں بھی کم ہو گئیں۔ اگرچہ پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (PDL) کو مارچ 2025ء کے 70 روپے فی لیٹر سے بڑھا کر اپریل میں 78 روپے فی لیٹر کر دیا گیا، تاہم تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں بیک وقت کمی سے مہنگائی پر اس کا اثر بڑی حد تک زائل ہو گیا۔ ان تمام عوامل کے باعث توانائی کی مہنگائی پورے سال کے دوران کم رہی (**شکل 3.32**)۔

مالی سال 24ء کے مقابلے میں مالی سال 25ء میں قوزی مہنگائی تقریباً نصف رہ گئی

خوراک اور توانائی کی قیمتوں کے دھچکوں کے دورِ ثانی کے اثرات زائل ہونے، محدود ملکی طلب اور مستحکم شرحِ مبادلہ کے نتیجے میں مالی سال 25ء کے دوران شہری اور دیہی علاقوں دونوں میں قوزی مہنگائی گذشتہ سال کے مقابلے میں تقریباً نصف رہ گئی۔ تاہم، مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی میں کمی کی رفتار قدرے سست رہی، جو قوزی مہنگائی کے دباؤ کے برقرار رہنے کو ظاہر کرتی ہے (**شکل 3.33 الف اور ب**)

قوزی مہنگائی کے اجزا کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملبوسات، ادویہ، ذاتی استعمال کی اشیا، تعلیم اور شادی ہال کے کرایوں نے شہری اور دیہی علاقوں میں قوزی مہنگائی کی کمی کی رفتار کو سست کرنے میں بیشتر کردار ادا کیا (**شکل 3.34 الف اور ب**)۔ اس سے بلند آپریشنل لاگت، خام مال کی قیمتوں میں اضافے، اور حکومت کے ضوابطی اور ٹیکس اقدامات کے مشترکہ اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔ خاص طور پر، نومبر 2023ء میں گیس چارجز میں اضافے اور کم از کم اجرتوں میں 15 فیصد اضافے سے آپریشنل لاگت بڑھ گئیں جو قوزی باسکٹ کی اشیا کی قیمتوں میں اضافے کا سبب بنیں۔[54]

مزید برآں، خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات نے کچھ شعبوں میں قیمتوں کے دباؤ کو بڑھا دیا۔ مثال کے طور پر، مالی سال 25ء کے دوران کپاس کی پیداوار میں نمایاں کمی کے بعد ملکی کپاس کی قیمتوں میں اضافہ ہوا، جس کے نتیجے میں کپڑوں کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ اسی طرح، سونے کی قیمتوں میں اضافے نے مالی سال 25ء کے دوران ذاتی استعمال کی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ کیا۔[55]، [56] مزید برآں، مالی سال 25ء کے دوران ڈرگز اور ادویات کی قیمتوں میں اضافے کی جزوی وجہ فروری 2024ء میں غیر ناگزیر ادویہ کی قیمتوں پر پابندی ہٹانے کے اثرات تھے۔[57]

خدمات کی مہنگائی میں اضافہ بنیادی طور پر تعلیم اور شادی ہال کے چارجز کی وجہ سے ہوا۔ بڑھتی ہوئی آپریشنل لاگت کے علاوہ، سندھ میں تعلیمی خدمات پر سیلز ٹیکس کا نفاذ بھی مالی سال 25ء کے دوران تعلیمی اداروں کی فیسوں میں اضافے کا سبب بنا۔[58] مزید برآں، شادی ہالز پر ود ہولڈنگ ٹیکس کے سخت نفاذ نے خدمات کے اس ذیلی شعبے کی قیمتوں میں اضافہ کیا۔[59]

---

[53] چونکہ ٹی اینڈ ڈی خسارے (Transmission & Distribution losses) اور نادہندگیاں عام طور پر ٹیرف ایڈجسٹمنٹس کے ذریعے صارفین پر منتقل کر دی جاتی ہیں، اس لیے زیادہ وصولیاں (collections) ان نااہلیوں کو کم کرنے اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے کے دباؤ کو محدود کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

[54] Sources: No. SO (L&P) MW/2024, Labour & HR Department, Govt. of the Punjab. No. SO (L-II)/13-3/2016-I, Labour & HR Department, Govt. of KPK. Sindh. No. SOL/LD/8-4/2024/MWB/3364-84, Labour Department, Govt. of Sindh.

[55] ذاتی اشیا میں سونے کا حصہ تقریباً 50 فیصد ہے۔

[56] مالی سال 25ء میں سونے کی قیمتوں میں مالی سال 24ء کے مقابلے میں تقریباً 31 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[57] غیر ضروری ادویات کی قیمتوں کو وزارتِ قومی صحت کی جانب سے جاری کردہ ایس. آر. او 228(I)/2024 کے ذریعے ڈی ریگولیٹ کر دیا گیا، جس کا نفاذ اپریل 2024ء میں ہوا۔

[58] حکومتِ سندھ نے فنانس ایکٹ 2024ء کے ذریعے تعلیمی اداروں پر 3 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا۔

[59] شادی ہالز پر ود ہولڈنگ ٹیکس فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء کے ذریعے عائد کیا گیا۔

قلیل مدتی حرکیات کے ساتھ ساتھ، قوزی مہنگائی میں تسلسل کی ایک وجہ ساختی عوامل کے اثرات بھی تھے، جن میں بار بار آنے والے رسدی دھچکے، کمزور رسدی زنجیریں اور مارکیٹ کی خامیاں شامل ہیں (باکس 3.2)۔ مزید برآں، زری اور مالیاتی پالیسیوں کے مابین کمزور ہم آہنگی نے بھی گذشتہ دو دہائیوں کے دوران قیمتوں کی سختیوں سے نمٹنے میں زری پالیسی کی اثر انگیزی کو محدود کیے رکھا۔

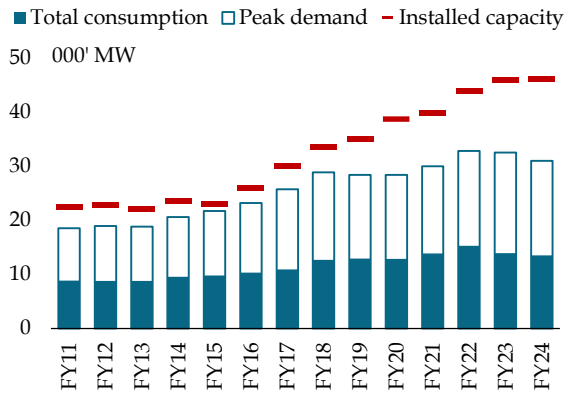
باکس 3.1: گرڈ کی طلب میں اضافے اور بجلی کی قیمتوں میں کمی کے لیے پالیسی اقدامات

پاکستان کا بجلی کا شعبہ طویل عرصے سے دستیاب صلاحیت اور حقیقی طلب کے درمیان عدم مطابقت کا شکار رہا ہے، جسے ترسیل اور تقسیم (T&D) میں عدم استعداد نے مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے حکومت نے پیداواری صلاحیت میں بڑے پیمانے پر توسیع کی (**شکل 3.1.1**)، جسے آئی پی پیز کے ساتھ بجلی کی خریداری کے طویل مدتی معاہدوں (PPAs) کے ذریعے تقویت دی گئی جن کی شرائط میں اکثر *take-or-pay* شقیں اور ڈالر کی اشاریہ بندی شامل تھیں۔ اسی دوران دیگر دیرینہ غیر مؤثر عوامل بھی لاگت میں اضافے کا باعث بنتے رہے۔ ان غیر مؤثر عوامل کا ایک بڑا سبب پاکستان کے مجموعی تکنیکی اور کمرشل نقصانات (AT&C losses) ہیں، جو اس وقت 18 فیصد ہیں—جو خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں زیادہ ہیں (**شکل 3.1.2**)۔ یہ نقصانات صارفین تک پہنچنے والی مؤثر سپلائی کو کم کرتے ہیں اور ان افراد پر لاگت کا بوجھ بڑھا دیتے ہیں جو بجلی کی قیمت ادا کرتے ہیں۔

بجلی کے نرخ اس طرح مقرر کیے جاتے ہیں کہ وہ مجموعی لاگت کی وصولی کو یقینی بنائیں—جس میں پیداواری لاگتیں، کیپیسٹی ادائیگیاں، آپریشنز اور مرمت، اور ترسیل و تقسیم (T&D) کے اخراجات شامل ہوتے ہیں—اور یہ سب ادائیگی کرنے والے صارفین سے وصول کیے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو صارفین گرڈ سے جڑے رہتے ہیں، وہ غیر مستعمل کیپیسٹی استعداد اور نظام کے نقصانات دونوں کا مشترکہ بوجھ اٹھاتے ہیں۔ یہ ایک دائرہ نما مسئلہ پیدا کرتا ہے: زیادہ نقصانات نرخوں کو اوپر لے جاتے ہیں، جس سے مزید صارفین گرڈ چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں، اور یوں ادائیگی کرنے والے صارفین کی تعداد مزید کم ہو جاتی ہے اور مسئلہ شدت اختیار کر لیتا ہے۔ اس طرح ان نقصانات کا اثر بجلی کے نرخوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے اور شعبے کی طویل مدتی کمزوریوں کو بڑھا دیتا ہے۔

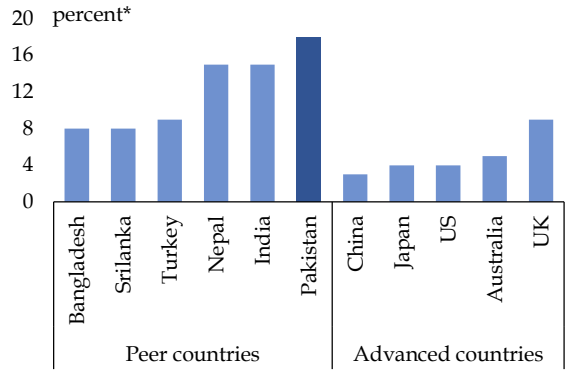
یہ دیرینہ عدم توازن ایک مہنگا تاہم پست طلب کا حامل نظام پیدا کر چکا ہے، جہاں کیپیسٹی کی ادائیگیاں لاگت کے ڈھانچے پر حاوی ہیں اور گرڈ کے استعمال میں کمی مالی استحکام کو کمزور کر رہی ہے۔ یہ صورتِ حال اس بات کی متقاضی ہے کہ استعمال کے رجحانات، ٹیرف کے ڈیزائن اور گرڈ کی طلب بڑھانے کے لیے دیگر ممالک کے تجربات کا بغور جائزہ لیا جائے۔

شکل 3.1.1: نصب شدہ استعداد اور طلب



Source: NEPRA

شکل 3.1.2: ترسیل اور تقسیم کے خسارے



*As a percent of total electricity generation

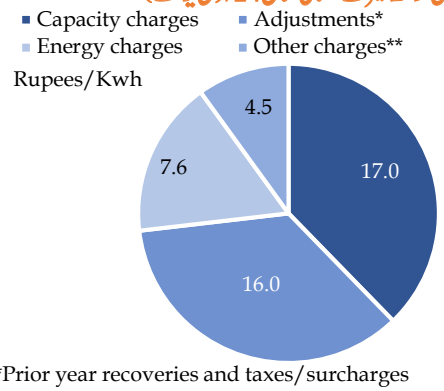
اضافی رسد اور نظامی رکاوٹیں: گذشتہ کئی برسوں سے بجلی کی پیداواری صلاحیت طلب کی نمو سے تجاوز کر چکی ہے۔ مالی سال 24ء کے اختتام پر، بجلی پیدا کی پیداواری صلاحیت 45,888 میگاواٹ تھی (بشمول کے-الیکٹرک تاہم شمسی صلاحیت اس میں شامل نہیں)، جبکہ دورانِ سال ریکارڈ کردہ زیادہ سے زیادہ طلب صرف 30,150 میگاواٹ رہی اور اوسط استعمال کی شرح تقریباً 44 فیصد رہی۔ (1) اس پس منظر میں، بجلی کی قیمتیں بنیادی طور پر معین کیپیسٹی چارجز کے ساختی بوجھ کی عکاسی کرتی ہیں۔ مالی سال 24ء میں، فی یونٹ بجلی کی مجموعی لاگت (روپے 45.06) میں کیپیسٹی سے متعلق اخراجات کا حصہ تقریباً 17.01 روپے فی یونٹ (38 فیصد) تھا (**شکل 3.1.3**)۔ تاہم، چونکہ طلب میں 3 سے 5 فیصد اضافے کا امکان ہے، اس لیے مالی سال 26ء میں کیپیسٹی لاگت کا جزو معمولی کمی سے 16.67 روپے فی یونٹ ہونے کا امکان ہے۔

جدول 3.1.1 بجلی کے نرخوں کے سلیب

	استعمال کی سلیب (یونٹس)	قیمت (روپے/فی کلوواٹ)	فیصد اضافہ
محفوظ	50 تک (لائف لائن)	3.95	
	51 - 100 (لائف لائن)	7.74	95.9
	1 - 100	11.69	51.0
	100 - 200	14.16	21.1
غیر محفوظ	1 - 100	23.59	
	101 - 200	30.07	27.5
	201 - 300	34.26	13.9
	301 - 400	39.15	14.3
	401 - 500	41.36	5.6
	501 - 600	42.78	3.4
	601 - 700	43.92	2.7
	700 سے زائد	48.84	11.2

Source: NEPRA

شکل 3.1.3: قومی اوسط ٹیرف – مالی سال 24ء (فی یونٹ)



*Prior year recoveries and taxes/surcharges
**Transmission, market, and DISCO service cost
Source: NEPRA

کیپسٹی ادائیگیوں کا جائزہ: نیپرا کے مطابق، کیپسٹی ادائیگیوں کی اہلیت کے لیے Annual Dependable Capacity (ADC) ٹیسٹ پر عمل ضروری ہے، جو یہ تصدیق کرتا ہے کہ کوئی پلانٹ عام حالات میں قابلِ اعتماد طریقے سے بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بجلی کی خریداری کے معاہدوں (PPAs) کے تحت، کیپسٹی ادائیگیاں بجلی پیدا کرنے والوں کو دستیاب صلاحیت برقرار رکھنے کے عوض کی جاتی ہیں، جس کا تعین معاہدے کے مطابق سال میں ایک بار لازمی ADC ٹیسٹ کے ذریعے ہوتا ہے۔ نتیجتاً، اگرچہ طلب میں کمی کی وجہ سے پاور پلانٹس غیر فعال رہیں، پھر بھی انہیں اپنی دستیابی کے بدلے ادائیگیاں جاری رہتی ہیں۔ تاہم، مالی سال 24ء میں صرف 15 پاور پلانٹس کا Dependable Capacity کے لیے ٹیسٹ کیا گیا۔ بے قاعدہ جانچ بالخصوص ان پلانٹس کے لیے زائد بلنگ کا باعث بن سکتی ہے جن کی قابلِ اعتماد پیداوار وقت کے ساتھ کم ہو گئی ہے۔ اس عمل کو منظم اور متوازن کرنے سے ادائیگیوں اور حقیقی صلاحیت کے درمیان ہم آہنگی میں بہتری آسکتی ہے۔

بجلی کے سلیب اور شمسی توانائی کا بڑھتا ہوا استعمال طلب کو کم کر رہے ہیں: مالی سال 18ء سے مالی سال 24ء کے دوران بجلی کی مجموعی کھپت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جیسے جیسے طلب کمزور ہوئی اور کیپسٹی ادائیگیاں بڑھتی گئیں، موجودہ ٹیرف کے ڈھانچے کی خامیاں مزید نمایاں ہو گئیں۔ یہ سلیب پر مبنی ٹیرف کا ڈھانچہ بنیادی طور پر اُن برسوں میں زیادہ کھپت کو روکنے کے لیے بنایا گیا تھا جب بجلی کی قلت تھی، مگر اب یہ موجودہ سرپلس کی صورتِ حال سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس وقت، ہر اضافی سلیب کے استعمال کے ساتھ گھریلو صارفین کو زیادہ ٹیرف والے درجے میں منتقل کر دیا جاتا ہے، جس سے effective marginal rate بڑھ جاتا ہے اور مزید استعمال کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ یہ رجحان گرڈ کی طلب کو محدود کرتا ہے اور زیادہ مقدار میں بجلی فروخت کر کے مقررہ اخراجات کی وصولی کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے (**جدول 3.1.1**)

اسی دوران، شمسی توانائی کے استعمال میں تیزی آئی ہے — جسے تنصیب کے اخراجات میں کمی اور گرڈ سے حاصل ہونے والی بجلی کی بلند قیمتوں نے مہمیز دی۔ جتنے زیادہ صارفین گرڈ سے باہر اپنی بجلی پیدا کرتے ہیں، گرڈ پر فروخت کا حجم کم ہو رہا ہے — تاہم مقررہ کیپسٹی چارجز برقرار رہتے ہیں، جس سے باقی صارفین کے لیے فی یونٹ نرخ مزید بڑھ جاتے ہیں۔

طلب میں کمی سے نمٹنے کے لیے حکومتی اقدامات: بجلی کے بلند نرخوں نے گھریلو اور صنعتی صارفین دونوں کو واضح طور پر نقصان پہنچایا ہے، جبکہ مالی سال 24ء میں بجلی کی کھپت مالی سال 21ء کی سطح کے آس پاس رہی۔ طلب میں کمی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے حکومت نے متبادل ایندھن کو مہنگا کرنے کی کوشش کی ہے — جیسا کہ کیپٹو پاور کے لیے قدرتی گیس پر لیوی بڑھا دی گئی۔ مالی سال 24ء کی چوتھی سہ ماہی میں، حکومت نے گرڈ کی بجلی کی طلب بڑھانے کے لیے 1.71 روپے فی یونٹ کی ٹیرف ڈفرینشل سبسڈی دینے کا اعلان کیا۔ تاہم، یہ اقدامات کافی نہیں ہیں اور گرڈ کی بجلی کو زیادہ پرکشش بنانے کے لیے مزید مربوط اور طویل مدتی کوششوں کی ضرورت ہے۔

بین الاقوامی تجربات: بین الاقوامی تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ پائیدار طلب میں اضافہ اس وقت ممکن ہے جب ٹیرف کے ڈھانچے میں ساختی اصلاحات کی جائیں اور ایسی ہدفی مراعات دی جائیں جو گھریلو اور صنعتی صارفین کو گرڈ سے جڑے رہنے کی ترغیب دیں۔

نیپال کا تجربہ: طلب میں جمود اور نرخوں کی از سرِ نو تشکیل: نیپال نے شدید قلت سے بجلی کی اضافی پیداوار تک کا سفر طے کیا اور بجلی کی طلب میں اسی طرح کے جمود کا سامنا کیا۔ گھریلو صارفین ایل پی جی، ڈیزل اور بیک اپ جنریٹرز کی طرف منتقل ہو گئے اور گرڈ سے حاصل ہونے والی بجلی کی طرف واپس آنے میں سست روی دکھائی۔ اس مسئلے کے حل کے لیے نیپال نے اپنے ٹیرف کو از سرِ نو ترتیب دیا تاکہ کھپت کی حوصلہ افزائی ہو؛ سلیب ریٹس کو ہموار کیا؛ مخصوص استعمالات جیسے الیکٹرک گاڑیوں کی چارجنگ کے لیے وقتِ استعمال قیمت بندی متعارف کرائی؛ اور لائف لائن صارفین کو (1 سے 20 کلوواٹ گھنٹہ ماہانہ) مفت بجلی فراہم کی گئی۔ اِن اقدامات سے سبسڈی میں نمایاں اضافہ کیے بغیر بجلی کی فروخت اور استعمال میں اضافہ ہوا، نتیجتاً پکانے اور حرارت کے حصول کے لیے وسیع پیمانے پر بجلی کے استعمال کا رجحان پیدا ہوا۔

انڈونیشیا کی حکمتِ عملی: زائد بجلی کی پیداوار کو استعمال میں لانے کے لیے حتمی استعمالات (End-uses) کو بجلی پر منتقل کرنے کی مہم۔ انڈونیشیا میں حکومت نے زائد بجلی کی ممکنہ پیداوار کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے اُن استعمالات کو بجلی پر منتقل کیا جو روایتی طور پر دیگر ایندھن پر انحصار کرتے تھے۔ ایک نمایاں اقدام — "انڈکشن چولہا پروگرام" — کا مقصد گھریلو صارفین کو ایل پی جی گیس کے بجائے بجلی پر پکانے کی طرف منتقل کرنا تھا (جس میں انڈکشن چولہے اور رائس کُکر شامل ہیں)۔ اس حکمتِ عملی کا مقصد ایک جانب ایل پی جی سبسڈی کے مالی بوجھ کو کم کرنا اور دوسری جانب زائد بجلی پیداوار کو جذب کرنا تھا۔

گھانا کی زائد بجلی اور ٹیرف کے بوجھ سے نمٹنے کے لیے ٹیرف میں اصلاحات: گھانا اس بات کی ایک اور مثال ہے کہ تیزی سے پیداواری صلاحیت میں اضافے نے نہ صرف زائد بجلی پیدا کی بلکہ کیپسٹی ادائیگیوں کی نمایاں پابندیاں بھی عائد کیں۔ اس کم استعمال اور بڑھتے ہوئے ٹیرف کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے، پبلک یوٹیلیٹیز ریگولیٹری کمیشن نے 2018ء میں اہم ٹیرف اصلاحات متعارف کروائیں — جس کے تحت گھریلو صارفین کے لیے بجلی کی اوسط قیمتوں میں 17 فیصد اور کاروباری صارفین کے لیے 30 فیصد کمی کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹیرف کے ڈھانچے کو بتدریج نرم بنایا گیا، تاکہ زیادہ بجلی کے استعمال کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

پاکستان کے لیے پالیسی تجاویز: اوّل، سزا نما سلیب اسٹرکچر کو معقول بنایا جانا چاہیے۔ نرخوں میں زیادہ بتدریج اضافہ لاگت میں اچانک ہونے اضافے کو کم کرے گا اور اضافی بجلی کا استعمال نسبتاً آسان ہو گا۔ گھریلو صارفین کے لیے لائف لائن سلیب سے بڑھنے پر ایک درمیانی بلاک بینڈ متعارف کرانا بجلی پر کھانا پکانے کی طرف بتدریج منتقلی کو آسان بنا سکتا ہے، جو گیس کی بار بار پیدا ہونے والی قلت کے تناظر میں خاص طور پر اہم ہے۔ دوم، وقتِ استعمال (Time-of-use) پر مبنی نرخوں کو عام کیا جانا چاہیے، جس میں آف پیک (off-peak) رعایت دی جائے تاکہ صنعتیں اور گھریلو صارفین اپنے لچک دار استعمالات — جیسے استری، ریفریجریشن اور دھلائی — کو آف پیک سے ہٹا کر نان پیک (non-peak) اوقات میں منتقل کریں۔ اس سے گرڈ دن بھر زیادہ مصروف رہے گا، اور نئی پیداواری صلاحیت میں سرمایہ کاری کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ سوم، صنعتوں کے لیے ایسے طلبی پیکج (demand package) فراہم کیے جائیں جو رات کو اور اختتامِ ہفتہ پر کم نرخوں کی ضمانت دیں۔ اس سے صنعتوں کے لیے کیپٹو پیداوار سے واپس گرڈ کی بجلی کی طرف آنا زیادہ قابلِ عمل ہو جائے گا۔

اگرچہ یہ اصلاحات طلب کو بڑھا سکتی ہیں، لیکن ان کے مؤثر نفاذ کا انحصار ترسیل، بلنگ اور وصولیوں میں بیک وقت بہتری پر ہے۔ کیپسٹی ادائیگیوں معاہدے کی وجہ سے طے شدہ ہیں، لہٰذا طلب میں اضافہ صرف اخراجات کو زیادہ منصفانہ طور پر تقسیم کرتا ہے — انہیں ختم نہیں کرتا۔ مزید برآں، 2030ء تک تقریباً 7,500 میگاواٹ کے نئے پلانٹس نظام میں شامل ہونے کی توقع ہے، اس لیے طلب بڑھانے کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ اگر طلب بڑھانے کے لیے اصلاحات نہ کی گئیں تو غیر استعمال شدہ استعداد اور بھاری مقررہ چارجز ٹیرف کو بلند رکھیں گے، جس سے مسابقتی صلاحیت کمزور ہو گی اور گرڈ پر انحصار کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ بنیادی طور پر، پاکستان پائیدار معاشی ترقی اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وافر اور سستی توانائی کی دستیابی یقینی نہ ہو۔ اس لیے طلب میں اضافے کے اقدامات کو ایسی پالیسیوں کے ساتھ منسلک کیا جانا چاہیے جو سستی اور قابلِ بھروسا بجلی کی ضمانت دیں، کیونکہ یہ صنعتی مسابقت اور مجموعی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ تاہم، طلب میں اضافہ تبھی مؤثر ثابت ہو گا جب ترسیل اور تقسیم کی غیر مستعدی کو بھی دور کیا جائے۔

اس باکس کی تیاری میں سید حمزہ علی کے تعاون کے معترف ہیں۔

حوالہ جات

i۔ نیپرا اسٹیٹ آف دی انڈسٹری سالانہ رپورٹ 2024ء
ii۔ بجلی کی ترسیل اور تقسیم کے نقصانات (پیداوار کی فیصد)، ورلڈ ڈیولپمنٹ انڈیکیٹرز، 2022ء
iii۔ نیپال الیکٹرسٹی اتھارٹی سالانہ رپورٹ 22-2021ء
iv۔ حاکام، ڈی۔ الیف۔، نوگراہا، ایچ۔، وِکاسونو، اے۔، رہادی، آر۔ اے۔، اور کانوگراہان، ایس۔ پی۔ (2023ء)۔ انڈونیشیا کی کلین انرجی ٹرانزیشن حاصل کرنے کے لیے ایل پی جی سے انڈکشن چولہے پر بڑے پیمانے پر منتقلی۔ انرجی اسٹریٹیجی ریویوز، 41، 100856
v۔ صارفین کے بلوں پر بجلی کے نرخوں میں کمی کے اثرات، 2018ء۔ افریقہ سینٹر فار انرجی پالیسی

باکس 3.2: پاکستان میں قوزی مہنگائی کا تسلسل

پاکستان میں قوزی مہنگائی کے تسلسل سے مراد وہ صورتِ حال ہے جس میں کسی دھچکے کے بعد مہنگائی کو اپنی طویل مدتی شرح پر واپس آنے میں زیادہ وقت لگتا ہے۔ یورپی سینٹرل بینک (2006ء) کے مطابق، مہنگائی کی اپنی طویل مدتی سطح پر واپس آنے کا تعلق اس کے تسلسل کے معکوس متناسب ہوتا ہے۔ اگر تسلسل زیادہ دیر سے ہو تو بالعموم مہنگائی کو مطلوبہ حد تک لانے کے لیے زری پالیسی میں زیادہ سخت اقدامات کرنا پڑتے ہیں، جس کے نتیجے میں زیادہ پیداواری نقصانات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ اندرونِ ملک قیمتوں کے استحکام کو برقرار رکھنے کے اسٹیٹ بینک کے بنیادی مقصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مہنگائی کے تسلسل کا جائزہ لینا اور اس کے ممکنہ عوامل کو سمجھنا نہایت اہم ہے۔

لہٰذا، اس باکس سب سے پہلے تو مہنگائی کے تسلسل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور پھر اس کے بنیادی عوامل کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مالی سال 01ء تا مالی سال 25ء کی مدت کے لیے sum of autoregressive coefficients (SARC) پر مبنی تخمینے **جدول 3.2.1** میں دکھائے گئے ہیں۔[60] تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں قوزی مہنگائی خوراک اور توانائی کے مہنگائی کے مقابلے میں زیادہ مستقل رہی ہے۔ مزید برآں، جب مہنگائی بڑھتی ہے تو قوزی مہنگائی کی پائیداری بھی بڑھ جاتی ہے۔ لٹریچر میں ایسے کئی عوامل کی نشاندہی کی گئی ہے جو مہنگائی میں پائیداری پیدا کرتے ہیں۔ ان میں درج ذیل شامل ہیں: ماضی پر مبنی مہنگائی کے تصورات؛ اجرتوں کی اشاریہ بندی؛ ناقص مارکیٹس؛ مالی اور زرعی پالیسیوں کے درمیان پست ہم آہنگی؛ اور مسلسل رسدی دھچکے۔ ان عوامل پر ذیل میں مزید بحث کی گئی ہے:

جدول 3.2.1: پاکستان میں مہنگائی کا تسلسل—سارک کا طریقہ

	مجموعی نمونہ م س 01ء تا 25ء	بلند مہنگائی کی مدت[1]	بلند مہنگائی کی مدت[2]
متغیر	سارک	سارک	سارک
سی پی آئی	**0.63***	**0.49***	0.00
غذا	0.45*	0.17*	−0.26
توانائی	0.47*	0.27*	0.00
قوزی	0.71*	0.83*	0.46*

*5 فیصد کی سطح پر معنوی

[1] اور [2] جب سی پی آئی مہنگائی مالی سال 01ء سے مالی سال 25ء کی اوسط سے زیادہ/کم رہی۔
(یک عددی مہنگائی کے سال)

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

ماضی پر مبنی مہنگائی کے تصورات: آئی ایم ایف (2023ء) کے مطابق ابھرتی ہوئی معیشتوں میں اقتصادی عاملین کی مہنگائی سے متعلق توقعات عموماً ماضی پر مبنی ہوتی ہیں اور وہ مہنگائی پر زری پالیسی اقدامات کے اثرات کو مدِ نظر نہیں رکھتے۔ پاکستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ چوہدری و دیگر (2016ء) نے ظاہر کیا کہ قیمتیں مقرر کرنے میں فرموں کا ماضی پر مبنی رویہ جزوی طور پر پاکستان میں مہنگائی کے تسلسل کی وضاحت کرتا ہے۔ ان کے نتائج کے مطابق تقریباً 71 فیصد فرمز یا تو پوری طرح (25 فیصد) ماضی کی معلومات پر انحصار کرتی تھیں یا پھر مہنگائی کی پیش گوئی کے ساتھ ساتھ کچھ پچھلی معلومات کو بھی قیمتوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لیے استعمال کرتی تھیں (46 فیصد) (**جدول 3.2.2**)۔ اگرچہ تازہ ترین سروے میں اُن فرمز کی شرح میں کمی دکھائی دی ہے جو صرف ماضی کی معلومات کو قیمتوں کے تعین کے لیے استعمال کرتی ہیں [عنایت، اے۔، نعیم، ایس۔ 2025ء]، تاہم ماضی پر مبنی قیمتوں کا تعین اب بھی قیمتوں میں ردوبدل کا ایک نمایاں عنصر ہے۔

جدول 3.2.2: قیمت کے ردوبدل میں مستعمل معلومات

فرمز کا حصہ، فیصد

	2009	2019
تاریخی اعداد و شمار	25	22
پیش گوئی	29	15
ماضی و مستقبل کا اوسط	46	63

ماخذ: چوہدری و دیگر (2016ء)، نعیم اور عنایت (2025ء)

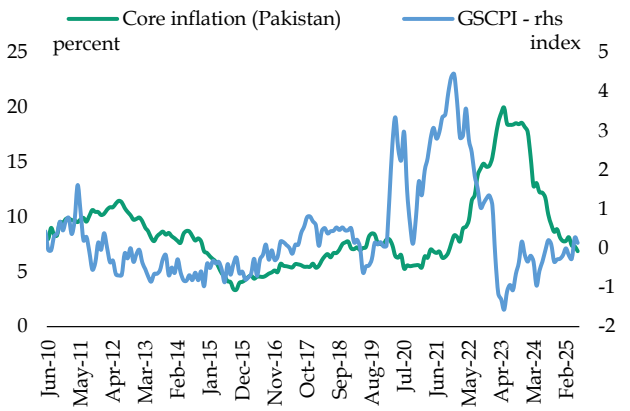
آئی ایم ایف (2023ء) کے مطابق مرکزی بینک کی خود مختاری میں اضافے اور زیادہ واضح مواصلاتی حکمتِ عملی اپنانے کے مقصد سے زری پالیسی کے فریم ورک کو مضبوط بنانے سے مرکزی بینک کی ساکھ بہتر ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں گھرانوں اور کاروباری اداروں کی مہنگائی سے متعلق توقعات کو مرکزی بینک کی وسط مدتی پیش گوئیوں اور مہنگائی کے ہدفی دائرے کے ساتھ مؤثر طریقے سے منسلک کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جیسے جیسے اقتصادی عاملین کا مرکزی بینک کی مہنگائی کی پیش گوئی پر اعتماد مضبوط ہوتا ہے، وہ اپنے اقتصادی فیصلوں میں ماضی کی مہنگائی پر انحصار کرنے کے بجائے مرکزی بینک کی پیش گوئیوں کو شامل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس تناظر میں، ایک ایسا زری پالیسی فریم ورک ہونا نہایت ضروری ہے جس میں واضح طور پر طے شدہ نامیہ لنگر (nominal anchore) موجود ہو، تاکہ مہنگائی کی توقعات کو بہتر طریقے سے مستحکم کیا جا سکے اور پالیسی کی ساکھ کو بڑھایا جا سکے۔

[60] اگر پائیداری کے عددی عامل (Persistence Coefficient) کی قدر 0.7 سے کم ہو تو اس کا مطلب ہے کہ مہنگائی پر ابتدائی دھچکے کا تقریباً نصف اثر تین سہ ماہیوں میں ختم ہو جاتا ہے (ای سی بی، 2006ء)۔ یہ معیار خود کار رجعتی عوامل (Autoregressive Coefficients) کے مجموعے پر مبنی ہے، جو مہنگائی کی پائیداری کو ناپنے کے لیے لٹریچر میں عام طور پر استعمال ہونے والے یک جہتی زمانی سلسلے (Univariate Time Series) کا طریقہ ہے۔

مارکیٹ کی ساخت اور مسابقت کی سطح: فرمز کی قیمتوں کے تعین کی حکمتِ عملی میں مارکیٹ کی ساخت نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ لٹریچر کے ایک وسیع حصے کے مطابق، زیادہ مسابقتی ماحول میں فرمز مارکیٹ کی صورتِ حال کے مطابق قیمتوں میں زیادہ باریک بین اور تیزی سے ردوبدل کرتی ہیں، جبکہ مارکیٹ کی خامیاں مہنگائی کے تسلسل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں [(ای سی بی، 2006ء)، حسنی (2014ء)، فابیانی و دیگر (2006ء)]۔

پاکستان کے معاملے میں، فرموں کی سطح پر قیمتوں کے تعین کے سروے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مارکیٹ میں مکمل مسابقت موجود نہیں ہے۔ تازہ ترین سروے (2025ء) کے مطابق، ان فرموں کا تناسب نمایاں طور پر بڑھ گیا ہے جو لاگت پر اضافی نفع (مارک اپ اوور کاسٹ) شامل کر کے قیمت مقرر کرتی ہیں، جبکہ اب ایسی فرموں کی نسبتاً کم تعداد رہ گئی ہے جو اپنی قیمتوں کو مسابقتی اداروں کے رویے کے مطابق ترتیب دیتی ہیں، جو مارکیٹ کی طاقت کے وجود کی طرف اشارہ کرتا ہے (**چدول 3.2.3**)۔ یہ امر اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ معیشت میں مسابقت کی سطح بڑھانے کے لیے اصلاحات ضروری ہیں، جن میں مارکیٹ میں داخلے کی سہولت، ٹیکس کے طریقہ کار کی سادہ کاری، اور کارپوریٹ ٹیکس ریٹس کی معقولیت شامل ہیں۔ مزید برآں، مسابقتی کمیشن پاکستان کو زیادہ اختیارات اور استعداد کار کی فراہمی کے ذریعے بااختیار بنایا جانا چاہیے تاکہ وہ اپنے فیصلوں پر مؤثر عملدرآمد یقینی بنا سکے۔

شکل 3.2.1: عالمی رسدی زنجیر کے دباؤ کا اشاریہ (جی ایس سی پی آئی) اور قوزی مہنگائی



Sources: SBP and FED

رسدی زنجیر میں رکاوٹیں اور رسدی دھچکے: دھچکے، خواہ وہ ملکی ہوں یا عالمی اشیائے صرف کی قیمتوں (بالخصوص تیل) سے منسلک ہوں، پاکستان میں مہنگائی کے تسلسل کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ مزید یہ کہ خوراک کی رسد میں رکاوٹیں، جو سیلاب، خشک سالی اور دیگر ماحولیاتی عوامل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اکثر قیمتوں کے تیز اتار چڑھاؤ کا سبب بنتی ہیں۔ یہ دھچکے دورِ ثانی کے اثرات کے ذریعے قوزی مہنگائی (core inflation) میں سرایت کر جاتے ہیں اور وقت کے ساتھ نمایاں اثر ڈالتے ہیں۔ خان اور حنیف (2012ء) کے مطابق، رسدی دھچکوں کا مہنگائی پر اثر نہ صرف بہت زیادہ ہوتا ہے بلکہ طویل مدت تک قائم رہتا ہے، جو اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ مہنگائی کے تسلسل میں رسدی عوامل کا اہم کردار ہے۔

رسدی زنجیر میں رکاوٹیں بھی قوزی مہنگائی کو بڑھاتی ہیں۔ رسدی دھچکوں کے برعکس، جو بالواسطہ طور پر قوزی مہنگائی کو متاثر کرتے ہیں، رسدی زنجیر میں رکاوٹیں تیار مصنوعات کی پیداوار اور ترسیل کو براہِ راست متاثر کرتی ہیں، جس سے قوزی مہنگائی میں بلاواسطہ اضافہ ہوتا ہے۔ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام، قدرتی آفات اور دہشت گردی جیسے واقعات اکثر رسدی زنجیر کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور مہنگائی کے دباؤ کو برقرار رکھتے ہیں۔ مزید برآں، جغرافیائی سیاسی حالات کے باعث عالمی رسدی زنجیر میں آنے والی رکاوٹیں بھی مہنگائی پر دیرپا اور نمایاں اثر ڈالتی ہیں۔ **شکل 3.2.1** یہ ظاہر کرتی ہے کہ پاکستان میں مہنگائی عالمی رسدی زنجیر کے دباؤ کی ماضی کی مقداروں کے ساتھ منسلک ہے، جو عالمی رسدی حالات کے دیرپا اثرات کو اجاگر کرتی ہے۔

چدول 3.2.3: قیمتوں کے تعین کا طریقہ کار

فرمز کا حصہ، فیصد

2019	2011	
61	47	لاگت پر مارک اپ
33	37	مسابقت کار کی قیمت

ماخذ: چوہدری و دیگر (2016ء)، نعیم اور عنایت (2025ء)

ان چیلنجز پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ تیل کی درآمدات پر انحصار کو کم کرنے کے لیے توانائی کی کارکردگی بہتر بنائی جائے، پانی کے مؤثر انتظام کو بنایا جائے، ذخیرہ کاری کے انفراسٹرکچر کو بڑھایا جائے اور موسمیاتی تبدیلیوں سے ہم آہنگ زرعی پیداوار کو فروغ دیا جائے۔

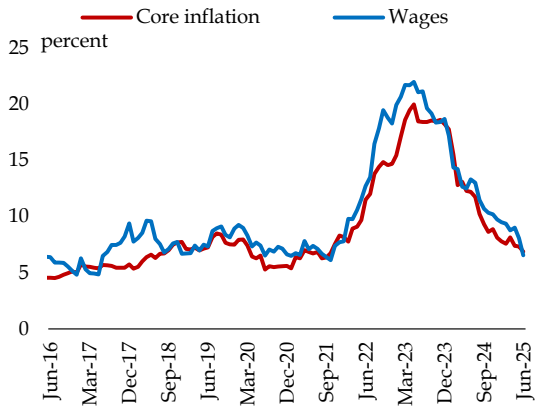
اجرتوں کی اشاریہ بندی: ماضی کی مہنگائی پر مبنی اشاریہ بندی مہنگائی کے تسلسل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر کارکن یا فرمیں پچھلے ادوار کی مہنگائی کو دیکھ کر یہ توقع کریں کہ مہنگائی بلند سطح پر برقرار رہے گی، تو اصل مہنگائی کا نتیجہ ماضی کی مہنگائی سے نمایاں طور پر متاثر ہوگا، خواہ پیش گوئی یہ بتا رہی ہو کہ آئندہ مہنگائی کم ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں، ماضی پر مبنی اجرتوں کی اشاریہ بندی مہنگائی کے دھچکوں کے تسلسل کو مزید بڑھا دیتی ہے۔ اجرتوں میں اضافہ نہ صرف پیداوار کی لاگت بڑھا کر مہنگائی کے دباؤ کو بڑھاتا ہے بلکہ مجموعی طلب میں اضافے کے ذریعے بھی اس میں کردار ادا کرتا ہے۔

چوہدری و دیگر (2016ء) کے مطابق، پاکستان میں غیر رسمی شعبے کی تقریباً 47 فیصد فرمیں اور رسمی شعبے کی 30 فیصد فرمیں اپنی اجرتوں کو مہنگائی کے ساتھ منسلک کرنے کی اطلاع دیتی ہیں، اور ان میں سے زیادہ تر ماضی کی مہنگائی کے اعداد و شمار پر انحصار کرتی ہیں۔ مزید یہ کہ، اس بات کے مضبوط شواہد موجود ہیں کہ کم از کم اجرت میں ردوبدل مہنگائی کے ساتھ قریبی تعلق رکھتا ہے، جو کارکنوں کی توقعات کو تشکیل دیتا ہے اور بلند اجرتوں کے مطالبے کو جنم دیتا ہے۔ یہ بالواسطہ اشاریہ بندی کے طریقہ کار ملک میں مہنگائی کے تسلسل کے ایک اہم محرک بن چکے ہیں (**شکل 3.2.2**)۔ مزدوروں کی اجرت کے لیے جدید حکمتِ عملیاں اپنانا، مثلاً آمدنی میں ردوبدل کو جزوی طور پر مرکزی بینک کے مہنگائی کے ہدف یا وسط مدتی پیش گوئی کے ساتھ منسلک کرنا، اس مسئلے کے حل میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

مالیاتی اور زری پالیسیوں کے مابین ہم آہنگی کی کمی زری پالیسی کے اقدامات کی ساکھ کے بارے میں خدشات کو جنم دیتی ہے اور مہنگائی سے متعلق توقعات پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ پاکستان کے تجربے کے پیشِ نظر، پالیسی کا ماحول مالیاتی اور زری پالیسی کے درمیان کمزور ہم آہنگی رکھتا ہے۔ مالی سال 03ء سے مالی سال 25ء تک کے اعداد و شمار کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسٹیٹ بینک نے 87 سہ ماہیوں میں سے 68 میں تخفیفی (contractionary) زری پالیسی اپنائی۔ تاہم، تخفیفی زری پالیسی کے ساتھ تخفیفی مالیاتی پالیسی صرف 27 مواقع پر ہی اختیار کی گئی، جب ابتدائی توازن میں سرپلس ریکارڈ کیا گیا (**شکل 3.3.3**)۔ یہ عدم ربط مرکزی بینک کی مہنگائی سے متعلق توقعات کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت کو کمزور کرتا رہا، جس سے مہنگائی کے تسلسل میں اضافہ ہوا۔ لہٰذا، مالیاتی اور زری حکام کے درمیان مضبوط ہم آہنگی مہنگائی کے تسلسل کو کم کرنے کے لیے ایک ضروری شرط ہے۔ اسی طرح ایک مضبوط زری پالیسی فریم ورک بھی ناگزیر ہے تاکہ توسیعی مالیاتی اقدامات کے باعث پیدا ہونے والے چیلنجز کو مؤثر طریقے سے جذب اور حل کیا جا سکے۔

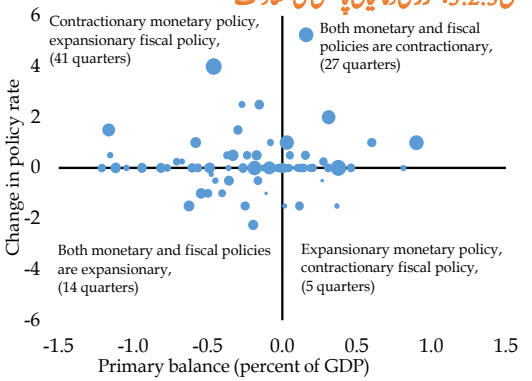
اس باکس کی تیاری میں سید قمر حسین اور محمد ذوہیب کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

شکل 3.2.2: قوزی مہنگائی اور اجرتوں میں رجحانات



Source: PBS

شکل 3.2.3: زری و مالیاتی پالیسی کی معاونت



Note: bubble size indicates average inflation for each quarter.
Sources: SBP, PBS and MoF

حوالہ جات

i. احمد، ڈبلیو، چوہدری، ایم۔ اے، خان، ایس، نعیم، ایس، اور زوئیگا، جی۔ (2013ء)۔ ترقی پذیر ملک میں مستقل اجرتیں: پاکستان میں ساختہ انٹرویوز سے حاصل شدہ اسباق۔ اسٹیٹ بینک ورکنگ پیپر نمبر 55۔

ii. آندریانتومانگا، زیڈ، مارگن، اے۔ بی، اور باکو بیان، ایس۔ (2023ء)۔ عالمی رسدی زنجیر میں رکاوٹیں: ذیلی صحارا افریقہ میں مہنگائی اور زری پالیسی کے لیے چیلنجز۔ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر، انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، واشنگٹن، ڈی سی۔

iii. بانبورا، ایم، بوبیکا، ای، اور ہرناندز، سی۔ ایم۔ (2023ء)۔ قوزی مہنگائی کے محرکات کیا ہیں؟ رسدی دھچکوں کا کردار۔ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر، انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، واشنگٹن، ڈی سی۔

iv. بشیر، ایس، ابراہیم، ایس، خان، ایس۔ ایچ، شہزاد، ایف، اور ذاکر، ایم۔ ایچ۔ (2023ء)۔ پاکستان میں مؤثر مسابقتی قانون کے نفاذ میں رکاوٹیں۔ رشین لا جرنل، جلد (2) XI۔

v. چوہدری، ایم۔ اے، فہیم، اے، حنیف، ایم۔ این، نعیم، ایس، اور پاشا، ایف۔ (2016ء)۔ قیمتوں کا تعین اور قیمتوں کی سختی: ایک ترقی پذیر معیشت کا نقطۂ نظر۔ جرنل آف میکرو اکنامکس، جلد 48۔

vi. چوہدری، ایم۔ اے، نعیم، ایس، اور زوئیگا، جی۔ (2016ء)۔ پاکستان میں غیر رسمی افرادی قوت کی منڈیاں۔ اسٹیٹ بینک ورکنگ پیپر نمبر 75۔

vii. یورپین سنٹرل بینک (2006ء)۔ یورو ایریا میں مہنگائی کا تسلسل اور قیمتوں کے تعین کا رویہ۔ یورپین سنٹرل بینک، فرینکفرٹ۔

i. یورپین سنٹرل بینک (2021ء)۔ یورو ایریا میں نجی شعبے کی اجرتوں کی اشاریہ بندی کی مروجہ صورت اور اجرتوں پر مہنگائی کے اثر میں اس کا ممکنہ کردار۔ یورپین سنٹرل بینک، فرینکفرٹ۔ دستیاب ہے: www.ecb.europa.eu/press/economic-bulletin/focus/2021/html/ecb.ebbox202107_07~f555b70c47.en.html

ii. حنیف، ایم۔ این، اقبال، جے، اور ملک، ایم۔ جے۔ (2016ء)۔ ایک ترقی پذیر ملک میں مہنگائی کے تسلسل کی داخلی نوعیت۔ اسٹیٹ بینک ریسرچ بلیٹن، جلد 12/1۔

iii. آئی ایم ایف (2023ء)۔ عالمی اقتصادی جائزہ۔ انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، واشنگٹن، ڈی سی۔

iv. عنایت، اے، اور نعیم، ایس۔ (2025ء)۔ پاکستان میں فرمز کے قیمتوں کے تعین کا رویہ۔ اسٹیٹ بینک ورکنگ پیپر نمبر 118، جولائی 2025ء۔

v. خان، ایم۔ ایچ، اور حنیف، ایم۔ این۔ (2012ء)۔ مہنگائی میں طلب اور رسد کے دھچکوں کا کردار: پاکستان کا مطالعہ۔ جے آئی ایس آر مینجمنٹ اینڈ سوشل سائنسز اینڈ اکنامکس، جلد 10۔

vi. ممتاز، ایچ، اور سوریکو، پی۔ (2012ء)؛ پیویٹا، الیف، اور ریس، آر۔ (2007ء)؛ لیون، اے، اور پیگر، جے۔ (2004ء)؛ موہانتی، ایم۔ ایس، اور کلاو، ایم۔ (2001ء)۔

vii. رفیق، بی۔ (2015ء)۔ پاکستان میں رسدی زنجیر کے آپریشنز پر غیر یقینی صورتِ حال کے اثرات۔ ساؤتھ ایشین جرنل آف مینجمنٹ سائنسز، جلد 9، نمبر 1۔

viii. رچمنڈ فیڈ (2023ء)۔ مہنگائی کے تسلسل کا سلجھاؤ: کار فرما عوامل کی تفہیم۔ رچمنڈ فیڈ، ورجینیا۔

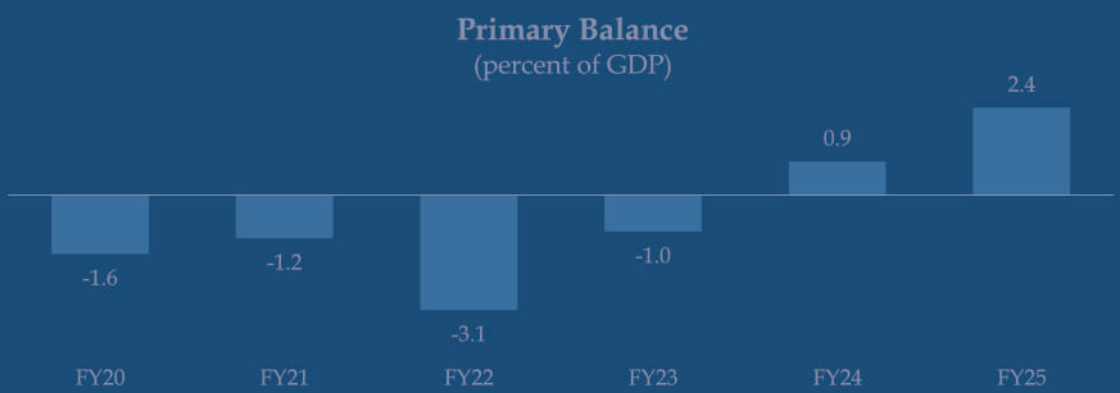
ix. رُوچے، ایس۔ کے۔ (2014ء)۔ برازیل میں مہنگائی کا تسلسل–ایک بین الاقوامی تقابلی مطالعہ۔ آئی ایم الیف ورکنگ پیپر نمبر 14/55



4

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

مالی سال 25ء میں مالیاتی اور بنیادی توازن میں مزید بہتری آئی ، اور دونوں نے میزانیہ اہداف سے بہتر کارکردگی دکھائی ۔ یہ مسلسل بہتری محاصل میں مضبوط اضافے اور اخراجات میں معقولیت کے نتیجے میں ممکن ہوئی ۔ خام ملکی پیداوار(جی ڈی پی) کے لحاظ سے ، مجموعی محاصل گذشتہ دو دہائیوں سے زائد عرصے کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئے ۔ ایف بی آر کی مضبوط ٹیکس وصولیوں نے ٹیکس محاصل میں اضافہ کیا ، جبکہ اسٹیٹ بینک کے ریکارڈ منافع اور اس کے بعد پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل)کی وصولیوں نے غیر ٹیکس محاصل کو سہارا دیا ۔ اخراجات کے ضمن میں مجموعی اضافہ صرف غیر سودی اخراجات کی وجہ سے ہوا ، کیونکہ سودی ادائیگیوں میں جی ڈی پی کے تناسب کے لحاظ سے معمولی کمی آئی ، جس سے مالی سال 25ء میں ترقیاتی اخراجات بڑھانے کے لیے گنجائش پیدا ہوئی ۔ اگرچہ مالیاتی یکجائی جاری رہی ، تاہم سرکاری قرضوں میں اضافے کی رفتار تقریباً گذشتہ سال کے برابر رہی ۔ سرکاری قرض اور جی ڈی پی کا تناسب بڑھ کر جی ڈی پی کا 70.8 فیصد ہو گیا ، جس کی بنیادی وجہ نامیہ جی ڈی پی میں کمزور اضافہ تھا ۔ تاہم ، محاصل کی مضبوط نمو ، زرمبادلہ کی بلند آمدنی ، اور زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے نے ملک کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کو بہتر بنایا ۔



4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ

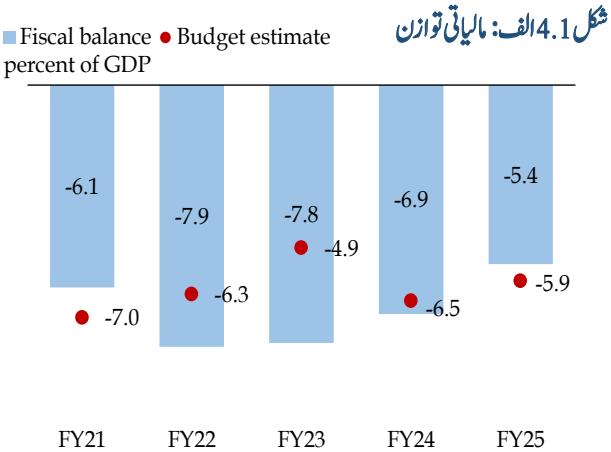
مالیاتی خسارہ مزید کم ہوا، جبکہ بنیادی توازن مالی سال 25ء کے دوران مسلسل تیسرے سال بہتر ہوا، دونوں نے اپنے متعلقہ میزانیہ اہداف سے بہتر کارکردگی دکھائی (**شکل 4.1الف اور شکل 4.1ب**)۔[1] اس بہتر کارکردگی کو بنیادی طور پر محاصل میں مضبوط نمو سے منسوب کیا جاسکتا ہے (**جدول 4.1**)۔

مجموعی محصولات کا حجم جی ڈی پی کے لحاظ سے گذشتہ دو دہائیوں سے زائد کی بلند ترین سطح تک پہنچ گیا، جس میں نان ٹیکس محاصل اور ٹیکس محاصلدونوں کا حصہ مساوی تھا۔ مالی سال 25ء کے دوران ٹیکس اور جی ڈی پی کی شرح 11.0 فیصد سے تجاوز کر گئی، جس میں بلاواسطہ اور بالواسطہ دونوں ٹیکسوں میں ضخیم اضافہ دکھائی دیا۔ بلاواسطہ ٹیکس میں اضافہ ٹیکس شرحوں میں اضافے اور ٹیکس اساس میں توسیع کا نتیجہ تھا، جبکہ بالواسطہ ٹیکسوں کی نمو رعایتی شرحوں اور چھوٹ کے خاتمے اور درآمدی ڈیوٹیوں میں اضافے کی عکاس ہے۔ نان ٹیکس محاصل میں نمایاں اضافے کی بنیادی وجہ اسٹیٹ بینک کا منافع تھا، جس کے بعد پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولیاں دوسرا بڑا ذریعہ تھیں۔[2]

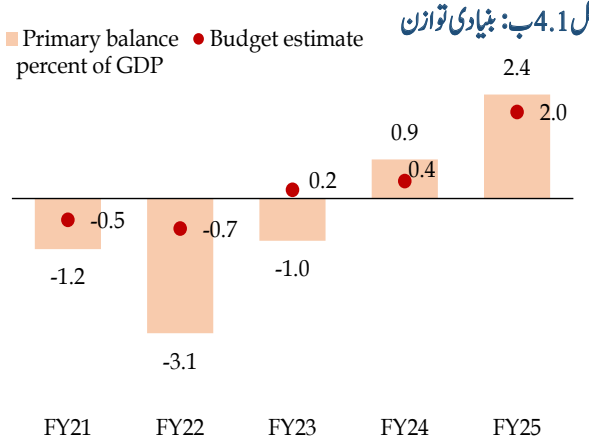
دوسری جانب، کل اخراجات 1.9 فیصدی درجات اضافے سے بڑھ کر جی ڈی پی کے 21.5 فیصد تک پہنچ گئے۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ غیر سودی اخراجات تھے، جن میں سب سے زیادہ حصہ ترقیاتی اخراجات، دفاعی اخراجات، زرِ اعانت اور گرانٹس کا تھا۔ اس کے برعکس، مالی سال 25ء کے دوران شرحِ سود میں کمی، حکومت کے اپنے ہی تمسکات کی دوبارہ خریداری اور پست مالکاری ضروریات کے باعث بلحاظ جی ڈی پی سودی اخراجات کا تناسب قدرے کم ہو گیا۔

اگرچہ مالی سال 25ء کے دوران مالیاتی یکجائی کا تسلسل حوصلہ افزا ہے، تاہم اس کی پائیداری کے نقطۂ نظر سے اس کے بنیادی عوامل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے ٹیکس محاصل میں اضافہ ہوا، تاہم مالی سال 25ء کے دوران مالیاتی یکجائی میں اسٹیٹ بینک کے منافع نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اگر اسٹیٹ بینک کے منافع کو منہا کر کے دیکھا جائے تو مالی سال 25ء کا مالیاتی خسارہ مالی سال 24ء کے تقریباً برابر ہی رہتا ہے، جبکہ بنیادی سرپلس گھٹ کر جی ڈی پی کے صرف 0.1 فیصد تک محدود رہ

شکل 4.1الف: مالیاتی توازن



شکل 4.1ب: بنیادی توازن



Source: MoF

[1] مالی سال 25ء کے دوران مجموعی سرپلس میں صوبوں کا حصہ نمایاں رہا جو جی ڈی پی کا 0.8 فیصد تھا، جبکہ گذشتہ برس یہ 0.5 فیصد تھا۔

[2] مالی سال 24ء کے لیے اسٹیٹ بینک کا منافع، آڈٹ شدہ سالانہ مالی گوشواروں کی اشاعت کے بعد، مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی میں وفاقی حکومت کو منتقل کیا گیا۔

جدول 4.1 : مجموعی مالیاتی صورتِ حال

	مالیت (ارب روپے)			نمو (فیصد)		
	مالی سال 20ء تا مالی سال 24ء اوسط	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	مالی سال 20ء تا مالی سال 24ء اوسط	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	**8,823**	**13,269**	**17,997**	**22.4**	**37.7**	**35.6**
(الف) ٹیکس محاصل	6,869	10,085	12,723	19.3	29	26.2
جن میں ایف بی آر کے محاصل	6,277	9,311	11,744	19.8	29.9	26.1
(ب) نان ٹیکس	1,954	3,184	5,275	52.3	75.4	65.7
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**13,976**	**20,476**	**24,166**	**19.9**	**26.7**	**18.0**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	12,458	18,571	21,529	21.5	27.3	15.9
جن میں مارک اپ ادائیگیاں	4,482	8,160	8,887	33.6	43.3	8.9
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	1,642	2,078	2,966	11.7	6.4	42.7
جن میں پی ایس ڈی پی	1,568	2,027	2,983	15.4	7.1	47.2
(ج) شماریاتی تفرق	-124	-173	-329	-	-	-
		جی ڈی پی کا فیصد				
3۔ مالیاتی توازن	**-5,154**	**-7,207**	**-6,168**	-7.1	-6.9	-5.4
4۔ بنیادی توازن	**-672**	**953**	**2,719**	-1.2	0.9	2.4
5۔ محاصل کا توازن	**-3,636**	**-5,302**	**-3,531**	-5.0	-5.0	-3.1
6۔ صوبائی توازن	**273**	**518**	**921**	0.4	0.5	0.8
7۔ مالکاری (الف+ب)	**5,154**	**7,207**	**6,168**	7.1	6.9	5.4
الف) بیرونی (خالص)	611	321	619	1.1	0.3	0.5
ب) ملکی (خالص)	4,543	6,886	5,549	6.0	6.5	4.9

نوٹ: 1۔ مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجات منہا کرنے سے مالیاتی توازن حاصل ہوتا ہے۔ مالیاتی توازن میں سے سودی ادائیگیاں منہا کرنے سے بنیادی توازن حاصل ہوتا ہے۔ مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجاتِ جاریہ کو منہا کرنے سے محاصل کا توازن حاصل ہوتا ہے۔

2۔ نوٹ: راؤنڈ آف کے باعث اعداد و شمار میں معمولی فرق ہو سکتا ہے۔

ماخذ: وزارتِ خزانہ

جاتا ہے۔ یہ صورتِ حال ٹیکس محاصل میں مسلسل اضافے کے لیے وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر ٹیکس پالیسی اور انتظامیہ میں اصلاحات کے نفاذ کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔

4.2 محاصل

مالی سال 25ء کے دوران مجموعی محاصل میں 35.6 فیصد نمو کے نتیجے میں مجموعی محاصل اور جی ڈی پی کا تناسب بڑھ کر 15.8 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 12.6 فیصد تھا (**جدول 4.2**)۔ مالی سال 25ء میں مجموعی محاصل میں 3.2 فیصدی درجات اضافے میں ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل کا حصہ مساوی تھا (**شکل 4.2**)۔

ٹیکس محاصل

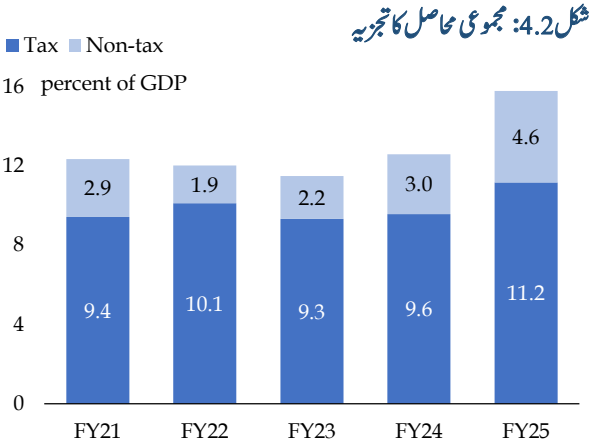
مالی سال 25ء کے دوران مجموعی ٹیکس وصولی بڑھ کر جی ڈی پی کے 11.2 فیصد تک پہنچ گئی۔ ایف بی آر کی بلند ٹیکس وصولیوں نے اس اضافے میں بنیادی کردار ادا کیا جبکہ صوبائی ٹیکسوں میں بھی اضافہ دکھائی دیا۔ ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں کے اضافے میں بلاواسطہ اور بالواسطہ ٹیکسوں کا حصہ تقریباً مساوی تھا (**شکل 4.3**)۔

براہ راست ٹیکس

براہ راست ٹیکسوں نے مسلسل چوتھے سال بھی اضافے کا رجحان برقرار رکھا، جو مالی سال 24ء کے 4.3 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 25ء میں جی ڈی پی کے 5.1 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس اضافے کے نتیجے میں ایف بی آر کے مجموعی ٹیکسوں میں بلاواسطہ

ٹیکسوں کا حصہ بڑھ کر 49.3 فیصد ہو گیا، جو گذشتہ دو دہائیوں کی بلند ترین سطح ہے۔ بلاواسطہ ٹیکسوں میں اس اضافے میں ودہولڈنگ ٹیکس اور رضاکارانہ ادائیگیوں نے کردار ادا کیا۔ ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولیوں میں اضافے کا ایک بڑا سبب تنخواہ دار طبقے کے لیے تمام سلیبز میں ٹیکس کی شرح میں اضافہ تھا۔ اس کے علاوہ ٹول مینوفیکچرنگ، جائیداد کی خرید و فروخت، میوچل فنڈز کے منافع منقسمہ، اور نان فائلرز کے لیے قرض پر منافع کے ساتھ ودہولڈنگ ٹیکس کی بلند شرحوں اور درآمدات میں روپے کی بنیاد پر اضافے نے بھی ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولیوں میں اضافہ کیا۔[3] ٹیکس کی شرح میں ان تبدیلیوں کے علاوہ، ٹیکس نیٹ کو وسیع کرنے کے لیے ایڈوانس ٹیکس کے دائرہ کار کو تمام شعبوں کے ڈسٹری بیوٹرز، ڈیلرز، ہول سیلرز

شکل 4.2: مجموعی محاصل کا تجزیہ

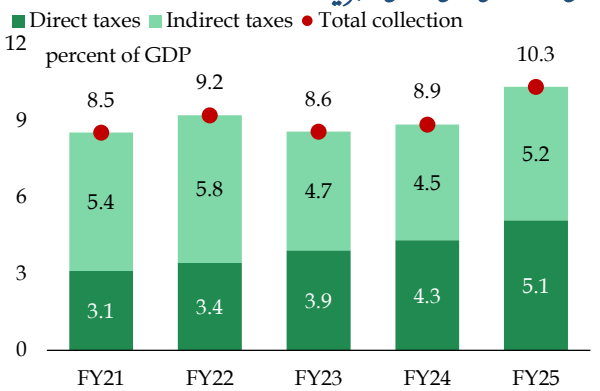


Source: MoF

اور ریٹیلرز تک بڑھانا بھی بلاواسطہ ٹیکس وصولیوں میں اضافے کا باعث بنا۔

ان اقدامات کے باوجود، سودی کھاتوں اور حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولیاں گذشتہ برسوں کے مقابلے میں کم ہو گئی ہیں، جس کی وجہ سود کی پست شرح (Price Effect) اور اس کے نتیجے میں تمسکات اور کھاتوں کی طلب میں کمی (Volume Effect) ہے۔[4،5]

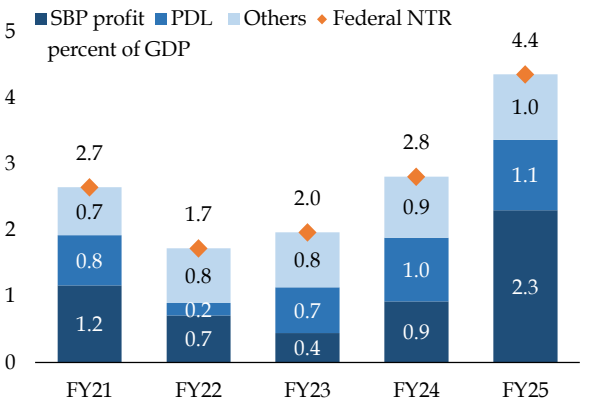
شکل 4.3: وفاقی ٹیکس محاصل کا تجزیہ



Note: In FY24, the numbers might not add up due to rounding off
Source: MoF

ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولی میں اضافے کے علاوہ، مالی سال 25ء کے دوران رضاکارانہ ادائیگیاں بڑھ کر جی ڈی پی کے 1.9 فیصد تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس 1.6 فیصد تھیں۔ مالی سال 25ء کے دوران بینکوں پر کم از کم ٹیکس کی شرح 39 فیصد سے بڑھا کر 44 فیصد کیے جانے کے باعث یہ اضافہ ہوا۔

شکل 4.4: وفاقی نان ٹیکس محاصل کا تجزیہ



Source: MoF

[3] ٹول مینوفیکچرنگ، جو "معاہدات" کے زمرے میں آتی ہے، اس پر ودہولڈنگ ٹیکس کی شرح کمپنیوں کے لیے 5 فیصد سے بڑھا کر 9 فیصد اور کمپنیوں کے علاوہ دیگر کے لیے 5.5 فیصد سے بڑھا کر 11 فیصد کر دی گئی۔ مزید برآں، نان فائلرز کے لیے منافع پر ایڈوانس ٹیکس 30 فیصد سے بڑھا کر 35 فیصد کر دیا گیا۔

[4] سودی کھاتوں (معین، سیونگ، اور نفع بخش کرنٹ) میں مالی سال 24ء کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران تقریباً 98 فیصد کی کمی ریکارڈ کی گئی۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک کے مالی اصابت کے اظہاریے۔

[5] غیر مسابقتی بولیوں میں بھی مالی سال 24ء کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران مجموعی طور پر 12.1 فیصد کی کمی دیکھی گئی۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک۔

جدول 4.2: مجموعی محاصل کی تفصیلات

	مالیت (ارب روپے)			جی ڈی پی کا فیصد			نمو (فیصد)		
	م س20ء تا م س 24ء اوسط	م س24ء	م س25ء	م س20ء تا م س 24ء اوسط	م س24ء	م س25ء	م س20ء تا م س 24ء اوسط	م س24ء	م س25ء
مجموعی محاصل (الف+ب)	**8,823**	**13,269**	**17,997**	**12.3**	**12.6**	**15.8**	**22.4**	**37.7**	**35.6**
الف) ٹیکس محاصل	**6,869**	**10,085**	**12,723**	**9.6**	**9.6**	**11.2**	**19.3**	**29**	**26.2**
وفاقی	**6,277**	**9,311**	**11,744**	**8.7**	**8.9**	**10.3**	**19.8**	**29.9**	**26.1**
براہِ راست ٹیکس	2,668	4,531	5,792	3.6	4.3	5.1	26.5	38.5	27.8
بالواسطہ ٹیکس	3,609	4,780	5,953	5.1	4.5	5.2	15.5	22.7	24.5
سیلز ٹیکس	2,362	3,099	3,901	3.4	2.9	3.4	16.6	19.5	25.9
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	359	577	767	0.5	0.5	0.7	21.0	56.2	32.8
کسٹم	888	1,104	1,285	1.3	1.1	1.1	11.2	18.1	16.4
صوبائی	**592**	**774**	**979**	**0.8**	**0.7**	**0.9**	**14.3**	**19.2**	**26.4**
براہِ راست ٹیکس	–	39	38	–	0.0	0.0	–	8.3	-2.6
زمین کا محاصل	–	23	20	–	0.0	0.0	–	7.6	-11.8
پراپرٹی ٹیکس	–	5	7	–	0.0	0.0	–	-31.4	42.0
بالواسطہ ٹیکس	–	735	941	–	0.7	0.8	–	19.8	27.9
خدمات پر سیلز ٹیکس	361	505	612	0.5	0.5	0.5	20.1	21	21.4
ب) نان ٹیکس محاصل	**1,954**	**3,184**	**5,275**	**2.8**	**3.0**	**4.6**	**52.3**	**75.4**	**65.6**
وفاقی	**1,800**	**2,961**	**4,961**	**2.6**	**2.8**	**4.4**	**57.2**	**79.6**	**67.5**
اسٹیٹ بینک کا منافع	681	972	2,620	1.0	0.9	2.3	1,491.0	161.9	169.5
پی ڈی ایل	489	1,019	1,220	0.6	1.0	1.1	89.5	75.8	19.7
صوبائی	**154**	**223**	**314**	**0.2**	**0.2**	**0.3**	**22.9**	**34.5**	**40.6**
منافع (برق آبی)	26	24	99	0.0	0.0	0.1	65.5	334	313.9
دیگر، بشمول جنگل بانی	122	192	198	0.2	0.2	0.2	26.3	24.7	3.2
یادداشتی اجزا									
نامیہ جی ڈی پی	71,775	105,190	113,748	–				–	–

نوٹ: راؤنڈ آف کے باعث اعداد و شمار میں معمولی فرق ہو سکتا ہے۔

* جی ڈی پی کے نظر ثانی شدہ اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے اکتوبر 2025ء میں شائع کیے گئے

ماخذ: وزارتِ خزانہ

بالواسطہ ٹیکس

بلاواسطہ ٹیکسوں کی طرح بالواسطہ ٹیکس بھی مالی سال 25ء کے دوران بڑھ کر جی ڈی پی کے 5.2 فیصد تک پہنچ گئے جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 4.5 فیصد تھے۔ اس اضافے میں سب سے بڑا حصہ سیلز ٹیکس کی وصولی کا تھا، جبکہ کسٹمز کی وصولیاں اپنی گذشتہ برس کی سطح پر برقرار رہیں۔ سیلز ٹیکس کی وصولیوں میں اضافے کی وجہ مالی سال 25ء کے بجٹ میں متعارف کرائے گئے ریونیو اقدامات تھے،[6] جن میں متعدد اشیا — مثلاً اسٹیشنری، بجلی، درآمدی پلانٹ اور مشینری، بیکری مصنوعات، بعض اقسام کے فیڈ اور بیج، ٹریکٹرز اور دودھ کی مختلف اقسام پر زیرو ریٹنگ اور چھوٹ کا خاتمہ شامل تھا۔ ان میں سے زیادہ تر اشیا اب یا تو معیاری 18 فیصد جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی) یا اس سے کم ٹیکس کی تابع ہیں۔

[6] ماخذ: مختلف بجٹ دستاویزات۔

جدول 4.3: ایف بی آر کے شواہد پر مبنی تخمینے بمقابلہ اصل نتائج

فیصد نمو

	سالانہ تخمینے	حقیقی (مالی سال 25ء)
درآمدات	16.9	7.3
مہنگائی	15.6	4.5
حقیقی جی ڈی پی	3.7	3.0
ایل ایس ایم	3.5	-0.7

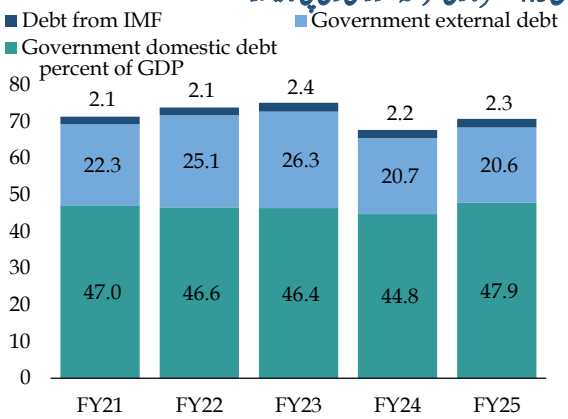
ماخذ: ایف بی آر شواہد پر مبنی محاصل کا تخمینہ مالی سال 25ء، اسٹیٹ بینک اور پاکستان دفتر شماریات۔

اہم بات یہ ہے کہ ایل پی جی، ٹیکسٹائل اور لیدر مصنوعات پر رعایتی جی ایس ٹی کی شرحیں بھی ختم کر دی گئیں۔ ان اقدامات کے ساتھ ساتھ درآمدی مصنوعات — جیسے کمپیوٹرز اور لیپ ٹاپ — پر ٹیکس کی شرحوں میں اضافے نے مالی سال 25ء کے دوران سیلز ٹیکس کی وصولیوں میں اضافے کو تیز کر دیا، جو گذشتہ دو برسوں کی 11.0 فیصد اوسط کے مقابلے میں تقریباً 26 فیصد تک پہنچ گیا۔ کسٹمز کے ضمن میں، پٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس کی شرحوں میں اضافے، گندم اور چینی کی درآمدات پر چھوٹ اور رعایتوں کے خاتمے، اور انتظامی اقدامات نے 16.4 فیصد اضافے میں مدد دی — البتہ یہ اضافہ گذشتہ سال کے مقابلے میں کچھ سست رفتار تھا۔[7]

ان اقدامات کے باوجود، بالواسطہ ٹیکسوں کی وصولی ابتدائی میزانیہ ہدف سے تقریباً 1.5 ٹریلین روپے کم تھی۔[8] جزوی طور پر اس کی ایک اہم وجہ معاشی عوامل تھے، جیسے جی ڈی پی کی نمو، مہنگائی، درآمدات، اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کی نمو، مالی سال 25ء کے لیے ایف بی آر کے ٹیکس وصولی کا تخمینے سے کم ہو گئے (**جدول 4.3**)۔

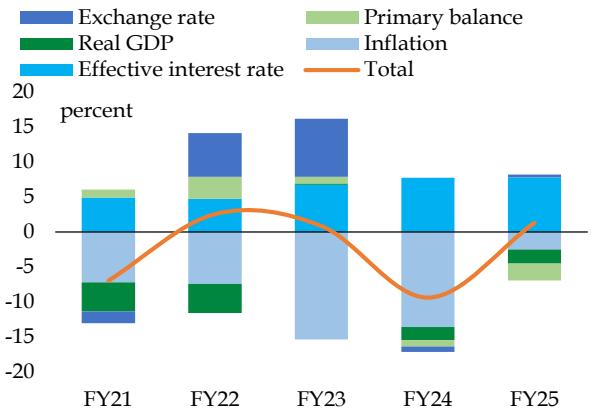
گذشتہ چند برسوں کے دوران متعارف کرائے گئے ٹیکس کی معقولیت کے اقدامات نے ٹیکس اخراجات کو محدود کرنے میں مدد دی، جو مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کے 4.6 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 24ء میں 2.3 فیصد تک آ گئے۔[9] مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء میں ان اقدامات کا تسلسل ایک مثبت پیش رفت ہے، کیونکہ یہ ملک کی ٹیکس محاصل کی استعداد کو مزید مستحکم کرے گا۔

شکل 4.5: سرکاری قرضہ بطور جی ڈی پی کا فیصد



Source: SBP

شکل 4.6: سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کے تناسب میں تبدیلی کا تجزیہ



Sources: SBP and MoF

صوبائی ٹیکس

مالی سال 25ء کے دوران صوبائی ٹیکسوں میں معمولی اضافہ ہوا، جو 0.2 فیصدی درجات اضافے سے جی ڈی پی کے 0.9 فیصد تک پہنچ گئے (**جدول 4.2**)۔ یہ معمولی اضافہ زیادہ تر بالواسطہ ٹیکسوں، خصوصاً خدمات پر عائد جی ایس ٹی کی وجہ سے تھا، جبکہ بلاواسطہ ٹیکسوں میں جی ڈی پی کے لحاظ سے معمولی کمی دیکھی گئی۔ سندھ حکومت کی

[7] ماخذ: مختلف بجٹ دستاویزات۔

[8] تاہم، نظر ثانی شدہ ہدف کے مطابق بالواسطہ ٹیکس ہدف سے صرف 125 ارب روپے کم رہے۔

[9] ٹیکس اخراجات کی تعریف ان محاصل کے طور پر کی جاتی ہے جن سے ٹیکس قانون میں مخصوص رعایتی شقوں کے باعث دستبردار ہوا جاتا ہے۔ ماخذ: ٹیکس اخراجات رپورٹ 2025ء

جدول 4.4: مجموعی اخراجات کی تفصیلات

	مالیت (ارب روپے)			جی ڈی پی کا فیصد			نمو (فیصد)		
	م س20ء تا م س 24ء	م س24ء	م س25ء	م س20ء تا م س 24ء	م س 24ء	م س25ء	م س20ء تا م س 24ء	م س24ء	م س25ء
مجموعی اخراجات*	14,073	20,649	24,494	19.6	19.6	21.5	20.2	25.9	18.6
1۔ اخراجاتِ جاریہ (الف+ب)	12,431	18,571	21,529	17.3	17.7	18.9	21.5	28.5	15.9
(الف) وفاقی	9,078	13,970	15,696	12.5	13.3	13.8	24.4	29.5	12.4
مارک اپ ادائیگیاں	4,482	8,160	8,887	6.0	7.8	7.8	33.6	43.3	8.9
ملکی	3,953	7,164	7,997	5.3	6.8	7.0	33.6	45.1	11.6
بیرونی	528	996	890	0.7	0.9	0.8	37.9	31.1	-10.6
دفاعی امور اور خدمات	1,477	1,859	2,194	2.1	1.8	1.9	10.2	17.2	18.0
پنشن	581	808	911	0.8	0.8	0.8	15.9	21.2	12.8
سول حکومت کے اخراجات	599	784	892	0.9	0.7	0.8	9.5	23.7	13.7
زرِاعانت	892	1,067	1,298	1.2	1.0	1.1	66.3	-1.2	21.6
دیگر کو گرانٹ	1,020	1,292	1,514	1.5	1.2	1.3	29.0	30.8	17.2
(ب) صوبائی	3,380	4,601	5,833	4.8	4.4	5.1	14.7	21.1	26.8
سرکاری خدماتِ عامہ	-	2176	2793	-	2.1	2.5	-	25.0	28.4
2۔ مجموعی ترقیاتی اخراجات	1,642	2,078	2,966	2.3	2.0	2.6	11.7	6.4	42.7
(الف) ترقیاتی اخراجات	1,586	2,027	2,983	2.3	1.9	2.6	12.0	7.1	47.2
پی ایس ڈی پی	1,568	2,027	2,983	2.2	1.9	2.6	15.4	7.1	47.2
وفاقی	519	635	786	0.8	0.6	0.7	7.7	-2.6	23.7
صوبائی	1,048	1,392	2,198	1.5	1.3	1.9	23.8	12.1	57.9
(ب) سرکاری شعبے کے اداروں کو خالص قرض گاری	55	52	-18	0.1	0.0	0.0	12.9	-13.7	-134.2
یادداشتی اجزا:									
غیر سودی اخراجات (مجموعی)	9,591	12,490	15,607	13.7	11.9	13.7	15.2	16.7	25.0
جی ڈی پی	71,775	105,190	113,748		-		19.2	25.7	8.1

نوٹ: 1) راؤنڈ آف کے باعث اعداد و شمار میں معمولی فرق ہو سکتا ہے۔

* اس میں شماریاتی فرق شامل نہیں ہے۔

ماخذ: وزارتِ خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

جانب سے خدمات پر جی ایس ٹی کی شرح 13.0 فیصد سے بڑھا کر 15.0 فیصد کر دی گئی جس کے نتیجے میں خدمات پر جی ایس ٹی کی وصولیوں میں اضافہ ہو گیا۔[10] تاہم، مجموعی صوبائی ٹیکس وصولیاں اب بھی جی ڈی پی کے ایک فیصد سے کم ہیں، جو وفاقی حکومت کی جانب سے این ایف سی ایوارڈ کے تحت محاصل کی خاصی منتقلی کے باوجود صوبوں کی محاصل بڑھانے کی محدود کوششوں کی جزوی عکاسی کرتی ہیں۔

نان ٹیکس محاصل

نان ٹیکس محاصل میں اضافے کا رجحان مالی سال 25ء میں بھی برقرار رہا، جو گذشتہ سال کے 3.0 فیصد کے مقابلے میں بڑھ کر جی ڈی پی کے 4.6 فیصد تک پہنچ گیا۔ تقریباً تمام تر اضافہ وفاقی نان ٹیکس محاصل میں دکھائی دیا، جس کی بنیادی وجہ اسٹیٹ بینک کا خاطر خواہ منافع اور پٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی بلند وصولیاں تھیں، جبکہ صوبائی نان ٹیکس محاصل میں معمولی اضافہ ہوا (**شکل 4.4**)۔

[10] ماخذ: سندھ ریونیو بورڈ (ایس آر بی) کا سرکلر نمبر 2024/5 مورخہ 30 جون 2024ء۔

جدول 4.5: زراعت اور گرانٹس کی تفصیلات

مالیتیں ارب روپے میں، بجٹ اور نمو میں حصہ فیصد میں

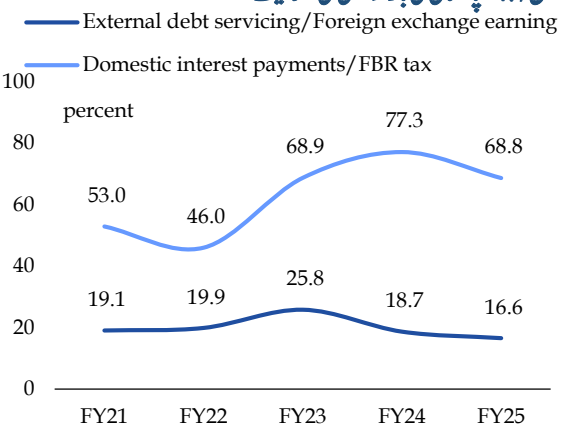
	حقیقی مالیت		حقیقی میزانیہ کے فیصد کے طور پر		نمو
	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء	م س25ء
زراعت					
مجموعہ	**1,067**	**1,298**	**100.3**	**95.2**	**21.6**
بجلی پر زراعت	**893**	**1,212**	**99.9**	**101.8**	**35.6**
آئی پی پیز	262	753	100.0	350.1	187.2
کے-الیکٹرک (ٹی ڈی ایس)	298	3	174.3	1.7	-99.0
آزاد جموں وکشمیر (ٹی ڈی ایس)	105	-	-	-	-100.0
انٹر-ڈسکو (ٹی ڈی ایس)	149	288	99.4	104.3	93.1
زراعت ماسوائے بجلی	**174**	**86**	**220.2**	**68.5**	**-50.4**
پیٹرولیم	**51**	**4**	**100.0**	**19.7**	**-92.8**
صارفین کو آر ایل این جی	28	-	97.4	-	-100.0
کم ادائیگیاں (پی ایس او)	8	2	-	29.2	-77.0
دیگر	**124**	**83**	**103.3**	**53.4**	**-33.0**
کھاد کے کارخانے	25	1	100.0	35.3	-95.8
این پی ایچ ایف ایس	23	16	197.5	73.5	-33.4
یو ایس سی	35	13	100.0	20.0	-62.9
گرانٹس					
صوبوں کو گرانٹس	**103**	**119**	**111.5**	**105.2**	**15.4**
دیگر کو گرانٹس	**1,292**	**1,514**	**98.2**	**91.0**	**17.2**
بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام	466	592	100.0	100.0	27.1
آزاد جموں کشمیر اور گلگت بلتستان	150	173	109.5	100.0	15.6
ڈی آئی آئی آئی*	10	20	-	100.0	100.0
دیگر	667	729	91.5	83.0	25.5
مجموعی گرانٹس	**1,395**	**1,633**	**99**	**92**	**17.0**

ٹی ڈی ایس: ٹیرف کے فرق پر زراعت؛ پی ایس او: پاکستان اسٹیٹ آئل؛ یو ایس سی: یو ٹیلیٹی اسٹورز کارپوریشن؛ این پی ایچ ایف ایس: نیا پاکستان ہاؤسنگ فنانس اسکیم؛ ڈی آئی آئی آئی: ڈیجیٹل انفارمیشن انفراسٹرکچر انیشی ایٹو۔

ماخذ: وزارتِ خزانہ

اسٹیٹ بینک کے منافع میں نمایاں اضافے کی بنیادی وجہ بلند شرحِ سود کے ماحول میں مالی نظام میں سیالیت کے ادخال سے حاصل ہونے والی سودی آمدنی تھی۔[11] پی ڈی ایل میں اضافہ نہ صرف پی ڈی ایل لیوی کی شرح میں اضافے[12] بلکہ مالی سال 25ء کے دوران پٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں اضافے کا بھی نتیجہ تھا۔[13] صوبوں کے ضمن میں، نان ٹیکس محاصل مالی سال 25ء میں معمولی اضافے سے جی ڈی پی کے 0.3 فیصد تک پہنچ گئے جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 0.2 فیصد تھے۔ حکومتِ پنجاب کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی آمدنی کو اس کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔[14]

شکل 4.7: پاکستانی کی بازادائیگی کی صلاحیت



Sources: SBP and MoF

4.3 اخراجات

مالی سال 25ء کے دوران مجموعی اخراجات 1.9 فیصدی درجات کے اضافے سے جی ڈی پی کے 21.5 فیصد تک پہنچ گئے۔ یہ اضافہ مکمل طور پر غیر سودی اخراجات کی بدولت تھا، جبکہ سودی اخراجات مالی سال 24ء کی سطح پر برقرار رہے (**جدول 4.4**)۔

[11] مالی سال 24ء کا اسٹیٹ بینک کا منافع مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی میں وفاقی حکومت کو منتقل کیا گیا۔ مالی سال 24ء میں شرحِ سود بلند ترین سطح 22 فیصد پر تھی، جبکہ جون مالی سال 25ء میں پہلی کمی کی گئی۔ مزید تفصیلات کے لیے باب 3 ملاحظہ کریں۔

[12] 15 مارچ 2025ء کو پٹرول پر پی ڈی ایل کی شرح 60 روپے فی لٹر سے بڑھا کر 70 روپے، اور پھر 15 اپریل 2025ء کو 78 روپے کر دی گئی۔ اسی طرح، ہائی اسپیڈ ڈیزل (ایچ ایس ڈی) پر پی ڈی ایل کی شرح 16 مارچ 2025ء کو 60 روپے سے بڑھا کر 70 روپے، اور پھر 16 اپریل 2025ء کو 77 روپے کر دی گئی۔ ماخذ: او گرا؛ پی ایس او

[13] پٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں صرف پٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل (ایچ ایس ڈی) کی فروخت شامل ہے۔ مالی سال 25ء میں پٹرول اور ایچ ایس ڈی کی فروخت میں بالترتیب 4.2 فیصد اور 12.3 فیصد اضافہ ہوا۔

[14] اس میں حکومتِ پنجاب کے شعبہ مالیات کی جانب سے سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری (تین ماہ کی ٹی ڈی آر) سے حاصل ہونے والی اصل رقم اور منافع شامل ہے۔ ماخذ: شعبہ مالیات، حکومتِ پنجاب

جدول 4.6: مارک اپ ادائیگیاں (بطور فیصد اہم مالیاتی متغیرات اور جی ڈی پی)

	م س20ء تا م س24ء اوسط	م س24ء	م س25ء
مجموعی اخراجات	**30.3**	**39.5**	**36.3**
اخراجاتِ جاریہ	34.4	43.9	41.3
پی ایس ڈی پی	273.5	402.6	297.9
غیر سودی اخراجات	44.5	65.3	56.9
مجموعی محاصل	**48.4**	**61.5**	**49.4**
ایف بی آر ٹیکس	68.4	87.6	75.7
خالص ایف بی آر ٹیکس*	166.2	201.6	181.7
جی ڈی پی	**6.0**	**7.8**	**7.8**

* ایف بی آر ٹیکس محاصل کو صوبوں کو این ایف سی کی متعلقیوں سے ایڈجسٹ کیا گیا ہے

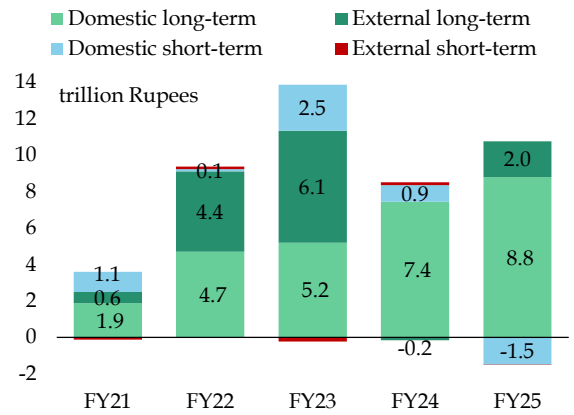
ماخذ: وزارتِ خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

غیر سودی اخراجات

بلند ترقیاتی اخراجات، دفاعی اخراجات، زرِ اعانت، گرانٹس، اور شہری حکومت کے انتظامی اخراجات میں اضافے کے باعث غیر سودی اخراجات بڑھ گئے، جبکہ پنشن سے متعلق اخراجات بلحاظ جی ڈی پی تقریباً اپنی سطح پر برقرار رہے۔ ترقیاتی اخراجات میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا، جو مالی سال 25ء میں 0.7 فیصدی درجات سے بڑھ کر جی ڈی پی کے 2.6 فیصد تک پہنچ گئے۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ صوبائی ترقیاتی اخراجات میں اضافہ تھا، جن میں سب سے بڑا حصہ پنجاب کا تھا، اس کے بعد بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخوا کا نمبر آتا ہے۔ صوبائی ترقیاتی منصوبوں کی توجہ بنیادی طور پر تعمیرات و ٹرانسپورٹ، زراعت، خوراک، جنگلات اور ماہی گیری سے متعلق منصوبوں پر مرکوز رہی۔ دوسری جانب، مالی سال 25ء کے لیے سرکاری شعبے کے وفاقی ترقیاتی منصوبے (پی ایس ڈی پی) انتظامی التوا اور آئی ایم ایف کے ساتھ طے شدہ کم ہدف کے باعث اپنے میزانیہ ہدف سے کم رہے۔[15]

دو سال کی مسلسل کمی کے بعد، مالی سال 25ء کے دوران زرِ اعانت کی مجموعی ادائیگیاں بڑھ کر 1.3 ٹریلین روپے تک پہنچ گئیں، جو کہ جی ڈی پی کے لحاظ سے 0.1 فیصد کے اضافے کے برابر ہیں۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ بجلی کے زرِ اعانت میں اضافہ تھا، جس نے غیر توانائی زرِ اعانت میں نمایاں کمی کے اثرات کی تلافی کر دی۔ بجلی کی سبسڈیز زیادہ تر چوتھی سہ ماہی کے دوران آئی پی پیز کو بجٹ سے زیادہ ادائیگیوں کے باعث بڑھیں (**جدول 4.5**)۔ ان سبسڈیز کا مقصد گردشی قرضے کے حجم کو کم کرنا تھا، جو مالی سال 25ء میں نمایاں طور پر گھٹ گیا۔[16]، [17] تاہم، دیگر سبسڈیز میں واضح کمی دکھائی دی، جس کی بنیادی وجہ حکومت کا یہ فیصلہ تھا کہ غیر ہدفی سبسڈیز — جیسے کھاد بنانے والے کارخانوں کو دی جانے والی گیس سبسڈیز — ختم کر دی جائیں، کیونکہ وہ کسانوں کے لیے یوریا کی قیمتوں میں کمی کے اصل مقصد کو حاصل نہیں کر رہی تھیں۔[18]

شکل 4.8: سرکاری قرضے کی ترکیب - بہاؤ



Source: SBP staff calculations

مالی سال 25ء کے دوران گرانٹس میں بھی جی ڈی پی کے لحاظ سے 0.1 فیصد اضافہ ہوا۔ گرانٹس میں تقریباً 17.0 فیصد اضافہ بنیادی طور پر بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) کے تحت بلند ادائیگیوں کے باعث ہوا، کیونکہ اس پروگرام کے

[15] آئی ایم ایف (2025ء) ملکی رپورٹ، بتاریخ مئی 2025ء۔

[16] گردشی قرضہ نمایاں طور پر 801 ارب روپے کی کمی سے جون 2025ء کے اختتام پر 1.614 ٹریلین روپے رہ گیا۔ ماخذ: گردشی قرضہ رپورٹ-جون 2025ء۔

[17] ماخذ: گردشی قرضہ مینجمنٹ پلان، 2025ء۔

[18] آئی ایم ایف (2024ء)۔ پاکستان: 2024ء آرٹیکل IV مشاورت اور توسیعی فنڈ سہولت کے تحت ایک توسیعی معاہدے کی درخواست-پریس ریلیز؛ اسٹاف رپورٹ؛ اور پاکستان کے لیے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا بیان، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، واشنگٹن، ڈی سی۔

جدول 4.7: پاکستان کے قرضے اور واجبات کا خلاصہ

اسٹاک اور بہاؤ ارب روپے میں، نمو فیصد میں

	اسٹاک			بہاؤ		نمو	
	م س23ء	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
مجموعی قرضہ اور واجبات	**76,511.5**	**85,457.5**	**94,197.1**	**8,946.0**	**8,739.6**	**11.7**	**10.2**
کُل سرکاری قرضہ (I+II+III)	**62,881.0**	**71,245.9**	**80,518.0**	**8,364.9**	**9,272.1**	**13.3**	**13.0**
I۔ حکومت کا ملکی قرضہ	38,809.8	47,160.2	54,471.3	8,350.4	7,311.1	21.5	15.5
II۔ حکومت کا بیرونی قرضہ	22,030.9	21,753.6	23,416.9	(277.3)	1,663.2	(1.3)	7.6
III۔ آئی ایم ایف سے قرضہ	2,040.2	2,332.1	2,629.8	291.8	297.7	14.3	12.8
IV۔ بیرونی واجبات	3,101.9	3,265.6	3,392.3	163.6	126.7	5.3	3.9
V۔ نجی شعبے کا بیرونی قرضہ	5,503.3	5,467.0	5,019.9	(36.4)	(447.1)	(0.7)	(8.2)
VI۔ سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کا بیرونی قرضہ	2,147.9	2,068.1	2,200.5	(79.8)	132.3	(3.7)	6.4
VII۔ سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کا ملکی قرضہ	1,687.2	2,105.0	2,015.6	417.8	(89.4)	24.8	(4.2)
VIII۔ اجناسی کارروائیاں	1,485.9	1,378.3	1,066.5	(107.6)	(311.8)	(7.2)	(22.6)
IX۔ کمپنیوں کے مابین بیرونی قرضہ	1,301.4	1,592.2	1,638.5	290.9	46.3	22.4	2.9
جی ڈی پی کا فیصد							
مجموعی سرکاری قرضہ	75.2	67.7	70.8	–	–	–	–
حکومت کا ملکی قرضہ	46.4	44.8	47.9	–	–	–	–
حکومت کا بیرونی قرضہ	28.8	22.9	22.9	–	–	–	–
مجموعی بیرونی قرضہ اور واجبات	43.2	34.7	33.7	–	–	–	–

ماخذ: اسٹیٹ بینک

استفادہ کنندگان کی تعداد میں 0.7 ملین (7 لاکھ) کا اضافہ ہو گیا تھا۔[19] مزید برآں، حکومت نے بی آئی ایس پی کے کفالت پروگرام کے تحت سہ ماہی ادائیگیوں میں بھی اضافہ کیا۔[20]

کفایت شعاری اقدامات کے نفاذ کے باوجود، م س 25ء میں شہری حکومت کے انتظامی اخراجات میں جی ڈی پی کے لحاظ سے 0.1 فیصد اضافہ ہوا۔ مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی کے اختتام پر متعارف کرائے گئے کفایت شعاری کے اہم اقدامات میں غیر ضروری گاڑیوں اور مشینری کی خریداری، نئی ایڈہاک آسامیوں، اور مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی میں غیر ضروری غیر ملکی دوروں پر مکمل پابندی شامل تھی۔[21]

مالی سال 25ء کے دوران صوبائی اخراجاتِ جاریہ، علاوہ سودی ادائیگیوں میں 0.8 فیصدی درجات کا نمایاں اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس ان میں 0.2 فیصد درجات کی کمی دیکھی گئی تھی۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر عام سرکاری خدمات پر زیادہ اخراجات، خصوصاً متقلیوں اور مالی و مالیاتی امور پر بلند خرچ کے باعث ہوا۔

سودی اخراجات

گذشتہ دو برسوں کے مسلسل اضافے کے بعد، مالی سال 25ء کے دوران سودی اخراجات جی ڈی پی کے 7.8 فیصد پر برقرار رہے۔ اس کمی کی بنیادی وجہ شرحِ سود میں نمایاں کمی اور حکومت کی قرضوں کے انتظام کی حکمتِ عملی کے تحت بلند شرحِ سود پر جاری کردہ تمسکات کی بازخریداری (buyback) تھی۔ نتیجتاً، رواں سال

[19] آئی ایم ایف (2025ء) ملکی رپورٹ، بتاریخ مئی 2025ء۔

[20] سہ ماہی یو سی ٹی کفالت پروگرام کا فائدہ جنوری 2025ء میں 10,500 روپے سے بڑھا کر 13,500 روپے کر دیا گیا۔ ماخذ: آئی ایم ایف کی توسیعی معاہدے کے تحت پہلی جائزہ رپورٹ (مئی 2025ء)

[21] وزارتِ خزانہ کا سرکلر بعنوان: "وفاقی حکومت کے اخراجات پر قابو پانے کے لیے کفایت شعاری کے اقدامات" مورخہ 4 ستمبر 2025ء۔

جدول 4.8: حکومت کا ملکی قرضہ

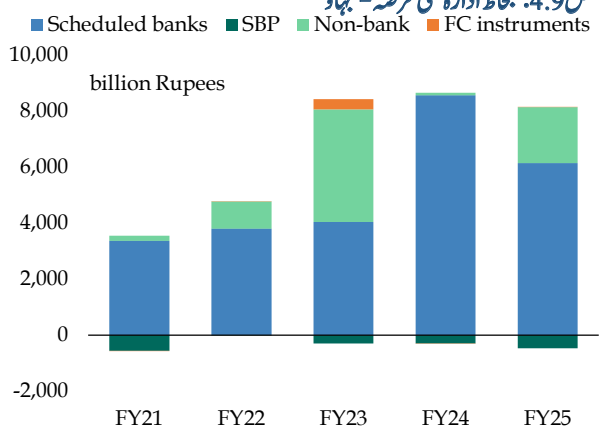
ارب روپے؛ حصہ فیصد میں

	اسٹاک		بہاؤ		ملکی قرضے میں حصہ	
	جون24ء	جون25ء	جون24ء	جون25ء	جون24ء	جون25ء
حکومت کا ملکی قرضہ جس میں	**47,160.2**	**54,471.3**	**8,350.4**	**7,311.1**	**100.0**	**100.0**
حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک	4,766.2	6,187.1	1,615.6	1,420.9	10.1	11.4
پاکستان سرمایہ کاری بانڈز	28,025.8	35,015.0	6,016.5	6,989.0	59.4	64.3
انعامی بانڈز	385.1	407.5	2.6	22.4	0.8	0.7
ٹریژری بلز	10,167.3	8,638.5	898.1	-1,528.8	21.6	15.9
قومی بچت اسکیمیں (انعامی بانڈز کا خالص)	2,707.8	2,942.4	-110.7	234.5	5.7	5.4
مقیم پاکستانیوں کی تحویل میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹ	84.1	61.9	-58.6	-22.2	0.8	0.7

ماخذ: اسٹیٹ بینک

میں کلیدی مالیاتی اظہاریوں کے فیصد کے لحاظ سے مارک اپ ادائیگیوں میں بہتری دیکھی گئی، اگرچہ یہ گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط سے اب بھی زیادہ تھی (**جدول 4.6**)۔

شکل 4.9: بلحاظ ادارہ ملکی قرضہ - بہاؤ

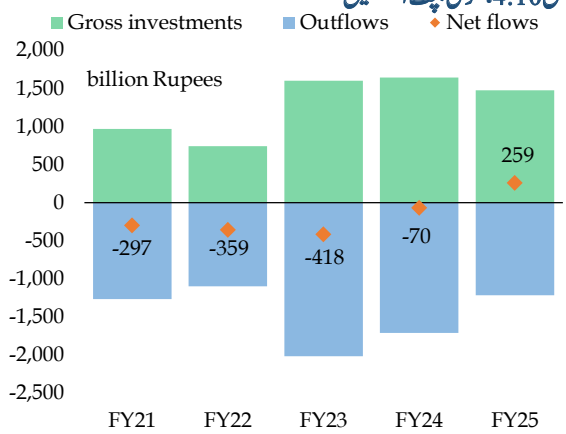


Source: SBP

4.4 سرکاری قرضہ

مالی سال 25ء کے دوران سرکاری قرض میں اضافے کی رفتار قدرے سست رہی، جو 13.3 فیصد سے کم ہو کر 13.0 فیصد رہ گئی۔ تاہم، جی ڈی پی کے لحاظ سے سرکاری قرض کا تناسب جون 2025ء کے اختتام تک بڑھ کر 70.8 فیصد ہو گیا جبکہ جون 2024ء کے اختتام پر یہ 67.7 فیصد تھا (**شکل 4.5 اور جدول 4.7**)۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ ملکی قرضوں میں اضافہ تھا، جبکہ بیرونی قرض بلحاظ جی ڈی پی برقرار رہا۔ سرکاری قرض اور جی ڈی پی کے تناسب میں تبدیلی کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ سال کے مقابلے میں کم مہنگائی اور[22] روپے کی قدر میں کمی نے اس تناسب کو بڑھا دیا، جبکہ بنیادی سرپلس اور حقیقی جی ڈی پی میں نمو نے مالی سال 25ء کے دوران قرضے اور جی ڈی پی کے تناسب میں کمی میں کردار ادا کیا (**شکل 4.6**)۔

شکل 4.10: قومی بچت اسکیمیں



Sources: SBP and CDNS

مالی سال 25ء کے دوران پست مالیاتی خسارے، بلند زرمبادلہ آمدنی، اور زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے نے ملک کی ادائیگی قرض کی استعداد کو بہتر بنایا (**شکل 4.7**)۔ مزید یہ کہ سرکاری خاکہ قرض میں بھی بہتری آئی، کیونکہ مقامی اور بیرونی دونوں قرضوں

[22] مہنگائی کے باعث سرکاری قرض اور جی ڈی پی کے تناسب میں کمی کا حصہ مالی سال 25ء میں کم ہو کر 2.5 فیصد پوائنٹس رہ گیا، جو گذشتہ سال 13.6 فیصد پوائنٹس تھا۔

جدول 4.9: سرکاری بیرونی قرضہ

ملین ڈالر؛ حصہ فیصد میں

	اسٹاک		بہاؤ		حصہ	
	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
سرکاری بیرونی قرضہ (1+2)	**86,525.1**	**91,794.6**	**2,474.9**	**5,269.6**	**....**	**....**
1۔ سرکاری بیرونی قرضہ جس میں	**78,147.4**	**82,526.6**	**1,221.3**	**4,379.20**	**90.3**	**89.9**
i) طویل مدتی (ایک سال سے زائد)، جس میں	**77,387.6**	**81,787.5**	**621.8**	**4,399.8**	**89.4**	**89.1**
پیرس کلب	6,474.4	6,004.6	-1,426.7	-469.8	7.5	6.5
کثیر فریقی	39,248.0	42,480.1	1,884.8	3,232.1	45.4	46.3
دیگر دوطرفہ	18,552.4	18,038.9	980.1	-513.5	21.4	19.7
یورو صکوک عالمی بانڈز	6,800.0	6,800.0	-1,000.0	--	7.9	7.4
کمرشل قرضے / کریڈٹ	5,490.3	7,156.3	-73.5	1,665.9	6.3	7.8
غیر مقیم پاکستانیوں کی تحویل میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹ	783.9	1,225.1	249.6	441.1	0.9	1.3
ii) قلیل مدتی (ایک سال سے کم)، جس میں	**759.8**	**739.2**	**599.5**	**-20.6**	**0.9**	**0.8**
کثیر فریقی	250	552.3	89.7	302.3	0.3	0.6
2۔ آئی ایم ایف سے	**8,377.6**	**9,268.0**	**1,253.7**	**890.3**	**9.7**	**10.1**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

کا زیادہ تر حصہ طویل مدتی تمسکات پر مشتمل تھا، جس کے نتیجے میں قرضوں کی اوسط مدتِ تکمیل میں اضافہ ہوا (**شکل 4.8**)۔ تاہم، قرض کے استحکام کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو خاکہ قرض کے بہتر انتظام کے ساتھ ساتھ حکومت کو سرکاری قرض اور جی ڈی پی کے تناسب میں کمی پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے (**باکس 4.1**)۔

ملکی قرضہ

مالی سال 25ء کے دوران ملکی قرضہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 47.9 فیصد تک پہنچ گیا، جبکہ گذشتہ برس یہ 44.8 فیصد تھا۔ حالانکہ مالی سال 25ء کے دوران مجموعی مالکاری ضروریات میں کمی کے باعث ملکی قرضے کی شرحِ نمو نسبتاً سست رہی تھی۔ مالی سال 25ء میں زیادہ تر ملکی قرضہ طویل مدتی تمسکات (جیسے پی آئی بیز اور صکوک) کے ذریعے حاصل کیا گیا، جبکہ قلیل مدتی قرضے (ٹریژری بلز) بڑی مقدار میں خالص بنیاد پر ادا کر دیے گئے (**جدول 4.8**)۔ اس سے ملکی قرضے کے خاکہ عرصیت میں بہتری آئی، کیونکہ اوسط مدتِ تکمیل بڑھ کر جون 2025ء کے اختتام پر 3.8 سال ہو گئی جبکہ جون 2024ء کے اختتام پر یہ 2.7 سال تھی، اور اجرائے ثانی کا خطرہ بھی کم ہو گیا۔

گذشتہ برسوں کی طرح، مالی سال 25ء کے دوران بھی ملکی قرضے کا بڑا حصہ متغیر کوپن شرح (Variable Coupon Rate) کے آلات کے ذریعے حاصل کیا گیا[23]۔ اگرچہ اس سے سودی لاگت میں کمی واقع ہوئی کیونکہ شرحِ سود میں کمی آ رہی تھی، تاہم اس سے شرحِ سود کے خطرے میں اضافہ ہو گیا، کیوں کہ تقریباً 70 فیصد ملکی قرضہ رواں شرح پر مشتمل ہے۔ یہ صورتِ حال ملکی حقیقی نقص (Domestic Original Sin - DSIN) کے وجود کی عکاسی کرتی ہے — ایک ایسا تصور جس کی وضاحت بالعموم یوں کی جاتی ہے جب کوئی ملک مقامی کرنسی میں طویل المدت عرصیتوں کے لیے معین شرحِ سود پر قرض حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا (**باکس 4.2**)۔

ملکی قرضے کی ادارہ وار ترکیب سے پتا چلتا ہے کہ جدولی بینکوں نے ملکی قرضے میں 64.5 فیصد حصے کے ساتھ اپنی برتری برقرار رکھی، اگرچہ بالخصوص مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران نیلامیوں میں غیر بینک اداروں کی شمولیت میں اضافہ ہوا تھا (**شکل 4.9**)۔ شرحِ سود میں کمی کے ماحول اور ڈپازٹس کی کم از کم شرح میں تبدیلی کے باعث، سرکاری واجبہ کمپنیوں اور مالی اداروں نے اپنے سرمائے کو بینک ڈپازٹس سے نکال کر حکومتی سیکیورٹیز میں سرمایہ کاری کی طرف منتقل کیا۔

[23] تاہم، حکومت نے مالی سال 25ء کے دوران معین شرح تمسکات کے ذریعے نسبتاً زیادہ فنڈز (28.7 فیصد) اکٹھے کیے، جو مالی سال 24ء میں 17.8 فیصد تھے۔

جدول 4.10: بیرونی قرضوں اور گرانٹس کی ادائیگیاں

ملین ڈالر

ماخذ	گرانٹس		قرضے		کُل	
	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
کثیر فریقی	**80.3**	**88.8**	**4,199.6**	**4,750.0**	**4,279.9**	**4,838.8**
اے ڈی بی	9.7	5.9	1,318.0	2,124.3	**1,327.7**	2,130.1
اے آئی آئی بی	–	–	345.0	110.4	345.0	110.4
آئی بی آر ڈی	15.8	30.3	287.7	362.0	303.5	392.4
ڈی آئی ڈاے	32.6	51.0	1,882.2	1,325.7	1,914.7	1,376.7
آئی ایس ڈی بی- قلیل مدتی	–	–	250.0	552.3	250.0	552.3
دوطرفہ*	**114.1**	**123.1**	**1,313.7**	**960.9**	**1,427.8**	**1,084.0**
چین	3.7	3.4	573.7	580.3	577.5	583.7
فرانس	1.2	0.7	48.4	116.7	49.6	117.4
امریکہ	40.2	46.0	–	–	40.2	46.0
جاپان	31.5	34.6	4.9	0.2	36.5	34.9
سعودی عرب	–	4.3	661.5	216.9	661.5	221.3
کمرشل بینک	**–**	**6.9**	**999.0**	**4,290.9**	**999.0**	**4,297.8**
چائینہ ڈیوبینک	–	–	999.0	2,091.9	999.0	2,091.9
ایس سی بی(لندن)	–	6.9	–	1,399.0	–	1,405.9
این پی سی	–	–	**1,104.6**	**1,918.1**	**1,104.6**	**1,918.1**
بانڈز	–	–	–	–	–	**–**
ایکوٹریڈ بینک	–	–	–	–	–	–
ٹائم ڈپازٹس	–	–	**2,000.0**	–	**2,000.0**	–
کُل	**194.4**	**218.8**	**9,616.9**	**11,919.9**	**9,811.3**	**12,138.7**

* دوطرفہ قرضوں میں چین سے 483.51 ملین ڈالر کا ضمانتی قرضہ شامل ہے

ماخذ: ای اے ڈی

گذشتہ برس کے برعکس، قومی بچت اسکیموں بشمول انعامی بانڈز میں مالی سال 25ء کے دوران خالص سرمایہ کاری ریکارڈ کی گئی، جس سے گذشتہ چار برسوں سے جاری خالص اخراج کا رجحان الٹ گیا (**شکل 4.10**)۔ اگرچہ اس کا حجم زیادہ نہیں تھا، تاہم یہ رجحان اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ریٹیل سرمایہ کاروں کی دلچسپی کا رخ تبدیل ہو گیا جس کی ممکنہ وجہ بینک ڈپازٹس اور حکومتی تمسکات و قومی بچت اسکیموں کے آلات پر منافع کی شرح میں تفاوت کی کمی تھی۔[24]

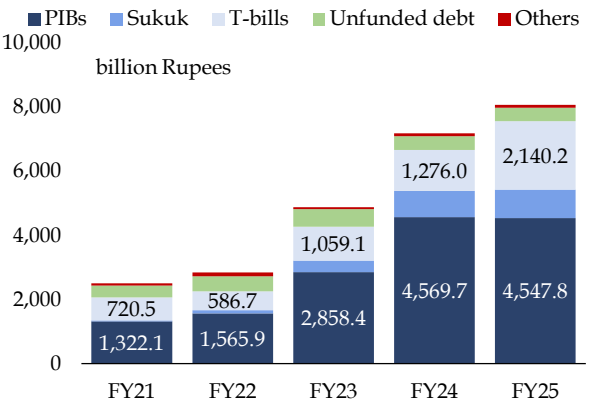
فنڈنگ کے ذرائع میں تنوع پیدا کرنے کی کوشش کے طور پر، حکومت نے مالی سال 25ء کے دوران نئے قرضہ آلات متعارف کرائے، جن میں شامل ہیں: زیرو کوپن صکوک (ایک سالہ اور 10 سالہ)، پی آئی بیز (2 سالہ اور 15 سالہ)، 3 سالہ متغیر رینٹل شرح (وی آر آر) گرین صکوک، اور 22 دنوں اور ایک ماہ کے ٹی بلز۔ مالی سال 25ء کے دوران حکومت ان آلات کے ذریعے مجموعی ملکی قرضے کا تقریباً 12 فیصد حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ فنڈز کے حصول کے لیے طویل مدتی اور معین شرح والے متنوع ذرائع اپنانا، حکومت کے مالی سال 25ء کے سالانہ قرض گیری منصوبے (Annual Borrowing Plan) سے ہم آہنگ تھا، اور اس سے اوسط مدت تکمیل (ATM) میں بہتری آنے کے باعث اگلے سال کی مجموعی مالکاری ضروریات میں کمی متوقع ہے۔

[24] مالی سال 2021ء سے 2024ء کے دوران قومی بچت اسکیم (این ایس ایس) پر اوسط منافع کی شرح 13.0 فیصد رہی، جبکہ سرکاری تمسکات پر منافع 13.4 فیصد تھا۔

ملکی قرضے کی واپسی

مالی سال 25ء کے دوران، ملکی قرضوں پر سودی ادائیگیاں بڑھ کر 8.1 ٹریلین روپے تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس 7.2 ٹریلین روپے تھیں (**شکل 4.11**)۔ اگرچہ مالی سال 25ء کے دوران پی آئی بیز کے مجموعی حجم میں اضافہ ہوا، تاہم ان پر سودی ادائیگیاں قدرے کم ہوگئیں، جو پالیسی ریٹ میں کمی کے اثرات کو ظاہر کرتی ہیں۔ ٹی بلز میں، سودی ادائیگیوں میں بیشتر اضافہ 12 ماہ کے ٹی بلز کے ضمن میں ہوا، جو کل ٹی بلز کا 79 فیصد ہیں — کیونکہ ان کا اجرا مالی سال 24ء میں بلند شرحِ سود پر کیا گیا تھا۔ اسی طرح، صکوک پر سودی ادائیگیوں میں معمولی اضافہ اس وجہ سے ہوا کہ گذشتہ برس معین شرح صکوک بلند شرحوں پر جاری کیے گئے تھے۔ دوسری جانب، غیر فنڈڈ قرضوں (Unfunded Debt) پر سودی ادائیگیاں کم ہوئیں، کیونکہ پی آئی بیز کی کم ہوتی ہوئی شرحوں کے مطابق قومی بچت اسکیموں کے مختلف آلات پر منافع کی شرحیں کم کی گئیں۔

شکل 4.11: ملکی قرضے پر سودی ادائیگیاں

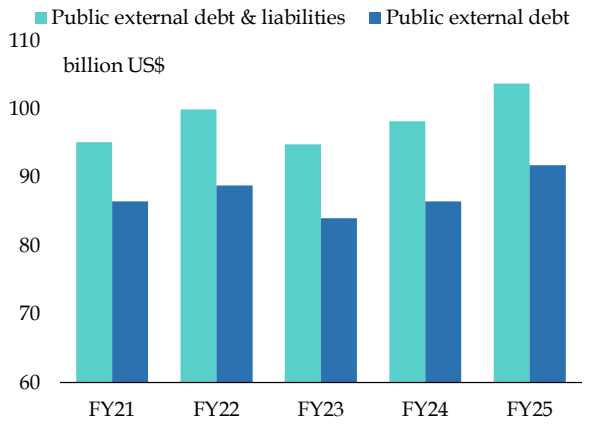


Source: SBP

سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات

مالی سال 25ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں اور واجبات (پی ای ڈی ایل) کا مجموعی حجم 5.5 ارب ڈالر اضافے سے 103.7 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جبکہ گذشتہ برس یہ 3.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا تھا۔ یہ اضافہ زیادہ تر سرکاری بیرونی قرضے (پی ای ڈی) میں ہوا، جن میں مالی سال 25ء کے دوران 5.3 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا (**جدول 4.9 اور شکل 4.12**)۔

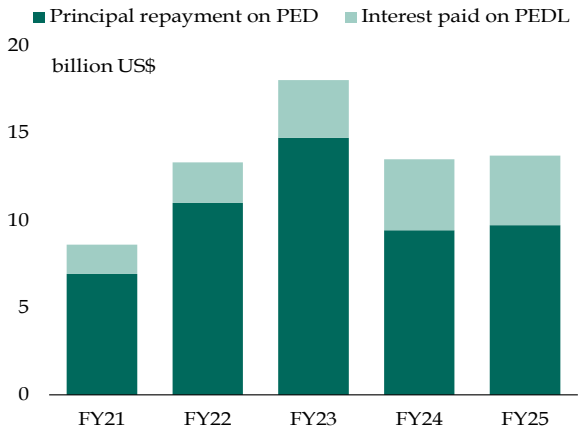
شکل 4.12: بیرونی قرضے اور واجبات کا اسٹاک



Source: SBP

مالی سال 25ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں میں اضافہ بنیادی طور پر بلند رقوم کی تقسیم اور اس کے بعد اہم کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی کے باعث نوقد رپیمائی نقصانات سے منسلک تھا۔ کثیر جہتی قرض دہندگان، غیر مقیم پاکستانیوں کی تحویل میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹ (این پی سیز)، کمرشل قرضے اور آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) پروگرام کے تحت ملنے والے قرضوں کی بدولت مالی سال 25ء کے دوران خالص رقوم کی آمد میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ اس کے برعکس، پیرس کلب سمیت دوطرفہ قرض دہندگان اور قلیل مدتی قرضوں میں مالی سال 25ء کے دوران خالص واپسی کی گئی۔

شکل 4.13: بیرونی قرضے کی واپسی — اصل اور سود

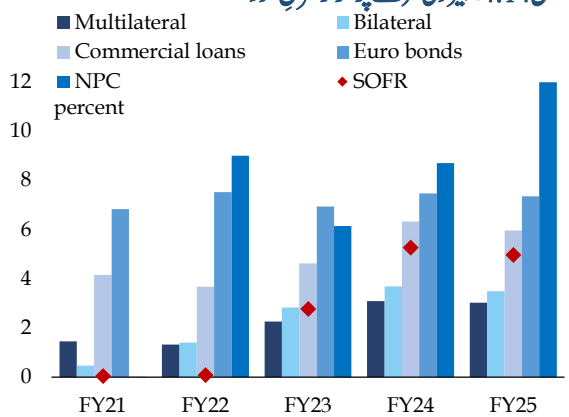


Source: SBP

بیرونی متنقلیاں

مالی سال 25ء کے دوران مجموعی بیرونی متنقلیاں بڑھ کر 12.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس 9.8 ارب ڈالر تھیں (**جدول 4.10**)۔ مجموعی متنقلیوں میں اضافے کو ایشیائی ترقیاتی بینک، کمرشل قرضوں اور این پی سیز سے حاصل ہونے والی بلند آمدنی کے ساتھ ساتھ چین کی جانب سے مالی سال 25 کے دوران فراہم کردہ 483.5 ملین ڈالر کے ضمانتی قرضے سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ این پی سیز اور کمرشل قرضوں کے ذریعے آمدنی میں اضافہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کی بدولت بہتر کلّی معاشی استحکام کے نتیجے میں پاکستان کی ریاستی کریڈٹ ریٹنگ میں بہتری آئی۔

شکل 4.14: بیرونی قرضے پر مؤثر شرحِ سود



Source: SBP

بیرونی قرضے کی واپسی

مالی سال 25ء کے دوران بیرونی قرضوں کی واپسی معمولی اضافے سے 13.7 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس 13.5 ارب ڈالر تھیں۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر زرِ اصل کی بلند واپسی کے باعث ہوا، جبکہ سودی ادائیگیوں میں معمولی کمی آئی (**شکل 4.13**)۔ کمرشل اور کثیر جہتی قرض دہندگان کو نمایاں ادائیگیاں کی گئیں، جن کے بعد دوطرفہ ذرائع بالخصوص پیرس کلب، آئی ایم ایف اور این پی سیز کے حاملین شامل تھے۔ مزید برآں، مقامی کرنسی میں قلیل مدتی تمسکات (ٹی بلز) سے خالص اخراج نے بھی مالی سال 25ء کے دوران زرِ اصل کی بازادائیگی میں حصہ ڈالا۔[25]

مالی سال 25ء کے دوران سودی ادائیگیوں میں معمولی کمی ہوئی، جو 4.0 ارب ڈالر رہ گئیں جبکہ گذشتہ برس 4.1 ارب ڈالر تھیں۔ اس کی بنیادی وجہ محفوظ شبینہ مالکاری شرح (ایس او ایف آر) میں کمی[26] اور پیرس کلب سمیت دوطرفہ قرض دہندگان، کمرشل قرضے، یورو/سکوک بانڈز اور آئی ایم ایف کے قرضوں پر کم مؤثر شرحِ سود تھی، جس نے غیر ملکی زرمبادلہ واجبات، کثیر جہتی ذرائع اور این پی سیز پر سودی ادائیگیوں میں اضافے کے اثر کو زائل کر دیا (**شکل 4.14**)۔[27]

بیرونی قرضے کی پائیداری

مالی سال 25ء کے دوران بیرونی سرکاری قرضے کی پائیداری میں بہتری دیکھی گئی، جس کی بنیادی وجہ ترسیلاتِ زر میں مسلسل اضافہ اور برآمدات میں استحکام کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی زرمبادلہ آمدنی تھی۔ اسی طرح، زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ — جو مالی رقوم کی آمد میں اضافے، اسٹیٹ بینک کی زرمبادلہ کی خریداری اور مجموعی طور پر مستحکم زرِمبادلہ کی شرح کے باعث ہوا — نے بھی ملک کی بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت کو مزید مضبوط کیا۔

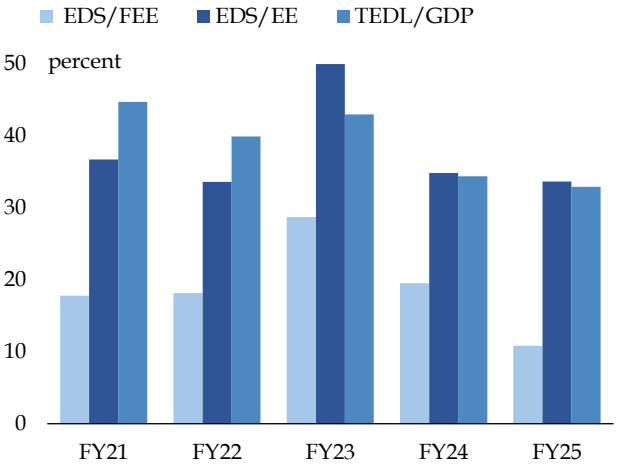
مالی سال 25ء کے دوران ادائیگی قرض کی صلاحیت اور سیالیت دونوں کے اظہاریوں میں بہتری دیکھی گئی۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت سے متعلق اظہاریوں، جیسے کہ بیرونی قرضہ جات کی ادائیگی اور زرمبادلہ آمدنی (ای ڈی ایس/ایف ای ای)، ای ڈی ایس اور برآمدی آمدنی (ای ڈی ایس/ای ای) اور مجموعی بیرونی قرضے و واجبات اور جی ڈی پی (ٹی ای ڈی ایل/جی ڈی پی) کے تناسب میں کمی اس امر کی عکاسی کرتی ہے کہ ملک کے بیرونی قرضوں کی پائیداری کی صورتِ حال میں بہتری آئی ہے (**شکل 4.15**)۔

[25] مقامی کرنسی میں ظاہر کیے گئے بیرونی قرضے (ٹی بلز) مالی سال 25ء کے دوران 323.0 ملین ڈالر کم ہوئے، جبکہ گذشتہ برس 509.8 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا تھا۔

[26] موثر شرحِ سود کو سودی ادائیگیوں کے طور پر حالیہ مدت کے لیے اخذ کر کے اسے پچھلی مدت کے قرض کے ذخیرے سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

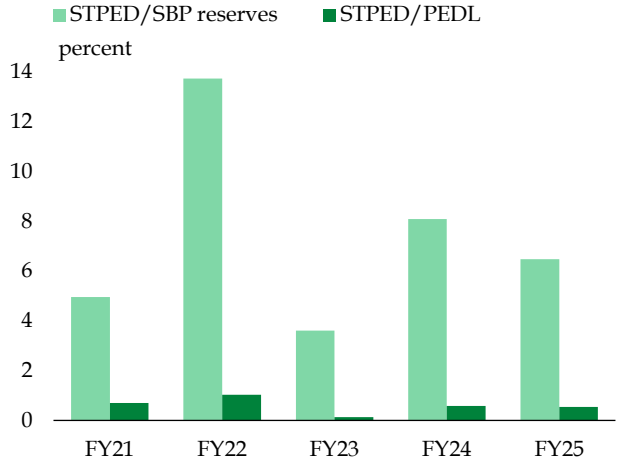
[27] اوسط ایس او ایف آر کی شرح مالی سال 25ء میں کم ہو کر 5.0 فیصد رہی، جو گذشتہ برس 5.3 فیصد تھی۔ ماخذ: ایس او ایف آر اوسط اور اشاریہ ڈیٹا- فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک (newyorkfed.org)

شکل 4.15: بیرونی قرضے کے لیے ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے



Source: SBP

شکل 4.16: بیرونی قرضے کے لیے سیالیت کے اظہاریے



Source: SBP

اسی طرح سیالیت کے اظہاریوں میں کمی، جیسے کہ قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضہ اور اسٹیٹ بینک کے ذخائر (ایس ٹی پی ای ڈی / ایس بی پی ذخائر) اور قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضے اور مجموعی سرکاری بیرونی قرضہ و واجبات (ایس ٹی پی ای ڈی / پی ای ڈی ایل) کے تناسب سے قلیل مدتی بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت میں بہتری کا اظہار ہوتا ہے۔ مالی سال 25ء کے دوران سیالیت کے اظہاریوں میں یہ کمی 20.6 ملین ڈالر کے قلیل مدتی قرضوں میں کمی کے باعث ریکارڈ کی گئی (**شکل 4.16**)۔

بیرونی حالات اور پائیداری کے اظہاریوں میں بہتری کے بعد، مالی سال 25ء میں مجموعی بیرونی خاکہ قرض مستحکم رہا۔ تاہم، آئی ایم ایف کے خطرے کے جائزے کے نشانیے کے مطابق مجموعی سرکاری قرضے اور بیرونی قرضے کا تناسب 32.3 فیصد تھا، جواب بھی 20 سے 60 فیصد کے معتدل خطرے کی حد میں آتا ہے۔[28]

باکس 4.1: سرکاری قرض کے انتظام میں ممالک کے تجربات: پاکستان کے لیے اسباق

گذشتہ دہائی کے دوران پاکستان کا سرکاری قرضہ تقریباً 20 ٹریلین روپے (جو جی ڈی پی کا 60.1 فیصد تھا) سے بڑھ کر مالی سال 25ء میں تقریباً 81 ٹریلین روپے (جی ڈی پی کا 70.8 فیصد) تک پہنچ گیا۔ مالی سال 25ء میں قرضوں کی واپسی ٹیکس محاصل کا 70 فیصد اور موجودہ اخراجات کا 41 فیصد تھی، جو 2016ء میں بالترتیب 34 فیصد اور 27 فیصد تھی۔ تقابلی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ سال 2023ء میں پاکستان میں سودی ادائیگیاں اُن معیشتوں کے مقابلے میں زیادہ ہیں جن کے قرض کی سطح ہمارے برابر ہے (**شکل 4.1.1**)۔ موجودہ رجحان کا تسلسل قرضے کی پائیداری کا خطرہ پیدا کرتا ہے۔

جدول 4.1.1: ہمسر ممالک میں سرکاری قرضے میں کمی کے دورانیے

جی ڈی پی کا فیصد

ممالک	بھارت		انڈونیشیا		فلپائن		برازیل		جنوبی افریقہ	
	2003ء	2010ء	1999ء	2012ء	2003ء	2016ء	2002ء	2008ء	1999ء	2008ء
سرکاری قرضہ	85.9	67.7	95.9	23.0	71.4	37.4	76.1	61.4	45.9	24.0

ماخذ: آئی ایم ایف ڈیٹا میپر

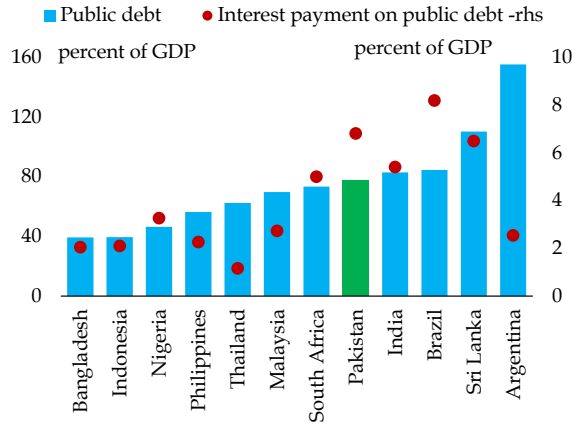
[28] آئی ایم ایف کے معیار کے مطابق، کسی ملک کو درمیانے درجے کے خطرے سے دوچار سمجھا جاتا ہے جب غیر ملکی کرنسی میں سرکاری قرض کا تناسب کل عوامی قرضے کے 20 سے 60 فیصد کے درمیان ہو۔ 20 فیصد سے کم یا 60 فیصد سے زیادہ شرح بالترتیب کم یا زیادہ خطرے کی نشاندہی کرتی ہے۔

اس تناظر میں، یہ باکس پانچ منتخب ممالک، بھارت، انڈونیشیا، فلپائن، برازیل اور جنوبی افریقہ[29] کے قرضے اور جی ڈی پی کی شرح میں کمی کے تجربات کا جائزہ لیتا ہے تاکہ پاکستان کے لیے اس سے اسباق اخذ کیے جا سکیں (**جدول 4.1.1**)۔ تجزیے میں عاملاتی تجزیہ (factor decomposition) اور لاجٹ ماڈل (logit model) بھی شامل کیے گئے ہیں تاکہ ان عوامل کی نشاندہی کی جا سکے جو پاکستان میں سرکاری قرضے اور جی ڈی پی شرح کو متاثر کرتے ہیں۔

ممالک کے تجربات

پاکستان کے سرکاری قرضے کے بنیادی محرکات کے تجزیے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ طریقہ کار، جو دیگر ممالک نے سرکاری قرض اور جی ڈی پی شرح کو کامیابی سے کم کرنے کے لیے اپنائے، پاکستان پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ عاملاتی تجزیے اور لاجٹ ماڈل کے نتائج، جو 11 سالہ مدت پر مبنی ہیں، سے ظاہر ہوتا ہے کہ سودی لاگت اور زرِ مبادلہ کی شرح نے مسلسل قرضے اور جی ڈی پی کی شرح کو بڑھانے میں کردار ادا کیا، جب کہ حقیقی جی ڈی پی نمو، بنیادی توازن، اور مہنگائی نے اس شرح کو کم کرنے میں مدد دی (**شکل 4.7 اور 4.1.2**)۔ اگرچہ مہنگائی بظاہر سرکاری قرض اور جی ڈی پی کی شرح میں کمی کا سبب بنتی ہے، تاہم قرض کم کرنے کے لیے مہنگائی پر انحصار ایک پائیدار حکمتِ عملی نہیں۔ بلند مہنگائی سے قوت خرید کمزور ہو جاتی ہے، سرمایہ کاری میں غیر یقینی صورتِ حال بڑھتی ہے، سودی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے، اور نتیجتاً قرض کے مزید بڑھنے کا ایک چکر (feedback loop) پیدا ہو جاتا ہے، جو معاشی استحکام اور ترقی کے امکانات کو متاثر کرتا ہے (اکیتوبی، بائنڈر، اور کوماسوزاکو، 2017ء)

شکل 4.1.1: سرکاری قرضے اور سودی ادائیگیوں کے حوالے سے ممالک کا موازنہ



Source: IMF datamapper

جدول 4.1.2: سرکاری قرضے اور جی ڈی پی میں کمی کا تناسب: بلحاظ ممالک طریقے

طریقے	تفصیلات	بھارت	انڈونیشیا	فلپائن	برازیل	جنوبی افریقہ	پاکستان
مالیاتی	الف۔ مالیاتی اور بجٹ کے اصولوں کو قانونی طور پر لاگو کرنا	✓	✓	–	✓	–	✓
	ب۔ ساختی اصلاحات: استحکام پر مبنی اقتصادی پالیسیاں، ٹیکس اور بجٹ اصلاحات، تجارتی آزادی، ٹریژری سنگل اکاؤنٹ، وغیرہ	–	✓	✓	جزوی	✓	جزوی
	ج۔ خسارے میں چلنے والے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی نجکاری	–	–	–	✓	–	جزوی
زری	الف۔ مہنگائی کے ہدف کا تعین کرنا	✓	✓	✓	✓	✓	✓
	ب۔ مالیاتی خسارے کی تسکیک کو موقوف کرنا	✓	–	–	✓	–	✓
	ج۔ مالیاتی اور زری پالیسی کے مابین ہم آہنگی	✓	✓	–	✓	✓	–
انتظام قرضہ کی حکمتِ عملیاں	الف۔ مقامی قرض پر انحصار	–	✓	✓	–	–	✓
	ب۔ ابتدائی ادائیگیاں، قرض کی تنظیمِ نو اور باز خریداری	✓	✓	✓	✓	✓	✓
	ج۔ عارضی مالی قرضے، انتظام قرض کے یونٹ / سیل / فریم ورک وغیرہ	✓	–	–	✓	✓	✓
	د۔ زرِ مبادلہ ذخائر بڑھانے کی واضح پالیسی	–	–	–	✓	–	–
جی ڈی پی	الف۔ پائیدار مستحکم نمو تاکہ قرضے کے محاصل بڑھیں یا بلند ٹیکس محاصل جو پائیدار نمو بڑھائیں	✓	✓	✓	✓	✓	جزوی
	ب۔ بہتر بیرونی صورتِ حال، عالمی اقتصادی نمو، آسان سیالیت، بیرونی رقوم کی آمد	✓	✓	✓	✓	✓	✓

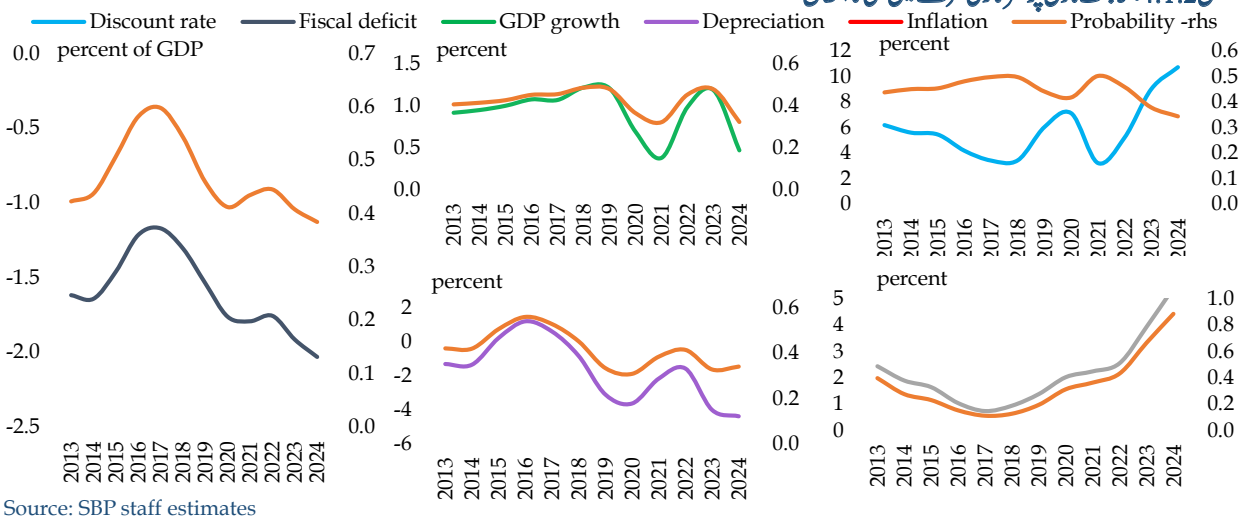
ماخذ: ممالک کی مختلف رپورٹس سے مصنف کی تالیف کردہ

ان ممالک کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ مالیاتی یکجائی برقرار رکھنے کے لیے چند اہم عوامل مددگار ثابت ہوتے ہیں، جن میں 5 تا 7 سال کے عرصے تک بنیادی سرپلس برقرار رکھنا، قرضوں کی تسکیک پر انحصار میں کمی، کم اور مستحکم مہنگائی، اور مضبوط طویل مدتی حقیقی اقتصادی نمو شامل ہیں، جو قرض اور جی ڈی پی کی شرح کو کامیابی سے کم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں (**جدول 4.1.2**)۔ قیمتوں کے استحکام کے حصول کے بعد، زیادہ تر مہنگائی کے ہدف کے ذریعے، ان ممالک نے اقتصادی ترقی کو فروغ دینے کے لیے اپنی زری اور زرِ مبادلہ کی پالیسیوں میں تبدیلی کی، جس سے قرض اور جی ڈی پی کی شرح کو کم کرنے میں مدد ملی۔ سازگار بیرونی ماحول، جیسا کہ اجناس کی پست قیمتوں، مستحکم عالمی اقتصادی ترقی، اور آسان عالمی مالی حالات، نے بھی قرض اور جی ڈی پی کی شرح میں کمی کو سہولت فراہم کی۔ ان میں سے کچھ ممالک نے سرکاری قرضے کی

[29] ان ممالک نے مسلسل پانچ سے زائد برسوں تک اپنے سرکاری قرض اور جی ڈی پی کے تناسب میں کامیابی سے کمی کی۔

ساخت کو دوبارہ منظم کیا اور قرض گیری کی لاگت کو کم کرنے کے لیے تبدیلیاں کیں، جس کے نتیجے میں قرض کا بوجھ کم ہوا۔ پاکستان نے بھی ان میں سے بیشتر حکمت عملیوں کو اپنایا اور ایک دو سال کے لیے قرض اور جی ڈی پی کی شرح کو کم کرنے میں کامیابی حاصل کی؛ تاہم یہ طویل مدت کے لیے برقرار نہیں رہ سکی۔

شکل 4.1.2: لاجٹ ماڈل پر سرکاری قرضے میں کمی کا امکان



Source: SBP staff estimates

پاکستان کے لیے اسباق

اچانک اور بڑے پیمانے پر ایک وقتی تبدیلی کے بجائے زرِمبادلہ کی شرح میں بتدریج اور مارکیٹ کی بنیاد پر ردوبدل سرمایہ کاروں کے اعتماد کو برقرار رکھنے، بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی لاگت کم کرنے، اور سرمائے کے انخلا کی افواہوں سے بچنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تجزیاتی نتائج سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ درمیانی اور طویل مدتی بانڈز کی طرف قرض گیری رجحان زیادہ فائدہ مند ہے، کیونکہ شرحِ سود میں دھچکوں کا اثر قلیل مدتی تمسکات پر زیادہ ہوتا ہے، جس سے حکومت کی مجموعی مالکاری ضروریات اور سرکاری قرضے میں اضافہ ہوتا ہے۔ مزید برآں، نتائج سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مالیاتی اور زری پالیسیوں میں ہم آہنگی کی صورت میں شرحِ سود میں تبدیلی کے اثرات قرض اور جی ڈی پی کی شرح پر نسبتاً معتدل ہوتے ہیں۔ مزید برآں، قانونی طور پر پابند مالیاتی و میزانیہ قواعد، جنھیں حقیقت پسندانہ محاصل اور اخراجات کے اہداف مقرر کرنے والے وسط مدتی مالیاتی فریم ورک کی معاونت حاصل ہو، بھی مؤثر قرض کی کمی کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔

اس باکس کی تیاری میں الماس کریم، اناخٹک اور شاہ حسین کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

باکس 4.2: پاکستان میں ملکی حقیقی نقص (Domestic Original Sin) کا تعین کرنے والے عوامل

پاکستان کے ملکی قرض، جو مجموعی سرکاری قرض کے 67.8 فیصد حصے پر مشتمل ہے، کا انحصار رواں شرح[30] اور قلیل مدتی تمسکات پر ہے بتدریج بڑھ ہے؛ یہ ساخت زیادہ خطرناک سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس میں شرح سود کا زیادہ خطرہ اور قرض کے اجرائے ثانی کا خطرہ شامل ہے (**شکل 4.2.1**)۔[31] یہ بنیادی طور پر خطرناک ساخت ملکی حقیقی نقص (DSIN) سے پیدا ہوتی نظر آتی ہے—ایک ایسا تصور جو عام طور پر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کوئی ملک مقامی کرنسی میں طویل مدتی مدت کے لیے معین شرح سود پر قرض لینے سے قاصر ہوتا ہے۔[32],[33] ادبیات کے مطابق، طویل مدتی معین شرح سود کے تمسکات کی طرف ملکی قرض کی بڑھتی ہوئی ترکیب، شرح سود کی لاگت، قرض کے اجرائے ثانی کے خطرات، اور عرصیت کے عدم توازن کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

[30] رواں شرح تمسکات عام طور پر شرحِ سود یا مہنگائی سے منسلک ہوتی ہیں۔

[31] تقریباً 80 فیصد مقامی قرضہ یا تو قلیل مدتی یا رواں شرح آلات پر مشتمل ہے، جس سے یہ شرح سود کے خطرے کے لیے نہایت حساس ہو جاتا ہے۔ (آئی ایم ایف ملکی رپورٹ نمبر 109/25)

[32] ڈی ایس آئی این = 1- (مقامی کرنسی میں طویل مدتی داخلی قرضہ مع معین شرحِ سود / مجموعی سرکاری قرض)

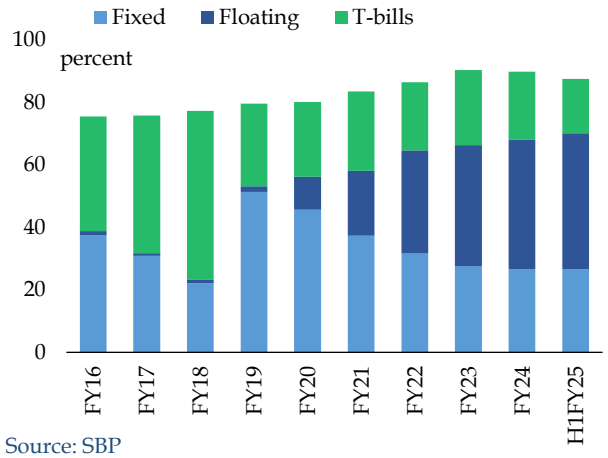
[33] آرنوڈ، ایم اور جولیئن، آر۔ (2005ء)

جدول 4.2.1: بیانیہ شماریات

کُل نمونہ	اوسط	معیاری انحراف	DSIN سے ربط
DSIN	0.67	0.09	.....
قرضے کی واپسی اور جی ڈی پی	0.05	0.01	0.07
بنیادی توازن اور جی ڈی پی	-0.01	0.01	0.20
مہنگائی	0.11	0.07	0.07
خطِ یافت کی ڈھلوان	-0.32	1.93	-0.02
اساسی سرمایہ کار	0.06	0.01	-0.08
مالی سال 21ء کے بعد			
DSIN	0.71	0.03	
قرضے کی واپسی اور جی ڈی پی	0.06	0.01	0.58
بنیادی توازن اور جی ڈی پی	-0.01	0.02	0.47
مہنگائی	0.18	0.07	0.19
خطِ یافت کی ڈھلوان	-1.82	2.00	-0.51

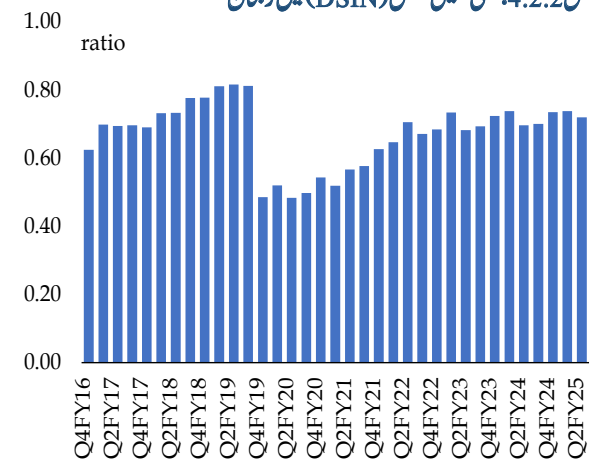
ماخذ: اسٹیٹ بینک

شکل 4.2.1: ملکی قرضے کی ترکیب



Source: SBP

شکل 4.2.2: ملکی حقیقی نقص (DSIN) میں رجحان



Source: SBP

اسی پس منظر میں، اس باکس میں پاکستان کے تناظر میں ڈی ایس آئی این (DSIN) کے تصور کو لاگو کیا گیا ہے۔ تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں ڈی ایس آئی این کی اوسط سطح مالی سال 16ء کی چوتھی سہ ماہی سے مالی سال 25ء کی دوسری سہ ماہی تک کے عرصے میں 0.67 رہی (**جدول 4.2.1**)۔ پاکستان میں DSIN کی سطح نہ صرف زیادہ رہی بلکہ یہ ایک مستقل رجحان بھی بنی رہی، جیسا کہ اس کے غیر اہم اور پست ترین معیاری انحراف سے ظاہر ہوتا ہے۔[34] کل مقامی قرضے میں طویل مدتی معین شرح تمسکات کے حصے میں مسلسل کمی نے DSIN کی شدت کو مزید بڑھا دیا (**شکل 4.2.2**)۔[35]

ادبیات کے مطابق، ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں DSIN کی موجودگی میں کئی بنیادی عوامل کردار ادا کرتے ہیں (Mehl and Reynaud (2005))۔ موجودہ ادبیات کی روشنی میں[36]، پاکستان کے تناظر میں ان عوامل کا تعلقی تجزیہ (correlation analysis) **جدول 4.2.1** میں پیش کیا گیا ہے۔ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرض کے بوجھ جس کی قرض کی واپسی اور جی ڈی پی کے تناسب سے پیمائش کی گئی ہے، اس کا DSIN کے ساتھ مثبت تعلق پورے نمونہ مدت (sample period) میں برقرار رہا۔

یہ مثبت تعلق اس وقت مزید مضبوط ہو گیا جب مالی سال 21ء کے بعد اوسط قرض کی واپسی اور جی ڈی پی شرح بڑھ کر 6.0 فیصد تک پہنچ گئی۔ اسی طرح، DSIN کی شدت کا انحصار مالیاتی ساکھ (fiscal credibility) پر بھی ہے، جسے بنیادی توازن اور جی ڈی پی کے تناسب سے ظاہر کیا گیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ، بنیادی توازن اور جی ڈی پی کے تناسب کا DSIN پر اثر بھی بڑھتا گیا۔ قرض کے بوجھ اور بنیادی توازن دونوں کا DSIN کے ساتھ مثبت تعلق اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حکومت کے لیے طویل مدتی معین شرح تمسکات کے ذریعے فنڈز حاصل کرنے پر رسک پریمیم (risk premium) میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

زری پالیسی کی ساکھ، جس کی پیمائش بذریعہ مہنگائی کی گئی، یہ بھی DSIN کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مہنگائی کا DSIN کے ساتھ مثبت تعلق رہا، جو مالی سال 21ء کے بعد ارتباطی عدد (correlation coefficient) میں اضافے سے ظاہر ہوتا ہے، جب اوسط مہنگائی 20 فیصد تک پہنچ گئی۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہنگائی کا دباؤ قرض دہندگان کے خدشات بڑھاتا ہے کہ ملکی قرض کی حقیقی قدر کم ہو سکتی ہے، اور اس وجہ سے وہ اپنے قرض کی ساخت کو مختصر مدتی اور شرح سود سے منسلک سیکیورٹیز کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔

[34] ڈی ایس آئی این کا معیاری انحراف مالی سال 21ء کے بعد کے عرصے کے لیے 0.03 ہے۔

[35] مقامی قرضے کے تازہ ترین اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈی ایس آئی این میں کمی آئی ہے کیونکہ معین ریٹ آلات کا حصہ مالی سال 25ء میں بڑھ کر 28.7 فیصد ہو گیا، جو گذشتہ برس 17.8 فیصد تھا۔

[36] موجودہ لٹریچر میں نتائج زیادہ تر تسیمی اور باہمی تعلق (correlation) کے تجزیے کے ساتھ ساتھ تجربی تخمینے (empirical estimation) پر مبنی ہیں۔ تاہم، تجربی تخمینے کی مشق اس خانے کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

خطِ یافت کی ڈھلوان (slope) کا DSIN کے ساتھ منفی اور نمایاں تعلق پایا گیا ہے۔ یہ تعلق نہ صرف منفی رہا بلکہ مالی سال 22ء سے 24ء کے دوران خطِ یافت میں نمایاں تیزی سے اضافہ (steepening) بھی دیکھا گیا۔ معکوس خطِ یافت کی بڑھتی ہوئی ڈھلوان نے DSIN کے ساتھ معکوس تعلق (inverse relationship) کو مزید مضبوط کیا۔ یہ نتائج قرض دہندگان کے اس مؤقف کی تصدیق کرتے ہیں کہ جب خطِ یافت کی ڈھلوان میں اضافہ ہوتا ہے (یعنی قلیل مدتی شرحِ سود طویل مدتی شرح سے زیادہ ہو جائے)، تو قرضوں کی عرصیت (debt maturity) کم ہونے لگتی ہے—کیونکہ سرمایہ کار طویل مدتی معین شرحِ تمسکات کے بجائے قلیل مدتی یا رواں شرح سرمایہ کاری کو ترجیح دینے لگتے ہیں۔

آخراً، سرمایہ کاروں کی اساس—جسے قومی بچت برائے جی ڈی پی تناسب[37] کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے DSIN کے درمیان کمزور مگر منفی تعلق پایا گیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جیسے جیسے سرمایہ کاروں کی اساس میں اضافہ ہوتا ہے، DSIN میں کمی واقع ہوتی ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وسیع سرمایہ کاری اساس (larger investors' base) بانڈ مارکیٹ کو وسعت دیتی ہے، جس کے نتیجے میں DSIN کی شدت میں کمی آتی ہے۔

نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالیاتی یکجائی زری پالیسی کی بہتر ساکھ (enhanced monetary credibility)، بڑھتے ہوئے خطِ یافت (upward sloping yield curve)، اور وسیع سرمایہ کار انہ اساس (larger investors' base) — یہ تمام عوامل DSIN کو کم کرنے اور قومی قرضے کی ساخت (domestic debt composition) کو سودی لاگت (interest cost)، اجرائے ثانی کے خطرے (rollover risk) اور بلحاظ عرصیت (terms of maturity) زیادہ مؤثر بنانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اس باکس کی تیاری میں شاہ حسین کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

میہیل، اے۔ اور رینو، جے۔ (2005ء)، "ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ملکی حقیقی نقص (DSIN) کے عوامل"، ورکنگ پیپر سیریز نمبر 560، یورپی سینٹرل بینک۔

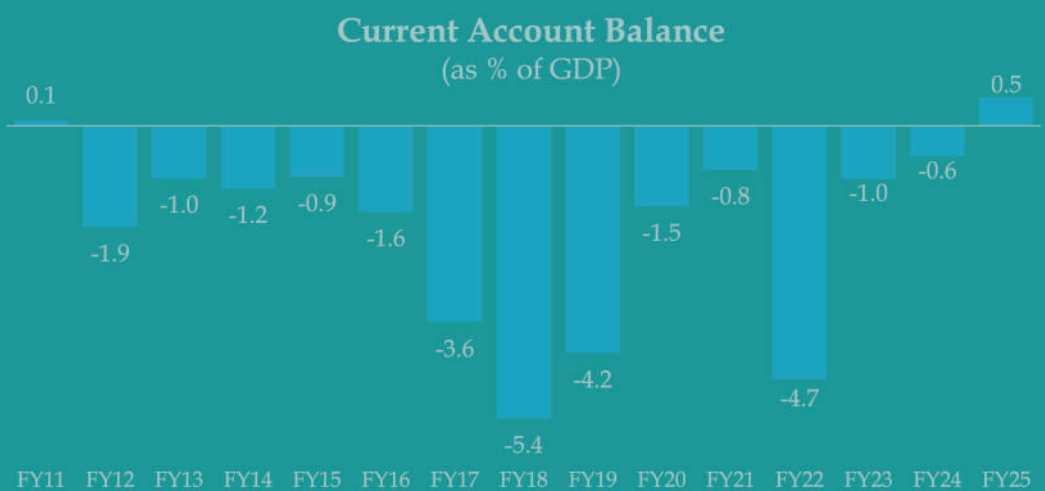
[37] قومی بچت سے جی ڈی پی کے تناسب اور ڈی ایس آئی این کے تجزیے کے لیے سالانہ اعداد و شمار استعمال کیے گئے ہیں کیونکہ قومی بچت کے سہ ماہی اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔



5

ادائیگیوں کا توازن

پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن کی پوزیشن میں بہتری کا سلسلہ مالی سال 25ء میں بھی جاری رہا ، اور جاری کھاتے کے توازن میں 14 برسوں کے دوران پہلی مرتبہ فاضل دیکھا گیا۔ جاری کھاتے کے توازن میں اس تبدیلی کو کارکنوں کی ترسیلات زر میں قابل ذکر اضافے اور ریکارڈ آئی سی ٹی برآمدات سے منسوب کیا جا سکتا ہے ، جس نے بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کی مکمل تلافی کر دی۔ جاری کھاتے میں فاضل سے بازار مبادلہ میں استحکام اور اسٹیٹ بینک کو زرمبادلہ ذخائر بڑھانے میں مدد ملی۔ اس کے ساتھ کثیر فریقی اور دو فریقی قرض دہندگان کی جانب سے قرضوں کی بلند فراہمی کے باعث مالی سال 25ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 5 ارب ڈالر سے زائد اضافہ ہوا ، جس سے بیرونی ادائیگیوں کو اطمینان بخش طریقے سے کرنا ممکن ہو سکا۔

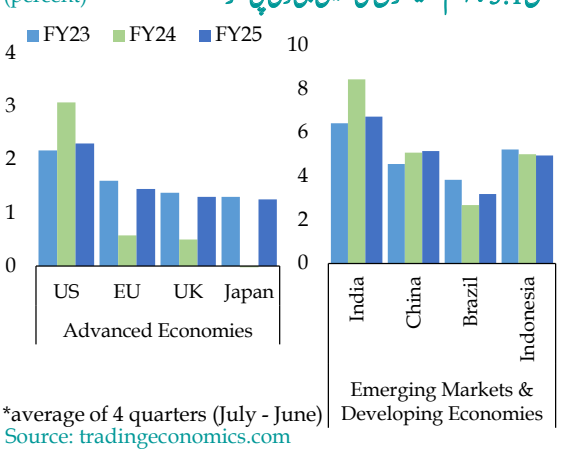


5 ادائیگیوں کا توازن

5.1 عالمی اقتصادی جائزہ

متعدد نقصان دہ دھچکوں کے بعد عالمی معیشت مالی سال 24ء میں مستحکم ہو گئی تھی، اور مالی سال 25ء کے دوران اس میں معتدل بحالی ہوئی۔ اس سے عالمی تجارت بڑھانے میں سہولت اور رسدی زنجیروں میں بہتری لانے اور اجناس کی قیمتوں پر دباؤ کم کرنے میں مدد ملی۔ اس طرح، بیشتر ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز) اور ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) میں مہنگائی ہدف کے قریب رہی۔

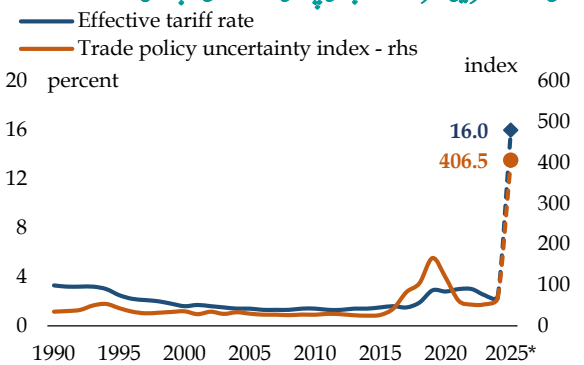
شکل 5.1 : اہم معیشتوں کی حقیقی جی ڈی پی نمو*



*average of 4 quarters (July - June)
Source: tradingeconomics.com

تاہم معاشی بحالی ناہموار تھی، کیونکہ ترقی یافتہ ممالک میں قدرے مضبوط نمو ہوئی، جبکہ ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں توسیع مالی سال 24ء کے مقابلے میں کم رہی (**شکل 5.1**)۔ عالمی معیشت کو مالی سال 25ء کے آخر میں کچھ اضافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جو امریکہ کی جانب سے ٹیرف میں اضافے کے متعلق بے یقینی اور جغرافیائی اور سیاسی کشیدگی میں شدت آنے کے نتیجے میں پیدا ہوئیں۔ بڑھتی ہوئی بے یقینی نے عالمی تجارت اور نمو کی بحالی کے پائیدار ہونے کے ساتھ عالمی رسدی زنجیروں میں تعطل کے امکانات کے بارے میں خدشات کو بڑھا دیا، جس کے نتیجے میں لاگتی مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ ہو گیا۔ نتیجتاً، صرف (consumption) کے فیصلوں میں گھرانے محتاط ہو گئے، فرموں نے سرمایہ کاریوں کو مؤخر کر دیا اور مالی منڈیوں میں زیادہ اتار چڑھاؤ دیکھا گیا۔[1]

شکل 5.2: امریکی ٹیرف اور تجارتی پالیسی کے متعلق بے یقینی



*US tariff rate is as of 15-Aug 2025, while trade policy uncertainty index is updated till June 2025.
Sources: WB and worlduncertaintyindex.com

موصول شدہ معاشی ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 25ء کے آخر تک مذکورہ پیش رفتوں کے منفی اثرات مرتب ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مالی سال 25ء کی آخری سہ ماہی کے دوران امریکہ کے اہم تجارتی شراکت داروں کی جانب سے جوابی ٹیرف عائد کرنے اور امریکی ٹیرف کے نفاذ میں تاخیر کے بعد عالمی تجارتی پالیسی کے بارے میں بے یقینی بڑھ کر تاریخی لحاظ سے بلند سطح تک پہنچ گئی (**شکل 5.2**)۔ اس سے نئے برآمدی آرڈرز میں تیزی سے کمی ہوئی، جو اشیا کی کمزور تجارت کی نشاندہی کر رہی تھی۔[2]

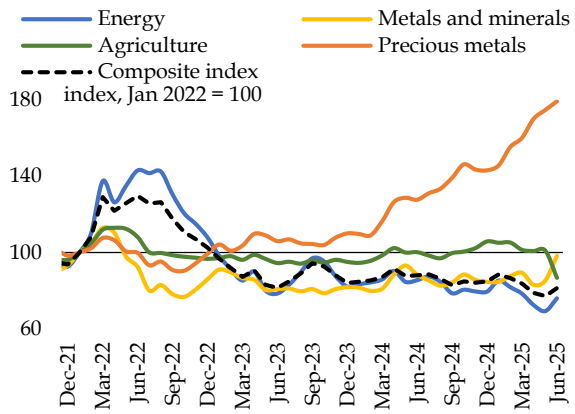
کشیدہ عالمی ماحول نے قیمتی دھاتوں کے علاوہ تقریباً تمام اہم اجناس کی قیمتوں پر اثرات مرتب کیے۔ مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں توانائی اور غیر توانائی دونوں کے اجزا کی قیمتوں میں کمی کا رجحان رہا تھا۔ تاہم، جون 2025ء میں یہ رجحان بدل گیا اور جغرافیائی و سیاسی تنازعات کے باعث عالمی رسدی زنجیروں کے معطل

[1] عالمی معاشی منظرنامہ، اپریل 2025ء۔

[2] ایس اینڈ پی کے مطابق، نئے برآمدی آرڈرز کا عالمی پرچیزنگ مینیجرز انڈیکس مارچ 2025ء میں بتدریج 50 کے نشان (توسیعی زون) کو عبور کر گیا، لیکن اگلے مہینوں میں 50 سے نیچے گر گیا۔

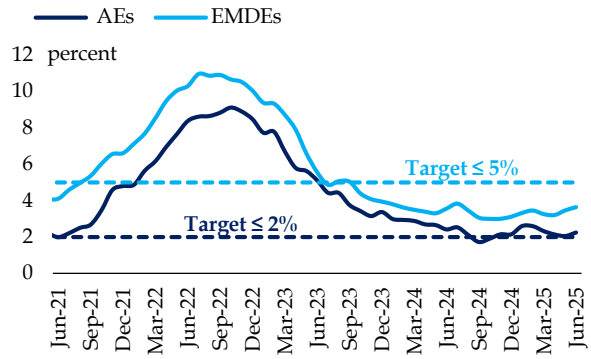
ہونے کا نتیجہ اجناس کی قیمتوں، علاوہ زرعی اجناس، میں اضافے کی صورت میں نکلا۔ قیمتی دھاتوں کے نرخوں میں اضافے کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ ان کی نوعیت محفوظ جنت جیسی ہے (**شکل 5.3**)۔

شکل 5.3: اجناس کی عالمی قیمتیں



Source: WB

شکل 5.4: عمومی مہنگائی*

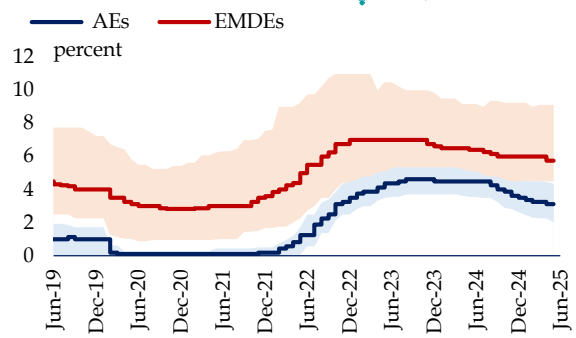


*Median inflation of each group. The sample includes 30 AEs and 44 EMDEs.
Source: Haver

مذکورہ پیش رفتوں نے ترقی یافتہ معیشتوں میں افرادی قوت اور خدمات کے شعبے میں موجود قیمتوں کے دباؤ کی شدت کو بڑھادیا، جبکہ ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں غذائی مہنگائی کی بلند سطح اور کرنسی کی قدر میں کمی دیکھی گئی۔ اس صورت حال کی عکاسی مالی سال 25ء کی آخری سہ ماہی میں ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز) اور ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) دونوں میں مہنگائی کے بڑھنے سے ہوتی ہے (**شکل 5.4**)۔

نتیجتاً، زری پالیسی میں نرمی کی رفتار سست ہوگئی۔ مہنگائی بظاہر لاگتی عوامل کے زیر اثر تھی کیونکہ علاقائی تنازعات کے باعث رسدی زنجیر میں تعطل پیدا ہو گیا تھا اور خدشات موجود تھے کہ احتیاطی بچتوں کے سبب طلب اور پھر صرف میں کمی کی صورت میں مہنگائی کم ہو سکتی ہے۔ اس پس منظر میں ترقی یافتہ کے ساتھ بیشتر ابھرتی معیشتوں کے مرکزی بینکوں نے زری پالیسی مزید نرم کرنے کے متعلق محتاط رویہ اختیار کیا، تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ مذکورہ پیش رفتیں کس طرح کے اثرات مرتب کرتی ہیں (**شکل 5.5**)۔

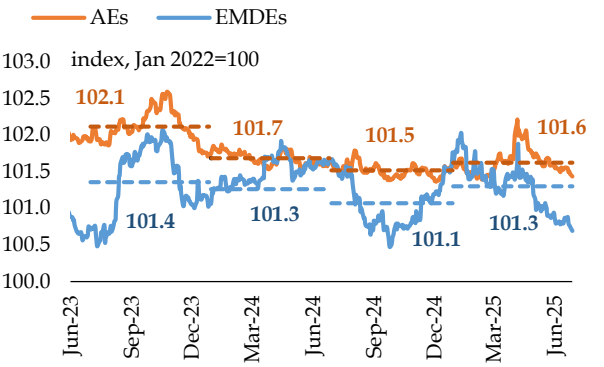
شکل 5.5: مرکزی بینک کے پالیسی ریٹس



* The lines display the median policy rates for 73 EMDEs and 14 AEs. The shaded areas show the range between the 25th and 75th percentile of the respective policy rates.
Sources: Haver and cbrates.com

مالی منڈیاں محتاط زری پالیسی مؤقف کی عکاس تھیں۔ بڑھتی ہوئی بے یقینی اور بلند مہنگائی کی توقعات کے پیش نظر مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی میں عالمی مالی حالات سخت ہونا شروع ہو گئے (**شکل 5.6**)۔ آخری سہ ماہی میں تجارتی مشکلات میں اضافے اور اس کے بعد جزوی آسانی نے ایکویٹی اور حکومتی بانڈ کی منڈیوں دونوں میں قابل ذکر اتار چڑھاؤ پیدا کیا۔ ان پیش رفتوں نے ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں پر خاصے مضر اثرات مرتب کیے، اور ان کے ریاستی بانڈ کے تفاوت میں اضافہ ہو گیا اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں کرنسیوں کی قدر کم ہو گئی (**شکل 5.7**)، جس سے موجود مشکلات میں شدت آگئی، جن میں درآمدات پر انحصار میں اضافہ، پست بیرونی بفرز، قرضوں کے بوجھ کی بلند سطح اور محدود مالیاتی گنجائش شامل ہیں۔

شکل 5.6 : مالی حالات

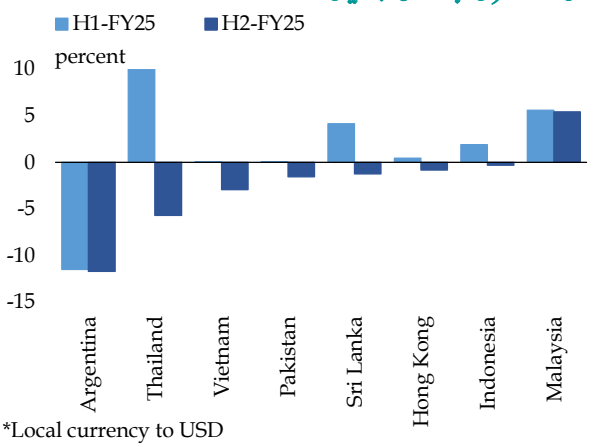


Note: Higher numbers are associated with tighter financial conditions. Dotted lines represent half year average.

Source: Bloomberg

شرح سود اور تفاوت (spread) کی بلند سطح، قرضوں کی محدود رسد اور قرض دہندگان میں خطرے سے بلند گریز کے باعث مالی حالات سخت رہے۔ لہٰذا، بیشتر ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں مالی سال 25ء کی آخری سہ ماہی کے دوران معاشی نمو کی رفتار معتدل ہوگئی۔[3] اگر یہی صورت حال برقرار رہی تو یہ محرکات معاشی سست رفتاری کی شدت کو بڑھانے کے ساتھ وسیع کساد بازاری کے خطرے کو بڑھا سکتے ہیں، اور غیر ارادی سخت گیری کے اثرات سے بچنے کے لیے زری اور مالیاتی پالیسیوں کے محتاط ردعمل کے متقاضی ہیں۔

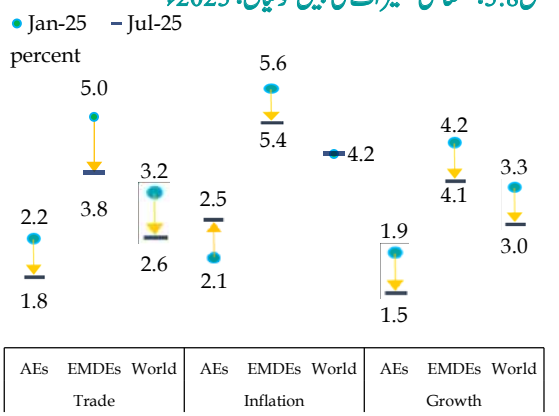
شکل 5.7: شرح مبادلہ میں تبدیلیاں*



*Local currency to USD

Source: Haver

شکل 5.8: معاشی متغیرات کی پیش گوئیاں: 2025ء



Source: IMF

ان خطرات کے پیش نظر کثیر فریقی ایجنسیوں نے عالمی معاشی نمو اور تجارت کی پیش گوئیوں پر نظر ثانی کر کے ان میں کمی ہے، جبکہ مہنگائی کی پیش گوئیوں کو کسی تبدیلی کے بغیر برقرار رکھا گیا، ان کے مقابلے میں جو ٹیرف اور جغرافیائی اور سیاسی کشیدگیوں کے نمودار ہونے سے قبل تھیں۔[4] مزید برآں، بیرونی دھچکوں کے مقابلے میں بلند اکتشاف اور کم لچکداری کے پیشِ نظر ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں کی تجارتی نمو میں اس کی شدت زیادہ نمایاں نظر آتی ہے (**شکل 5.8**)۔ اس سے قطع نظر، یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حالیہ اقتصادی منظر نامہ انتہائی پیچیدہ رہا ہے، اور اس صورت حال کا تسلسل جاری ہے۔

5.2 پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن

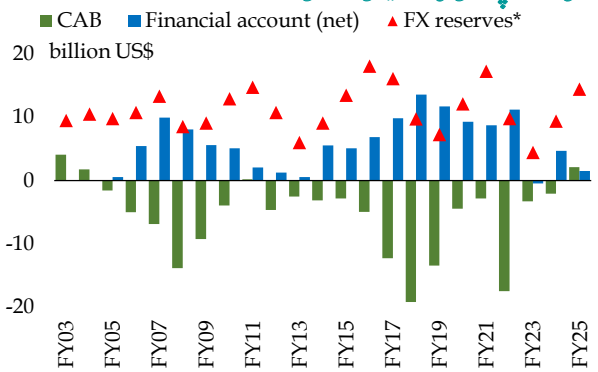
مالی سال 25ء میں پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن میں مزید بہتری آئی، اور جاری کھاتے کے توازن میں فاضل کی 22 برسوں میں بلند ترین سطح درج کی گئی۔ نتیجتاً، مارکیٹ کی سیالیت میں بہتری کے باعث اسٹیٹ بینک کو مالی سال 25ء کے دوران 7.7 ارب ڈالر کی خالص خریداریاں کرنے کا موقع ملا۔ اس کے ساتھ آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے پہلے کامیاب جائزے اور کثیر فریقی اور دو طرفہ

[3] اہم ترقی یافتہ ممالک میں برطانیہ، یورپی یونین اور جاپان کی جی ڈی پی نمو معتدل ہو کر مالی سال 25ء کی چوتھی سہ ماہی میں بالترتیب 1.4، 1.2، اور 1.2 فیصد پر آگئی جو گذشتہ سہ ماہی میں 1.5، 1.3 اور 1.8 فیصد تھی۔ اسی طرح، چین جیسی ای ایم ڈی ایز میں یہ کم ہو کر 5.2 فیصد ہوگئی، جو گذشتہ سہ ماہی میں 5.4 فیصد تھی۔

[4] عالمی معاشی منظر نامہ (اپڈیٹ جولائی 2025ء) اور عالمی اقتصادی امکانات (جون 2025ء)۔

قرض دہندگان کی جانب سے گذشتہ برس کی نسبت سرکاری رقوم کی بلند فراہمی نے ، قرض کی بھاری واپسی کے باوجود، زرمبادلہ کے ذخائر کو مضبوط کیا (**شکل 5.9** اور **جدول 5.1**)۔ ان سازگار پیش رفتوں کی بدولت بازار مبادلہ کو مستحکم اور کرب مارکیٹ پر یمیم کو کم رکھنے میں مدد ملی۔

شکل 5.9: پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن



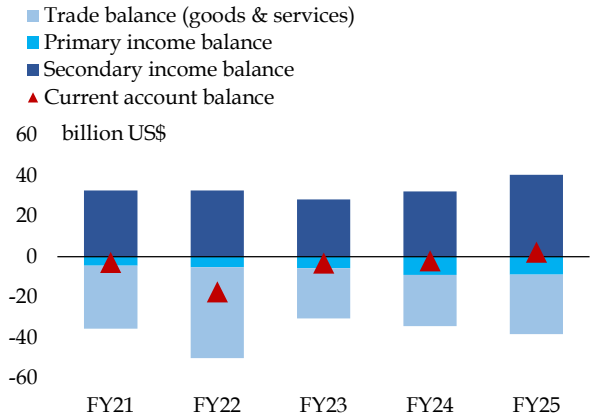
*SBP reserves excluding CRR/SCRR, net ACU, foreign currency cash holding
Source: SBP

تجارتی خسارے میں اضافے کے باوجود جاری کھاتے کے توازن میں اضافے کا بڑا محرک کارکنوں کی ترسیلات زر میں اضافہ تھا۔ مزید برآں، مالی سال 25ء میں خدمات کے کھاتے کے توازن اور بنیادی آمدنی کے توازن دونوں میں بہتری دیکھی گئی۔ خدمات کھاتے کے توازن کا اہم سبب آئی سی ٹی برآمدات میں مستحکم اضافہ جبکہ بنیادی آمدنی کا توازن عالمی شرح سود میں کمی کا عکاس تھا۔

تجارتی خسارے میں اضافہ درآمدات میں وسیع البنیاد اضافے کے باعث ہوا، جس نے برآمدات میں معتدل نمو کو پیچھے چھوڑ دیا۔ برآمدات میں نمو کو سہولت عالمی طلب میں کچھ بحالی سے ملی، جس کی عکاسی برآمدات کا حجم بڑھنے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح، عالمی اجناس کی قیمتوں اور بہتر ہوتی ملکی معاشی سرگرمی کے حالات میں درآمدات میں اضافہ، خصوصاً خام مال میں، بڑی حد تک حجم پر مبنی تھا (**باب 2**)۔

مالی کھاتے میں 1.5 ارب ڈالر کی خالص رقوم کی آمد ہوئی، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں کافی کم ہے۔ مزید برآں، موصول ہونے والی بیشتر رقوم میں سرکاری

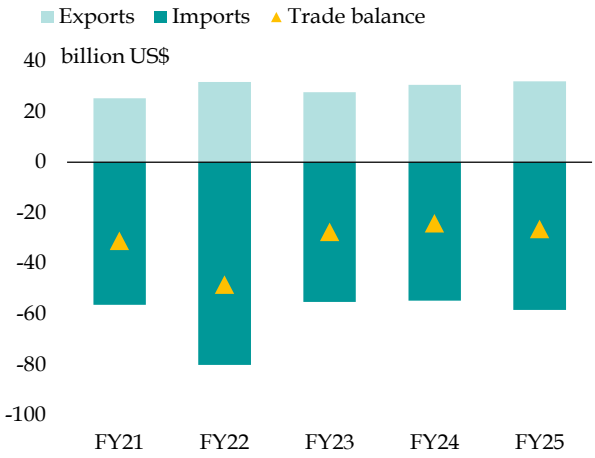
شکل 5.10: جاری کھاتے کا توازن



Source: PBS

قرضوں کی سطح بلند رہی۔ اگرچہ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں معمولی اضافہ ہوا، تاہم بیرونی جزدانی سرمایہ کاری (ایف پی آئی) سے رقوم کا خالص اخراج دیکھا گیا۔ مالی سال 25ء میں ایکویٹی پر بلند منافع کے باوجود بیرونی سرمایہ کاروں نے پاکستان کی درجہ بندی کی فرنٹیئر مارکیٹ حیثیت اور سرمایہ کاریوں کے منافع کمانے کے رویے کے باعث خالص فروخت کی پوزیشن برقرار رکھی۔[5]

شکل 5.11: پاکستان کی سامان کی تجارت



Source: PBS

جاری کھاتے کے توازن میں زرِ فاضل اور مالی کھاتے میں خالص رقوم کی آمد کے ساتھ آئی ایم ایف کی قسط ملنے کے نتیجے میں آخر جون 2025ء تک اسٹیٹ بینک کے

[5] ایف ٹی ایس ای نے 23 ستمبر 2024ء میں پاکستان کی دوبارہ درجہ بندی کی اور اسے ثانوی ابھرتی ہوئی مارکیٹ سے فرنٹیئر مارکیٹ کی حیثیت پر منتقل کر دیا۔

جدول 5.1: پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن*

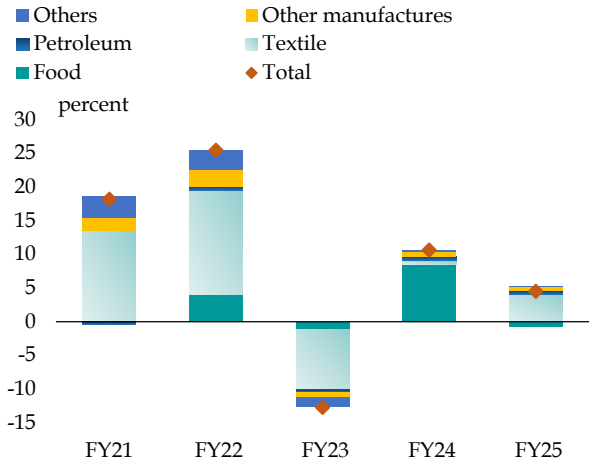
ملین امریکی ڈالر

	مالی سال23ء	مالی سال24ء	مالی سال25ء	م س24ء کے مقابلے میں مطلق تبدیلی
جاری کھاتے کا توازن	**-3,275**	**-2,072**	**2,113**	**4,185**
اشیا کی تجارت کا توازن	**-24,819**	**-22,177**	**-26,786**	**-4,609**
اشیا کی برآمدات (ایف او بی)	27,876	30,980	32,302	1,322
اشیا کی درآمدات (ایف او بی)	52,695	53,157	59,088	5,931
خدمات میں تجارت کا توازن	**-1,042**	**-3,110**	**-2,622**	**488**
خدمات کی برآمدات	7,596	7,691	8,383	692
آئی سی ٹی برآمدات	2,596	3,223	3,810	587
خدمات کی درآمدات	8,638	10,801	11,005	204
بنیادی آمدنی کا توازن	**-5,765**	**-8,986**	**-8,902**	**84**
جس میں سودی ادائیگیاں	4,612	5,546	5,313	-233
منافع اور منافع منقسمہ	331	2,215	2,220	4
ثانوی آمدنی کا توازن	**28,351**	**32,201**	**40,423**	**8,222**
جس میں کارکنوں کی ترسیلات زر	27,333	30,251	38,300	8,049
سرمایہ کھاتے کا توازن	**375**	**195**	**170**	**-25**
مالی کھاتے کا توازن*	**468**	**-5,370**	**-1,501**	**3,869**
براہ راست سرمایہ کاری (خالص)^*	**-670**	**-2,126**	**-2,398**	**-272**
جزدانی سرمایہ کاری (خالص)^*	**1,012**	**376**	**637**	**261**
دیگر سرمایہ کاری	**135**	**-3,610**	**265**	**3,875**
بیرون ملک زرمبادلہ کے اثاثوں میں اضافہ	-964	-381	72	453
زرمبادلہ قرضے اور واجبات	-1,099	3,229	-193	-3,422
مرکزی بینک	0	999	0	-999
بینک	1,241	715	-1,460	-2,175
عمومی حکومت	**-2,085**	**1,565**	**2,320**	**755**
تقسیم	9,891	6,044	9,518	3,474
بالا اقساط ادائیگی	11,660	6,727	7,643	916
دیگر واجبات (خالص)	-316	2,248	445	-1,803
دیگر شعبہ	**-255**	**-50**	**-1,053**	**-1,003**
تقسیم	398	2,419	675	-1,744
بالا اقساط ادائیگی	1,663	1,905	1,691	-214
دیگر واجبات (خالص)	1,010	-564	-37	527
خالص اغلاط اور بھول چوک	**-850**	**-631**	**-40**	**591**
مجموعی توازن	**4,218**	**-2,862**	**-3,744**	**-882**
اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر	**4,445**	**9,390**	**14,506**	**5,116**
پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+)/کمی (-) فیصد میں (آخر مدت)	**-28.4**	**2.7**	**-1.9**	**-**

* آئی ایم ایف کے ادائیگیوں کے توازن اور بین الاقوامی سرمایہ کاری پوزیشن مینوئل کا چھٹا ایڈیشن (بی پی ایم 6)، منفی علامت کا مطلب ہے پاکستان میں خالص بیرونی رقوم کی آمد۔ ^ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (خالص) = خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد - خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا اخراج۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 5.12: برآمدات کی نمو میں حصہ



Source: PBS

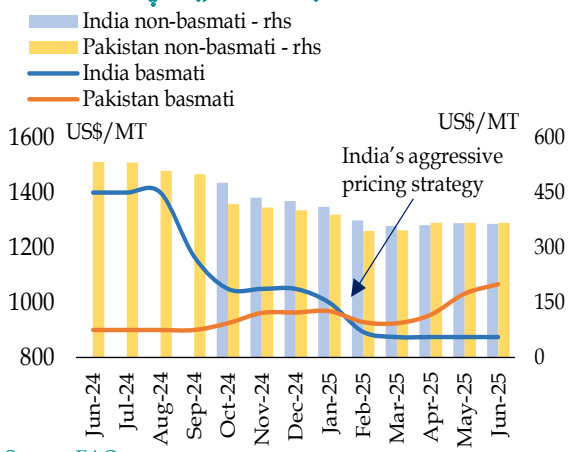
زرمبادلہ کے ذخائر 5.1 ارب ڈالر اضافے کے ساتھ 14.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ یہ ذخائر 2.4 مہینوں کی درآمدات کو فنانس کرنے کے لیے کافی تھے، جو آخر جون 2024ء کے 1.6 مہینوں کے مقابلے میں زیادہ تھے۔[6] مزید برآں، مالی سال 25ء کے آغاز میں کچھ اتار چڑھاؤ کے بعد شرح مبادلہ بڑی حد تک مستحکم رہی، اور کرب پر یمیم بھی تقریباً زائل ہو گیا۔

اس سے قطع نظر، بیرونی کھاتے میں یہ بہتری برآمدی کارکردگی اور نجی رقوم کی آمد کے بجائے بڑی حد تک کارکنوں کی ترسیلات زر کے باعث ممکن ہوئی۔ اس پس منظر میں، حکومت کی جانب سے برآمدات پر مبنی نمو کو بڑھانے کے لیے درآمدات پر ٹیرف کو حقیقت پسندانہ بنانے کا فیصلہ درست سمت میں ایک قدم ہے۔ تاہم، صرف ٹیرف کی اصلاحات ہی تبدیلی نہیں لا سکتیں، بلکہ ان کے ساتھ معاشی مسابقت بڑھانے اور سازگار ماحول کی فراہمی کے لیے بھی متوازن اصلاحات کرنا ضروری ہے (**باکس 5.1**)۔

5.3 جاری کھاتے کا توازن

مالی سال 25ء میں جاری کھاتے کے توازن میں فاضل درج کیا گیا، جبکہ مالی سال 24ء میں اتنی ہی رقم کا خسارہ موجود تھا۔ جاری کھاتے کے توازن میں خاصی بہتری کو کارکنوں کی ترسیلات زر میں بہتری سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس نے تجارتی اور بنیادی آمدنی کھاتوں کے خساروں کے اثرات کو مکمل طور پر زائل کر دیا (**شکل 5.10**)۔ ترسیلات زر میں اضافہ حکومت اور اسٹیٹ بینک کے مختلف اقدامات کی بدولت ہوا، جو کم کرب پر یمیم پر منتج ہوا۔[7]

شکل 5.13: قیمتوں کے رجحانات: باسمتی بمقابلہ غیر باسمتی چاول



Source: FAO

تجارت (اشیا کی) توازن[8]

مالی سال 25ء کے دوران تجارتی سامان کا خسارہ بڑھ کر 27.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 24.1 ارب ڈالر تھا۔ اس خسارے کا اہم سبب برآمدات میں معتدل نمو کے مقابلے میں درآمدات میں بلند اضافہ تھا (**شکل 5.11**)۔

[6] آئی ایم ایف کی اشیا اور خدمات کی درآمدات کی پیش گوئی کے مطابق۔

[7] اسٹیٹ بینک اور حکومت پاکستان نے متعدد پالیسی اقدامات متعارف کروائے جن میں ایکس چینج کمپنیوں میں اصلاحات (www.sbp.org.pk/epd/2024/FECL9.htm)؛ ملکی ترسیلات پر ٹیلی گرافک ٹرانسفر (ٹی ٹی) چارجز اسکیم کی ادائیگی (www.sbp.org.pk/epd/2024/FECL10.htm)؛ اور باضابطہ ذرائع سے ترسیلات زر کی آمد کی حوصلہ افزائی کے لیے ملکی ترسیلات زر کا فروغ (www.sbp.org.pk/epd/2023/FECL15.htm)۔

[8] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) کے درج کردہ کسٹم ڈیٹا پر مبنی ہے۔ پی بی ایس کا تجارتی ڈیٹا ادائیگیوں کے ریکارڈ کے ڈیٹا سے مماثلت نہیں رکھتا، جو سیکشن 6.2 اور 6.3 میں دیا گیا ہے۔ ان دو ڈیٹا سیریز کے درمیان فرق کے بارے میں تفصیلات کے لیے دیکھیے ڈیٹا پر توضیحی نوٹس کا ضمیمہ۔

جدول 5.2: سامان کی تجارت

ملین ڈالر

	مالیتیں		تبدیلی		مقداری اثر	قیمت کا اثر
	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	مطلق	فیصد		
برآمدات	**30,677**	**32,046**	**1,359**	**4.5**	-	-
ٹیکسٹائل	**16,656**	**17,890**	**1,234**	**7.4**	-	-
ملبوسات*	7.971	9.141	1.170	14.7	471	699
گھریلو ٹیکسٹائل*	3,858	4,196	338	8.8	246	92
سوتی دھاگہ	956	681	-275	-28.7	-264	-11
خام کپاس	56	1	-55	-	-55	-
غیر ٹیکسٹائل	**14,021**	**14,156**	**135**	**0.96**	-	-
غذا	**7.370**	**7.117**	**-253**	**-3.4**	-	-
چاول	3,933	3,353	-580	-14.7	-137	-443
باسمتی	877	831	-46	-5.3	39	-85
غیر باسمتی	3,055	2,522	-533	-17.4	-142	-391
روغنی بیج	410	373	-37	-9.0	120	-157
پٹرولیم	398	573	175	44.2	-	-
پٹرولیم مصنوعات	321	464	143	44.5	157	-14
دیگر مینوفیکچررز	**4,032**	**4,228**	**196**	**4.9**	-	-
سیمنٹ	267	330	63	23.8	76	-13
دواسازی	341	458	117	34.2	103	14
پلاسٹک کا مواد	400	469	69	17.2	38	31
انجینئرنگ کا سامان	351	409	58	16.6	-	-

* ملبوسات کے زمرے میں ہوزری (نٹ ویئر) اور ریڈی میڈ گارمنٹس شامل ہیں، جبکہ گھریلو ٹیکسٹائل کا زمرہ تولیے اور بستر کی چادروں پر مشتمل ہے۔

پاکستان دفتر شماریات

درآمدات میں اضافے سے معاشی سرگرمی میں معتدل بحالی کے تسلسل اور برآمدات سے منسلک مضبوط طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔

برآمدات

مالی سال 25ء کے دوران برآمدات میں 4.5 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس یہ 10.7 فیصد تھی (**جدول 5.2**)۔ برآمدات کی نمو میں سست رفتاری کا اہم سبب غذائی برآمدات، خصوصاً چاول اور تل کے بیجوں کی، میں کمی تھی۔ چاول کی برآمدات میں بھارت کی واپسی اور کم ملکی پیداوار اس کی برآمدات میں کمی کا سبب بنیں، جبکہ تل کے معاملے میں کمی کا سبب تل کے بیجوں کے بڑے درآمد کنندہ چین کو ایتھوپیا اور سوڈان سے رسد کی بحالی تھی۔ کم غذائی برآمدات کے اثرات ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافے نے زائل کر دیے، جبکہ پٹرولیم مصنوعات اور دیگر مینوفیکچررز نے بھی اس میں کردار ادا کیا (**شکل 5.12**)۔

ٹیکسٹائل برآمدات

مالی سال 25ء کے دوران ٹیکسٹائل برآمدات میں 7.4 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس ان میں 0.9 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا تھا۔[9] اس نمو میں بڑا حصہ قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل کے اجزا، ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل، کا تھا۔ دو اہم پیش رفتوں سے اس نمو کو تقویت ملی: (i) عالمی طلب کی بحالی جو بلند حجم پر منتج ہوئی؛ اور (ii) کم قیمت، بھاری مقدار والی گھریلو ٹیکسٹائل کی جگہ بلند قیمت، کم وزن کے حامل ملبوسات پر

[9] مالی سال 21ء تا مالی سال 25ء کے دوران ٹیکسٹائل کی برآمدات میں 8.4 فیصد کی اوسط سالانہ شرح سے اضافہ ہوا، جس میں کووڈ 19 کی مدت میں دیکھی گئی غیر معمولی کارکردگی بھی شامل ہے۔

جدول 5.3: گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدت

امریکہ کو برآمدات	حجم میں تبدیلی (فیصد)	اکائی مالیت (امریکی ڈالر/ایم ٹو*)	
	م س24ء کے مقابلے میں م س25ء	م س24ء	م س25ء
تھائی لینڈ	36.2	0.72	0.68
ویت نام	21.0	1.0	1.0
بھارت	8.9	0.90	0.81
فلپائن	1.8	0.78	0.89
چین	0.5	0.58	0.54
پاکستان	-2.4	0.69	0.71
بنگلہ دیش	-6.4	0.71	0.68
یورپی یونین 27 کو برآمدات	**حجم میں تبدیلی (فیصد)**	**اکائی مالیت (یورو/کلوگرام)**	
	م س24ء کے مقابلے میں م س25ء	م س24ء	س25ء
تھائی لینڈ	24.0	5.0	4.9
ویت نام	8.87	4.7	4.9
بھارت	14.7	5.3	5.3
فلپائن	32.7	5.0	4.7
چین	13.5	3.3	3.3
پاکستان	10.8	5.5	5.5
بنگلہ دیش	5.8	4.8	5.1

* ایم ٹو کا مطلب ہے، اسکوائر میٹر کے مساوی، جو ایک تصوراتی یونٹ ہے جسے اونیکسا استعمال کرتا ہے۔

ماخذ: اونیکسا، یورواسٹیٹ اور اسٹیٹ بینک کا حساب

منتقلی۔[10] مؤخر الذکر پر برآمد کنندگان کے منافع کے مارجن نے مثبت اثر ڈالا۔ حجم کا اثر خصوصاً یورپی یونین کو گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات میں زیادہ نمایاں تھا، اور ان میں بیشتر اضافے کا محرک بنا۔ امریکی ٹیرف کے بارے میں بے یقینی کے حالات میں پاکستان سمیت ایشیائی برآمد کنندگان نے اپنی بلند حجم والی ٹیکسٹائل برآمدات کا رخ یورپی یونین کی طرف کر دیا۔[11] سستے گھریلو آرائش اور فاسٹ فیشن کے لیے صارفین کی لچکدار طلب کے ساتھ کم اوسط قیمتوں سے یورپی یونین کو درآمدی حجم مزید بڑھانے میں مدد ملی۔[12]

اس کے برعکس امریکہ کو گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات، جو پاکستان کی گھریلو ٹیکسٹائل مارکیٹ کا تقریباً 30 فیصد ہیں، میں حجم کے لحاظ سے کمی واقع ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت اور تھائی لینڈ جیسے علاقائی مسابقت کاروں نے مسابقتی نرخوں کی پیشکش کے ذریعے امریکی مارکیٹ کے بڑے حصے کو حاصل کر لیا ہے۔ وال مارٹ، IKEA، اور ٹارگٹ جیسے بڑے خردہ فروشوں نے 'چین + 1 (یا + 2 یا + 3)'[13] کی حکمت عملی کو اختیار کیا ہے تاکہ وہ چین پر انحصار کم کر کے اپنے آرڈرز دیگر ممالک کو منتقل کر سکیں۔ اس صورت حال نے مسابقت میں اضافہ کر دیا ہے اور آرڈرز کا رخ کم اکائی قیمت کے حامل تھائی لینڈ اور بنگلہ دیش جیسے سپلائروں کی طرف ہو گیا ہے۔ بعض مطالعوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس حکمت عملی سے ویت نام، بھارت اور کمبوڈیا جیسے ٹیکسٹائل کے علاقائی مسابقت کاروں کو بھی بہت فائدہ پہنچا ہے۔[14] خردہ فروشوں کے لیے یہ تبدیلی نہ صرف سورسنگ کی بدلتی ہوئی عالمی ترجیحات، تیزی سے تکمیل اور مرضی کے مطابق ڈیزائنوں کی ضرورت کا ردعمل ہے، بلکہ برآمدات کی منافع پر مبنی دوبارہ ہم آہنگی بھی ہے (**جدول 5.3**)۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ملبوسات کی برآمدات بھاری مقدار والی گھریلو ٹیکسٹائل کے مقابلے میں خاصی بلند مالیت کا فی اکائی وزن تخلیق کرتی ہیں، جس سے

[10] گارمنٹس اور نٹ ویئر کو زیادہ قیمت، کم وزن کی برآمدات اور گھریلو ٹیکسٹائل کو زیادہ وزن، کم قیمت والی برآمدات سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ باضابطہ معیاری درجہ بندی نہیں ہے، یہ فرق صنعت کے طریقوں کے مطابق ہے اور، پریمیم ہوم ٹیکسٹائل جیسے ڈیزائنر کشن کور یا پردے جن سے خاصی بلند اکائی قیمت ملتی ہیں، بڑی حد تک بین الاقوامی سطح پر موجود ہے۔ پاکستان میں مالی سال 25ء کا ایچ ایس ڈیٹا اس رجحان کی حمایت کرتا ہے، بستر کی چادروں اور تولیے کی قیمت (باب 63) اوسطاً 1000 روپے فی کلوگرام ہے جبکہ اس کے مقابلے میں نٹ ویئر 38,000 روپے فی کلوگرام (باب 61) اور تیار ملبوسات کی 30,000 روپے فی کلوگرام ہے (باب 62)۔

[11] پاکستان سے یورپی یونین کو کم لاگت، زیادہ مقدار والی گھریلو ٹیکسٹائل مصنوعات کی درآمدات میں غیر پرنٹ شدہ، بُنگ کے بغیر ٹوائلٹ، کچن اور بیڈ لینن کا غلبہ ہے، جب کہ زیادہ مالیت کے چھپے ہوئے اور knitting والے اجزا کا یورپی یونین کو پاکستان کی گھریلو ٹیکسٹائل برآمدات میں نسبتاً کم حصہ ہے۔ ماخذ: ایچ ایس 63 کے لیے ڈیٹا: ہوم ٹیکسٹائل (بشمول تولیے، بیڈ شیٹس وغیرہ)؛ اسلام آباد: پاکستان بزنس کونسل۔

[12] ٹیکسٹائل انٹیلی جنس (2025ء)۔ یورپی یونین میں ٹیکسٹائل اور کپڑوں کی درآمدات کے رجحانات، 2025ء؛ سی بی آئی کی ویب سائٹ: https://www.cbi.eu/market-information/home-decoration-home-textiles/what-demand

[13] چین + 1 (یا + 2 یا + 3) حکمت عملی کا مطلب ہے چین میں اپنے قائم کردہ پیمانے، کارکردگی اور رسدی زنجیر کی گہرائی سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایک اہم بنیاد برقرار رکھنا۔ جبکہ بیک وقت ویتنام، بھارت یا کمبوڈیا جیسے اضافی مراکز میں پیداوار کو متنوع بنانا۔ یہ نقطہ نظر چین پر حد سے زیادہ انحصار کو کم کرتا ہے، اور تجارتی تناؤ، رسدی زنجیر میں مشکلات اور بڑھتے ہوئے اخراجات کے خطرات کو کم کرتا ہے۔

[14] ایسٹ ویسٹ بیکس ویب سائٹ: ایشیا سورسنگ کی حکمت عملی 2025ء: چین، ویتنام اور اس سے آگے۔

برآمد کنندگان کو پیداوار منتقل کرنے کی ترغیب ملتی ہے (**جدول 5.4**)۔[15] اس تناظر میں گذشتہ چند برسوں کے دوران پاکستان کے برآمد کنندگان نے یورپی یونین اور امریکہ کی فیشن برانڈز کی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیار ملبوسات، ڈیزائن اسٹوڈیوز اور عملدرآمد کی توثیق کے شعبوں میں بھاری سرمایہ کاری کی ہے۔[16]

جدول 5.4: گھریلو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی اکائی قیمتیں: م س 25ء

	ملبوسات	گھریلو ٹیکسٹائل
	(امریکی ڈالر/ایم ٹو*)	
پاکستان	2.9	0.71
	ملبوسات	**گھریلو ٹیکسٹائل**
یورپی یونین 27	**(یورو/کلوگرام)**	
پاکستان	12.5	5.50

* ایم ٹو کا مطلب ہے، اسکوائر میٹر کے مساوی، جو ایک تصوراتی یونٹ ہے جسے اوٹیکسا استعمال کرتا ہے۔

ماخذ: اوٹیکسا، یورواسٹیٹ اور اسٹیٹ بینک کا حساب

اس کے ساتھ بڑی ٹیکسٹائل فرموں نے پائیداری کے عالمی معیارات پر پورا اترنے اور لاگت میں نقائص کم کرنے کے لیے اپنے موجودہ انفراسٹرکچر کو جدید خطوط پر استوار کرنے کا آغاز کر دیا ہے، جو برآمدی منڈیوں میں مسابقت کا حامل رہنے اور مارکیٹ میں حصہ بڑھانے کے لیے ضروری ہے۔ کچھ سرفہرست برانڈز نے اس میں سبقت حاصل کر لی ہے، تاہم ایسے اقدامات کے دائرۂ کار کو پوری صنعت تک وسعت دینا برآمدی مسابقت کے حصول، لاگت میں خاصی بچت کرنے اور انہیں طویل مدتی پائیدار نمو کے لیے مزید پیداواریت بڑھانے والی سرمایہ کاریوں میں استعمال کرنا بنیادی اہمیت کا حامل ہے (**باکس 5.2**)۔[17]

کم قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل میں تیزی سے کمی ہوئی[18]

کپاس کی ملکی پیداوار میں تیزی سے کمی نے نہ صرف قابلِ برآمد فاضل میں کمی کر دی ہے، بلکہ ملکی کپاس کی قیمتوں کو بھی درآمدی مساوات سے زائد کر دیا ہے، جس کی وجہ سے خام کپاس کی برآمد معاشی لحاظ سے قابلِ عمل نہیں رہی۔ مالی سال 25ء کے دوران دھاگے کی برآمدات میں بھی خاصی کمی ہوئی کیونکہ اپ اسٹریم ٹیکسٹائل اجزا، خصوصاً اسپننگ اور ویونگ، کو توانائی اور آپریشنل لاگتوں میں اضافے کا سامنا کرنا پڑا۔[19] تفریق پر مبنی جنرل سیلز ٹیکس کی پالیسی کا تسلسل بھی ملکی پیداوار پر درآمدی دھاگے کو ترجیح دیتا ہے۔[20]

غیر ٹیکسٹائل برآمدات

چاول کی کم برآمدات کے باعث غذائی برآمدات کم رہیں[21]

گذشتہ برس مضبوط کارکردگی دکھانے کے بعد مالی سال 25ء میں چاول کی برآمدات میں 14.7 فیصد کمی دیکھی گئی، جس کا اہم سبب ستمبر 2024ء میں چاول کی عالمی منڈی میں بھارت کا دوبارہ قدم رکھنا تھا۔[22] کم مقداری اثر کے علاوہ قیمتیں بھی کم ہو

[15] ان رجحانات کے پیشِ نظر، متعلقہ تجارتی انجمنوں نے بھی ایک مخصوص 'ملبوسات کی پالیسی' کی وکالت کی ہے، جو ٹیکسٹائل کے دیگر برآمدی اجزا سے الگ ہو۔ ماخذ:
https://texprocil.org/ibtexnewsclipping/1711605950-IBTEX28032024.pdf

[16] مرکب ٹیکسٹائل کمپنیوں کی کارپوریٹ رپورٹوں میں اعلیٰ درجے کی ملبوسات کے پیداکاروں کی طرف سے بلند قدر اضافی والے اجزا اور پیداواری گنجائش میں توسیع کے ساتھ دوبارہ اسٹریٹجک ہم آہنگی پر زور دیا گیا ہے۔ کچھ ریٹنگ ایجنسیوں نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ، اسٹریٹجک محاذ پر، ملبوسات کے شعبے میں کمپنیاں اپنی پیداواری صلاحیت کو مزید بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

[17] اعلیٰ درجے کی ٹیکسٹائل کمپنیوں میں سے ایک، نشاط ملز نے اپنی کارپوریٹ مالی رپورٹس میں بتایا ہے کہ توانائی کی جدت طرازی کے اقدامات جیسے کیپٹیو کوجنریشن پاور پلانٹس کی تنصیب نے توانائی کی کارکردگی کو بہتر بنایا ہے۔ دیگر ٹیکسٹائل فرموں کی کارپوریٹ مالی رپورٹس میں توانائی کی کارکردگی میں سرمایہ کاری کے منصوبوں کو اجاگر کیا گیا ہے، جس سے لاگت کی بچت اور پیداواری صلاحیت کے بہتر استعمال کے محرک کے طور پر اس کی بڑھتی ہوئی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

[18] مالی سال 25ء میں کپاس کی ملکی پیداوار کو کیڑوں کے حملوں، گرمی کی لہروں اور بے ترتیب بارشوں کی وجہ سے اہم چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا، جس کی وجہ سے کٹائی میں تاخیر اور معیار خراب ہوا۔ مالی سال 25ء میں اس کی پیداوار 10.2 سے کم ہو کر 7.1 ملین ٹن رہ گئی۔ مزید برآں، کاٹن اے انڈیکس روئی کی قیمتوں میں کمی کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے جس نے خام کپاس درآمد کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

[19] ٹیکسٹائل کمشنرز آرگنائزیشن کی تازہ ترین دستیاب رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 109 اسپننگ یونٹس بند ہوئے ہیں۔ ماخذ: ٹی سی او ویب سائٹ
https://www.tco.com.pk/documents/5f144babd2.pdf;

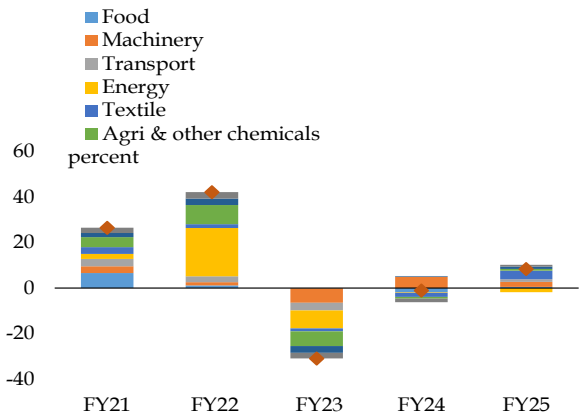
[20] درآمد شدہ دھاگہ، خاص طور پر پولی کاٹن اور پولی ایسٹر کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا جبکہ ملکی پیداوار پر جی ایس ٹی عائد رہا۔

[21] چاول مالی سال 25ء میں مجموعی غذائی برآمدات کا تقریباً 47.0 فیصد اور غیر ٹیکسٹائل کی مجموعی برآمدات کا 23.7 فیصد رہا ہے۔

[22] بھارت نے جولائی 2023ء میں غیر باسمتی چاول کی برآمد پر پابندی لگادی تھی تاکہ ملکی غذائی سلامتی کو یقینی اور بڑھتی ہوئی غذائی مہنگائی پر قابو پایا جاسکے۔

گئیں،[23] جس سے مضبوط پیداوار کے بل بوتے پر چاول کے عالمی ذخائر کی ریکارڈ بلند سطح کے حالات میں عالمی مسابقت میں شدت کی عکاسی ہوتی ہے۔[24]

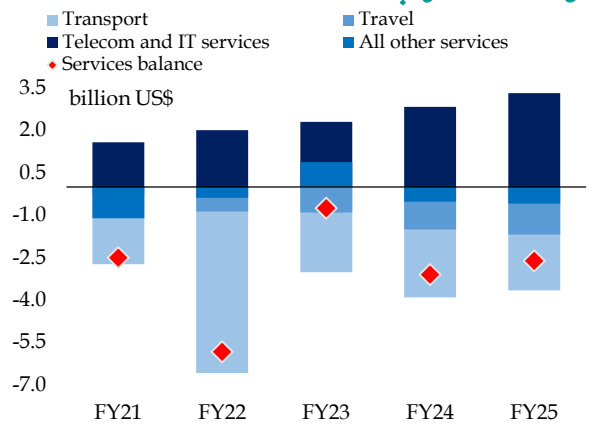
شکل 5.14: درآمدات کی نمو میں حصہ



Source: PBS

چاول میں غیر باسمتی چاول کی برآمدات مالی سال 24ء کے 3.1 ارب ڈالر سے خاصی کمی کے بعد مالی سال 25ء میں 2.5 ارب ڈالر پر آ گئیں، جس کا اہم سبب بھارت کے چاول کا مقابلہ کرنے کے لیے قیمتوں میں کمی تھی تاکہ برآمدی منڈی کو برقرار رکھا جا سکے (**شکل 5.13**)۔ اڑی چاول کے لیے برآمدی حجم بڑی حد تک مستحکم رہا جسے فلپائن کی جانب سے مضبوط طلب سے تقویت ملی، جہاں غذائی مہنگائی کے خدشات اور ایل نینو کے باعث ملکی رسدی دھچکوں نے ملک کو اسٹریٹجک خریداریوں پر مجبور کر دیا۔[25] تاہم، ملائشیا اور کینیا کو برآمدات کم رہیں۔ بھارت نے کم ٹیرف کے باعث کینیا میں اپنے مارکیٹ کے حصے کو دوبارہ حاصل کر لیا، جبکہ پاکستان کو کینیا کی جانب سے 35 فیصد ڈیوٹی کا سامنا تھا۔[26] اسی طرح، بھارت اور تھائی لینڈ کے مقابلے میں پاکستان پر ملائشیا میں بلند ٹیرف عائد تھا۔[27] مزید برآں، انڈونیشیا کو برآمدات میں کمی واقع ہوئی کیونکہ انڈونیشی حکومت کی خود کفالت کی پالیسیوں کے حالات میں سازگار موسم کے باعث وہاں پر چاول کی پیداوار بلند سطح پر رہی۔[28]

شکل 5.15: خدمات کی تجارت



Source: SBP

چھلکے والے بھورے چاول کی یورپی یونین اور برطانیہ کو بحری ترسیلات کم رہیں، جو اس زمرے میں پاکستان کی اہم منڈیاں ہیں۔ اس کی وجوہات میں حفظانِ صحت اور نباتاتی صحت کے سخت ضوابط، عملدرآمد میں بار بار مسائل بشمول پھپھوندی اور کیڑے مار ادویات کے فضلے کی بہت زیادہ بلند سطح کے باعث اس کی ضبطی شامل ہیں۔

اس تناظر میں باسمتی چاول کی برآمدات قدرے لچکدار رہیں، خصوصاً متحدہ عرب امارات اور قازقستان جیسی منڈیوں میں۔ کم قیمتوں کے باعث باسمتی چاول کی مجموعی برآمدی مالیت میں 5.3 فیصد کمی ہوئی، تاہم مقدار میں 4.5 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔

[23] پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار پر مبنی ایس بی پی کے عملے کے حساب کتاب کے مطابق، مالی سال 24ء کے مقابلے میں مالی سال 25ء میں چاول کے تمام زمروں کی اکائی مالیتوں میں کمی واقع ہوئی۔

[24] 2024/25ء میں چاول کی عالمی پیداوار 527.6 ملین ٹن (ملنگ کی بنیاد پر) کی ریکارڈ بلند سطح پر پہنچنے کی توقع ہے، جو گذشتہ سال کے مقابلے میں 10.3 ملین ٹن زیادہ ہے۔ چاول کی پیداوار میں متوقع اضافے کے ذمہ دار ممالک میں بنگلہ دیش، برازیل، کمبوڈیا، چین، یورپی یونین، بھارت، انڈونیشیا، پاکستان اور تھائی لینڈ شامل ہیں۔ ماخذ: امریکی محکمہ زراعت (2024ء)۔ چاول کی مارکیٹ کا منظر نامہ، واشنگٹن ڈی سی۔

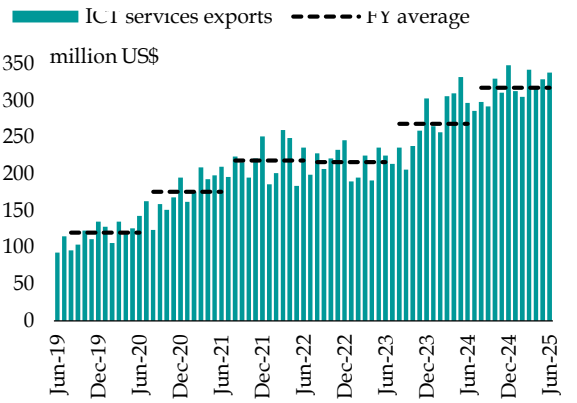
[25] وی آئی ایس 2024ء۔ چاول کے شعبے کی رپورٹ، وی آئی ایس کریڈٹ ریٹنگ کمپنی لمیٹڈ، کراچی۔

[26] ایس اینڈ پی گلوبل: https://www.spglobal.com/commodity-insights/en/news-research/latest-news/agriculture/072525-pakistani-exporters-hopeful-of-tariff-reduction-on-rice-exports-to-kenya

[27] https://www.spglobal.com/commodity-insights/en/news-research/latest-news/agriculture/050125-indias-competitive-pricing-boosts-rice-exports-to-malaysia، 2025؛ ٹی ڈی اے پی (2022ء) پاکستان ملائیشیا دوطرفہ تجارت کا تجزیہ۔

[28] انڈونیشیا کی حکومت نے انڈونیشیا کی نیشنل لاجسٹک ایجنسی (BULOG) کے کسی بھی قسم کے چاول درآمد کرنے پر پابندی لگا دی ہے۔ ماخذ: یو ایس ڈی اے (2025ء)۔ اناج اور فیڈ سالانہ، جکارتہ۔ امریکی محکمہ زراعت۔

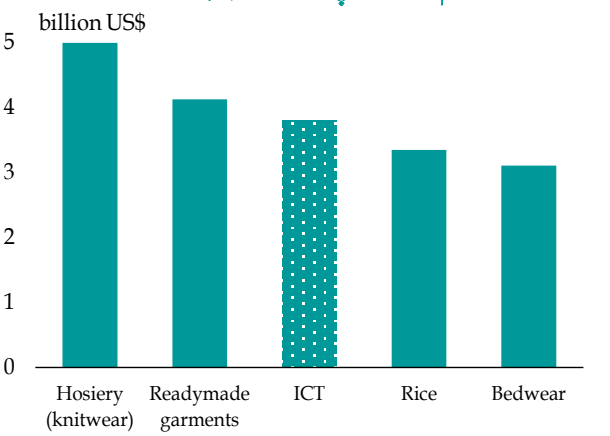
شکل 5.16: آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات کا رجحان



Source: SBP

بہتر کارکردگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کس طرح اہم منڈیوں میں صرف چاول کے متبادل رسد کنندہ کے بجائے ایک مستحکم تجارتی شراکت دار بنتا جارہا ہے۔ مؤثر تجارتی تشہیر اور کاروبار تا حکومت (B2G) کی کامیاب مشترکہ کاوشوں سے قدرے نئے، بلند مارجن والے ممالک سعودی عرب اور عمان کی مارکیٹوں میں گہری سرائیت میں مدد ملی ہے۔

شکل 5.17الف: م س25ء میں پاکستان کی 5 سرفہرست برآمدات

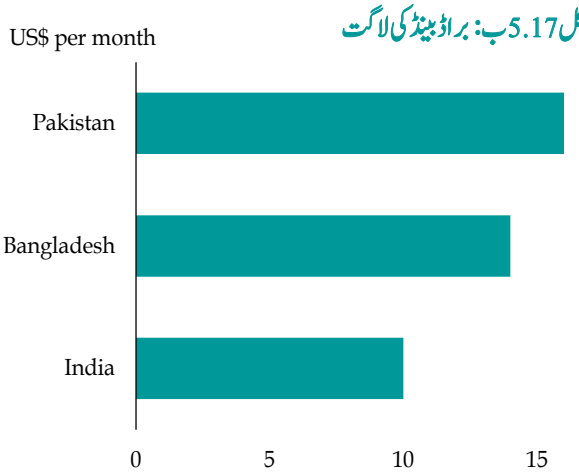


Sources: SBP and PBS

یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے باسمتی چاول کو اب باضابطہ طور پر نیوزی لینڈ کے جغرافیائی نشاندہی (جی آئی) فریم ورکس کے تحت تسلیم کر لیا گیا ہے، جو ایک اہم پالیسی اور سفارتی کامیابی ہے۔[29] جی آئی کی توثیق شدہ مصنوعات 2.3 گنا بلند قیمتیں حاصل کر سکتی ہیں کیونکہ یہ مستند، سراغ لگانے اور کوالٹی کنٹرول جیسی خصوصیات رکھتی ہیں۔ مارکیٹ میں بہتر پوزیشن حاصل کرنے اور ساکھ بڑھنے سے پاکستان کے باسمتی چاول کو بھارت کے مقابلے میں زیادہ قیمتیں برقرار رکھنے میں مدد ملی ہے، اور مالی سال 25ء کی آخری سہ ماہی میں قیمتیں بڑھنے میں اس کا اہم کردار ہو سکتا ہے۔

مالی سال 25ء کے دوران دیگر غذائی اجزا میں روغنی بیجوں (خصوصاً تل کے بیج) کی برآمدات میں خاصی کمی شامل ہے، جس کا اہم سبب قیمتوں کا اثر ہے۔ مارکیٹ میں سوڈان اور ایتھوپیا کے سپلائرز کے دوبارہ داخلے سے روغنی بیجوں کی عالمی رسد بڑھ گئی، جو تل کے بیجوں کی قیمتوں میں کمی کا باعث بنی۔[30] اس سے قطع نظر، چین کی جانب سے طلب مضبوط رہی اور اس کے علاوہ قازقستان ایک نئی برآمدی منڈی کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔

شکل 5.17ب: براڈبینڈ کی لاگت



Source: www.worldpopulationreview.com

[29] اسی طرح کے فیصلے پہلے بھی دیے جا چکے ہیں: 2018ء میں یورپی یونین نے باسمتی چاول پر خصوصی ٹریڈمارک کے حقوق کے لیے بھارتی درخواست کو مسترد کر دیا تھا، یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس میں آئندہ برسوں میں پاکستانی باسمتی چاول کی برآمدات میں قابل ذکر اضافہ مدنظر رکھا گیا تھا۔ اسی طرح، آئی پی آسٹریلیا نے 2022ء میں بھارت کی درخواست کو مسترد کر دیا، جس سے پاکستان کو باسمتی چاول اپنے نام سے مارکیٹ میں فروخت کرنے کی اجازت ملی۔ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کا مارکیٹ میں مجموعی حصہ کم ہے، اس لیے اس فیصلے کا براہ راست اثر محدود ہے۔ تاہم، ان کا مجموعی قانونی اثر اہم ہے: انہوں نے اخراجی ٹریڈمارکنگ کے خطرے کو کم کیا ہے، مارکیٹ میں مستند ہونے کے لیے پاکستان کے دعوے کو تقویت دی ہے اور پریمیم مارکیٹوں میں اس کی ساکھ کو بڑھایا ہے۔

[30] پاکستان نے گزشتہ سال سوڈان، ایتھوپیا اور میانمار کی رسد میں رکاوٹ کے حالات میں چین کی طرف سے دونوں کی زیادہ مانگ سے فائدہ اٹھایا تھا، جبکہ اس کے ساتھ چین کی طرف سے 9 فیصد درآمدی ڈیوٹی ہٹا دی گئی تھی۔ یو ایس ڈی اے (2025ء)۔ عالمی زرعی پیداوار، امریکی محکمہ زراعت سرکلر سیریز فروری 2025ء۔

جدول 5.5: سامان تجارت کی درآمدات

ملین ڈالر

	مالیت		تبدیلی		حجم کا اثر	قیمت کا اثر
	م س24ء	م س25ء	مطلق	فیصد		
درآمدات	**54,781**	**59,885**	**5,104**	**9.3**	**-**	**-**
غذا	**7,904**	**8,160**	**256**	**3.2**	**-**	**-**
گندم	1,032	0	-1,032		-	-
چائے	657	634	-23	-3.4	-31	8
سویابین آئل	130	344	214	165.4	217	-3
پام آئل	2,779	3,393	615	22.1	201	414
دالیں	775	1,016	241	31.1	191	50
مسالے	196	228	32	16.1	49	-17
توانائی	**16,910**	**15,936**	**-974**	**-5.8**	**-**	**-**
پٹرولیم مصنوعات	6,644	5,960	-684	-10.3	289	-972
خام تیل	5,531	5,447	-85	-1.5	685	-770
ایل این جی	3,945	3,475	-470	-11.9	-1,890	1,420
ایل پی جی	789	1,055	266	33.6	79	187
مشینری	**8,501**	**9,798**	**1,297**	**15.3**	**-**	**-**
برقی	3,275	3,842	567	17.3	-	-
ٹیکسٹائل	149	305	156	104.5	-	-
بجلی کی پیداوار	418	631	213	50.8	-	-
ٹرانسپورٹ	**1,840**	**2,450**	**610**	**33.2**	**-**	**-**
مکمل ساختہ یونٹ	344	393	49	14.2	-	-
الگ الگ پرزے / نیم ساختہ یونٹ	1,004	1,593	589	58.8	-	-
ٹیکسٹائل	**2,714**	**5,036**	**2,322**	**85.5**	**-**	**-**
خام کپاس	448	1,642	1,194	266.6	1,470	-276
دیگر ٹیکسٹائل اجزا	733	1,551	818	111.6	-	-
ایگرو کیمیکل	**8,508**	**9,029**	**521**	**6.1**	**-**	**-**
میونیفیکچر ڈکھاد	685	670	-15	-2.2	-153	138
پلاسٹ کا مواد	2,271	2,480	210	9.2	198	12
متفرق	**894**	**987**	**93**	**10.4**	**-**	**-**

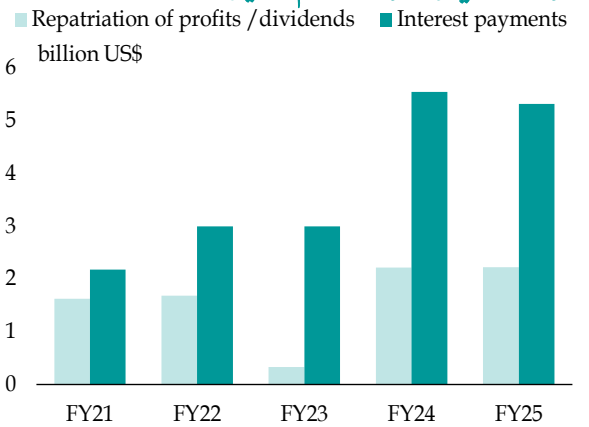
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

دوسری جانب غذائی گروپ میں تمباکو اور مچھلی اور سمندری غذائی اجزا کی برآمدات میں اضافہ دیکھا گیا۔ تمباکو کی برآمدات دگنے سے بھی زیادہ ہوگئیں اور مالی سال 24ء کے 64 ملین سے بڑھ کر مالی سال 25ء میں 167 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، کیونکہ ملکی فرموں نے مقامی سطح پر منافع کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے بیرونی ممالک کا رخ کیا۔ یونان، متحدہ عرب امارات اور انڈونیشیا اس کے بڑے خریدار بن کر ابھرے جو متنوع عالمی منڈیوں میں مضبوط طلب کی عکاسی کرتی ہے۔

مچھلی اور غذائی مصنوعات کی برآمدات بھی بحال ہو کر 13.4 فیصد اضافے کے ساتھ 465 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ایف اے او کی جانب سے پیش کی گئی حالیہ پالیسی کے

مسودے بعنوان 'نیشنل فشریز اور ایکوا کلچر پالیسی 2025ء تا 2035ء میں اس شعبے کے برآمدی امکانات سے استفادے کے لیے ایک موزوں اور مربوط فریم ورک دیا گیا ہے، جو مفید ثابت ہو سکتا ہے اگر اس پر پوری طرح عملدرآمد کیا جائے (دیکھیے **باکس 5.1، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر ششماہی رپورٹ برائے مالی سال 25ء**)۔

شکل 5.18: بنیادی آمدنی کا کھاتہ: اہم ادائیگیاں



Source: SBP

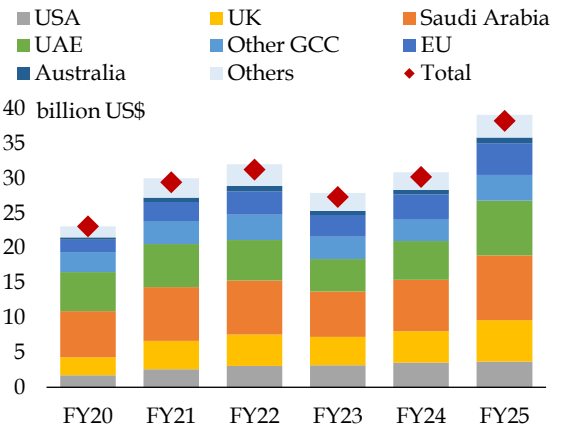
پٹرولیم مصنوعات کی برآمدات میں تیزی سے اضافہ ہو گیا

مالی سال 25ء میں پٹرولیم مصنوعات خصوصاً فرنس آئل کی برآمدات میں 44.5 فیصد اضافہ ہوا، جس کی وجہ حالیہ برسوں میں بجلی کی پیداوار کے توانائی کے آمیزے میں ساختی تبدیلی ہے۔[31] بجلی کی پیداوار میں مہنگے فرنس آئل کے استعمال کے مرحلہ وار خاتمے – جسے کوئلے، آر ایل این جی اور قابل تجدید توانائی جیسے جاذبِ لاگت متبادل اجزا سے بدلا گیا– کے نتیجے میں ملکی فرنس آئل کا فاضل بھاری مقدار جمع ہو گیا ہے۔ اس کی اضافی رسد کو حکمت عملی کے ساتھ علاقائی منڈیوں خصوصاً افغانستان بھجوایا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک ملکی بوجھ کو مؤثر انداز میں برآمدی موقع میں بدل دیا گیا ہے۔

سیمنٹ کی برآمدات بڑھ رہی ہیں

حجم کے اثرات کی وجہ سے سیمنٹ کی برآمدات میں اضافہ ہوا، جس کا اہم محرک افغانستان کی جانب سے کلنکر کی مضبوط طلب تھی۔ کوئلے کی قیمتوں میں کمی کے باعث اس جز کی برآمدی صلاحیت میں مزید بہتری آئی۔[32] مالی سال 25ء میں ملکی فروخت میں تقریباً 37 فیصد کی نمایاں کمی کے مسئلے کے باعث صنعت نے خود کو متنوع بناتے ہوئے گیبون اور یمن جیسی نئی منڈیوں تک رسائی حاصل کی ہے۔

شکل 5.19: کارکنوں کی ترسیلات زر بلحاظ ملک



Source: SBP

دیگر مینوفیکچررز کی برآمدات میں اضافہ ہو گیا

دواسازی صنعت کی برآمدات 34.2 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 458 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جس کا اہم سبب مقدار کا مضبوط اثر تھا۔ مذکورہ نمو سے مارکیٹ تک زائد رسائی کی کوشش اجاگر ہوتی ہے، جسے افریقہ سے روابط بڑھانے کی پالیسی سے سہولت ملی ہے، اور یہ کانگو، گھانا، ڈجبوتی اور سوڈان جیسے نئے مقامات میں داخلے میں معاون ثابت ہوئی ہے۔[33] مالی سال 25ء میں افغانستان، کیمرون، تھائی لینڈ، فلپائن، ازبکستان اور ترکمانستان جیسی مستحکم منڈیوں کو برآمدات میں بھی اضافہ ہوا۔

پالیسی اصلاحات نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ فعال دواسازی اجزا کو فروغ دینے کی پالیسی برائے 2022ء سے پیداواری گنجائش میں توسیع کا موقع ملا۔[34] اسی طرح،

[31] براؤن فیلڈ ریفائنریز کو اپ گریڈ کرنے کے معاہدوں پر دستخط ستمبر 2025ء تک ملتوی کر دیے گئے کیونکہ ریفائنریز کا پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کی چھوٹ کو ختم کرنے کا مطالبہ ابھی تک فنانس بل بجٹ میں حل نہیں ہوا ہے۔

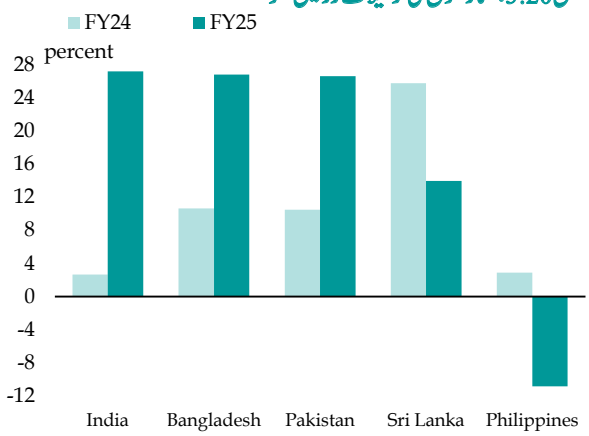
[32] ورلڈ بینک کے مطابق مالی سال 25ء میں کوئلے کی عالمی قیمتوں میں اوسطاً 8 فیصد کمی واقع ہوئی۔

[33] یہ ممالک برآمدات کا اچھا موقع فراہم کرتے ہیں، کیونکہ ان کی ریگولیٹری ضروریات نسبتاً کم سخت ہیں۔

[34] یہ پالیسی اے پی آئیز کی مقامی پیداوار کو ترغیب دے کر ملکی فارماصنعت کی نمو بڑھا کر ہندوستان اور چین سے درآمدات پر انحصار کم کرنا چاہتی ہے۔

بنیادی فعال دواسازی کے اجزا کی درآمد پر صفر ڈیوٹی اور غیر لازمی ادویات کی قیمتوں کی ڈی ریگولیشن نے قیمتوں میں مسابقت کو فروغ دیا، پیداوار کی ترغیب دی اور بیرونی منڈیوں تک رسائی میں معاونت کی۔ پاکستان نے حال ہی میں ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان کے تحت نئی ادویات کی برآمدات کو فروغ دینے کی کونسل قائم کی ہے، جس کا مقصد اس صنعت کی برآمدات میں مزید توسیع کرنا ہے۔[35]، [36]، [37]

شکل 5.20: کارکنوں کی ترسیلات زر میں نمو



Sources: SBP and Haver

پلاسٹک کے مواد کی برآمدات 17.2 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 469 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جس کا اہم محرک ای کامرس میں مسلسل توسیع کے باعث ہلکے اور پائیدار پیکیجنگ سولوشنز کی بڑھتی ہوئی عالمی طلب ہے۔ تاہم پاکستان کی پلاسٹک برآمدات کے اجزائے ترکیبی کا جھکاؤ کم قدرِ اضافی کی حامل مصنوعات کی طرف رہا۔[38]

انجینئرنگ کے سامان کی برآمدات بھی 16.6 فیصد مضبوط نمو کے ساتھ 409 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جس کا اہم سبب برقی سازوسامان بشمول چھوٹے ٹرانسفارمر یونٹ اور بیٹریاں، اور دیگر صنعتی سامان شامل تھا۔ ان برآمدات کا بڑا حصہ افغانستان بھیجا گیا، اور جس کا سبب تنازعہ کے خاتمے کے بعد تعمیرِ نو اور توانائی کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کی کوششیں ہیں۔

شکل 5.21: بیرون ملک جانے والے کارکنوں کی تعداد



Source: BE&OE

چمڑا سازوں کی برآمدات 4.9 فیصد اضافے کے ساتھ 573 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جس میں اہم کردار چمڑے کے دستانوں کی برآمدات میں قیمتوں کے فوائد نے ادا کیا؛ خصوصاً 'فینسی' اور 'صنعتی دستانوں' نے جو مالی سال 25ء میں قدر میں اضافے کے لحاظ سے پرکشش ثابت ہوئے۔ اکائی مالیتوں میں اضافے سے بین الاقوامی منڈیوں[39] میں مضبوط قیمتوں کے ساتھ پاکستان میں چمڑے کی برآمدی حکمت عملی (2023ء تا 2027ء) میں توثیق شدہ بین الاقوامی معیار اور پیداواری مراحل کی نشاندہی (traceability) کے معیارات کی اسٹریٹجک تکمیل ہے۔ خام مال کی

[35] ماخذ: پی او آئی۔ https://invest.gov.pk/node/1619

[36] موجودہ یونٹس اپنی پیداوار اور اسی صلاحیت میں اضافہ کر رہے ہیں جبکہ آٹھ نئے اے پی آئی یونٹس قیام کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ماخذ: خان، ایم اے اور رؤف، اے (2024ء)۔ ایل ایم آئی سیز میں مقامی پیداوار اور فعال دواسازی کے اجزاء (اے پی آئی) کی صنعت کو فروغ دینا: ادویات تک رسائی اور پالیسی پراثر، جرنل آف فارماسیوٹیکل پالیسی اینڈ پریکٹس 2024ء، والیوم۔17، نمبر 1، 2323683۔

[37] ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان؛ https://www.app.com.pk/business/commerce-minister-vows-full-support-for-pharma-sector-announces-establishment-of-export-council/

[38] ان میں پلاسٹک جیسے جنرل پرپز پولیسٹیرین، قابل توسیع پولی سٹائرین، اور پولی پروپلین شامل ہیں۔ یہ بھاری مقدار، کم لاگت والے تھرموپلاسٹک ہیں، جنہیں ان کی خصوصی مادی خصوصیات کے بجائے سستا ہونے اور وسیع اطلاق کے لیے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

[39] پی اے سی آر اے (2025ء): چمڑے کی شعبہ جاتی اسٹڈی۔

مستحکم اور بلند معیار میں فراہمی کے باعث پاکستان کی جرمنی، اسپین، امریکہ اور برطانیہ جیسی ترقی یافتہ منڈیوں میں مزید توسیع بھی ہوئی۔[40]

درآمدات

مالی سال 25ء کے دوران درآمدات میں 9.3 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 24ء میں 1.0 فیصد کمی ہوئی تھی (**جدول 5.5**)۔ یہ بحالی وسیع البنیاد تھی، جس میں تمام گروپس، توانائی کے علاوہ، نے درآمدات میں بیشتر مقدار پر مبنی اضافہ درج کیا (**شکل 5.14**)۔ توانائی کی برآمدات میں کمی، کم قیمتوں کے اثرات کو ظاہر کرتی ہے، جبکہ ایل این جی کا درآمدی حجم بھی کم ہوگیا۔ عالمی اجناس کی قیمتوں میں اعتدال کے باوجود غیر توانائی اجزا کا بلند درآمدی حجم، خصوصاً خام مال، مشینری اور دھاتوں، کے بلند درآمدی حجم سے صنعتی سرگرمی کی بحالی اور برآمدات سے منسلک مضبوط طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔

توانائی کی برآمدات کم رہیں

مالی سال 25ء میں پاکستان کے توانائی کے درآمدی بل میں 5.8 فیصد کمی درج کی گئی۔ اس کمی کا اہم محرک عالمی تیل کی کم قیمتیں ہیں، جس نے خام تیل، ایل پی جی اور پٹرولیم مصنوعات کے حجم میں اضافے کا اثر زائل کر دیا۔[41] مزید برآں، بجلی کے شعبے اور صنعت کی جانب سے طلب میں کمی کے باعث مالی سال 25ء کے دوران ایل این جی کے درآمدی حجم میں بھی کمی واقع ہوئی۔ توانائی کی درآمدات میں ایل پی جی (لکویفائیڈ پٹرولیم گیس) میں قابل ذکر اضافہ ہوا، جو 33.6 فیصد نمو کے ساتھ 1.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، کیونکہ صارفین ملکی قدرتی گیس کی کم ہوتی پیداوار کے حالات میں متبادل ایندھن پر منتقل ہوگئے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 25ء میں ایل این جی درآمدات میں کمی سے قطع نظر حالیہ برسوں کے دوران پٹرولیم کی درآمدی مقدار میں بڑی حد تک کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ مربوط توانائی منصوبہ بندی فریم ورک (2021ء تا 2030ء) میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ 2030ء تک پاکستان کی توانائی کی طلب میں تقریباً دگنا اضافہ ہو جائے گا، جس سے درآمدات پر انحصار میں مزید بڑھے گا۔[42] توانائی کی درآمدات پر بڑھتے ہوئے انحصار کو دیگر علاقائی ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی جی ڈی پی میں توانائی کی خاصی بلند شدت سے تقویت ملی ہے، جو توانائی کے استعمال میں مخفی نقائص کو ظاہر کرتی ہے۔[43]

یہ صورت حال توانائی کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کے مقابلے میں بیرونی کھاتے کی حساسیت میں اضافہ کر سکتی ہے۔ لہٰذا، پاکستان کو ساختی اصلاحات کے ذریعے فارورڈ روابط والے شعبوں، خصوصاً پیٹرو کیمیکل خام مال، میں بتدریج ملکی پیداواری گنجائش میں ساختی اصلاحات کر کے اپنی توانائی کے بل کو اسٹریٹجک لحاظ سے دوبارہ مربوط بنانا چاہیے (**باکس 5.3**)۔

غذائی درآمدات میں اضافہ

غذائی گروپ کی بلند درآمدات سویابین، پام آئل، دالوں اور خشک میوہ جات میں اضافے پر مشتمل تھی۔ خاص طور پر جی ایم سویابین کی درآمدات پر پابندی ہٹانے کے بعد سویابین کی درآمدات میں خاصا اضافہ ہوا، جس کا سبب پولٹری صنعت میں توسیع کے سبب فیڈ کی بڑھتی ہوئی طلب تھی۔

مالی سال 25ء میں پام آئل کی برآمدات میں بھی بلند حجم اور قیمتوں کے باعث اضافہ ہوگیا۔ قیمتوں کے بڑھنے کی وجہ انڈونیشیا اور ملائشیا میں پیداواری مشکلات تھیں، جبکہ دواسازی، صابن، کوکنگ آئل اور دیگر پروسیس شدہ غذائی (کنفیکشنری) صنعتوں نے بلند مقدار میں کردار ادا کیا (**باب 2**)۔

---

[40] یہ مارکیٹیں مجموعی طور پر پاکستان کی چمڑے کی کل برآمدات کا 50 فیصد سے زیادہ حصہ رکھتی ہیں۔

[41] عالمی بینک کے مطابق عالمی خام تیل (برینٹ) مالی سال 24ء کے 85 ڈالر فی بی بی ایل سے کم ہو مالی سال 25ء میں 85 ڈالر فی بی بی ایل تک گر گیا۔

[42] آئی ای پی رپورٹ (2021ء) پاکستان کی توانائی کی طلب کی پیش گوئی 2021ء تا 2030ء، پائیدار ترقی کے لیے مربوط توانائی کی منصوبہ بندی۔ وزارت منصوبہ بندی کمیشن۔

[43] پاکستان کی توانائی کی شدت، جی ڈی پی کا ایک امریکی ڈالر پیدا کرنے کے لیے درکار توانائی 4.2 میگاجولز فی امریکی ڈالر تھی۔ اس کے مقابلے میں بنگلہ دیش میں 1.9 میگاجولز فی امریکی ڈالر، اور سری لنکا میں صرف 1.7 میگاجولز فی امریکی ڈالر تھی۔ ماخذ: عالمی بینک۔ پاکستانی توانائی کی کارکردگی: صنعتی توانائی کی کارکردگی اور ڈی کاربونائزیشن (ای ای اور ڈی) واشنگٹن، ڈی سی: ورلڈ بینک گروپ۔

مالی سال 25ء میں دالوں کا درآمدی بل بڑھ کر ایک ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جس سے ملکی پیداوار میں مسلسل کمی کے باعث مضبوط طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔ مسالوں کی درآمدات بھی 16.1 فیصد اضافے کے ساتھ 228 ملین ڈالر ہو گئیں، جو عالمی ذائقوں کے لیے صارفین کی بدلتی ہوئی طلب اور مسالوں کی بلند ملکی طلب کی عکاسی کرتا ہے۔[44]

خام کپاس کی درآمدات تیزی سے بڑھ گئیں، یہ کپاس کی ملکی پیداوار میں کمی کو ظاہر کرتی ہیں

کپاس کی ملکی پیداوار میں کمی اور قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل برآمدات کی بحالی کے نتیجے میں ملکی درآمدات میں اضافہ ہو گیا۔ ملکی دستیابی اور برآمدی وعدوں نے فرموں کو درآمدی کپاس پر انحصار کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ صورت حال کپاس کی ملکی فروخت پر جی ایس ٹی کے نفاذ سے پیدا ہونے والی مشکلات کے باعث مزید خراب ہو گئی، کیونکہ اس سے دھاگے کی ملکی قیمتیں بڑھ گئیں اور دھاگے کی بلند درآمدات پر منتج

جدول 5.6: خدمات کی تجارت

ملین ڈالر، نمو فیصد میں

	م س24ء	م س25ء	تبدیلی	
			مطلق	فیصد
خدمات میں تجارت کا توازن	**-3,111.6**	**-2,623.0**	**489.0**	**-15.7**
برآمدات	**7,687.3**	**8,383.7**	**697.0**	**9.1**
ٹرانسپورٹ	767.0	969.0	202.0	26.3
سمندری مال برداری	109.7	146.0	36.3	33.1
فضائی **مسافر**	445.2	410.0	-35.2	-7.9
سفر	758.0	720.0	-38.0	-5.0
تعلیم اور متعلقہ اخراجات	21.3	18.9	-2.4	-11.3
دیگر (ذاتی)	708.7	677.5	-31.2	-4.4
آئی سی ٹی خدمات*: جس میں	3,223.2	3,811.7	588.4	18.3
ٹیلی مواصلات کی خدمات	563.0	553.4	-9.6	-1.7
کمپیوٹر خدمات ، جس میں	2650.9	3237.4	586.5	22.1
سافٹ ویئر مشاورتی خدمات	870.6	1,107.6	237.0	27.2
فری لانس کمپیوٹر اور معلوماتی خدمات	408.9	779.2	370.3	90.6
درآمدات	**10,798.9**	**11,006.7**	**207.8**	**1.9**
ٹرانسپورٹ	4,676.1	4,635.7	-40.4	-0.9
سمندری مال برداری	2,850.3	2,422.4	-427.9	-15.0
فضائی مسافر	1,295.1	1,445.3	150.2	11.6
سفر	2,266.9	2,405.7	138.8	6.1
تعلیم سے متعلق اخراجات	519.6	622.6	103.0	19.8
دیگر (ذاتی)	1,720.9	1,757.3	36.4	2.1

نوٹ: ڈیٹا بی پی ایم 6 (ای بی او پی ایس۔2010ء) کے مطابق ہے، درجہ بندی ایم ایس آئی ٹی ایس 2010ء کی درجہ بندی سے ہم آہنگ ہے۔

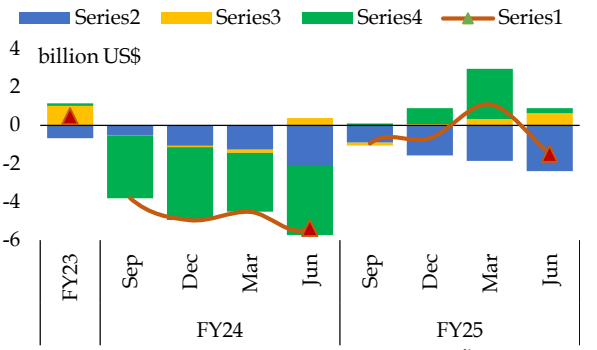
* ٹیلی مواصلات، کمپیوٹر، اور اطلاعاتی خدمات

ماخذ: بینک دولت پاکستان

[44] Statista ویب سائٹ: https://www.statista.com/outlook/cmo/food/sauces-spices/pakistan

ہوئیں۔ مزید برآں، حالیہ برسوں کے دوران بجلی کی بلند قیمتوں کے باعث اسپننگ اور ویونگ کی فیکٹریوں کی بندش کی وجہ سے پروسیسنگ کی ملکی صنعت ختم ہوچکی ہے، جس نے دھاگے کی بلند درآمدات پر منتقل ہونے پر مجبور کر دیا۔

شکل 5.22: مالی کھاتہ



Note: as per BPM6, negative sign means net FX inflow into Pakistan and vice versa
Source: SBP

سست رفتاری کے باوجود مشینری کی درآمدات میں اضافہ جاری رہا

مالی سال 25ء میں ٹیلی کام کے علاوہ مشینری کی درآمدات میں اضافہ دیکھا گیا۔ مشینری کی درآمدات میں مضبوط اضافے سے ٹیکسٹائل، زرعی مشینیت[45] اور سبز توانائی خصوصاً بیٹری چارجرز اور اسٹیٹک کنورٹرز کے شعبوں میں سرمایہ کاری کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ٹیلی کام مشینری کی درآمدات میں کمی بڑھتی ہوئی مقامی اسمبلنگ کے حالات میں سیل فونز کی کم درآمدات کی وضاحت کرتی ہے۔

ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمدات بڑھ گئیں

ٹرانسپورٹ کے شعبے کی درآمدات میں اضافے کا بنیادی سبب نیم ساختہ / الگ الگ پرزوں کی شکل میں کٹس تھیں، کیونکہ گاڑیوں کی پیداوار اور برقی گاڑیوں کی مقامی اسمبلنگ میں وسیع البنیاد بحالی ہوئی۔ گاڑیوں کے قرضوں نے بھی اس بحالی میں معاونت کی اور تقریباً تمام زمروں کی گاڑیوں کی بلند فروخت میں اپنا حصہ ڈالا۔

خدمات کی تجارت

مالی سال 25ء میں خدمات کی تجارت کا خسارہ کم ہو کر 2.6 ارب ڈالر رہ گیا، جو گذشتہ برس 3.1 ارب ڈالر تھا (**شکل 5.15**)۔ اس بہتری کا اہم سبب خدمات کی برآمدات میں خاصی نمو تھی، خاص طور پر انفارمیشن اور کمیونی کیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) خدمات کی برآمدات۔ مزید برآں، ٹرانسپورٹ کی خدمات کے کم خسارے نے بھی خدمات کے خسارے کو کم کرنے میں مدد کی (**جدول 5.6**)۔

مالی سال 25ء کے دوران آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات میں اضافہ جاری رہا (**شکل 5.16**) اور 18.3 فیصد نمو کے ساتھ 3.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ بنیادی حصہ داروں میں سافٹ ویئر مشاورت اور کمپیوٹر اور اطلاعاتی خدمات شامل ہیں۔[46] آئی سی ٹی کی برآمدات میں اضافے کو حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے متعارف کیے گئے اقدامات[47] سے منسلک کیا جا سکتا ہے۔ حکومت نے جون 2025ء تک آئی ٹی برآمدات پر انکم ٹیکس سے استثنیٰ، آئی ٹی کمپنیوں کی 100 فیصد بیرونی ملکیت کی اجازت اور منافع کی 100 فیصد بیرون ملک منتقلی کی صورت میں ترغیبات کے ساتھ نئی آئی ٹی فرموں کو تین سال کے لیے ٹیکسوں سے استثنیٰ بھی دیا گیا۔[48]

مزید برآں، حکومت نے آئی ٹی کی صنعت اور فری لانسرز کی معاونت کے لیے پاکستان سافٹ ویئر بورڈ (پی ای ایس بی) کے تحت آئی ٹی پارکس اور ای روزگار مراکز قائم کیے ہیں۔ 2018ء میں متعارف کرائے گئے وزارت آئی ٹی اور ٹیلی کام کے DigiSkills منصوبے کے تحت 300,000 سے زائد طلبہ کو فری لانسنگ، ای کامرس، تخلیقی تحریر، ویب ڈویلپمنٹ، اور ڈجیٹل مارکیٹنگ کی آن لائن تربیت فراہم کی جا چکی ہے۔ مذکورہ اقدامات کے نتیجے میں مہارت یافتہ آئی ٹی اور ڈجیٹل کارکنوں کے پول میں توسیع ہوئی ہے، جس نے پاکستان کی آئی سی ٹی اور متعلقہ خدمات کی برآمدات کی صلاحیت کو بڑھایا ہے۔

---

[45] پرائم منسٹر یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لون سکیم کے تحت زرعی شعبے میں مشینیت کو فروغ دینے کے لیے آسان شرائط پر قرضے فراہم کیے جا رہے ہیں۔ ان کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے کمبائن ہارویسٹر پر تمام ڈیوٹیز اور ٹیکسوں سے استثنیٰ دیا گیا ہے۔ رائس پلانٹرز اور ڈرائرز کو بھی ڈیوٹیوں اور ٹیکسوں سے استثنیٰ حاصل ہے جس کی وجہ سے اس کی درآمدات میں اضافہ ہوا ہے۔ ماخذ: پاکستان کا اقتصادی سروے برائے مالی سال 25ء۔

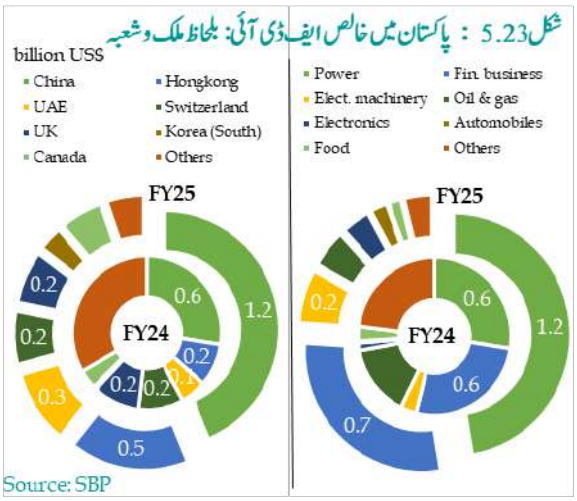
[46] عالمی منڈی میں پاکستان کے آن لائن ورکرز کا حصہ 2024ء میں بڑھ کر 15.3 فیصد ہو گیا، جو 2023ء میں 13 فیصد تھا، آن لائن لیبر انڈیکس: http://onlinelabourobservatory.org/oli-supply/

[47] قومی معاشی تبدیلی کا منصوبہ (2024ء تا 2029ء) کے تحت اڑان پاکستان منصوبہ۔

[48] Invest.gov.pk/node1548 اور انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء کے دوسرے شیڈول کے سیکشن 133 اور 143۔

مزید برآں، ملک میں انٹرنیٹ خدمات تک رسائی بڑھنے سے کم استعمال ہونے والی افرادی قوت کو ڈجیٹل پلیٹ فارموں پر لانے میں مدد ملی ہے، خصوصاً، ٹیکنالوجی کے ماہر تعلیم یافتہ نوجوانوں بشمول خواتین کی بڑھتی ہوئی تعداد کو آن لائن افرادی قوت کی مارکیٹ میں لانے میں سہولت ملی۔[49] اس صورت حال کے باعث 2024ء میں عالمی سائبر سیکورٹی اشاریے میں پاکستان کی سائبر سیکورٹی کی درجہ بندی سطح اول میں کی گئی ہے، جس میں ملک کو امریکہ، برطانیہ اور جاپان جیسے ترقی یافتہ ممالک کے مساوی رول ماڈل اسکور دیا گیا ہے۔ اس پیش رفت نے آن لائن آجرین کے بھروسے اور اعتماد کے ساتھ ساتھ سرمایہ کاروں کے اعتماد میں بھی اضافہ کیا ہے۔[50]

شکل 5.23 : پاکستان میں خالص ایف ڈی آئی: بلحاظ ملک و شعبہ



پاکستان کی آئی ٹی کمپنیاں بھی فعال انداز میں خلیج تعاون کونسل ممالک کے صارفین کو خدمات فراہم کر رہی ہیں۔ خلیجی ممالک خصوصاً مالیات، صحت اور تعلیم جیسے شعبوں کے ڈجیٹل انفراسٹرکچر میں بہتری لا رہے ہیں، جس سے پاکستان کی سافٹ ویئر اور مشاورتی خدمات کی اضافی طلب پیدا ہو گئی ہے۔[51]

اسٹیٹ بینک نے بھی آئی ٹی برآمد کنندگان کے انفکاک (retention) کی حد کو 35 فیصد سے بڑھا کر 50 فیصد کر کے اس توسیع میں معاونت کی ہے۔[52] مزید برآں، Payoneer جیسے ادائیگی کے عالمی گیٹ ویز کے ملکی مالی اداروں کے ساتھ منسلک ہونے سے فری لانسرز کے لیے باضابطہ ذرائع سے اپنی ادائیگیوں کو پروسیس کرنا آسان ہو گیا ہے۔ یہ پیش رفتیں ملک میں آئی ٹی آجریت کے ماحول کو پروان چڑھا رہی ہیں، جس کی عکاسی سیکورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان کے پاس مالی سال 25ء کے دوران 5,481 نئی آئی ٹی کمپنیوں کی رجسٹریشن سے ہوتی ہے، جس سے اس شعبے کی برآمدی صلاحیت میں مزید بہتری آئی ہے۔[53]

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 25ء میں آئی سی ٹی خدمات کی برآمدی مالیت چاول اور بستر کی چادروں جیسے روایتی شعبوں سے تجاوز کر کے تیار ملبوسات کے قریب پہنچ چکی ہے، جس کی تاریخی لحاظ سے پاکستان کی برآمدات میں بالادستی قائم رہی ہے (**شکل 5.17 الف**)۔ یہ صورت حال جاذبِ معلومات خدمات کی برآمدی حکمت عملی کو دوبارہ تشکیل دینے کا منفرد موقع فراہم کرتی ہے۔ انٹرنیٹ کا بار بار منقطع ہونا، قدرے مہنگی براڈبینڈ اور ڈجیٹل ڈومین میں برآمدات پر مبنی نمو کا تسلسل جاری رکھنے کے لیے عالمی ادائیگیوں کے گیٹ ویز سے کمزور روابط جیسی رکاوٹوں کو دور کرنا ضروری ہے (**شکل 5.17 ب**)۔

آئی سی ٹی برآمدات میں اضافے کے علاوہ خدمات کھاتے کے سب سے بڑے جز ٹرانسپورٹ خدمات کا خسارہ مالی سال 25ء میں کم ہو کر 3.7 ارب ڈالر رہ گیا، جو

[49] پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ 2024ء۔

[50] https://www.pta.gov.pk/category/pakistan-ranks-among-top-countries-in-global-cybersecurity-index-2024,-marking-significant-progress-1485299784-2024-09-23

[51] اس کو سعودی ویژن 2030ء (https://www.vision2030.gov.sa/en/overview) کی حمایت حاصل ہے، جو تکنیکی حل اور خدمات کے لیے مملکت کی بڑھتی ہوئی طلب کو نمایاں کرتا ہے۔ اسی طرح کے ترقیاتی منصوبے متحدہ عرب امارات، قطر، مصر اور کویت کے لیے بھی موجود ہیں۔

[52] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 17 برائے 2023ء۔

[53] سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی) کی پریس ریلیز۔

گذشتہ برس 3.9 ارب ڈالر تھا۔ یہ بہتری عالمی جہاز رانی کے چارجز میں کمی کے رجحان کی عکاسی کرتی ہے۔[54]

تاہم، سفری کی خدمات میں مالی سال 24ء کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران بھاری خسارہ ہوا، جس کی وجہ تعلیم اور سیاحت سے متعلق سفری خدمات میں اضافہ ہے۔ دوسری جانب، سفری خدمات کی برآمدات، خصوصاً مذہبی سیاحت میں علاقائی کشیدگی کے باعث کمی آگئی۔

بنیادی آمدنی کھاتہ

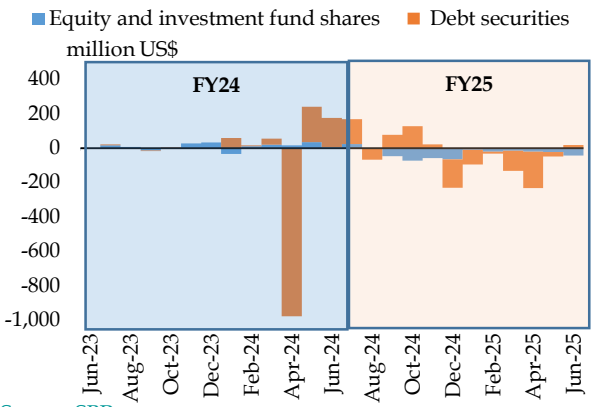
مالی سال 25ء کے دوران بنیادی آمدنی کھاتے کا خسارہ معمولی کمی کے ساتھ 8.9 ارب ڈالر رہا، جبکہ گذشتہ برس یہ 9.0 ارب ڈالر کی سطح پر تھا۔ یہ معمولی بہتری عالمی مالی حالات میں بہتری[55] کے باعث بیرونی قرض پر سودی ادائیگیوں میں کمی کے سبب ہوئی، جبکہ منافع اور منافع منقسمہ کی بیرونِ ملک منتقلی گذشتہ برس کی سطح پر رہی (**شکل 5.18**)۔ مالی کاروباری اداروں خاص طور پر بیرونی بینکوں کی نفع یابی میں اضافے کے باوجود منافع اور منافع منقسمہ کی بیرون ملک منتقلی میں استحکام دیکھا گیا۔ چار شعبوں کی ادائیگیوں نے اہم کردار ادا کیا، جس میں بجلی، غذا، تیل اور گیس کی دریافت اور تمباکو اور سگریٹ شامل ہیں۔[56]

ثانوی آمدنی کھاتہ

مالی سال 25ء کے دوران ثانوی آمدنی کے کھاتے میں فاضل رہا، جس سے نہ صرف تجارتی اور بنیادی آمدنی کے خساروں کو فنانس کرنے بلکہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے میں بھی سہولت ملی۔ ثانوی آمدنی کے فاضل میں تقریباً تمام بہتری کارکنوں کی ترسیلات زر کی بدولت ہوئی، جو مالی سال 25ء میں 26.6 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 38.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 30.3 ارب ڈالر کی سطح پر تھیں (**شکل 5.19**)۔

کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں یہ خاصی نمو ہم پلہ ممالک کے مقابلے میں بھی زیادہ رہی (**شکل 5.20**)، جسے عالمی اور ملکی عوامل دونوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ میزبان ممالک خصوصاً خلیج کے خطے[57] میں انفراسٹرکچر کے نئے منصوبوں کی بنیاد پر مضبوط معاشی بحالی کے نتیجے میں افرادی قوت کی طلب میں مسلسل اضافہ ہوا ہے، جس کی نشاندہی بیرونِ ملک جانے والے پناہ گزینوں کی تعداد سے ہوتی ہے (**شکل 5.21**)۔

شکل 5.24: پاکستان میں خالص جزدانی سرمایہ کاری



Source: SBP

پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو (پی آر آئی) کے تحت حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے ترغیبات کی فراہمی سے ٹرانزیکشن کی لاگتوں کو کم کرنے کے ساتھ مستحکم شرحِ مبادلہ کے باعث ترسیلاتِ زر کی باضابطہ ذرائع سے آمد کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ ان ترغیبات میں ملکی ترسیلاتِ زر کی اہل ٹرانزیکشنوں پر ٹی ٹی چارجز کی واپسی شامل تھی، جسے 100 ڈالر یا اس سے زائد کی ٹرانزیکشنوں کے لیے بڑھا کر 20 سعودی ریال کردیا

[54] 40 فٹ کنٹینر انڈیکس جولائی 2024ء کے 5800 سے کم ہو کر جون 2025ء میں 3248 ہوگیا۔ بالٹک ڈرائی انڈیکس میں جون 2025ء تک جولائی 2024ء کی سطح کے مقابلے میں 38 فیصد کمی ہوئی، تاہم، مالی سال 25 کے دوران اوسطاً انڈیکس میں 41 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ بلومبرگ۔

[55] مالی سال 25ء میں 90 روزہ محفوظ شبینہ فائنسنگ کی شرح 50 بی پی ایس کمی کے بعد 4.8 فیصد پر آگئی
https://fred.stlouisfed.org/series/SOFR90DAYAVG

[56] غیر ملکی بینکوں کے منافع میں تقریباً 2 ارب روپے کمی آئی ہے، جس کی بنیادی وجہ مالی سال 24ء کے مقابلے مالی سال 25ء کے دوران شرح سود کا اوسطاً 7.5 فیصد کم ہونا ہے۔

[57] 2025ء میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کی معیشتوں میں بالترتیب 3.7 اور 3.9 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ: آئی ایم ایف / ہیور۔

گیا۔[58] اسی طرح، مالی اداروں کو پانچ فیصد، پانچ تا دس فیصد اور دس فیصد سے زائد کی اضافی ملکی ترسیلات پر نقد فائدے کی شرح کو ہر سلیب کے لیے بڑھا کر بالترتیب ایک روپیہ، دو روپیہ اور تین روپیہ فی امریکی ڈالر کر دیا گیا۔[59]

مزید برآں، مالی سال 24ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی جانب سے متعارف کرائے گئے اقدامات کے اثرات مالی سال 25ء میں مکمل طور پر ظاہر ہوئے۔ زمرہ ب کی کچھ ایکس چینج کمپنیوں کی بندش سے بھی کرب مارکیٹ پر یمیم[60] پر اضافی دباؤ کے خاتمے میں مدد ملی۔ مزید برآں، زرمبادلہ کے کاروبار میں فعال انداز میں سرگرم بیشتر بڑے اور درمیانے حجم والے بینکوں نے مارکیٹ حاصل کرنے کے لیے اپنی ذیلی مبادلہ کمپنیاں قائم کی ہیں۔ حتیٰ کہ کچھ بینکوں نے اپنے صارفین کی بنیاد میں توسیع کے لیے ترسیلاتِ زر کے کھاتوں / رقوم کی آمد و رفت سے منسلک مراعات متعارف کرائیں۔[61]

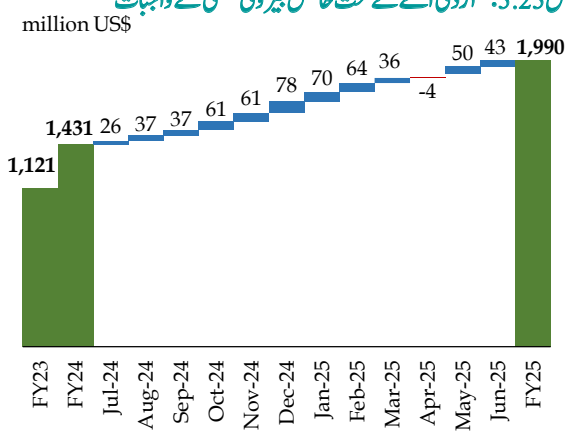
5.4 مالی کھاتہ

مالی سال 25ء کے دوران مالی کھاتے میں 1.5 ارب ڈالر کی خالص رقوم کی آمد دیکھی گئی، جو مالی سال 24ء میں موصول شدہ 5.4 ارب ڈالر کے مقابلے میں خاصی کم ہیں۔ مزید برآں، قرضوں کی بیشتر تقسیم اگرچہ گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند تھی، تاہم یہ مالی سال 25ء کے آخر میں موصول ہوئیں۔ مجموعی بیرونی نجی سرمایہ کاری بھی گذشتہ برس کی سطح کے قریب رہی۔ اس لیے، قرضوں کی نظام الاوقات کے مطابق واپسی کے باعث مالی کھاتہ سال کے بڑے حصے میں دباؤ میں رہا (**شکل 5.22**)۔

پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

پاکستان میں خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) گذشتہ برس کی سطح سے تقریباً 100 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ مالی سال 25ء میں بڑھ کر 2.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ جن میں غذا، نقل و حمل، ایرو اسپیس، میڈیا اور ای کامرس کے شعبوں میں انضمام اور تحویل کی مجموعی طور پر 69 ٹرانزیکشنوں سے صرف 50 ملین ڈالر حاصل ہو سکے۔[62] اس سے پاکستان میں متنوع گرین فیلڈ سرمایہ کاری کے فقدان کی عکاسی ہوتی ہے، جسے برآمدات، پیداواریت اور عالمی رسدی زنجیروں کے ساتھ ارتباط کو بنیادی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

شکل 5.25: آر ڈی اے کے تحت خالص بیرونی منتقلی کے واجبات



Source: SBP

غیر تفصیلی ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً 70 فیصد ایف ڈی آئی چین اور ہانگ کانگ سے موصول ہوئی، جس میں بڑا حصہ بجلی کے شعبے (آبی اور کوئلے) اور مالی کاروبار (بشمول بینک، مائیکروفنانس اور سرمایہ کاری بینکوں) کا تھا (**شکل 5.23**)۔ مالی کاروبار نے متعدد دیگر ممالک کی سرمایہ کاری کو متوجہ کیا، جن میں خلیجی ممالک، ملائشیا، سوئٹزرلینڈ اور برطانیہ شامل ہیں۔

گاڑیوں کے شعبے میں بھی سرمایہ کاری مختلف شعبوں میں تقسیم لیکن ہدف کے مطابق تھی، جس سے سرمایہ کاروں کی پوری صنعت میں دلچسپی کے بجائے اس کے کچھ مخصوص حصوں میں دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً، جاپان نے اپنے ذیلی ادارے کی

[58] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 09 برائے 2024ء۔

[59] پہلے، یہ ہر سلیب کے لیے بالترتیب 0.5 روپے، 0.75 روپے اور 1 روپے فی امریکی ڈالر تھا۔

[60] 13 فروری 2024ء کو ایکسچینج کمپنیوں کی اجازت کے بارے میں اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز۔

[61] مثال کے طور پر، بڑے سائز کے بینکوں میں سے ایک نے مفت لائف اور ہیلتھ انشورنس کی پیشکش کی ہے، اور اس کے ترسیلات زر اکاؤنٹ سے وابستہ لیب اور ادویات پر رعایت دینے کی پیشکش کی ہے۔ ایک اور درمیانے درجے کے بینک نے مسابقتی شرح مبادلہ پر ترسیلات زر کی پروسیسنگ کو تیز کرنے کے لیے ایک جدید ترسیلاتِ زر سروس متعارف کرائی ہے۔

[62] https://cc.gov.pk/home/viewpressreleases/647۔

جانب سے گاڑیوں کی پیداوار کے لیے پرزوں اور دیگر اجزا کو توسیع دینے کے لیے سرمایہ کاری کی؛ متحدہ عرب امارات نے اپنی زرعی آلات کے مینوفیکچررز کے ذیلی ادارے کے آئی ٹی انفراسٹرکچر کو جدید بنانے کے لیے سرمایہ کاری کی، جس کا مقصد ملک میں کاشت کاری کی مشینری کو اپ گریڈ کرنا ہے۔

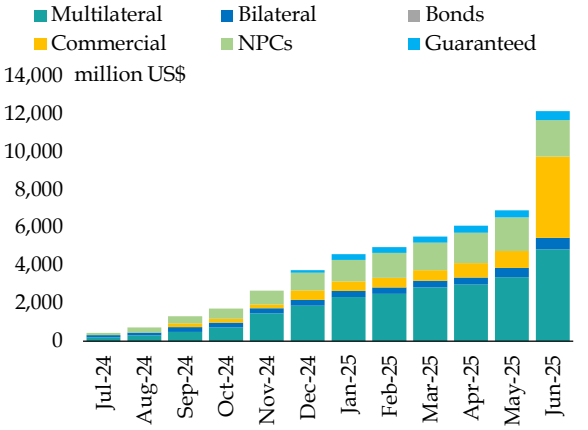
ٹیلی کام اور آئی ٹی کی صنعت میں بھی رقوم کی خالص آمد ہوئی، کیونکہ ملک معیشت کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور ڈجیٹل کاروبار میں توسیع کے لیے سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے میں کامیاب رہا۔[63] آخر میں، برطانیہ سے بھی کم مقدار میں ایک مکمل ملکیت والی کمپنی میں رقوم کی آمد ہوئی، جس کا مقصد پیداوار کے معیار کو بڑھانا اور کوالٹی کے بین الاقوامی معیارات پر پورا اترنا تھا۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری (ایف پی آئی) میں مالی سال 24ء کے دوران 637 ملین ڈالر کا بلند اخراج دیکھا گیا، جبکہ مالی سال 24ء میں 376 ملین ڈالر کا اخراج ہوا تھا۔ ایکویٹی اور قرضہ منڈیوں دونوں میں خالص رقوم کا اخراج ہوا (**شکل 5.24**)۔ ایکویٹی کے معاملے میں اہم سبب بیرونی سرمایہ کاروں کی جانب سے منافع کمانا تھا، کیونکہ ایکویٹی مارکیٹ نئی بلندیوں پر پہنچ گئی تھی، جبکہ قرضہ منڈی سے اخراج کا سبب مالی سال 25ء کے دوران شرح سود کا تیزی سے کم ہونا تھا۔

مالی سال 25ء کے دوران پاکستان کے نشانیے، کے ایس ای 100 انڈیکس نے تقریباً 60 فیصد فوائد درج کیے گئے۔ اس بلند نمو میں متعدد عوامل نے کردار ادا کیا، جن میں مجموعی معاشی استحکام، مئی 2025ء میں آئی ایم ایف کے جائزے کی کامیاب تکمیل، بین الاقوامی ایجنسیوں[64] کی جانب سے ریٹنگ بڑھانا، جارحانہ زری پالیسی کے حالات میں رقوم کا معین آمدنی سے ایکویٹی مارکیٹ کو بہاؤ اور اسٹیٹ بینک کی کم از کم ڈپازٹ کی شرح کی پالیسی میں تبدیلی، اور ایم ایس سی آئی ایف ایم انڈیکس میں پاکستان کے وزن کا بڑھنا شامل ہیں۔[65]، [66]

شکل 5.26: بیرونی اقتصادی امداد کی تقسیم



Source: EAD

مجموعی مثبت محرکات کے باوجود بیرونی سرمایہ کاروں نے خالص فروخت کی پوزیشن کو برقرار رکھا، جس کا اہم محرک مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی ابھرتی ہوئی منڈی سے فرنٹیئر مارکیٹ حیثیت میں درجہ بندی تھی۔ درجہ بندی میں تبدیلی کے ساتھ مالی سال 25ء کی آخری سہ ماہی میں علاقائی اور عالمی کشیدگیوں میں اضافہ بھی عالمی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کی سرمایہ کاری کی ترجیحات میں تبدیلی کا سبب ہو سکتا ہے۔

مزید برآں، بیرونی سرمایہ کاروں کے منافع کمانے پر مبنی رویے نے بھی فروخت کو بڑھانے میں کردار ادا کیا، کیونکہ مالی سال 25ء میں ایکویٹی مارکیٹ نے بلند منافع دیا۔[67] یہ فروخت وسیع البنیاد تھی کیونکہ این سی سی پی ایل کے ڈیٹا کے مطابق بیرونی سرمایہ کاروں نے سیمنٹ، کھاد، تیل اور گیس کی دریافت، غذا، آئل مارکیٹنگ

[63] اس ضمن میں وزارت اطلاعاتی ٹیکنالوجی اور ٹیلی مواصلات نے ڈجیٹل تعاون آرگنائزیشن کے اشتراک سے اسلام آباد میں دوروزہ ڈجیٹل بیرونی براہ راست سرمایہ کاری فورم 2025ء منعقد کیا۔

[64] اپریل 2025ء میں فچ ریٹنگز نے مستحکم آؤٹ لک کے ساتھ پاکستان کی خود مختار کریڈٹ ریٹنگ کو CCC+ سے بڑھا کر مستحکم منظر نامے کی حامل B- کر دیا ہے۔ اس کے بعد جولائی میں ایس اینڈ پی گلوبل نے ریٹنگ جاری کیں، جس نے درجہ بندی کو CCC+ سے بڑھا کر B- کر دیا۔ اس کے بعد اگست 2025ء میں موڈیز نے پاکستان کی درجہ بندی کو Caa2 سے Caa1 تک بڑھا دیا۔ ماخذ: فچ ریٹنگز، موڈیز، اور ایس اینڈ پی گلوبل۔

[65] بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 05 برائے 2024ء کے مطابق، کم از کم منافع کی شرح کی شرط مالیاتی اداروں، پبلک سیکٹر انٹرپرائزز اور پبلک لمیٹڈ کمپنیوں کے ڈپازٹس پر لاگو نہیں ہوگی۔
https://www.sbp.org.pk/bprd/2024/C5.htm

[66] ایف ایم اشاریے میں کمپنیوں کی کل تعداد 20 سے بڑھ کر 26 ہو گئی جبکہ سال کیپ انڈیکس میں یہ 56 سے بڑھ کر 67 ہو گئی۔

[67] بلومبرگ کے مطابق، پاکستان کا بینچ مارک KSE-100 انڈیکس مالی سال 25ء میں 57 فیصد کے امریکی ڈالر پر مجموعی منافع کے ساتھ بہترین کارکردگی دکھانے والوں میں 8ویں نمبر پر رہا۔

کمپنیوں، بجلی اور بینکاری سمیت اہم شعبوں سے 300 ملین ڈالر سے زائد رقوم کا انخلا (divest) دیکھا گیا۔

قرضہ منڈی میں بھی اسی طرح کا رجحان دیکھنے میں آیا، جس میں سرمایہ کاروں نے مالی سال 25ء کے دوران تقریباً 300 ملین ڈالر نکال لیے تھے۔ اس کا بڑا حصہ مالی سال 25ء کی آخری سہ ماہی میں بڑھتی ہوئی علاقائی اور عالمی کشیدگیوں کے باعث نکالا گیا، کیونکہ حالات نے سرمایہ کاروں کے خطرے کے احساسات میں اضافہ کر دیا تھا۔ پالیسی ریٹ میں کٹوتی کے حالات میں حکومتی تمسکات پر منافع میں کمی نے بھی اس میں کردار ادا کیا، کیونکہ اس سے شرح سود کے تفرق میں نمایاں کمی ہو گئی تھی۔

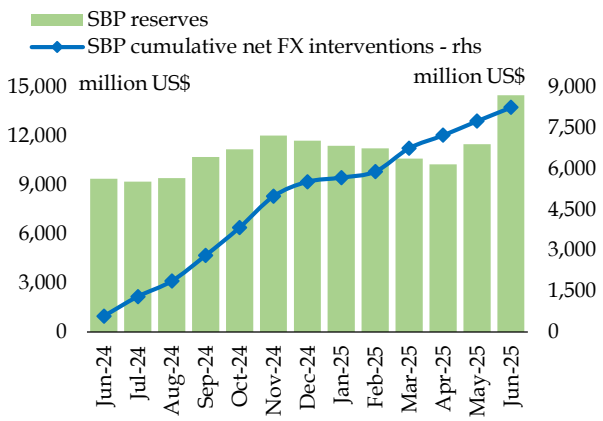
تاہم، بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ (آر ڈی اے) کے ذریعے نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز) میں سرمایہ کاری میں دلچسپی جاری رہی۔ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں سرمایہ کاری بڑھ کر 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئی، جو گذشتہ برس کے تقریباً 800 ملین ڈالر سے زیادہ ہے۔ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں مستحکم اضافے کا محرک منافع کی قدرے بلند شرح، ٹیکس ترغیبات، واپس منتقلی میں آسانی اور شریعت سے ہم آہنگ آپشنز کی فراہمی شامل ہیں۔

نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں رقوم کی آمد کے سبب آخر مالی سال 25ء تک روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ میں خام رقوم کی آمد 10.5 ارب ڈالر سے تجاوز کر گئی، اور رواں مالی سال کے دوران اس میں 2.3 ارب ڈالر کی آمد ہوئی جو اس کی بلند ترین سطح ہے۔ اس میں سے بیرون ملک منتقلی اور مقامی استعمال 1.7 ارب ڈالر رہا، جس سے خالص رقوم کی بیرون ملک منتقلی واجبات 559 ملین ڈالر کے اضافے سے 2.0 ارب ڈالر (مجموعی روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ کا 19 فیصد) تک پہنچ گئی (**شکل 5.25**)۔ خالص بیرون ملک منتقلی واجبات (این آر ایل) کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ روایتی اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس دونوں میں 1.4 ارب ڈالر کی رقم سرمایہ کاری کی صورت میں موجود ہے، جبکہ بقیہ 0.6 ارب ڈالر ایکویٹی سرمایہ کاریوں اور اکاؤنٹ بیلنسز میں موجود ہیں۔[68]

زرمبادلہ کے قرضے اور واجبات

پاکستان کو مالی سال 25ء کے دوران بیرونی معاشی امداد کی مد میں 12.1 ارب ڈالر موصول ہوئے، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً 2.3 ارب ڈالر زیادہ ہیں۔[69] رقوم کی تقسیم تقریباً تمام اہم ذرائع کے بجٹ تخمینوں سے تجاوز کر گئی، جس میں کثیر فریقی، دوطرفہ، کمرشل اور این پی سی شامل ہیں۔

شکل 5.27: اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر اور مداخلتیں



Source: SBP

کثیر فریقی ذرائع میں ایشیائی ترقیاتی بینک کی جانب سے 2.1 ارب ڈالر فراہم کیے گئے، جس میں سے 500 ملین ڈالر 'ماحولیاتی اور قدرتی آفات کے مقابلے میں لچکداری بڑھانے کے پروگرام' کے تحت پاکستان کو قدرتی آفات اور ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف اپنی لچکداری بڑھانے میں معاونت کے لیے دیے گئے؛ اور 300 ملین ڈالر ڈومیسٹک ریسورس موبلائزیشن پروگرام کے تحت ان شعبوں کو الگ الگ دیے گئے جن میں سرمایہ کاری، برآمدات، اور سرکاری مالیات، اور خواتین کی مالی شمولیت شامل ہے، جبکہ اس کے بعد خواتین کی مالی وساطت کا نمبر آتا ہے۔

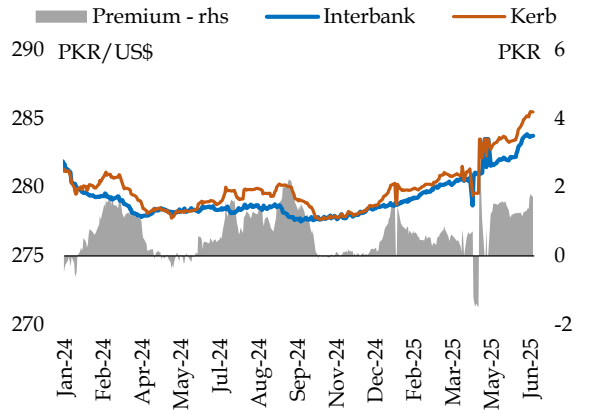
بقیہ رقم ان شعبوں کو اپ گریڈ کرنے کے لیے مہیا کی گئی: (الف) بجلی کے منصوبوں کی ترسیل اور منتقلی، (ب) آبپاشی، ٹرانسپورٹ اور تعمیراتی انفراسٹرکچر، (ج) خیبر پختونخوا اور پنجاب کے شہروں میں عوام کی فلاح، (د) سندھ میں ثانوی تعلیم،

[68] اس میں سرکاری سیکیورٹیز جیسے ٹی بلز، صکوک، رئیل اسٹیٹ، میوچل فنڈز وغیرہ کی واجب الادا پوزیشن شامل ہے لیکن اس میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس شامل نہیں ہیں۔

[69] اس میں آئی ایم ایف سے وصول ہونے والے 2.1 ارب امریکی ڈالر کی وصولی شامل نہیں ہے۔ ملک نے سعودی عرب اور چین سے 9 ارب امریکی ڈالر کے میعادی ڈپازٹس کو رول اوور کیا۔

اور (ہ) غریب خواتین اور ان کے خاندانوں کی غربت ختم کرنے کے لیے سماجی تحفظ کا نظام۔

شکل 5.28: شرح مبادلہ: انٹربینک بمقابلہ کرب مارکیٹ



Sources: SBP

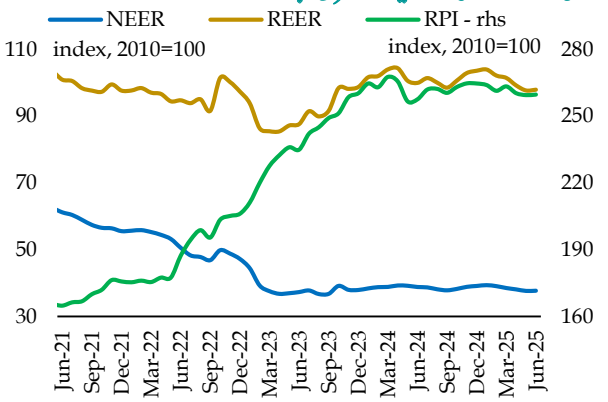
عالمی بینک کی جانب سے تقریباً 1.4 ارب ڈالر کے قرضے دیے گئے، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً 400 ملین ڈالر کم ہیں۔ یہ قرضے سیلاب کے بعد تعمیرِ نو اور سندھ میں بیراجوں کو بہتر بنانے، پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کی ترقی، ماحولیاتی دھچکوں کو زائل کرنے کے لیے اہم اداروں کو مضبوط بنانے اور شمسی توانائی اور آبی بجلی کے منصوبوں کے لیے فراہم کیے گئے۔

اسلامی ترقیاتی بینک نے سعودی عرب کے ساتھ مل کر تیل اور ایل این جی کی درآمد کے لیے 750 ملین ڈالر سے زائد کا قلیل مدتی قرضہ دیا، تاکہ توانائی کے درآمدی بل میں اضافے کے اثرات کم کرنے میں مدد مل سکے۔ چین 583 ملین ڈالر کے ساتھ سب سے بڑا دوطرفہ قرض دہندہ رہا، اور اس قرض کا بڑا حصہ ایٹمی پاور پلانٹ کو توانائی کا آمیزہ متنوع بنانے اور فوسل ایندھنوں پر انحصار کم کرنے کے لیے تھا۔ بقیہ رقم دوردراز علاقوں میں انٹرنیٹ تک رسائی فراہم کرنے کے لیے ملٹی مشن سیٹلائٹ لانچ کرنے کے لیے استعمال میں لائی گئی۔

کثیر فریقی اور دوطرفہ قرضوں کے بعد بیرونی اقتصادی امداد میں دوسرا سب سے بڑا حصہ (35 فیصد) کمرشل قرضوں کا تھا (**شکل 5.26**)۔ مجموعی طور پر بیرونی کمرشل بینکوں سے 4.3 ارب ڈالر کا قرض لیا گیا، جس کا بڑا حصہ ری فنانسنگ اور اضافی فنڈز پر مشتمل تھا جس کی ذمہ نویسی (underwriting) ایشیائی ترقیاتی بینک کی ضمانتوں کے ذریعے کی گئی۔

آخر میں ملک کو جولائی 2024ء میں ای ایف ایف پروگرام کے تحت آئی ایم ایف کی جانب سے 2.1 ارب ڈالر موصول ہوئے اور اس کے بعد مئی 2025ء میں اس کا پہلا جائزہ مکمل کیا گیا۔ ملک نے کامیابی کے ساتھ لچکداری اور پائیداری کی سہولت (آر ایس ایف) کے نئے بندوبست کے تحت 28 مہینوں کی مدت کے لیے 1.3 ارب ڈالر کا قرض لیا، جس کا مقصد ماحولیاتی دھچکوں کے مقابلے میں پاکستان کی معاشی لچکداری کو مضبوط بنانا تھا۔

شکل 5.29: حقیقی اور نامیہ مؤثر شرح مبادلہ



Sources: SBP

5.5 شرح مبادلہ اور ذخائر

آخر جون 2025ء تک اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھ کر 14.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئے، جو آخر جون 2024ء کے 9.4 ارب ڈالر کے مقابلے میں 5.1 ارب ڈالر زیادہ ہیں[70]۔ اسے متعدد مذکورہ عوامل خصوصاً جاری کھاتے کے توازن میں خاصی بہتری اور بلند سرکاری رقوم کی تقسیم سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ جاری کھاتے کے فاضل نے اسٹیٹ بینک کو موقع فراہم کیا کہ وہ بازارِ مبادلہ سے 7.7 ارب ڈالر کی خالص خریداریاں کرے (**شکل 5.27**)۔ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے آپریشنز کا بنیادی مقصد بیرونی بفر کو مضبوط بنانا اور بیرونی ادائیگیوں کے لیے ملکی گنجائش کو

[70] مالی سال 25ء کے دوران تجارتی بینکوں کے پاس موجود خالص ذخائر میں تقریباً 150 ملین امریکی ڈالر کا اضافہ ہوا۔

بڑھانا تھا۔ ا[71]س کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے اپنے واجب الادا فارورڈ / تبدل کی پوزیشن میں بھی آخر جون 2024ء کی نسبت 950 ملین ڈالر کمی کی ہے، جس سے مالی سال 25ء میں ذخائر میں اضافے کے معیار میں بہتری آگئی۔

جاری کھاتے کے توازن میں بہتری اور ذخائر کی مضبوط پوزیشن سے زرمبادلہ کی مارکیٹ میں استحکام پیدا ہوا۔ جیسا کہ پہلے اجاگر کیا جاچکا ہے کہ مالی رقوم کی آمد کے بارے میں بے یقینی کے باعث مالی سال 25ء کی دوسری ششماہی کے دوران شرح مبادلہ میں کچھ تغیر پذیری رہی ہے۔[72] تاہم، ای ایف ایف کے تحت پہلے معاشی جائزے کی کامیاب تکمیل اور جاری کھاتے کے توازن میں پائیدار بہتری نے شرح مبادلہ کو 283.8 روپیہ فی امریکی ڈالر کے قریب مستحکم رکھا، اور مالی سال 25ء کے دوران اس میں 1.9 فیصد کی معتدل نمو ہوئی۔ سال کے دوران کرب پر یمیم بھی کمزور رہا (**شکل 5.28**)۔

پاکستان کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ آخر جون 2024ء کے 100.1 سے قدر میں کمی کے بعد آخر جون 2025ء میں 98.0 فیصد پر آگئی۔ حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کی قدر میں کمی کا بڑا محرک نامیہ مؤثر شرح مبادلہ تھی، کیونکہ پاکستان کے تجارتی شراکت داروں کے مقابلے میں ملکی مہنگائی تیزی سے کم ہوئی ہے (**شکل 5.29**)۔ مالی سال 25ء میں نسبتی اشاریہ قیمت (آر پی آئی) میں 0.8 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 9.6 فیصد تھا۔ اس طرح پاکستان کو اپنی بیرونی مسابقت کو برقرار رکھنے میں مدد ملی۔

باکس 5.1: قومی ٹیرف پالیسی برائے 2025ء تا 2030ء: ایک قابلِ پیش گوئی اور مسابقتی تجارتی نظام کی سمت قدم

پاکستان کی جانب سے حال ہی میں منظوری کی گئی قومی ٹیرف پالیسی برائے 2025ء تا 2030ء ملک کی تجارتی پالیسی نظام کے ارتقاء میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ قومی ٹیرف پالیسی برائے 2019ء تا 2024ء کی جگہ لینے والی قومی ٹیرف پالیسی برائے 2025ء تا 2030ء میں بگاڑ کا سبب بننے والے ٹیرف میں کمی اور درآمدی ٹیرف کے خاتمے کی کوشش کی گئی ہے، جس کا مقصد برآمدات پر مبنی صنعت کاری کو فروغ دینا ہے۔ قومی ٹیرف پالیسی برائے 2019ء تا 2024ء کے تحت 2000 سے زائد ٹیرف لائنز (7,589 میں سے) پر کسٹم ڈیوٹی اور اضافی ڈیوٹیوں کو بڑھا دیا گیا، جو زیادہ تر خام مال اور اشیائے سرمایہ کے متعلق تھیں، جبکہ قومی ٹیرف پالیسی برائے 2025ء تا 2030ء کا مقصد ان اصلاحات کو وسعت دے کر شفافیت اور پالیسی کے قابلِ پیش گوئی ہونے میں اضافہ کرنا ہے (**جدول 5.1.1**)۔

جدول 5.1.1: نیشنل ٹیرف پالیسی میں پیش رفت: 2019ء تا 2024ء

پہلو	این ٹی پی 24-2019ء	این ٹی پی 30-2025ء	پیمانہ	موجودہ 25-2024ء (فیصد)	2030ء تک ہدف
مقصد	محصولات کے لحاظ سے ارتکاز سے تجارتی پالیسی ٹول پر منتقلی	ہدف، برآمدات پر مبنی نمو	**سادہ اوسط ٹیرف**	20.2 (بشمول سی ڈی، اے سی ڈی اور آر ڈی)	9.7
اہم اصلاحات	2198 لائنز (خام / سرمایہ) پر ہدف شدہ سی ڈی اور اے سی ڈی	اے سی ڈی اور آر ڈیز کا خاتمہ	**سی ڈی کی کمی**	11.9	9.7
ٹیرف کی اوسط	19-2018ء کے 10.6 فیصد سے کم ہو کر 24-2023ء میں 6.7 فیصد	ہدف 9.7 فیصد سادہ اوسط	**اے سی ٹی کا خاتمہ**	3.6	0 (4 سال)
شعبہ جاتی عملیت پسندی	ٹیکسٹائلز، دواسازی، فولاد، جوتے، کاغذ	شعبہ جاتی یکجائی، اور 2026ء کے بعد گاڑیوں کے شعبے میں اصلاحات	**آر ڈی کا خاتمہ**	4.6	0 (5 سال)
پالیسی کی سمت	کارکردگی کے لیے ٹیرف کو عملیت پسند بنانا	عالمی رسدی زنجیر، سبز ٹیکنالوجی اور مسابقت	**فقط شیڈول کی**	بلند انحصار	فرسٹ شیڈول پر منتقل

ماخذ: این ٹی سی

[71] میتھیو میلوئے (2013ء) کے مطابق ابھرتی ہوئی منڈیاں بیرونی کرنسی کے ذخائر جمع کرنے کے لیے زرمبادلہ مارکیٹ میں مداخلت کرتی ہیں، کیونکہ ان کے اکتشاف کی سطح بلند اور عالمی جھٹکوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔

72 یومیہ شرح مبادلہ (پاکستانی روپیہ / امریکی ڈالر) میں معیاری انحراف مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے 0.4 فیصد سے بڑھ کر 1.5 فیصد تک پہنچ گیا۔

درآمدات پر ٹیرف (اضافی کسٹم ڈیوٹی اور ریگولیٹری ڈیوٹی) کے خاتمے سے توقع ہے کہ پاکستان کی مسابقت میں بہتری آئے گی، کیونکہ اس سے درآمدی صنعتی خام مال اور ثانوی اشیا کی لاگتیں کم ہو جائیں گی۔ تاہم، کچھ شعبے جنہیں ماضی میں ففتھ شیڈول اور ایس آر او کی بنیاد پر استثنیٰ کے تحت تحفظ حاصل تھا، جیسے گاڑیوں کی صنعت، انہیں بلند مسابقت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔[73]

ٹیرف پالیسی بورڈ کی سخت نگرانی کے ذریعے ٹیرف کی فیصلہ سازی کو ادارہ جاتی بنانا ماضی کے طریقوں سے بڑا انحراف ہے، اس لیے ایڈہاک قانونی ضوابطی آرڈرز (ایس آر اوز) پر انحصار کو بہت کم کر دیا گیا ہے۔ ادارہ جاتی بہتری لانے کا مقصد صوابدیدی ہدایات میں کمی اور تحفظ کو شعبہ جاتی کارکردگی اور عالمی رسدی زنجیر میں شرکت سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ نشانیہ سازی اور عالمی ہم آہنگی کے لحاظ سے پاکستان میں حالیہ اوسط ٹیرف کا بوجھ (بشمول کسٹم ڈیوٹی، اے سی ڈی اور آر ڈیز) 20 فیصد سے زائد ہے جو جنوبی ایشیا میں بلند ترین سطح پر ہے۔

پالیسی میں مجوزہ اقدامات کے معاشی اثرات کی تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔ خصوصاً، کم لاگتوں کے باعث برآمدات میں 10 تا 14 فیصد اضافہ اور عالمی رسدی زنجیر کے ساتھ ربط میں مزید بہتری کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ درآمدات میں 5 تا 6 فیصد کا معتدل اضافہ متوقع ہے۔ لہٰذا، برآمدات میں مضبوط نمو سے تجارتی خسارے میں کمی کا امکان ہے۔ صنعتی توسیع کے ذریعے روزگار میں اضافے کی توقع ہے اور پالیسی سے مہنگائی میں کمی آئے گی، اور خصوصاً درآمدی غذائی اجزا کی صارفی قیمتوں میں کمی متوقع ہے۔ مالیاتی تناظر میں تقریباً 500 ارب روپے کے محصولاتی نقصان کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ تاہم، جی ڈی اے پی کے تخمینوں سے نشاندہی ہوتی ہے کہ جی ڈی پی میں بلند نمو کی بنیاد پر وسط تا طویل مدت میں اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے۔

پاکستان کی جانب سے ٹیرف کو عملیت پسند بنانے کے سلسلے میں ابتدائی کوششیں 1980ء کی دہائی، 1990ء کی دہائی کے وسط، 2000ء کی دہائی کے وسط اور 2010ء کی دہائی کے وسط میں کی گئیں، جن میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا یا انہیں ختم کر دیا گیا، کیونکہ ٹیرف میں کٹوتیاں مرحلہ وار اور مربوط ہونے کے بجائے بہت بے ترتیب تھیں۔ اس میں محصولاتی نقصان کا متبادل بندوبست موجود نہیں تھا، اور ٹیرف میں بڑے فرق نے اسمگلنگ اور ناجائز فوائد سمیٹنے کی ترغیب دی۔ ترغیبات مزید کمزور ہوئیں کیونکہ ان میں کسٹم کی جدت طرازی اور نقل و حمل کی سہولتوں کے اپ گریڈ جیسے اعانتی اقدامات کا فقدان تھا۔ کم برآمدات اور علاقائی تجارت سے کمزور روابط فوائد میں مزید کمی کا باعث بنے۔

ٹیرف اور سرحدی ٹیرف میں مجوزہ کمی کے علاوہ ٹیرفس کی ساخت پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ ٹیرف کے ڈھانچے کی ساخت میں تبدیلی بگاڑ اور برآمدات مخالف تعصب کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس لیے، ٹیرف کی ایسی ساخت کے انتخاب پر وسیع تر پالیسی توجہ مرتکز کرنے کی ضرورت ہے جو بگاڑ کو کم از کم سطح پر رکھے۔ تحقیق میں ان مسائل کو حل کرنے کے لیے یکساں یا کم از کم منتشر ٹیرف تجویز کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ لابنگ، اسمگلنگ اور حکومتی بگاڑ کے اثرات زائل کرتا ہے اور انتظامی سادگی بھی تخلیق کرتا ہے۔

مزید برآں، غیر ٹیرف رکاوٹوں کے مسئلے کو حل کیے بغیر ٹیرف کی اصلاحات کی اثر انگیزی میں کمی آسکتی ہے۔ ماضی کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی لحاظ سے منسلک اسٹیک ہولڈرز نے ٹیرف میں کمی میں سہولت کے لیے قومی ٹیرف رکاوٹوں اور سرحدی ٹیرف پر کامیاب لابنگ کی تھی۔ اس صورت حال نے اصلاحات کے متوقع اثرات کو محدود کر دیا ہے اور معیشت میں غیر مسابقتی طریقوں کو برقرار رکھنے میں مدد ملی ہے۔ مزید برآں، تجارتی اصلاحات پائیدار معاشی کامیابی پر منتج ہوتی ہے، جب ایسی رکاوٹوں کی جگہ معیاری اور معاون ادارے موجود ہوں، جیسے کسٹم کے طریقوں اور ڈجیٹل دستاویزیت کو بہتر بنانا۔[74]

ٹیرف کی اصلاحات کے ساتھ پوری معیشت میں اسے سہولت دینے کے اقدامات بھی کیے جانے چاہئیں۔ مثلاً، ملکی تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالیاتی اصلاحات، زیادہ لچکداری کی حامل شرح مبادلہ اور برآمدات میں سہولت کاری سے کامیاب تجارتی لبرلائزیشن کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جن ممالک نے ٹیرف کے محصولات پر انحصار میں کمی کی، ان کی مالیاتی پوزیشن بہتر ہو گئی اور / ٹیکس بنیاد وسیع ہو گئی۔ مثلاً، چلی نے اپنی خود شروع کی گئی تجارتی اصلاحات کے ساتھ مالیاتی کفایت شعاری کو اختیار کیا۔ ماضی میں پاکستان کی جانب سے تجارت کی لبرلائزیشن کی کوششیں ناکام رہیں کیونکہ سرحدی ٹیرف پر مبنی محصولات نافذ کیے گئے، جس سے ٹیرف کی پائیدار اصلاحات کے لیے مالیاتی مسائل کو حل کرنے کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

[73] موجودہ آٹوانڈسٹری ڈویلپمنٹ اور ایکسپورٹ پالیسی برائے 2021ء تا 2026ء نافذ رہے گی، جس سے ساختی ردوبدل کا موقع ملے گا۔ اس طرح گاڑیوں کے شعبے میں ٹیرف اصلاحات جولائی 2026ء سے لاگو ہوں گی۔

[74] امریکی درآمدات کے معیاری جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے NTMs ہیں، جو بیوروکریسی اور کسٹم کے مشکل طریقہ کار کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ بات بیرونی تجارتی رکاوٹوں پر امریکی تجارتی نمائندے کی رپورٹ سے بھی ظاہر ہوتی ہے، جس میں کسٹم کی قدر پیمائیوں اور کاغذی دستاویزات کے تقاضوں میں یکسانیت کی کمی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مزید برآں، تجارتی لبرلائزیشن کی سابقہ کوششوں کے نتیجے میں کئی ممالک درآمدی کنٹرولز اور مقداری پابندیوں سے شرح مبادلہ کے زیادہ لچکدار نظام پر منتقل ہوئے ہیں۔ مثلاً، میکسیکو نے اپنی برآمدی مسابقت برقرار رکھنے کے لیے تجارتی اصلاحات کے دوران میعادی ردوبدل کیا۔ پاکستان کی شرح مبادلہ کے لچکدار نظام پر منتقلی اس ضمن میں ایک خوش آئند پیش رفت ہے۔ آخر میں برآمدات کو فروغ دینے کی پالیسیوں سے بھی برآمدی ہم آہنگی کے عمل کو تیز کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً، بنگلہ دیش میں برآمدات کی نمو میں برآمدی ترغیبات اور معاونت کے ساتھ خام مال پر کم ٹیرف نے بھی کردار ادا کیا۔ لہٰذا، ٹیرف کی اصلاحات کو تاریخی تناظر میں دیکھنا چاہیے، اور پوری معیشت میں اس کی اعانت کے لیے اصلاحات کو نافذ کیا جائے، کیونکہ تجارتی لبرلائزیشن خود مقصد نہیں بلکہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ممالک برآمدات اور مضبوط اداروں کے بل بوتے پر بلند نمو حاصل کر سکتے ہیں۔

* یہ باکس تحریر کرنے میں انا خٹک اور علی احمد شاہ کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

i عالمی بینک (2017ء)۔ مسابقت، درآمدی ڈیوٹیز اور کارکردگی کے لیے پاکستان کی اقتصادی پالیسی–پاکستان کے لیے کچھ stylized حقائق، واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک؛ قریشی، ایم جی اور ایاز، ایف۔ (2020ء)۔ پاکستان کی قومی ٹیرف پالیسی کے چیلنجز، اسلام آباد: پی آئی ڈی ای، بشیر، زیڈ (2003ء)۔ پاکستان میں زرعی برآمدی کارکردگی پر اقتصادی اصلاحات اور تجارتی لبرلائزیشن کے اثرات، دی پاکستان ڈویلپمنٹ ریویو، جلد۔ 42(4)، صفحہ 941-960۔

ii عالمی بینک (2021ء)۔ پاکستان کی ترقی کی اپڈیٹ: برآمدات کو بحال کرنا، عالمی بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

iii عالمی بینک (2020ء)۔ پاکستان میں تجارت کو جدید بنانا: ایک پالیسی روڈ میپ، عالمی بینک؛ پرسل، جی اور دیگر۔ (2011ء)۔ پاکستان کی تجارتی پالیسیاں: مستقبل کی سمتیں، انٹرنیشنل گروتھ سینٹر ورکنگ پیپر، جلد۔ 11، نمبر 361۔

iv ملک، اے اور ڈنکن، ڈبلیو. (2022ء)۔ مبہم لبرلائزیشن: کس طرح خصوصی مفاداتی گروپ پاکستان میں تجارتی پالیسی پر قبضہ کرتے ہیں، RASTA، پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، والیوم 6۔

v. روڈرک۔ ڈی (2000ء)۔ تجارتی پالیسی میں اصلاحات بطور ادارہ جاتی اصلاحات، آئی ڈی بی ورکنگ پیپر نمبر 2189، انٹر امریکن ڈویلپمنٹ بینک۔

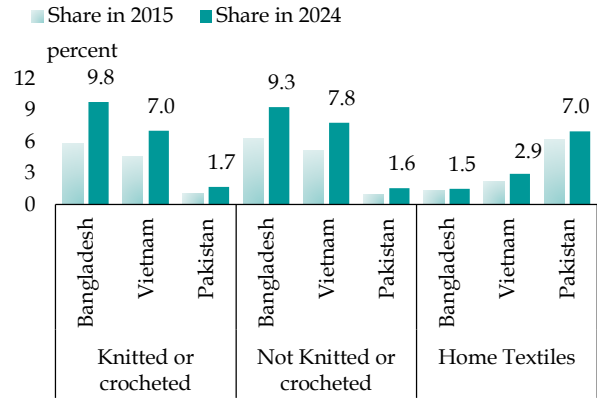
vi کوربو، وی (1990ء)۔ عوامی مالیات، تجارت، اور ترقی: چلی کا تجربہ، ایڈ۔ تنزی، V. کھلی ترقی پذیر معیشتوں میں مالیاتی پالیسی، آئی ایم ایف، واشنگٹن ڈی سی۔

vii ارون، ڈی اے (2022ء)۔ 1985-1995ء کی تجارتی اصلاحات کی لہر، این بی ای آر ورکنگ پیپر سیریز نمبر 29973، نیشنل بیورو آف اکنامک ریسرچ۔

باکس 5.2: جاذبِ توانائی ٹیکسٹائل کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے سبز تجارتی امکانات بروئے کار لانا[75]

پاکستان کی برآمدی آمدنی میں ٹیکسٹائل کے شعبے کا حصہ تقریباً 55 فیصد ہے۔ ملکی محاذ پر بالادست پوزیشن رکھنے کے باوجود قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل کی عالمی برآمدات میں پاکستان کے حصے میں 2015ء کے بعد سے صرف معمولی اضافہ ہو سکا ہے، جبکہ علاقائی مسابقت کاروں نے مارکیٹ میں اپنی موجودگی میں مسلسل اضافہ کیا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ اضافہ قیمت کی جارحانہ مسابقت کی بنیاد پر نہیں بلکہ جدید پیداواری صلاحیتوں میں سرمایہ کاری اور پائیداری کے عالمی معیارات کی پاسداری کے ذریعے بلند اکائی مالیتوں کا حصول ہے، جو توانائی، پانی اور کیمیائی اثر انگیزی پر زور دیتے ہیں (**شکل 5.2.1**)۔ اس تناظر میں، اس باب میں یہ بات اجاگر کی گئی ہے کہ کس طرح جدید تقاضوں سے ہم آہنگی کے ذریعے پائیدار طریقے اور توانائی کی کارکردگی کے فوائد پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات کے مستقبل کی راہ متعین کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

شکل 5.2.1: عالمی تجارت میں حصہ: بلند قدر اضافی کی ٹیکسٹائل مصنوعات



Source: ITC

[75] جدید تقاضوں سے ہم آہنگی (retrofitting) کسی موجود ڈھانچے یا پروسیس کو اس کی کارکردگی یا عمر بڑھانے کے لیے اپ گریڈنگ کے عمل کو کہتے ہیں۔

جدول 5.2.1 الف: لاگت میں سالانہ بچت کا تخمینہ

جدت طرازی کے اقدامات	بچنے والی توانائی (کلوواٹ آور) (الف)	لاگت کی بچت (روپیہ) ایک ٹیکسٹائل مل (ب)	لاگت کی بچت (روپیہ) 100 ٹیکسٹائل مل ج=ب*
موٹر موٹریں	1,279,214	26.9 ملین	2.69 ارب
لائٹنگ + شمسی پی وی	104,160	2.2 ملین	220 ملین
کمپریسر لیک مینجمنٹ	122,360	2.6 ملین	260 ملین
تخمین شدہ مجموعی سالانہ بچت	**~1.5 ملین کلوواٹ آور**	**~31.6 ملین، کارخانہ**	**~3.16 ارب**

نوٹ: لائن (الف) تخمین شدہ توانائی کی بچتوں (کلوواٹ آور) کو جدت طرازی کے ہر مخصوص اقدام کو ظاہر کرتی ہے، جو ٹیکسٹائل صنعت کے توانائی آڈٹ پر مبنی ہے۔
لائن (ب) لاگتوں کی بچت کو ظاہر کرتی ہے جنہیں بجلی کے اوسط صنعتی یونٹ کی لاگت سے توانائی کی تخمین شدہ بچت کو ضرب دے کر حاصل کیا جاتا ہے، یونی 21/کلوواٹ آور وغیرہ۔ مستعد موٹریں =1,279,214 کلوواٹ آور x اوسط یونٹ اکائی لاگت (21 روپے/کلوواٹ آور ≈ 26.9 ملین)
لائن (ج) 100 ٹیکسٹائل ملوں کے لیے مجموعی بچت کو ظاہر کرتی ہے، جسے فی مل بچت سے ضرب دے کر حاصل کیا جاتا ہے۔ لائن (ب)*100

جدول 5.2.1 ب: توانائی کی جدت طرازی سے ٹیکسٹائل برآمدات پر منتقل ہونے والے فوائد

میٹرک	مالیت امریکی ڈالر
فی مل اخراج میں کمی۔ tCO_2e *(الف)	20,000
خام کاربن آمدنی فی کارخانہ (ب)**	240,000
جدت طرازی کے لیے سرمایہ کاری کی ابتدائی لاگت (ج)	50,000
خالص کاربن آمدنی فی مل (د=ب-سی)	190,000
100 کارخانوں کے لیے مجموعی خالص آمدنی (ہ=د*100)	**19,000,000**
اوسط برآمدنی مل (ز)***	12,000,000
فی مل برآمدات میں اضافہ (ہ=و*5 فیصد)****	600,000
100 کارخانوں کے لیے ایک سال کے دوران برآمدات میں اضافہ (ز=ر*100)	**60,000,000**

نوٹ: * فی کارخانہ اخراج میں کمی کی مالیتوں کو رپورٹ سے لیا گیا ہے، جسے کاربن اخراج کے یونٹ ٹنوں میں رپورٹ کیا گیا ہے۔ ایم او سی سی اینڈ ای سی (2025ء)۔
** خالص کاربن آمدنی میں کاربن کریڈٹ کی قیمت 12 امریکی ڈالر/tCO_2e فرض کیا گیا ہے۔
*** برآمدات کی قدروں میں بہت فرق پایا جاتا ہے (چھوٹی فرموں کے لیے 20 ملین ڈالر سے لے کر بڑی مرکب فرموں کے لیے 450 ملین ڈالر تک)۔ 12 ملین ڈالر کی قدامت پسند اوسط فرض کی گئی ہے۔
**** برآمدات میں 5 فیصد اضافہ فرض کیا گیا ہے؛ جو پائیدار فیشن مارکیٹوں تک رسائی، پریمیم قیمتوں کے تعین اور توانائی کی بچتوں سے ممکنہ فوائد کی عکاسی کرتا ہے۔
ماخذ: مصنف کا حساب ٹیکسٹائل صنعت کے انرجی آڈٹ (2021ء) اور ایم او سی سی اینڈ ای سی (2025ء) پر مبنی ہے۔
پاکستان میں کاربن کریڈٹس: ماحولیاتی ایکشن کو کاروباری موقع میں بدلنا

ٹیکسٹائل کرنسی میں پائیداری کو نئی کرنسی کی حیثیت حاصل ہے: پائیدار سورسنگ کی عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی اہمیت اس صنعت کے مسابقتی منظرنامے کو نئی شکل دے رہی ہے۔ 2025ء میں پائیدار فیشن کی مارکیٹ[76] کی مالیت 12.5 ارب ڈالر ہے اور، 2032ء تک[77] اس کے بڑھ کر 53.5 ارب ڈالر تک پہنچنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے، جس میں سب سے بڑا حصہ امریکہ کا ہے۔ ماحولیات سے ہم آہنگ فیشن برانڈز قیمت کا پریمیم ادا کرنے کے لیے تیار ہیں، جو ملبوسات کے عالمی تجارتی محرکات میں ساختی تبدیلی کی نشاندہی کرتی ہے۔

[76] پائیدار فیشن سے مراد ایسے ڈیزائن اور ملبوسات ہیں جو ماحولیاتی اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیے جاتے ہیں۔
[77] اس مارکیٹ میں ملبوسات کا 26 فیصد حصہ ہے۔ ماخذ: مربوط مارکیٹ بصیرت (2025ء)۔ عالمی پائیدار فیشن مارکیٹ کا سائز اور رجحانات۔

توانائی کی بلند لاگت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے: پاکستان میں ٹیکسٹائل کے شعبے کو محدود کرنے والے ساختی مسائل میں سے سب سے پرانی رکاوٹ توانائی کی تغیر پذیری اور توانائی کی بلند لاگتیں ہیں۔[78] مجموعی پیداواری لاگتوں میں توانائی کے اخراجات کا حصہ تقریباً 30 تا 40 فیصد ہے، جو بنگلہ دیش اور بھارت جیسے ہم پلہ ممالک کے مقابلے میں تقریباً دگنا ہے۔

عالمی معیارات، مقامی خامیاں: اس کے ساتھ ساتھ ٹیکسٹائل کے شعبے پر عالمی ضوابطی دباؤ میں شدت آتی جارہی ہے۔ دنیا بھر سے لیے گئے 456 ایکولیبلز میں سے تقریباً 100 کا اطلاق ٹیکسٹائل کے شعبے پر ہوتا ہے، جس میں توانائی، پانی اور کیمیائی اثرانگیزی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ لیکن اس حوالے سے پاکستان کی تیاری کی حالت کمزور ہے: ٹیکسٹائل فرموں میں سے صرف 32 فیصد، بیشتر بڑی برآمدی نوعیت کی فرمیں، کے پاس ایکولیبلز کی توثیق موجود ہے۔ تجرباتی شواہد سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ رضاکارانہ ماحولیاتی معیارات کے تحت توثیق شدہ ٹیکسٹائل فرموں کے منافع کی سطح بلند، مضبوط اسٹاک کارکردگی اور بہتر پائیداری کے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ لٹریچر کے مطابق برآمدات کی مضبوط نمو، عالمی سبز رسدی زنجیروں میں شرکت برآمدات کی مضبوط نمو سے بھی منسلک ہوتی ہے۔

کارکردگی بڑھانے کے فوائد: کارکردگی بڑھانے کے فوائد کے امکانات کافی ہیں، جس کی عکاسی متعدد بار انجام دیے گئے آڈٹ سے ہوتی ہے۔ مثلاً، پی آئی ڈی ای کے تخمینے کے مطابق کارکردگی میں جدت لاکر اسپننگ پروسیسنگ کے ذیلی شعبے کی سالانہ لاگت میں 6 ارب روپے تک بچائے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح، اپٹاگز (APTMA-GIZ) قابل تجدید توانائی اور توانائی مستعد پروجیکٹ کے تحت تین اضلاع میں چھوٹے پیمانے پر توانائی کی جدت طرازی کے ذریعے تقریباً 600 ملین روپے کی سالانہ بچت کی گئی۔

توانائی کی جدت طرازی کے ممکنہ فوائد کا تعین: 100 ٹیکسٹائل ملوں کے آڈٹ شدہ ڈیٹا کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنیادی توانائی کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے اقدامات سے سالانہ تقریباً 3.16 ارب روپے کی بچت ممکن ہے (**جدول 5.2.1 الف**)۔ مزید برآں، کاربن منڈیوں کے لیے پاکستان کی پالیسی کے رہنما اصولوں کے تحت یہ جدید فیکٹریاں کاربن کریڈٹ بھی حاصل کرسکتی ہیں، اور محتاط تخمینوں کے مطابق سالانہ 190,000 ڈالر فی فیکٹری کی خالص کاربن آمدنی ہوسکتی ہے۔ حتیٰ کہ پریمیم قیمتوں کے تعین کے ذریعے برآمدات میں 5 فیصد کا معتدل اضافہ، مضبوط فیشن منڈیوں تک رسائی، اور توانائی کی بچتوں سے نفع یابی کے فوائد کے ذریعے مجموعی طور پر سالانہ ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافی 60 ملین ڈالر کمائے جاسکتے ہیں (**جدول 5.2.1 ب**)۔

تین فوائد: مختصر یہ کہ توانائی کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے سے پاکستان میں ٹیکسٹائل کے شعبے میں تین گنا فوائد حاصل ہوسکتے ہیں:

الف۔ لاگت کی خاصی بچت

ب۔ بین الاقوامی ایکو معیارات پر عملدرآمد سے پریمیم برآمدی منڈیوں تک رسائی یقینی بنانا۔

ج۔ پائیداری سے ہم آہنگی کے ذریعے برآمدات میں اضافہ، بلند اکائی قیمتوں کا حصول، برانڈ سے مضبوط شراکت داریوں اور نئے سبز تجارتی سمجھوتوں تک رسائی ممکن ہوسکتی ہے۔

اقدامات نہ کرنا جدت طرازی سے مہنگا پڑتا ہے: آج کی دنیا کے مسابقتی منظرنامے میں، جہاں پر خریدار پائیداری کا جواب وفاداری اور پریمیم کی صورت میں دیتے ہیں، وہاں پر جدید تقاضوں سے ہم آہنگی محض آپشن نہیں بلکہ یہ پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات کے مارکیٹ میں حصے کے تسلسل اور صنعتی لچکداری کو مضبوط بنانے کے لیے ایک اسٹریٹجک ضرورت ہے۔

* یہ باکس تحریر کرنے میں انا نٹک کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

i پی آئی ڈی ای (2024ء)۔ چین، انڈیا، بنگلہ دیش اور ویت نام کے مقابلے پاکستان کی ٹیکسٹائل انڈسٹری کی مسابقت، اسلام آباد: پی آئی ڈی ای؛ تنویر، ایم اے اور ظفر، ایس (2012)۔ پاکستان میں ٹیکسٹائل انڈسٹری کی جمود کا شکار کارکردگی، یورپی جرنل آف سائنٹیفک ریسرچ، والیم 77، شمارہ نمبر 3، پی پی 362-372؛ ایم ڈی پی آئی (2023ء)۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری میں پائیداری کے معیارات اور ایکولیبلنگ کا جائزہ، پائیداری، 15، 11589۔

ii مربوط مارکیٹ بصیرت (2025ء)۔ عالمی پائیدار فیشن مارکیٹ، مصنوعات کی قسم کے لحاظ سے، کپڑے کی قسم کے لحاظ سے، اختتامی صارف کے لحاظ سے، تقسیم کے چینل کے لحاظ سے، جغرافیہ کی رپورٹ کے لحاظ سے۔

iii اے ڈی ایس (2024ء) پاکستان کے ٹیکسٹائل شعبے میں پاتھ ویز ٹو ڈی کاربونائزیشن کا انرجی لینڈ سکیپ، اسلام آباد: متبادل ترقیاتی خدمات۔

[78] 2021ء میں، 15 دن کی گیس کی معطلی کے نتیجے میں ٹیکسٹائل برآمدات کی آمدنی میں 250 ملین امریکی ڈالر کمی کا تخمینہ لگایا گیا۔ صرف اسپننگ اور پروسیسنگ یونٹس تقریباً 28 فیصد بجلی اور 40 فیصد گیس استعمال کرتے ہیں۔

iv ایم ڈی پی آئی (2023)۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری میں پائیداری کے معیارات اور ایکولیبلنگ کا جائزہ، پائیداری، 15، 11589۔

v. PIDE (2018ء)۔ ایکولیبلنگ، پائیداری اور تجارت: پاکستان سے ثبوت۔

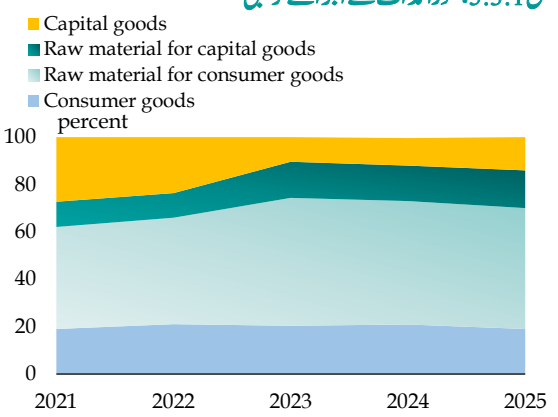
vi A.A.A، B. اور حیات، این (2024ء)۔ رضاکارانہ ماحولیاتی معیارات اور اسٹاک مارکیٹ کی کارکردگی کے درمیان تعلق کی نقاب کشائی: پاکستان میں ٹیکسٹائل مینوفیکچرنگ فرموں کی تجرباتی بصیرتیں، جرنل آف انٹرپرینیورشپ اینڈ بزنس وینچرنگ، جلد 4، شمارہ 1، پی پی۔ 282-298

vii صدیق، ایف۔ (2021ء)۔ ماحولیات کی کارکردگی اور مسابقتی فائدہ پر گرین سپلائی چین مینجمنٹ طریقوں کا اثر، انٹرنیشنل جرنل آف ڈیزاسٹر ریکوری اور کاروباری تسلسل جلد 12، نمبر 1، صفحہ 1359–1375۔

باکس 5.3: پیٹروکیمیکلز شعبے کے مواقع سے استفادہ

گذشتہ چند برسوں کے دوران پاکستان کے درآمدی رجحان کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 22ء میں متعارف کرائے گئے استحکام کے اقدامات کے مختلف درآمدی شعبوں میں ملے جلے اثرات مرتب ہوئے۔ صارفی اشیا کی درآمدات میں بڑی حد تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جبکہ اشیائے سرمایہ کی درآمدات سکڑ گئیں، خام مال کی درآمدات میں اضافہ ہو گیا، حتیٰ کہ اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کے حالات میں بھی (**شکل 5.3.1**)۔ اس سے اہم صنعتی خام مال، خصوصاً برآمدی نوعیت کی صنعتوں کے لیے، کی غیر لچکدار نوعیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ درآمدات کے اجزائے ترکیبی کو زیادہ اسٹریٹجک انداز میں نئی شکل میں ڈھالنے کے لیے پاکستان کو ملکی پیداواری استعداد میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہے، خصوصاً مضبوط صنعتی روابط والے شعبوں میں۔ ان میں پیٹروکیمیکل کا شعبہ اسٹریٹجک لحاظ سے اہم شعبہ بن کر ابھرا ہے۔

شکل 5.3.1: درآمدات کے اجزائے ترکیبی



Source: PBS

پاکستان کے درآمدی بل کا ایک بڑا حصہ پٹرولیم اور پیٹروکیمیکلز مصنوعات پر مشتمل ہے۔ تاہم یہ شعبہ بیرونی انحصار میں کمی اور صنعتی توسیع کو تحریک دینے کا ایک موقع بھی فراہم کرتا ہے۔ پیٹروکیمیکلز کو زیادہ تر پٹرولیم اور قدرتی گیس کے اسٹیم کریکنگ طریقے کے پروسیسز کے ذریعے اخذ کیا جاتا ہے اور یہ قدر اضافی کی حامل متعدد مصنوعات کی پیداوار میں لازمی خام مال کی حیثیت رکھتا ہے؛ اس لیے ملکی مینوفیکچرنگ کی صلاحیتوں کو بڑھانے میں یہ کیمیکلز کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔[79] عالمی سطح پر یہ شعبہ تیل کی طلب کو تیزی سے بڑھانے کا اہم محرک ہے۔ گاڑیوں، دواسازی، پیکیجنگ اور تعمیرات جیسے شعبوں میں اچھے مارجن اور مضبوط طلب کے باعث خصوصاً ایشیا میں اس کی پیداواری گنجائش میں تیزی سے توسیع ہو رہی ہے۔

پاکستان کے لیے اس شعبے کی اہمیت اس کے فارورڈ روابط اور پیٹروکیمیکلز کی 5.3 ارب ڈالر سے زائد کی سالانہ ملکی طلب سے ظاہر ہوتی ہے۔ ٹیکسٹائلز کے لیے پولی ایسٹر اور مصنوعی ریشہ، پیکیجنگ میں پولی پروپلین، خام ربڑ اور ربڑ ٹائروں کے لیے بوٹاڈائن، تعمیرات کے لیے پولی وینائل، یہ تمام پیٹروکیمیکلز سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ تاہم درآمدات پر بھاری انحصار کیا جاتا ہے۔[80] اس انحصار سے عالمی قیمتوں میں ناسازگار تبدیلی کے مقابلے میں ضرر پذیری اور زرمبادلہ کی مشکلات جیسی ساختی دشواریاں پیدا ہونے کے ساتھ یہ صورت حال روزگار فراہم کرنے والی صنعتوں کی برآمدی مسابقت کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ صنعت کے تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیٹروکیمیکل پیداوار کا ہر ایک اضافی ڈالر پاکستان میں 4 ڈالر کی جی ڈی پی تخلیق کر سکتا ہے، کیونکہ اس کا ضارب مضبوط اثر رکھتا ہے۔[81]

ایک مربوط ریفائنری اور پیٹروکیمیکل کمپلیکس کا قیام: مینوفیکچرنگ میں اپ گریڈنگ، انفراسٹرکچر کی نمو اور صارفین کی بڑھتی ہوئی طلب کی بدولت پاکستان میں پیٹروکیمیکل ماخوذیات کی طلب میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے (**شکل 5.3.2**)۔ اس طلب کو درآمدات سے پورا کرنا نہ تو پائیدار ہے نہ ہی اسٹریٹجک۔ ایک مربوط ریفائنری پیٹروکیمیکل کمپلیکس کے قیام سے دو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں: درآمدات کی نوعیت بدل کر اسے قدر اضافی کے حامل صاف پٹرولیم درآمدات سے خام تیل کی درآمدات پر منتقل کرتے ہوئے درآمدی پلاسٹک، ربڑ (بشمول خام اور ٹائر گریڈ)، دیگر کیمیکلز اور مصنوعی ریشے پر انحصار کو کم کرنا۔

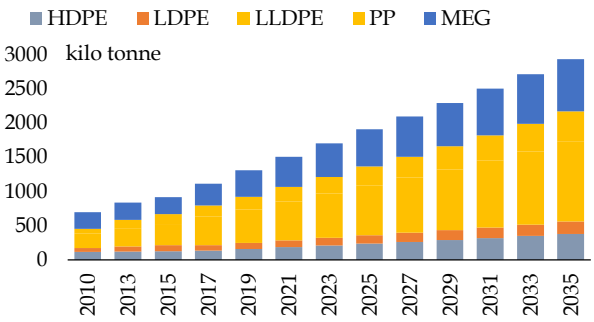
[79] صحت، حفاظت اور ماحول؛ https://www.hseblog.com/petrochemicals/#

[80] کیمیکل انڈسٹری وژن–2030ء۔ فائنل رپورٹ، پاکستان انجینئرنگ بورڈ۔

[81] پلاسٹک پیک پاکستان کی ویب سائٹ: https://plastipackpakistan.com/pakistan-is-on-the-precipice-of-its-first-ever-petrochemical-policy/

پاکستان دفتر شماریات کے مطابق پاکستان نے مالی سال 25ء میں تقریباً ایک ملین میٹرک ٹن نیپتھا (فرنس آئل) برآمد کیا۔ کم قیمتوں پر نیپتھا کو برآمد کرنے کے بجائے ایک مربوط کمپلیکس اس اضافی نیپتھا کو بلند مالیت والے Olefins میں ڈھال سکتا ہے، جس سے نیپتھا کی دگنی اکائی قیمت کا حصول ممکن ہے۔ پاکستان بزنس کونسل کے تخمینوں کے مطابق ایسے کمپلیکس میں سرمایہ کاری سے درآمدی بل میں 2.7 ارب ڈالر تک بچت ممکن ہے۔[82]

شکل 5.3.2: پاکستان میں پیٹرولیم ماخوذیات کی طلب



HDPE: High-density polyethylene; LDPE: Low-density polyethylene; LLDPE: Linear Low-Density Polyethylene; PP: Polypropylene; MEG: Monoethylene Glycol
Source: PBC

پاکستان میں پیٹروکیمیکل کے سنگ میل کی فاسٹ ٹریکنگ: طویل عرصہ سے تاخیر کا شکار پیٹروکیمیکل پالیسی پر پچھلے تین برسوں سے بحث ہو رہی ہے، اور اس میں کریکر پلانٹس میں سرمایہ کاریوں کی حوصلہ افزائی کے ذریعے کلیدی صنعتی مسائل کو حل کر کے اس شعبے کے درست امکانات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پالیسی میں سینتھیٹک فائبر، بلند اکائی مالیت کی گارمنٹس اور بلند قدر اضافی کی حامل پولی پروپی لین، پولی سٹائرین، اور پولی تھیلین جیسے بلند قدر اضافی[83] کے حامل پلاسٹکس کی برآمدات کے قابل بنانے کا تصور دیا گیا ہے۔ تاہم اس معاملے میں اقدامات کرنے میں تاخیر سے علاقائی مسابقت کاروں کی جانب سے پیداواری گنجائش میں تیزی سے توسیع کے باعث یہ مواقع ختم ہو سکتے ہیں۔ وقت کے پابند اور قابل عمل نفاذ کے منصوبے سے پالیسی کے ذریعے ٹھوس صنعتی اور برآمدی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

جدید صنعت کاری کے لیے متوازن راستہ: جنوبی کوریا اور چین جیسے عالمی رہنما ممالک نے اپنی صنعتی ترقی ملکی رسدی زنجیر کے شعبوں کے فروغ اور انہیں مستعد، عالمی رسدی زنجیروں سے منسلک کر کے حاصل کی ہے۔ پاکستان کے لیے ایک مربوط ریفائنری پیٹروکیمیکل کمپلیکس ایسی صنعتی گہرائی کی طرف ایک قدم کو ظاہر کرتا ہے۔ بیرونی کمزوریوں پر قابو پانے کے علاوہ اس سے درآمدات کو نئے قالب میں ڈھال کر پیداواری گنجائش میں اضافے، برآمدات پر مبنی نمو اور بیرونی دھچکوں کے مقابلے میں معاشی لچکداری میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

* یہ باکس تحریر کرنے میں انانٹنک کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

i آئی ای اے (2018ء)۔ زیادہ پائیدار پلاسٹک اور کھاد کی سمت پیٹروکیمیکلز کا مستقبل، اوای سی ڈی: بین الاقوامی توانائی ایجنسی۔
ii آبنائے تحقیق (2023ء)۔ پیٹروکیمیکلز مارکیٹ کا سائز، حصہ اور رجحانات کی تجزیاتی رپورٹ بذریعہ پروڈکٹ، اور علاقائی پیش گوئی، 2025-2033ء۔

[82] پاکستان بزنس کونسل کی ویب سائٹ: https://www.pbc.org.pk/wp-content/uploads/Presentation-Integrated-Refinery-Petrochemical-Complex.pdf

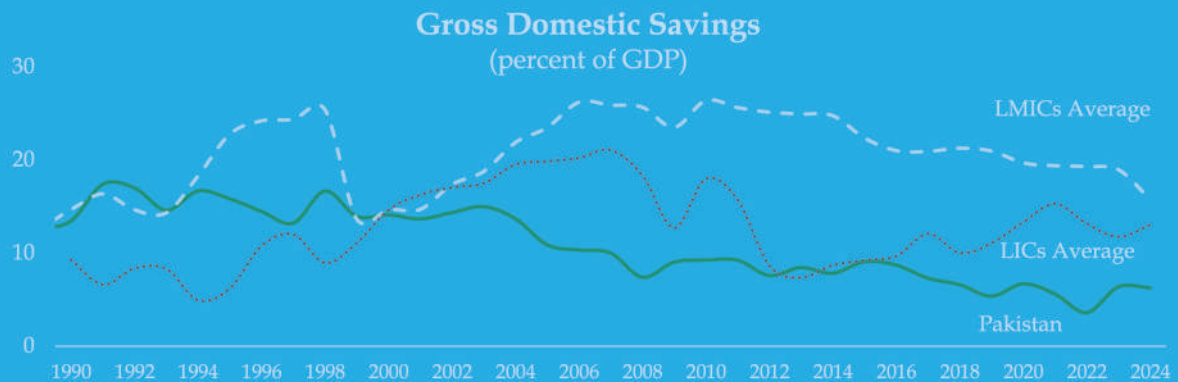
[83] رپورٹس میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ کس طرح کریکر پلانٹس کی عدم موجودگی نے پاکستان کی صنعتوں کی پیداوار کو محدود کیا ہے، مثال کے طور پر، نیفتھا کریکر پلانٹ کی عدم موجودگی کا مطلب ہے کہ ٹیکسٹائل کی تیاری کے لیے درآمد شدہ مصنوعی ریشوں اور فلامینٹس پر مضبوط انحصار۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک (2018ء)۔ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر تیسری سہ ماہی رپورٹ 2018ء، کراچی: اسٹیٹ بینک۔



6

پاکستان میں بچت کی کمی کا چیلنج

پاکستان کی مجموعی ملکی بچت (جی ڈی ایس) گذشتہ دو عشروں کے دوران مسلسل گرتی رہی ہے اور یہ ہمسر ملکوں کے گروپ میں پست ترین بچتوں میں سے ہے ۔ متواتر کم اور گرتی ہوئی بچت سے پائیدار اقتصادی نمو کے امکانات ماند پڑ چکے ہیں ۔ اس باب میں تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں بچت کو متاثر کرنے والے ناسازگار میکرو اکنامک ماحول کی چند خصوصیات یہ ہیں: پست اور متغیرہ معاشی نمو ، بلند مہنگائی ، نوجوانوں پر زیادہ انحصار ، اور بڑے حجم کی بے ضابطہ معیشت ۔ اسی تجزیے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی منافع کا پست اور منفی ہونا اور مختلف مالی اداروں اور مارکیٹوں ، مثلاً بینکاری ، کیپٹل مارکیٹوں ، بیمہ اور پوسٹل مالی خدمات ، میں مالی وساطت کا نسبتاً کمزور ہونا پاکستان میں پست بچت کے چند اہم اسباب ہیں ۔ علاوہ ازیں پالیسی میں متعدد نقائص ہیں جو بے ضابطہ بچت کی ترغیب دیتے ہیں اور باضابطہ بچت کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں ، چنانچہ پاکستان میں بچت کی کم سطح کے پیچھے ثقافتی روایات ، اور مالی خواندگی کی پست سطح بھی کارفرما ہے ۔



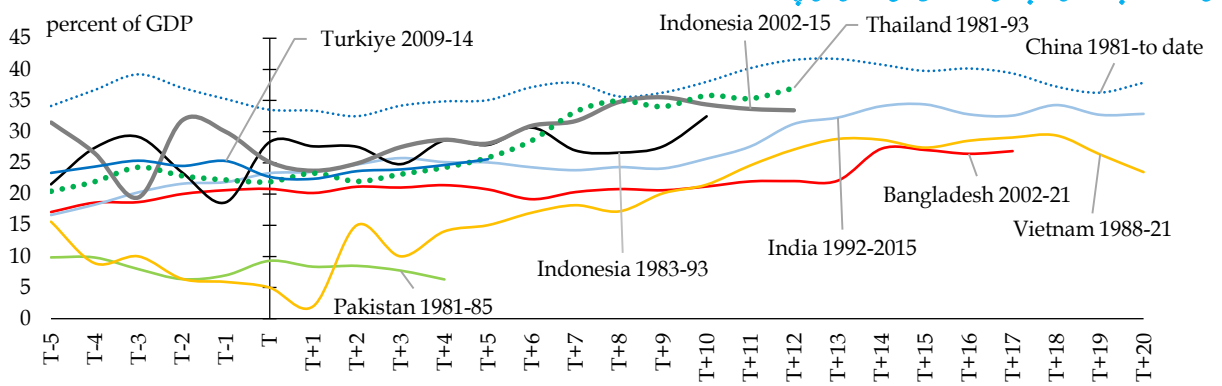
6 پاکستان میں بچت کی کمی کا چیلنج

6.1 تعارف[1]

اقتصادی ترقی کے بارے میں جتنے بھی نظریات ہیں وہ مجموعی ملکی بچت یا جی ڈی ایس کو پائیدار اقتصادی نمو کا اہم محرک قرار دیتے ہیں۔ مختلف ملکوں کے تجزیے بھی صنعتی اور ترقی پذیر دونوں طرح کے ملکوں کے معاملے میں جی ڈی ایس اور جی ڈی پی کی نمو کے مابین مضبوط تعلق کو ثابت کرتے ہیں۔ ترقی پذیر ملکوں میں یہ دیکھا گیا کہ جی ڈی پی کی نمو میں اضافہ اسی وقت ہوا جب اس سے کچھ پہلے ملکی بچت کی شرح بلند ہوئی، اور نمو کو طویل عرصے تک برقرار رکھنے کے لیے بھی بچت کی وہ شرح اہم رہی (**شکل 6.1**)۔ جن ملکوں میں بچت کی شرح 20 فیصد سے زائد رہی، وہاں اقتصادی نمو طویل عرصے تک برقرار رہی، اور جی ڈی ایس میں بڑا اضافہ اقتصادی ترقی کا سبب بنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملکی بچت بڑھنے سے انفرا سٹرکچر، ٹیکنالوجی اور انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری بڑھتی ہے، جس سے سرمائے میں اضافہ ہوتا ہے اور جدت طرازی کو راستہ ملتا ہے جو عامل کی مجموعی پیداواریت بڑھاتی ہے (**شکل 6.2**)۔[2]

مزید برآں، بلند ملکی بچت سے بیرونی امداد اور غیر ملکی قرض گیری پر انحصار کم ہو جاتا ہے، چنانچہ بیرونی قرضہ جاتی پائیداری سے منسلک خطرات بھی کم ہونے لگتے ہیں اور نمو کے لیے مقامی وسائل میسر آتے ہیں۔ اگرچہ اس سرمایہ کاری میں ملکی اور غیر ملکی بچت کی رقوم کا مرکّب استعمال کیا جاتا ہے تاہم بیرونی بچت کی رقوم پر زیادہ انحصار کرنے کے خطرات موجود ہوتے ہیں۔[3] بیرونی نوعیت کی ان رقوم کا بہاؤ اتار چڑھاؤ کا شکار ہو سکتا ہے، عالمی مالی دورانیوں کے دوران یہ اچانک پلٹ بھی سکتے ہیں اور شرحِ مبادلہ پر دباؤ ڈال سکتے ہیں اور بیرونی دھچکوں سے زد پذیری بڑھا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، جی ڈی ایس بلند ہو تو رقوم کی مستحکم اور قابلِ بھروسہ فراہمی کا ذریعہ بنتی ہے، خود پر انحصار کرنے والی ترقی کو فروغ دیتی ہے، کیونکہ یہ بیرونی دھچکوں سے زیادہ متاثر نہیں ہوتی۔[4]

شکل 6.1: منتخب علاقائی رُوبہ ترقی معیشتوں میں مجموعی ملکی بچت



* Following IMF (2013), take-off is defined by consecutive 5 years (or more) growth of 3.5 percent (or more) in GDP per capita (constant) PPP terms. On x-axis, T points to the first year of the take-off. The data pertaining to Vietnam's GDS prior to 1995 is fragmented and has been compiled from multiple sources.

Sources: IMF, WDI, Tran-Nam and Pham (2005), Drabek (1990), WB (1983), and SBP staff calculations.

---

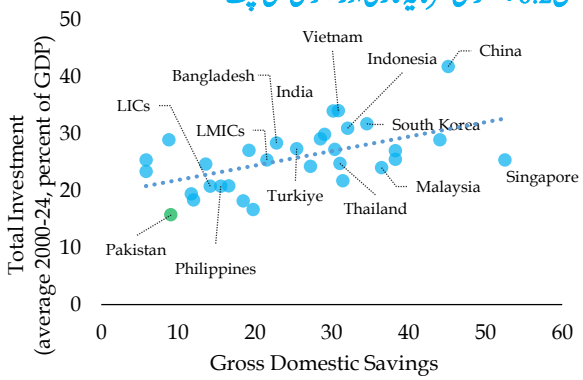
[1] یہ خصوصی باب سرکاری اور نجی شعبوں کے مختلف اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ بات چیت کی پر بنیاد پر تیار کیا گیا ہے جن میں سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان، پاکستان پوسٹ آفس ڈیپارٹمنٹ، اور ریئل اسٹیٹ اور کیپٹل مارکیٹ کے مختلف پروفیشنل حضرات شامل ہیں۔

[2] Levine and Renelt (1992); Solow (1956);SBP (2025a)Deaton (1999); Dabla et al. (2013); Lewis (1955); Rodrik (2000); Loayza et al. (2000);

[3] بیشتر ممالک میں جہاں سرمایہ کاری کی شرح زیادہ ہے، بیرونی بچتیں طویل مدت میں کل سرمایہ کاری کا 20 فیصد سے کم حصہ بنتی ہیں، اور زیادہ تر سرمایہ کاری مقامی وسائل سے کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمگیریت کے باوجود، زیادہ تر بچتیں ملکی سرمایہ کاری ہی پر لگتی ہیں۔ ماخذ: Feldstein and Horioka, (1980); Levine (2005); Rodrik (2000)

[4] Reinhart and Rogoff (2010); Feldstein and Horioka, (1980); Prasad et al.)2007(

شکل 6.2 : مجموعی سرمایہ کاری اور مجموعی ملکی بچت



Note: based on 32 regional and other EMDEs
Sources: IMF and WB

مالی نظام کے ذریعے ملکی بچت اکٹھا کرنا غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ طریقہ وسائل کا رُخ پیداواری سرمایہ کاری کی طرف موڑنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ جب بینک، کیپٹل مارکیٹیں اور مالی ادارے بچتوں میں وساطتی کردار ادا کرتے ہیں تو وہ دراصل بچت کنندگان کو قابلِ عمل سرمایہ کاری کے مواقع پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف اقتصادی نمو کا سبب بنتی ہے بلکہ زیادہ پختہ (sophisticated) مارکیٹوں کو بھی جنم دیتی ہے اور ایسی مارکیٹیں موثر استعمال کے لیے وسائل کو مختص کرتی ہیں۔ درحقیقت، مالی ترقی اور باضابطہ شرحِ بچت بلند رکھنے والے ملکوں کی پیداواریت کی نمو عموماً زیادہ مستحکم ہوتی ہے اور وہ میکرو اکنامک اور مالی طور پر زیادہ مستحکم ہوتے ہیں۔[5]

حالیہ برسوں میں پاکستان کی جی ڈی ایس خاصی پست رہی ہے۔ خاص طور پر گذشتہ ڈھائی عشروں کے دوران ملکی بچت کی رقم سرمایہ کاری کی ضروریات کے لیے ناکافی ثابت ہوئی ہے چنانچہ معیشت طویل مدتی نمو برقرار رکھنے کی اپنی صلاحیت کھو بیٹھی ہے، جبکہ ماضی کے مشاہدات بتاتے ہیں کہ جن ادوار میں نسبتاً تیزی سے معاشی نمو ہوئی ان ہی ادوار میں بیرونی بچتوں کی رقوم بھی زیادہ آئیں۔[6]

تجربی شواہد جی ڈی ایس پر اثرانداز ہونے والے کئی عوامل کی نشاندہی کرتے ہیں۔[7] وسیع النظری سے دیکھا جائے تو یہ عوامل معاشی، آبادیاتی، اور ادارہ جاتی ہیں۔ اہم معاشی عوامل میں آمدنی کی سطح شامل ہے۔ فی کس بلند تر آمدنی کا بچت میں اضافے سے قریبی تعلق پایا جاتا ہے۔[8] مسلسل بلند مہنگائی بھی جی ڈی ایس پر اثر ڈالنے والا ایک معاشی سبب ہے، کیونکہ بلند مہنگائی عوام کی قوتِ خرید کو ختم کر دیتی ہے اور نمو کے امکانات کو روکتی ہے چنانچہ گھریلو سطح پر بچت کے لیے گنجائش کم رہ جاتی ہے۔[9] حقیقی شرحِ سود بھی ایک اہم سبب ہے۔ حقیقی شرحِ سود بڑھنے سے عام طور پر بچت کی ترغیب ہوتی ہے کیونکہ اس سے معاوضہ ملتا ہے۔[10]

آبادیاتی عوامل میں سے نوجوانوں پر انحصار کا تناسب جی ڈی ایس پر نمایاں اثر ڈال سکتا ہے۔ مجموعی انحصار اور نوجوانوں پر انحصار دونوں کے بڑھنے سے ملکی بچت کم ہو جاتی ہے۔[11] مالی ترقی اور بے ضابطہ یا غیر دستاویزی معیشت کا حجم جی ڈی ایس پر اثرانداز ہونے والے دو عام ادارہ جاتی عوامل ہیں۔ مالی ترقی سے ایک طرف مالی بچت کے باضابطہ ذرائع مہیا ہوتے ہیں، اور دوسری طرف یہ شرحِ سود بدلنے پر جی ڈی ایس کے ردِ عمل کو بھی متاثر کرتی ہے۔ بے ضابطہ معیشت پیداواریت، معاشی ترقی،

[5] Levine (2005); Beck et al.)2000(

[6] Ali (2016); MoF)2015-2025(

[7] اقتصادی کتب میں جی ڈی ایس کے تعین کنندگان کے بارے میں نظریات کی بھرمار ہے اور پاکستان میں بھی اکثر اس کا سروے کیا جاتا ہے۔ اس سیکشن میں ان کی مکمل فہرست کی ضرورت نہیں ہے؛ پاکستان میں جی ڈی ایس کے بڑے پیمانے کے تعین کنندگان پر مطالعہ کے لیے **باکس 6.2** دیکھیں۔

[8] Goldsmith (1969); Loayza et al.)2000(

[9] اگرچہ جب مرکزی بینک شرح سود بڑھاتے ہیں تو مہنگائی بچت میں اضافہ کر سکتی ہے، تاہم مسلسل زیادہ مہنگائی حقیقی شرح سود کو کم کر سکتی ہے اور اقتصادی غیر یقینی کو بڑھا سکتی ہے، جس کا بچت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ماخذ:
Elbadawi and Mwega (2000); Masson, et al. (1998)

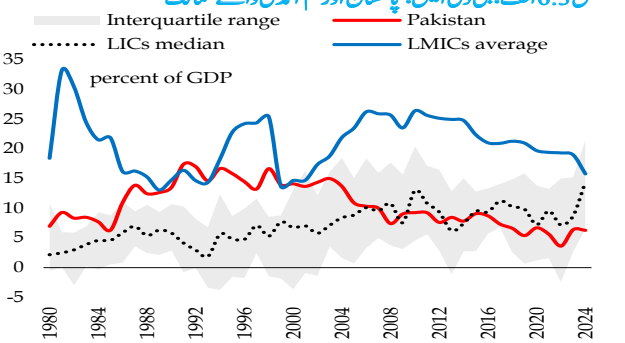
[10] بچتوں پر حقیقی شرح سود کا مجموعی اثر نظری طور پر غیر واضح ہے کیونکہ آمدنی اور متبادل اثرات کی مخالف قوتیں عمل کر رہی ہوتی ہیں۔ زیادہ تر مطالعات میں یہ پایا گیا ہے کہ جب شرح سود بہت کم نہ ہو تو حقیقی شرح سود اور بچت کے درمیان مثبت تعلق ہوتا ہے؛ کچھ کیس اسٹڈیز ظاہر کرتی ہیں کہ 1.5 فیصد سے زیادہ حقیقی شرح سود متبادل اثر کو متحرک کرتی ہے۔ ماخذ: Khalid (2004); Aizenman et al. (2017)

[11] ایک بین الاقوامی مطالعے سے معلوم ہوا کہ انحصار میں 7 فیصد اضافہ ملکی بچت کو جی ڈی پی کا ایک فیصد کم کر دیتا ہے، جہاں کل انحصار اور نوجوانوں پر انحصار دونوں کا ملکی بچت پر ایک جیسا اثر ہوتا ہے۔ Masson et al. (1998)

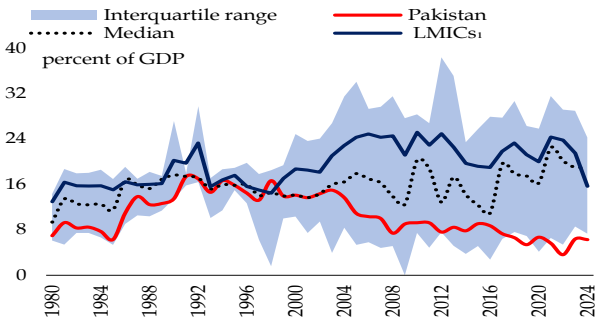
مالی شعبے کی ترقی، اور سرکاری بچت کو تباہ کرتی ہے۔ یہ معیشت میں بچت کے حقیقت سے زائد / کم تخمینے کا بھی سبب بن سکتی ہے۔[12]

ان عوامل[13] کی روشنی میں **شکل 6.3** میں پاکستان اور اُن ملکوں کی جی ڈی ایس کا موازنہ کیا گیا ہے جن کے حالات پاکستان جیسے ہیں۔ فی کس آمدنی کے لحاظ سے پاکستان پست متوسط آمدنی والا ملک (ایل ایم آئی سی) ہے، تاہم 2008ء سے اب

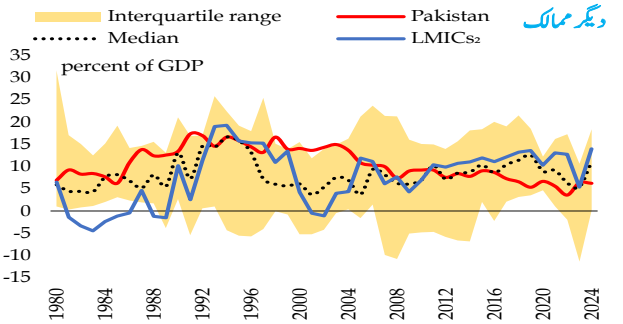
شکل 6.3 الف: جی ڈی ایس: پاکستان اور کم آمدنی والے ممالک



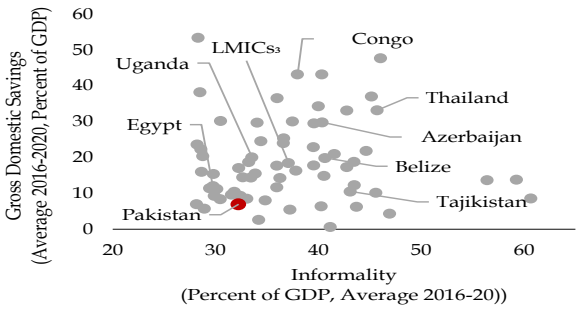
شکل 6.3 ب: جی ڈی ایس: پاکستان اور زیادہ مہنگائی والے دیگر ممالک



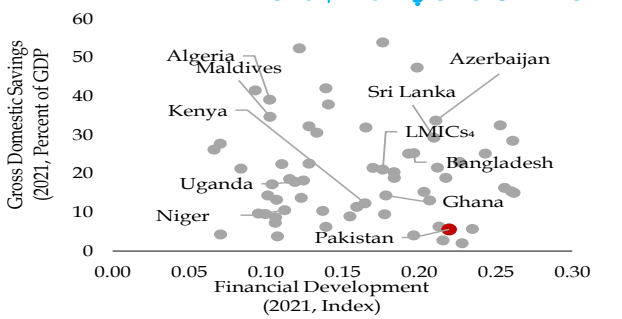
شکل 6.3 ج: جی ڈی ایس: پاکستان اور نوجوانوں پر بلند انحصار کے تناسب والے دیگر ممالک



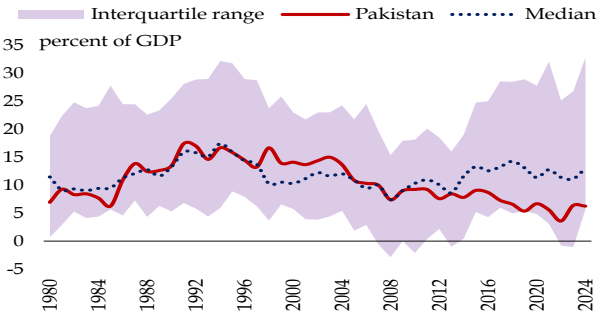
شکل 6.3 د: جی ڈی ایس: پاکستان اور بڑی بے ضابطہ معیشت والے دیگر ممالک



شکل 6.3 ہ: جی ڈی ایس: پاکستان اور کم مالی ترقی والے دیگر ممالک



شکل 6.3 و: جی ڈی ایس: پاکستان اور مشابہ معیشتیں



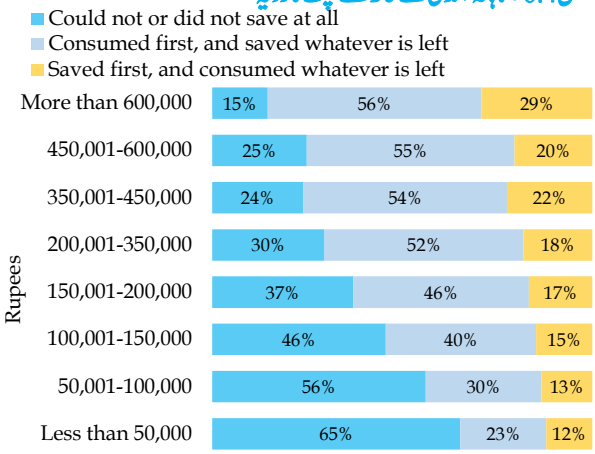
[1]For the purpose of these analyses, high inflation countries are defined as countries with average annual inflation of 8-15% during 2015-24. This range draws on Khan and Senhadji (2001), Dornbusch and Fischer (1993), and others. $LMIC_1$ refers to LMICs with high inflation
[2]$LMIC_2$ refers to LMICs with high Youth Dependency. The income groups are based on World Bank 2025 classification.
[3]Following Ohnsorge and Yu (2022), 71 economies with above median informality of 27.1% is considered high. $LMIC_3$ refers to LMICs with high Informality.
[4]Following Ohnsorge and Yu (2022), 61 countries with financial development index lower than the median of 0.26 are included in this chart. FD index value of 1 means fully developed financial markets and institutions and vice versa. $LMIC_4$ refers to LMICs with low Financial Development.
[5]This chart compares GDS in 33 LMIC, 5 UMIC and 4 LIC countries that share any 3 or 4 of the following 5 characteristics similar to Pakistan: income level, high inflation, low financial development, high youth dependency, and high informality.
Sources: IMF, WB and SBP staff calculations

[12] Modigliani and Brumberg (1954); Denizer and Wolf)2000(

[13] حقیقی شرحِ سود کے نقطہ نظر سے جی ڈی ایس کا مختلف ملکوں کا تجزیہ درج ذیل تجزیوں میں شامل نہیں کیا گیا ہے کیونکہ حقیقی شرحِ سود کا تاریخی ڈیٹا محدود ہے۔ حقیقی شرحِ سود کے حالیہ ڈیٹا کی بنیاد پر موازنہ کے لیے **سیکشن 6.2** دیکھیں۔

تک اس کی جی ڈی ایس پست آمدنی والے گروپ کے ملکوں کے وسطانیے (median) سے بھی کم چلی آرہی ہے (**شکل 6.3الف**)۔ اسی طرح پاکستان جی ڈی ایس کے معاملے میں بلند مہنگائی والے اُن ملکوں سے بھی خاصا پیچھے ہے جہاں گذشتہ دس سال میں اوسط مہنگائی 8 سے 15 فیصد رہی ہے (**شکل 6.3ب**)۔ جب موازنہ اُن ملکوں سے کیا جائے جہاں نوجوانوں پر انحصار کا تناسب بلند، یعنی کارگر عمر والی آبادی[14] کا تناسب 50 تا 70 فیصد ہے تو پاکستان کی گذشتہ دس سال کی اوسط جی ڈی ایس اُن ملکوں کے وسطانیے سے بھی کم نکلتی ہے (**شکل 6.3ج**)۔ جب پاکستان کی جی ڈی ایس کا موازنہ بے ضابطہ معیشت کی بلند سطح والے ملکوں (**شکل 6.3د**)، اور مالی ترقی کی کم سطح کے حامل ملکوں (**شکل 6.3ہ**) سے کیا جائے تب بھی جی ڈی ایس پست نکلتی ہے۔

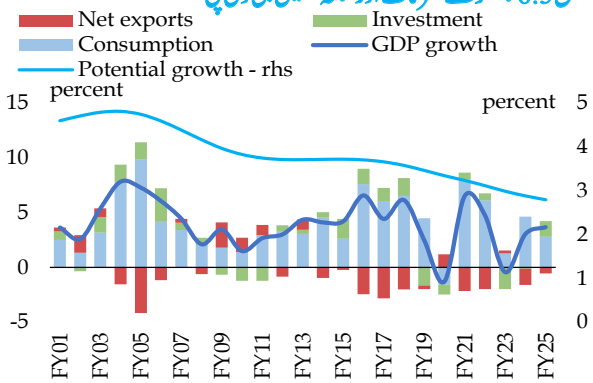
شکل 6.4 : ماہانہ آمدنی کے لحاظ سے بچت کا رویہ



Source: SBP Pulse Survey on Savings 2025

یہ بات واضح ہے کہ جی ڈی ایس کے حوالے سے مذکورہ بالا تمام نمونوں کا جائزہ لیا جائے تو کوئی ایک سبب دریافت نہیں کیا جاسکتا جو پاکستان میں بچت مسلسل کم رہنے کی وجوہات کا احاطہ کرتا ہو۔ جب پاکستان کا موازنہ ان 42 ملکوں کے ساتھ کیا گیا جو بچت کے معاملے میں مذکورہ پانچ معیاری خصوصیات میں سے تین یا چار میں پاکستان کے ہم پلہ ہیں تو بھی پاکستان کی جی ڈی ایس ان کے وسطانیے سے خاصی کم نکلی (**شکل 6.3و**)۔ ان تمام اسباب کا بیک وقت موجود ہونا، یعنی پست متوسط آمدنی والا ملک جہاں مہنگائی بلند ہے، بے ضابطہ معیشت کی سطح بلند ہے، نوجوانوں پر انحصار زیادہ ہے، اور مالی ترقی پست سطح پر ہے، باضابطہ معیشت کے فروغ کو انتہائی دشوار بنا دیتا ہے۔

شکل 6.5 : نمو کے محرکات اور ممکنہ تخمینی جی ڈی پی



Note: Estimated using Hodrick-Prescott Filter
Sources: PBS and SBP staff calculations

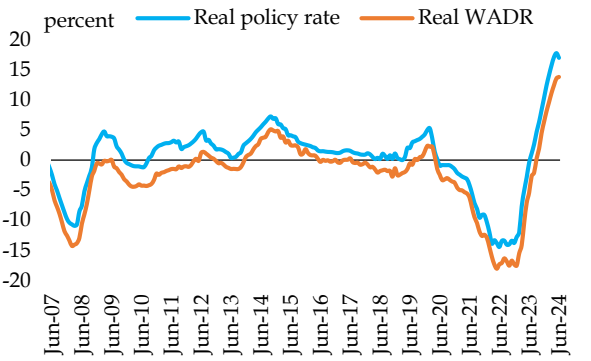
ایک اور ممکنہ وجہ یہ ہے کہ بچت دراصل ایک عادت اور ثقافت کا معاملہ ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ بچت صرف آمدنی، مہنگائی، مالی ترقی، نوجوانوں پر انحصار وغیرہ پر منحصر ہو۔ اسٹیٹ بینک کے پلس سروے برائے بچت 2025ء کے نتائج میں بھی یہ امر کسی حد تک ظاہر ہوا ہے۔ یہ سروے اس خصوصی باب کی تیاری کے لیے کیا گیا تھا (تفصیلات کے لیے ضمیمہ 1 ملاحظہ کیجیے)۔ سروے کے نتائج کے مطابق بیشتر جواب دہندگان، یہاں تک کہ وہ بھی جو زیادہ آمدنی والے ہیں، "پہلے خرچ، بعد میں بچت" کے اصول پر عمل کرتے ہیں۔ یہ ذاتی مالیات کے نظریے میں تجویز کیے گئے اصول "پہلے بچت، بعد میں خرچ" سے متضاد ہے (**شکل 6.4**)۔[15،16]

[14] Bloom et al.)2003(

[15] Lewis and Messy (2012); MoneySense (n.d.)

[16] بچت کے کچھ عاداتی، نفسیاتی اور سماجی و ثقافتی عوامل میں انفرادی رویہ (برخلاف اجتماعی رویہ)، مستقبل کی طرف رجحان، اور غیر یقینی صورتحال سے گریز شامل ہیں۔ مثال کے طور پر، ثقافت اور عادات کے اثرات کے بارے میں اقتصادی کتب کا ذخیرہ یہ بتاتا ہے کہ مشرقی ایشیائی ثقافت میں کفایت شعاری اور طویل مدتی منصوبہ بندی پر زور دینے کی وجہ سے مشرقی ایشیائی معیشتوں میں مجموعی ملکی بچت میں اضافہ ہوتا ہے۔ منقولی شواہد بھی یہ بتاتے ہیں کہ پاکستان میں بعض لسانی گروہ دیگر لسانی گروہوں کی بہ نسبت زیادہ کفایت شعار ہیں۔ تاہم، ان عوامل پر عالمی اور پاکستان کے مخصوص اقتصادی ادب میں بہت کم تحقیق کی گئی ہے۔ اس باب میں ثقافت کے بعض پہلوؤں اور اس خیال کو اجاگر کیا گیا ہے کہ سختی سے نافذ کی جانے والی سرکاری پالیسی کے ذریعے بچت کی ثقافت رائج کی جاسکتی ہے۔ تاہم، چونکہ اس باب کا دائرہ کار نہیں ہے اس لیے، بچت کے حوالے سے تفصیلی ثقافتی پہلوؤں کا احاطہ نہیں کیا گیا۔ ماخذ: Guiso et al. (2006); Essig and Supan (2005); Anyangwe et al. (2022); Srivisal et al. (2021)

شکل 6.6 : حقیقی شرح سود اور بہ وزن اوسط ڈپازٹس کی شرح



Note: Based on 12-month ahead inflation; WADR excludes zero markup and interbank
Sources: SBP, PBS and SBP staff calculations

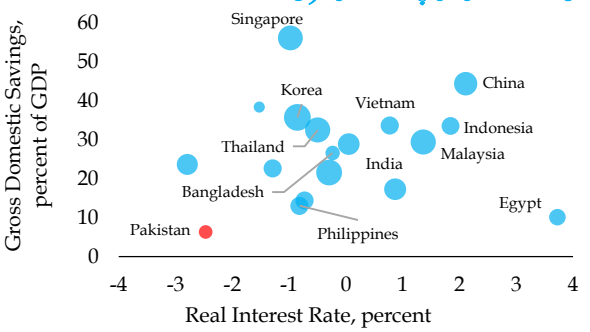
اس باب میں آگے چل کر اقتصادی، آبادیاتی اور ادارہ جاتی عوامل کا تجزیہ کیا گیا ہے جو ملک میں بچت کم ہونے کے چیلنج پر مندرجہ ذیل باضابطہ معلومات فراہم کرتا ہے۔ اول، نجی شعبہ، خاص طور پر گھریلو شعبہ پاکستان میں جی ڈی ایس کا اہم محرک رہا ہے۔ اس کے برعکس، پاکستان کا سرکاری شعبہ بچت کی کمی کا مسلسل شکار رہا ہے، جس میں مسلسل مالی خسارے اور غیر مؤثر اخراجات کے حالات موجود ہیں جو طویل مدتی اقتصادی نمو کو محدود، اور نتیجتاً جی ڈی ایس کی نمو کے امکانات کو متاثر کرتے ہیں۔ دوم، گھریلو بچت کا تجزیہ اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ فی کس آمدنی کم ہونا اور صَرف کی شرح بلند ہونا جی ڈی ایس کی نمو میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اس کے علاوہ، بلند شرح افزائش اور نوجوانوں پر انحصار بھی جی ڈی ایس پر منفی اثر ڈالتا ہے، حالانکہ بڑے مشترکہ خاندان میاں، بیوی اور بچوں پر مشتمل چھوٹے خاندانوں کی نسبت زیادہ بچت کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس کفیل افراد زیادہ ہوتے ہیں۔ ان پر اور دیگر میکرو اقتصادی اور گھریلو عوامل پر **سیکشن 6.2** میں گفتگو کی گئی ہے۔

سوم، ایک بڑی بے ضابطہ معیشت اور بچت کے بے ضابطہ طریقوں کی موجودگی کے اسباب دراصل ضوابط اور پالیسیوں کی بے قاعدگیاں، رسمی بچتوں پر حقیقی منافع کم رہنا، اور مالی طور پر الگ تھلگ افراد میں بھروسے کی کمی اور مالی خواندگی کی کم شرح ہے (**سیکشن 6.3**)۔ بے ضابطہ معیشت بچتوں کی سرکاری پیمائش کے لیے بھی ایک چیلنج ہے (**باکس 6.1**)۔ آخر میں، بینکاری اور غیر بینکاری مالی شعبہ بچتوں کو رسمی دھارے میں لانے میں اب تک کامیاب نہیں ہے، اور وہ نہ ہی بچت کو مؤثر طریقے سے استعمال کر سکا ہے (**سیکشن 6.4**)۔

6.2 پاکستان میں بچتوں کا منظرنامہ

اس سیکشن میں پاکستان کی بچتوں کے منظرنامے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چنانچہ اہم میکرو اکنامک عوامل، اور سرکاری و نجی بچت پر ان عوامل کے اثرات پر توجہ دی گئی ہے۔ سیکشن میں گھریلو اور کارپوریٹ شعبے کی بچتوں کے رجحانات اور عوامل پر بھی بحث کی گئی ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ کارپوریٹ بچت پر گھریلو بچت کو نمایاں برتری حاصل ہے۔ آخر میں، پاکستان میں گھریلو بچتوں پر اثرانداز ہونے والے عوامل پر روشنی ڈالنے کے لیے 19-2018ء کے گھرانوں کے مربوط معاشی سروے (ایچ آئی ای ایس)، جو تازہ ترین دستیاب سروے ہے، پر گفتگو کی گئی ہے۔

شکل 6.7 : مجموعی ملکی بچت اور حقیقی شرح سود (2017ء تا 2021ء کا اوسط)



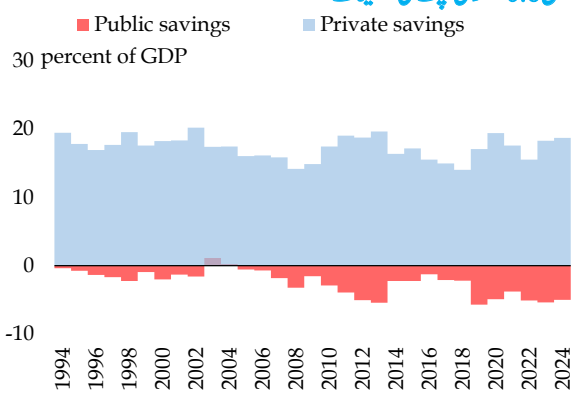
Note: The size of the bubble show Financial Development Index 2021. Real interest rates are calculated on forward looking basis (12-month ahead inflation).
Sources: WB, IMF and SBP staff calculations

اہم میکرو اکنامک عوامل

جی ڈی پی کی نمو، فی کس آمدنی، اور بچت کے درمیان تعلق کو سمجھنا پاکستان میں بچت کے منظرنامے کو سمجھنے کے لیے بہت اہم ہے۔ عام طور پر جو چیز زیادہ بچت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ جی ڈی پی کی بلند نمو اور بڑھتی ہوئی فی کس آمدنی ہے کیونکہ اقتصادی پیداوار نسبتاً زائد ہو گی تو بچت کی غرض سے زیادہ آمدنی مختص کی جا سکے گی (ساجد اور سرفراز، 2008ء؛ ونسلیٹ، 2006ء)۔ تاہم، پاکستان میں تاریخی طور پر

کم جی ڈی پی نمونے گھریلو بچت کو محدود کر دیا ہے۔ جی ڈی پی کی ممکنہ نمو بھی گذشتہ دو عشروں کے دوران روبہ زوال ہے۔[17]

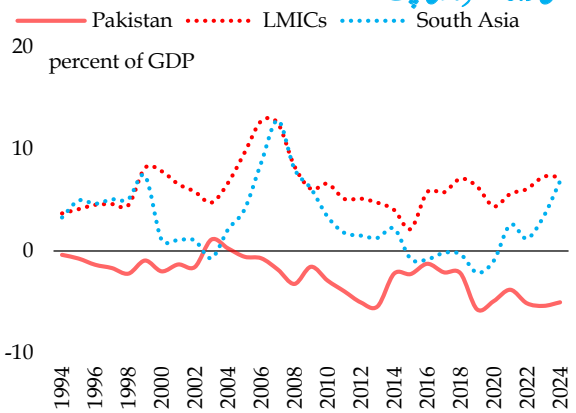
شکل 6.8 : قومی بچت کی تفصیلات



Note: Whereas private savings are the difference between gross national savings, and public savings, the latter is the sum of public GFCF and fiscal balance
Sources: WDI, IMF and SBP staff calculations

پاکستان کی معیشت بنیادی طور پر صارفیت (consumption) پر مرکوز ہے (**شکل 6.5**)، جہاں پچھلے چار عشروں میں نجی کھپت یا صَرف مستقل طور پر جی ڈی پی کا تقریباً 92 فیصد حصہ رہی ہے، چنانچہ جی ڈی پی کی ممکنہ شرح نمو میں کمی ہو رہی ہے۔[18] حالیہ عرصے میں اوسط غربت 44 فیصد ہے[19] اور گھرانے کی آمدنی کا 36 فیصد خوراک پر خرچ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بچت کی گنجائش نہایت محدود ہے۔ پاکستان میں بچت کا واجبی (marginal) رجحان بھارت (0.28) اور بنگلہ دیش (0.25) جیسے ہمسایہ ممالک کے مقابلے میں بہت کم یعنی 0.18 ہے (خالد اور دیگر، 2015ء)۔ آبادیاتی دباؤ، خاص طور پر نوجوانوں پر بلند انحصار، صارفیت کے دباؤ کو مزید بڑھاتا ہے اور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بڑھتی ہوئی منحصر آبادی کی مدد کے لیے زیادہ سرکاری اخراجات کیے جائیں (ایس بی پی، 2022ء؛ بونگارٹس اور ساتھر، 2023ء)۔[20]

شکل 6.9 : سرکاری بچت



Note: Public savings is derived from the sum of public GFCF and fiscal balance as per commodity balance methodology
Sources: WDI, IMF and SBP staff calculations

پاکستان میں بچت کے لیے ایک اور بڑا چیلنج مسلسل بلند مہنگائی کے حالات ہیں جو بلند صَرف کے اثرات کو مزید بڑھا دیتے ہیں۔ الیاس (2014ء) نے ثابت کیا کہ پاکستان میں مہنگائی اور بچت کے درمیان منفی تعلق موجود ہے، جس سے یہ نظریہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہنگائی حقیقی آمدنی کو کم کر کے بچت کو کم کر دیتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں 1970ء اور 2023ء کے درمیانی عرصے کے دو تہائی عرصے تک مہنگائی اپنی حد سے زیادہ رہی ہے (اسٹیٹ بینک آف پاکستان، 2024ء)،[21] چنانچہ گھرانوں کی قوتِ خرید میں شدید کمی واقع ہوئی اور بچت کرنے کے لیے ان کے پاس آمدنی کم بچی۔ اگرچہ مرکزی بینک مہنگائی کا مقابلہ کرنے کے لیے شرحِ سود بڑھاتا ہے، تاہم یہ اقدام بچت میں اضافہ نہیں کرتا۔ 2004ء سے 2023ء تک حقیقی

[17] اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

[18] عالمی بینک (تاریخ نامعلوم)

[19] افضل اور احسن (2021) نے بنیادی ضروریات کی لاگت کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے غربت کی لکیر کا اندازہ لگایا جسے 99-1998ء سے 19-2018ء تک صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے مطابق ڈھالا گیا ہے۔

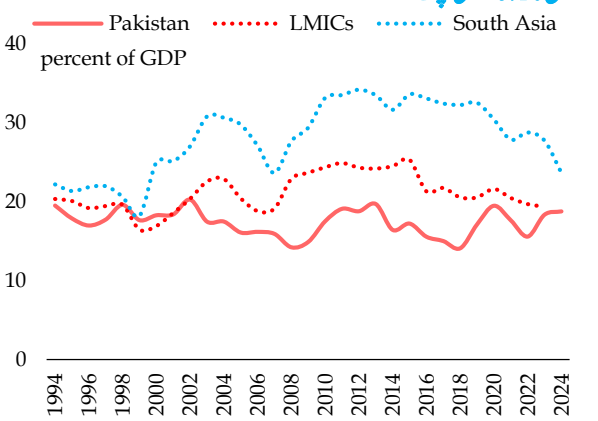
[20] Bongaarts and Sathar)2023(SBP (2025a); Khan et al. (2015);

[21] مہنگائی کی حد (Threshold) وہ سطح ہے جس سے زیادہ مہنگائی ہونے پر مہنگائی اور اقتصادی ترقی کے درمیان منفی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ حد تقریباً 7 فیصد ہے، جو حکومت کے وسط مدتی ہدف 5-7 فیصد کی بالائی حد کے مطابق ہے۔ (اسٹیٹ بینک، 2024)

[22] پچھلے دو عشروں میں رسدِ زر کو لگنے والے دھچکوں اور مالیاتی پالیسی موقف نے مہنگائی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح مہنگائی کی توقعات، شرحِ مبادلہ میں کمی، مخلوط سیاسی اور اقتصادی ماحول، اور موسمیاتی دھچکے بھی مہنگائی کے دیگر بڑے محرکات ہیں (حسین وغیرہ، b2025)۔

شرحِ سود زیادہ تر منفی یا معمولی سی مثبت رہی، چنانچہ سودی اثاثوں میں بچت کی ترغیب نسبتاً کم رہی (**شکل 6.6**)، کیونکہ بچت پر ملنے والا منافع مہنگائی کے نقصانات کے ازالے کے لیے ناکافی ہے (ونسلیٹ، 2006ء؛ خان اور قیوم، 2006ء)۔

شکل 6.10 : نجی بچت

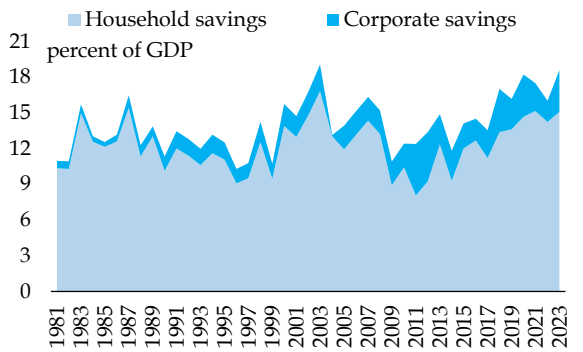


Note: Private savings are estimated as the difference between gross national savings and public savings
Sources: WDI, IMF and SBP staff calculations

بچت کی عادت ڈالنے میں پست مہنگائی اور مثبت حقیقی شرح سود اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ عموماً زیادہ منافع پیش کرکے افراد کو بچت کی ترغیب دی جاتی ہے۔ پاکستان کے معاملے میں، کئی مطالعوں — جیسے کہ اعوان وغیرہ (2010ء)؛ رضا وغیرہ (2017ء) — نے حقیقی شرح سود اور بچت کے درمیان مثبت تعلق پایا ہے۔ تاہم، پاکستان کی مالی ترقی کی کم سطح اس تعلق کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ جب مالی نظام ترقی یافتہ نہ ہو تو بچت کرنے والے شرح سود کے اشاروں پر ردعمل کم دیتے ہیں (ایٹو اور چن، 2007ء)۔ اس ساختی کمزوری اور منفی اوسط حقیقی شرح سود کے مشترکہ اثر سے جی ڈی ایس مستقل طور پر کمزور رہتی ہے (**شکل 6.7**)۔

پاکستان میں بچت کے متعین عوامل پر مطالعے کسی حد تک پرانے ہیں اور متغیرات (variables) کا محدود احاطہ کرتے ہیں۔ اس تناظر میں باکس 6.2 یہ کمی پوری کرنے کی ایک کوشش ہے، جس میں پاکستان میں بچت کے اہم متعین عوامل کی تجربی تحقیق کی گئی ہے۔ اس تجربی تحقیق کے چھے اہم نتائج درج ذیل ہیں۔ اول، جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر مجموعی قومی آمدنی اور جی ڈی ایس کے درمیان ایک مضبوط مثبت تعلق ہے، جس سے زندگی کے دورانیے کا مفروضہ (life-cycle hypothesis) درست ثابت ہوتا ہے۔ دوم، مالیاتی خسارے میں اضافہ طویل مدت میں جی ڈی ایس کو کم کرنے کا باعث بنتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ریکارڈین مساوات (Ricardian Equivalence) پاکستان کے معاملے میں درست ثابت نہیں ہوتی۔[23] سوم، حقیقی شرح سود بڑھنے سے طویل مدت میں جی ڈی ایس بہتر ہو جاتی ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ متبادل اثر آمدنی کے اثر سے بڑھ جاتا ہے۔ چہارم، بے ضابطہ معیشت کا حجم بڑھنے سے طویل مدت میں جی ڈی ایس کم ہو جاتی ہے۔ پنجم، ثانوی تعلیم کو بہتر بنانے سے ملکی بچت مستحکم ہوتی ہے۔ آخری یہ کہ پاکستان اور دیگر معیشتوں پر سابقہ مطالعوں کے برعکس، پاکستان کی جی ڈی ایس نوجوانوں پر بلند انحصار کے ساتھ گھٹتی ہوئی نہیں پائی گئی۔ سابقہ تجربی مطالعوں کے ساتھ اس تضاد کی بنیادی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انحصار کے تناسبات اور پاکستان میں جی ڈی ایس میں ایک ساتھ کمی آئی،[24] جو تجربی تخمینوں پر ایک پیچیدہ اثر ڈالتی ہے۔

شکل 6.11 : نجی بچت کی تفصیلات: گھریلو اور کارپوریٹ بچت



Note: Household and corporate savings are SBP staff estimates in the absence of official disaggregated savings data.

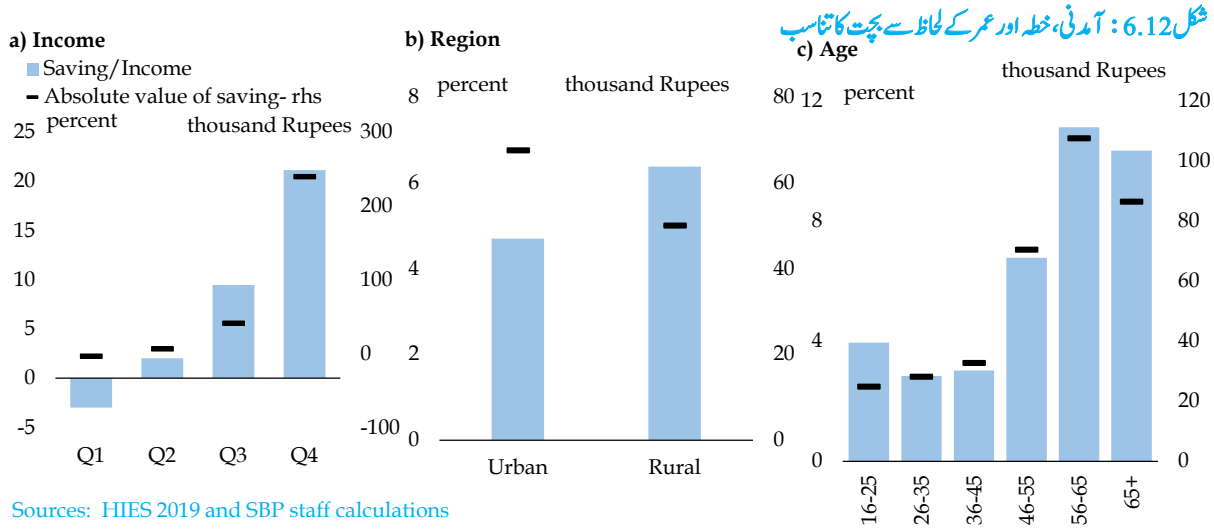
سرکاری اور نجی بچت

پاکستان میں بچت کی مختلف اقسام کے تفصیلی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری بچت پچھلے تین عشروں میں خاصی منفی رہی ہے (**شکل 6.8**)۔ پاکستان میں سرکاری

[23] ریکارڈین مساوات یہ بتاتی ہے کہ حکومت کی قرض گیری گھریلو بچت میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ گھرانے مستقبل میں زیادہ ٹیکس کی توقع کرتے ہیں اور نتیجتاً وہ احتیاطی اقدامات کے طور پر بچت بڑھاتے ہیں۔

[24] پاکستان کی نوجوانوں پر انحصار کی شرح، جو 2024ء میں 62 فیصد رہی، بلوم وغیرہ (2003) کے مطابق 'بلند' ہے؛ تاہم، یہ شرح 2000ء سے کم ہو رہی ہے، اس سے قبل پچھلی دو دہائیوں میں اس کی اوسط 83 فیصد تھی۔

شکل 6.12 : آمدنی، خطہ اور عمر کے لحاظ سے بچت کا تناسب



Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

بے بچتی (dissaving) (یعنی منفی سرکاری بچت) اس کی ہم پلہ معیشتوں کی نسبت زیادہ اور متنوع ہے (**شکل 6.9**)۔ اس کی بنیادی وجہ مستقل مالیاتی خسارہ ہے جو پچھلے دو عشروں میں ماضی قریب تک بڑھتا رہا ہے۔ اس خسارے نے سرکاری اور نجی سرمایہ کاری پر بھی اثر ڈالا ہے، اور اس کے نتیجے میں طویل مدتی اقتصادی نمو پر بھی۔[25] ملکی بچت کے حوالے سے دو منسلک مسائل کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔

اول، بڑی سرکاری قرض گیری اور ناقص ٹیکس پالیسیاں گھرانوں اور کارپوریٹ اداروں کی بچت میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ ریکارڈین مساوات کے برخلاف، پاکستانی گھرانے سرکاری خسارے کے جواب میں زیادہ بچت نہیں کرتے۔ اس کے بجائے، مطالعوں سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری خسارہ پاکستان میں نجی بچت کو متاثر کر دیتا ہے (وقاص اور اعوان، 2012ء؛ سعید اور خان، 2012ء؛ کاظمی، 2001ء)۔ ہوتا یہ ہے کہ ٹیکس کا متوقع بھاری بوجھ قابلِ استعمال آمدنی کو ختم کر کے، اور بینک کے ذخائر کو استعمال کر کے، قرضے کے قابل رقوم کو گھرانوں اور فرموں کی پہنچ سے دور کر دیتا ہے۔ دستیاب قرضے میں یہ کمی قرضے کے ذریعے آمدنی کے امکانات گھٹا دیتی ہے چنانچہ بچت کے امکانات کو متاثر کرتی ہے۔[26]

دوم، بچت کی رقوم کو سرمایہ کاری کے طریقوں تک مؤثر انداز میں پہنچانا بچت کی طویل مدتی نمو کے لیے نہایت اہم ہے۔ مالی ترقی، اقتصادی نمو اور بچت، ان تینوں کے باہمی تعلق پر دستیاب اقتصادی کتب تجویز کرتی ہیں کہ (الف) باقاعدہ مالی بچتیں معاشی نمو کے لیے اہم ہیں جو ساتھ ساتھ جی ڈی ایس کی نمو کو بھی تیز کرتی ہیں؛[27] اور (ب) نفع بخش سرمایہ کاری میں مالی بچتوں کا مؤثر اختصاص ہونا بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا اس کا حجم ہے۔[28] چنانچہ، یہ حقیقت کہ مالی بچتوں کا ایک بڑا حصہ سرکاری بانڈز اور بچت کے دیگر آلات کے ذریعے سرکاری خزانے کی طرف موڑ دیا گیا ہے (**جدول 6.1**)، تشویش ناک ہے۔

اس تشویش کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے سرکاری اخراجات کی ناکارکردگی ہی ملک کی طویل مدتی اقتصادی نمو کے فروغ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔[29] درحقیقت ان میں

[25] عالمی بینک (2023)

[26] Waqas and Awan (2012); Saeed and Khan (2012); Kazmi (2001); Barro) 1974(

[27] اس رائے نے بھی **سیکشن 6.3** میں بے ضابطہ بچتوں پر ہونے والی بحث کی ضرورت اجاگر کی ہے۔

[28] Gregorio and Guidottim (1995); Estrada et al. (2010); Honohan) 1999(

[29] ولی اللہ اور احمد (2025)۔ اے جی پی (2025) نے بجٹ کے انتظام میں بار بار آنے والی خامیوں کی نشاندہی کی ہے، جس میں اہم خریداریوں سے متعلق بے ضابطگیاں اور غیر خرچ شدہ مختص رقوم شامل ہیں۔ سرکاری مالیا انتظام کمزور ہونے سے رقوم پیداواری سرمایہ کاری سے کسی اور طرف چلی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ترقیاتی منصوبے رک جاتے ہیں اور، بجٹ سازی کے ایک لگے بندھے، غیر مؤثر انداز کو چلایا جاتا ہے جو سرکاری بچتوں میں رکاوٹ بنتا ہے۔

جدول 6.1: سرکاری دستیاب جات میں مالی بچتیں

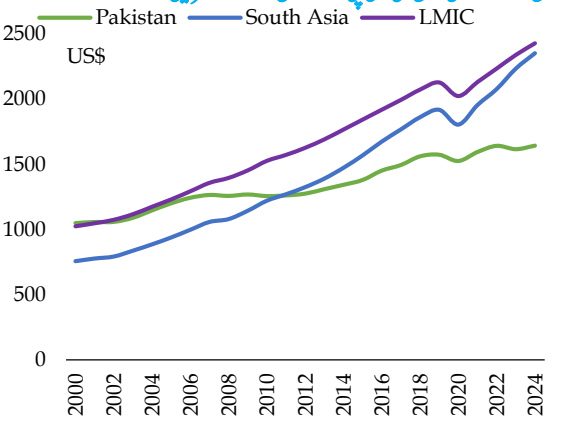
مالی بچتوں کے مختلف طریقے	تفصیل
قومی بچت کی اسکیمیں[الف]	قومی بچت کے مختلف طریقوں میں گھریلو سرمایہ کاری کی رقم مارچ 2025ء تک 3.3 ٹریلین روپے ہے۔ یہ رقم ملکی قرضے کے 5.5 فیصد، اور مارچ 2025ء تک بینکوں کے سیونگ ڈپازٹس کے 21 فیصد کے مساوی ہے۔
میوچل فنڈز[ب]	م س20ء اور م س25ء کے درمیان سرکاری تمسکات میں میوچل فنڈز کی صنعت کے اثاثوں کا اختصاص مجموعی اثاثوں کا اوسطاً 34 فیصد ہے (ماسوائے نقد)، جبکہ م س25ء میں سرکاری تمسکات کا حصہ 53.3 فیصد ہے۔
بینک ڈپازٹس[ج]	دسمبر 2015ء سے مارچ 2025ء تک کے دوران اوسط ریاستی اکتشاف بینکوں کے ڈپازٹس کے 85 فیصد سے آگے بڑھ چکا ہے۔
بیمہ[د]	غیر حیاتی بیمہ کمپنیوں نے، جو اس صنعت کا سب سے بڑا زمرہ ہیں، گذشتہ پانچ سال کے دوران اپنے اوسطاً 80 فیصد اثاثہ جات سرکاری تمسکات میں لگائے، جبکہ حیاتی بیمہ کمپنیوں نے اپنا اوسط اکتشاف تقریباً 20 فیصد بر قرار رکھا ہوا ہے۔
ایمپلائیز اولڈ ایج بینیفٹس انسٹی ٹیوشن[ہ]	ای او بی آئی کی سرمایہ کاری کے اختصاص کے تازہ ترین اعداد و شمار دستیاب نہیں تاہم م س99ء سے م س06ء، اور م س16ء کی متعدد رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان مدتوں کے دوران سرکاری تمسکات میں ای او بی آئی کا اکتشاف اس کی مجموعی سرمایہ کاری کے 68 سے 92 فیصد کے درمیان تھا۔

نوٹ: اعداد و شمار کے محدود ہونے کے باعث اس جدول میں مختلف دورانیے استعمال کیے گئے ہیں۔ اس صنعت کے ماہرین کے ساتھ گفتگو سے یہ نتیجہ بخوبی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ شرح سود کے بدلتے ہوئے مختلف ادوار کی بنیاد پر متعدد برسوں کے دوران اعداد و شمار بدل سکتے ہیں، تاہم بحیثیتِ مجموعی صورتِ حال کا بیانیہ برقرار ہے۔

ماخذ: [الف] وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک، [ب] میوچل فنڈز ڈیٹا، [ج] اسٹیٹ بینک کے شماریاتی بلیٹن (دسمبر 2015ء سے مارچ 2025ء تک)، [د] اسٹیٹ بینک 2020ء تا 2024ء، [ہ] اسٹیٹ بینک 2003 اور ایف او پی، 2016ء

سے بیشتر اخراجات، جیسے سودی ادائیگیاں، تنخواہیں، پنشن، اور حکومت چلانے کے اخراجات، متواتر مالیاتی خسارے میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ دوسری طرف طویل مدتی اقتصادی نمو اور پیداواریت کے محرکات، جیسے تعلیم، تحقیق و ترقی، اور ادارہ جاتی ترقی پر سرکاری اخراجات ناکافی رہتے ہیں۔[30]

شکل 6.13 : فی کس جی ڈی پی- مستقل 2015 امریکی ڈالر



Source: WB

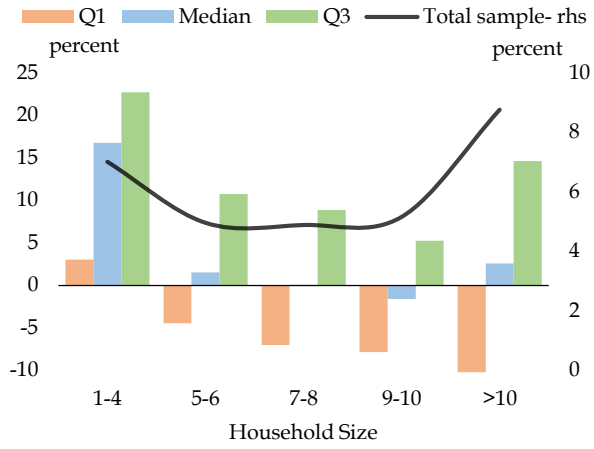
چنانچہ اس کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں غیر موثر سرکاری اخراجات نہ صرف سرکاری بچتوں کو گھٹا رہے ہیں بلکہ کارپوریٹ اور گھرانوں پر مشتمل نجی شعبے کی بچت کرنے کی استعداد پر بھی اثرات ڈال رہے ہیں، جس کی وجہ سے ملک کی مجموعی بچت پست رہنے کا سلسلہ جاری ہے۔ نجی بچتوں پر منفی اثرات ڈالنے والا ایک اور عامل ٹیکس کا نظام ہے جو پیچیدہ بھی ہے اور تغیرات سے بھرپور بھی۔ چنانچہ یہ ٹیکس نظام بے ضابطہ معیشت اور بے ضابطہ بچت دونوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے (**سیکشن 6.3**)۔ اس کے علاوہ گھریلو بچتیں کئی سماجی و معاشی عوامل سے متاثر ہوتی ہیں، بشمول ناقص ٹیکس پالیسیوں سے جو کارپوریٹ شعبے کی بچتوں کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ کارپوریٹ بچتیں مربوط انتظامی طریقوں کی کمی کا بھی شکار ہوتی ہیں جس سے ان کی آمدنی کی نمو محدود ہو جاتی ہے (ایس بی پی، 2025ء، بلگرامی اور نشا، 1990ء)۔

پچھلے دو عشروں کے دوران پاکستان میں نجی بچتیں کسی حد تک جامد رہی ہیں، اور اگر اسی عرصے میں یکساں آمدنی والے اور علاقائی ہمسر ملکوں کی اوسط سے موازنہ کیا جائے تو یہ نمایاں طور پر کم ہوئی ہیں (**شکل 6.10**)۔ نجی بچتوں کی شعبہ وار تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ نجی شعبے کی بچتوں کا بیشتر حصہ گھریلو بچتوں پر مشتمل ہے، جبکہ کارپوریٹ بچتیں واجبی ہیں (**شکل 6.11**)۔ پاکستان میں کارپوریٹ بچتوں کا تناسب کم و بیش وہی ہے جو سست نمو والے متعدد ترقی پذیر ملکوں کا ہے۔ تاہم اگر

[30] اسٹیٹ بینک (2025اے)

پاکستان کی بچتوں کا موازنہ مشرقی ایشیا کی تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں بالخصوص چین اور جنوبی کوریا سے کیا جائے تو وہ بہت کم ہے (آتھو کورالا، 2025ء، ونسلیٹ، 2006ء)۔

شکل 6.14 : آمدنی کے کوارٹائل اور گھرانے کے حجم کے لحاظ سے بچت کا تناسب



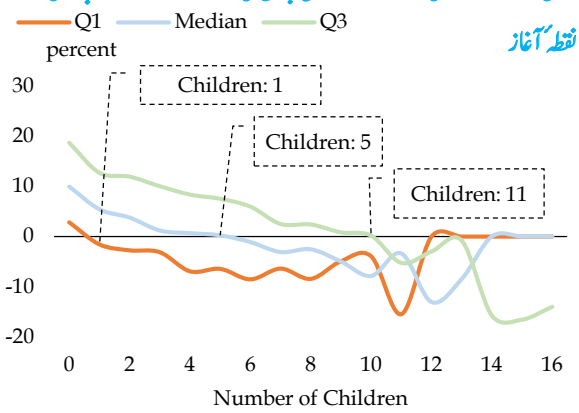
*Simple average of saving ratios
Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

گھریلو بچتیں

پاکستان میں نجی شعبے کی بچتوں میں گھریلو بچتوں کے مرکزی کردار کو دیکھتے ہوئے اس ذیلی سیکشن میں گھریلو بچت کے رویّے کا تجزیہ کرنے کی غرض سے 19-2018ء کے گھرانوں کے مربوط معاشی سروے کو (Household Integrated Economic Survey (HIES) 2018-19) پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔[31] تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو بچتوں کا مثبت تعلق آمدنی اور تعلیم کی سطح سے ہے، یعنی آمدنی اور تعلیم جتنی زیادہ ہے، بچت بھی اتنی زیادہ ہے۔ اسی طرح انحصار کی شرح سے گھریلو بچتوں کا منفی تعلق پایا گیا۔ ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو بچتوں کے اِن محرکات (یعنی آمدنی اور تعلیم) کی سست رفتار نوعیت کے پیشِ نظر، پاکستان کو اپنی جی ڈی ایس بڑھانے کے لیے شعوری اور پائیدار پالیسی اقدامات کرنے ہوں گے۔

گھرانوں کے مربوط معاشی سروے 19-2018ء کا تجزیہ ثابت کرتا ہے کہ آمدنی بچتوں کی نمو کا ایک بڑا محرک ہے (**شکل 6.12 الف**)۔ آمدنی کے لحاظ سے چوتھے کوارٹائل میں آنے والے گھرانے آمدنی کے کسی اور گروپ کے مقابلے میں خاصی زیادہ بچت کرتے ہیں، اور تیسرے کوارٹائل سے ان کا فرق 12 فیصدی درجے ہے۔ یہ بات سابقہ تحقیق (خالد، 2023ء) سے ہم آہنگ ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں گھریلو آمدنی ہی گھریلو بچتوں کا اہم تعین کنندہ ہے۔ ملک کی فی کس جی ڈی پی گذشتہ دو عشروں سے ہم پلہ ملکوں سے پیچھے رہی ہے (**شکل 6.13**)، جبکہ حالیہ برسوں میں معاضوں میں اضافہ مہنگائی کا ساتھ نہیں دے سکا ہے۔[32] اس صورتِ حال کو جب تک یکسر پلٹا نہ جائے، گھریلو بچتوں کے امکانات معدوم ہی رہیں گے۔

شکل 6.15 : آمدنی کے کوارٹائلز میں بچوں کی تعداد کے لحاظ سے بے بچتی کا نقطۂ آغاز

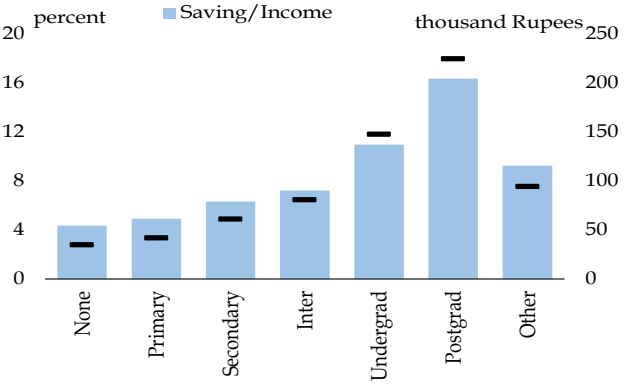


Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

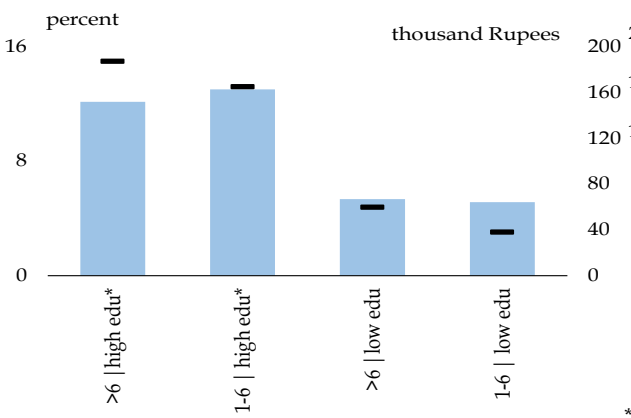
فیصدی آمدنی کے لحاظ سے دیہی گھرانے شہری گھرانوں سے زیادہ بچت کرنے میں کامیاب رہتے ہیں (**شکل 6.12 ب**)، جس کی وجہ یہ ہے کہ دیہی علاقوں کے اخراجات کم ہوتے ہیں۔[33] تاہم مطلق معنوں میں، دیہی گھرانوں کے مقابلے میں شہری گھرانے اوسطاً زیادہ رقم بچا لیتے ہیں، جس کی وجہ ان کی آمدنی زائد ہونا ہے۔

[31] گھرانوں کے مربوط معاشی سروے 19-2018ء کی ساخت کے پیشِ نظر، گھریلو بچت کا تجزیہ گھرانے کے سربراہ کی سطح پر کیا گیا ہے۔
[32] اسٹیٹ بینک (2025اے)
[33] خان اور دیگر (2016)

شکل 6.16الف: گھرانے کے سربراہ کی تعلیم کے لحاظ سے بچت کا تناسب



شکل 6.16ب: گھرانے کے حجم اور سربراہ کی تعلیم کے لحاظ سے بچت کا تناسب



*Respondents with university degrees
Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

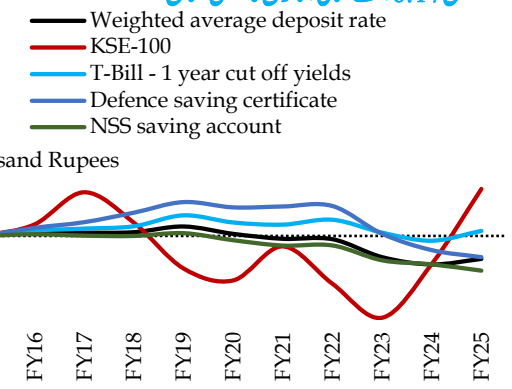
بچت اور عمر کے درمیان اس پختہ نظریے کے مطابق تعلق پایا جاتا ہے کہ درمیانی اور کارگر عمر والی آبادی زیادہ رقم بچانے کے قابل ہوتی ہے۔[34] نوجوان آبادی کی آمدنی چونکہ کم ہوتی ہے اور ان کا رجحان صَرف کی طرف زیادہ ہوتا ہے اس لیے یہ طبقہ قابلِ ذکر رقم بچا نہیں پاتا۔ اس تناظر میں پاکستان کی آبادی کی عمر کے موجودہ ڈھانچے اور مجموعی شرحِ افزائش میں کمی کی سست رفتار کے پیشِ نظر گھریلو بچت کی صورتِ حال کو خوش گوار نہیں کہا جا سکتا۔ ملک کی کارگر عمر والی آبادی کا 79 فیصد اِس وقت 16 سے 45 سال کی عمر میں ہے، یعنی وہ عمر جس میں سب سے کم بچت کی جاتی ہے (**شکل 6.12ج**)، اور اس صدی کے خاتمے تک بھی یہ تناسب 60 فیصد سے زائد رہنے کی پیش گوئی ہے۔[35] چنانچہ گھریلو بچت بڑھانے کے لیے مجموعی شرحِ افزائش کم کرنے کے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

آبادی میں اضافے کی بلند شرح اور انحصار کو کم کرنے کے لیے پالیسی اقدامات کی ضرورت اس لیے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ گھرانوں کے مختلف حجم اور بچت کی شرحوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ واضح ثبوت موجود ہیں کہ ماں باپ اور بچوں پر مشتمل بنیادی خاندان (nuclear family) کا حجم بڑھنے کے ساتھ بچت کی شرحوں میں کمی آتی ہے (**شکل 6.14**)، البتہ 10 سے زائد افراد والے خاندان زیادہ بچت کرتے ہیں کیونکہ مشترکہ خاندانی نظام میں برسرِروزگار افراد کی تعداد عام طور پر بنیادی خاندان سے زیادہ ہوتی ہے۔[36] اوسط آمدنی والے گھرانوں میں 5 بچوں کی حد سے گزرنے کے بعد گھرانے عموماً بچت نہیں کر پاتے۔ کم آمدنی والے گھرانوں میں ایک بچہ بھی پیدا کرنا گھرانے کو بے بچت (dis-saver) بنا سکتا ہے (**شکل 6.15**)۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت کہ پاکستان میں نوجوانوں پر انحصار کی شرح 2048ء تک 50 فیصد سے کم ہونے کا امکان نہیں ہے،[37] اس اہمیت کو بھی واضح کرتی ہے کہ بچت بڑھانے کے لیے اصلاحاتی حکمت عملی کے سلسلے میں آبادی بڑھنے کی رفتار جلد از جلد کم کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر میں، بچت پر تعلیم کا اثر گھرانوں کے جائزے میں بھی واضح ہے۔ جہاں گھریلو سربراہ کے پاس پوسٹ گریجویٹ ڈگری ہے، وہاں بچت کا سب سے زیادہ تناسب ہے۔ یہ تناسب انڈر گریجویٹ ڈگری یافتہ سربراہ والے گھرانے میں 5 فیصدی درجے کم ہے (**شکل 6.16الف**)۔

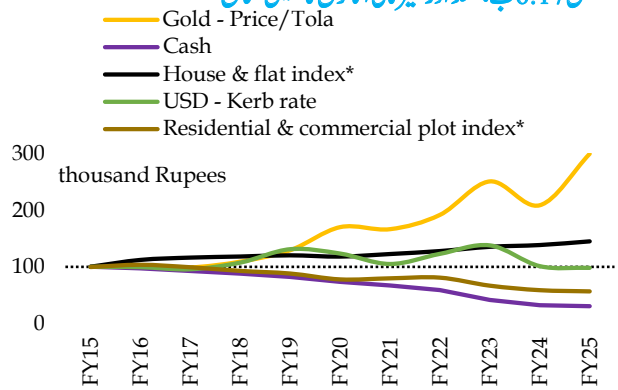
اسی طرح، انڈر گریجویٹ ڈگری یافتہ گھریلو سربراہ کا بچت کا تناسب ہے انٹرمیڈیٹ تعلیم یافتہ گھریلو سربراہ سے 4 فیصد زیادہ ہے۔ اس طرح بچت کی رقم انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری پر لگانے کے فائدے واضح طور پر بڑھتے جاتے ہیں۔ جب گھرانے کے حجم کو مدنظر رکھا جائے تب بھی یہ تعلق ثابت ہوتا ہے۔ گھرانے کا حجم کم ہو یا

[34] اسٹیٹ بینک (2024)
[35] اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینوں کی بنیاد اقوام متحدہ کے پاپولیشن ڈویژن کی درمیانی شرح افزائش کی پیش گوئیاں برائے 2024ء تا 2100ء ہیں۔
[36] خان اور دیگر (2016)
[37] اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینوں کی بنیاد اقوام متحدہ کے پاپولیشن ڈویژن کی درمیانی شرح افزائش کی پیش گوئیاں برائے 2024ء تا 2100ء ہیں۔

شکل 6.17الف: مالی اثاثوں کا حقیقی منافع



شکل 6.17ب: نقد اور غیر مالی اثاثوں کا حقیقی منافع



Note: Real (pre-tax) returns assuming initial saving of Rs 100,000 with returns (where applicable) reinvested every year.
*Zameen Index for Karachi, Lahore and Islamabad; 4.5% rental yield assumed for houses & flats.
Sources: Haver Analytics, PBS, SBP, MoF, Zameen.com and SBP staff calculations

زیادہ، دونوں صورتوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ گھریلو سربراہوں نے نسبتاً کم تعلیم والے گھریلو سربراہوں کے مقابلے میں زیادہ بچت کی (**شکل 6.16بی**)۔ اس سے تعلیم پر سرمایہ کاری کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔ تعلیم کی موجودہ سطح بچتوں کے لیے ساز گار نہیں ہے، کیونکہ پاکستان کی پرائمری، سیکنڈری اور اعلیٰ تعلیم کی شرح ہم پلہ ملکوں کے بجائے کم آمدن ملکوں کی شرح کے قریب ہے۔[38]

6.3 بے ضابطہ بچتیں[39]

عام خیال یہی ہے کہ پاکستان میں بے ضابطہ بچتوں کا حجم خاصا بڑا ہے۔ اگرچہ بے ضابطہ بچتوں کے درست تخمینے موجود نہیں ہیں، لیکن مختلف سروے، تخمینوں اور منقولی شواہد سے اس حجم کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔[40] اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کا تخمینہ یہ ہے کہ اس جائزے کے لیے استعمال کیے گئے مختلف طریقہ کار کے پیشِ نظر بے ضابطہ بچت باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کے 3 سے 11 فیصد، اور تخمینہ شدہ حقیقی جی ڈی پی کے 2 سے 7 فیصد کے درمیان ہو سکتی ہے، بشمول تخمینہ شدہ بے ضابطہ جی ڈی پی کے (**باکس 6.3**)۔ یہ مشاہدہ ماضی کے سرویز سے مطابقت رکھتا ہے جن میں بتایا گیا تھا کہ لوگ بے ضابطہ بچت کو خاصی ترجیح دیتے ہیں۔[41]

بے ضابطہ بچتیں کسی بھی معیشت کے لیے کئی طرح سے نقصان دہ ہیں۔ سب سے پہلے، غیر دستاویزی بچت ٹیکس محصول کی ممکنہ وصولی کو کم کرتی ہے، چنانچہ سرکاری آمدنی کم ہوتی ہے۔ دوسرے، بے ضابطہ بچت بینکاری نظام کو قرضے کے قابل رقوم سے محروم کر دیتی ہے، جس سے قرض دینے کے نظام اور سرمایہ کاری میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ تیسرے، یہ بچت اکثر غیر پیداواری اثاثوں کی طرف چلی جاتی ہے، جس سے قیاس آرائی پر مبنی احساسات (speculative bubbles) پیدا ہوتے ہیں۔ چوتھے، یہ بچت شرحِ سود سے غیر حساسیت کو تقویت دے کر زری پالیسی کی اثر انگیزی کو کمزور کرتی ہے۔ پانچویں، بے ضابطہ بچت کی رقم سے (اگر نقد صورت میں رکھی جائے تو) حقیقی منافع کم ہوتا ہے جو گھرانوں پر براہ راست اثر ڈال سکتا ہے۔ آخری یہ کہ، ضوابط کی کمی اور دھوکہ دہی اور چوری کمزور طبقوں کے لیے زیادہ

[38] اسٹیٹ بینک (2025اے)

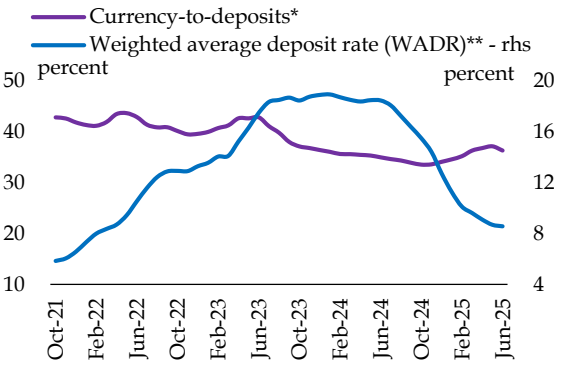
[39] بے ضابطہ بچت کی درست تعریف کرنا مشکل ہے، لہٰذا اس سیکشن کے مقاصد کے تحت بے ضابطہ بچت سے مراد وہ بچت ہے جو غیر دستاویزی یا بڑی حد تک نیم دستاویزی بچت کے طریقوں میں کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، قادر (2005) اور افغان (2023) نے ثابت کیا کہ غیر دستاویزی بچت میں نقدی اور بڑی حد تک نیم دستاویزی بچت جیسے کہ ریئل اسٹیٹ اور سونے میں کی گئی بچت شامل ہے۔

[40] بے ضابطہ معیشت اور بچت کا اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ ڈیٹا کم دستیاب ہے اور بے ضابطہ معیشت دستاویزی نہیں ہوتی جو اس اندازے کو پیچیدہ بناتا ہے۔

[41] اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کا سروے 2021ء' میں معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ استعمال ہونے والے بچت کے طریقے 'گھر پر یا خاندان کے افراد کے ساتھ بچت' (55 فیصد) اور 'بے ضابطہ بچت کے بندوبست میں شرکت، یعنی کمیٹی' (37 فیصد) تھے، جبکہ صرف 18 فیصد بچت کنندگان نے مالی ادارہ یا موبائل والٹ کے ذریعے بچت کرنے کا بتایا۔ اسی طرح، اسٹیٹ بینک کے 'مالیات کی سہولت تک رسائی کے سروے 2015ء' سے پتہ چلا کہ صرف 12 فیصد آبادی نے باضابطہ بچت اور سرمایہ کاری کے ذرائع استعمال کیے، جبکہ 58 فیصد نے گھر پر بچت کرنے کا بتایا۔

خطرات پیدا کرتا ہے۔[42] بچت کے مقامی طریقوں میں کسی گروپ کو دھچکے لگنے کا امکان اس خطرے کو مزید بڑھا سکتا ہے۔[43]

شکل 6.18 : زری سختی کا دورانیہ زیرِ گردش کرنسی بلحاظ ڈپازٹ کا تناسب



*3-month moving average; **WADR on fresh deposits excluding zero mark-up and inter-FI deposits
Source: SBP

پاکستان میں بے ضابطہ بچت کے بظاہر فروغ کی بہت سی وجوہات معاشی لٹریچر میں بتائی گئی ہیں۔ ملک میں بے ضابطہ بچت کے مسئلے کو پیچیدہ بنانے والا ایک سبب اس کی بڑے حجم کی بے ضابطہ معیشت ہے۔[44] جیسا کہ **سیکشن 6.1** میں بتایا گیا ہے، اگرچہ پاکستان کی جی ڈی ایس ان ملکوں کے مقابلے میں بھی کم ہے جہاں بے ضابطہ معیشت کی سطح پاکستان جیسی ہے، تاہم بے ضابطہ معیشت کی بنیادی نوعیت، نہ کہ اس کا حجم، ہی بے ضابطہ بچت کا اصل محرک ہو سکتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے بے ضابطہ معیشت اور بے ضابطہ بچت کے ساتھ اس کے روابط کا ایک مختصر جائزہ ضروری ہے۔[45]

بے ضابطہ معیشت کا سبب چھوٹے حجم والی فرمیں ہیں یا فرموں کی طرف سے یہ حکمتِ عملی کہ وہ دستاویزی معیشت سے جزوی یا کلی طور پر باہر رہیں۔ مائکرو یا بہت چھوٹی فرمیں عموماً غیر رجسٹرڈ کاروبار کرتی ہیں، ان میں کم اجرت اور مہارت والے بے ضابطہ کارکنوں کو رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے کاروباروں اور ان کے کارکنوں کی کم آمدنی کی وجہ سے خاطر خواہ بچت نہیں ہو پاتی اور اس لیے بھی کہ جبری بچت کے طریقے جیسے پنشن اور بیمہ اسکیمیں اکثر ان پر لاگو نہیں ہوتیں۔ دوسری طرف، مخصوص حجم اور آمدنی سے اوپر والے ادارے، جن میں نسبتاً زیادہ اجرت اور مہارت والے کارکن ہوتے ہیں، بھاری ٹیکسوں سے اور بظاہر بھاری بھرکم ضوابط سے بچنے کے لیے ایک خاص سطح کی غیر رسمیت برقرار رکھتے ہیں۔ چنانچہ سرکاری بچت میں حصہ کم جاتا ہے اور مجموعی اقتصادی مسابقت کو گھٹاتا ہے، جس کے نتیجے میں فی کس آمدنی میں اضافہ متاثر ہوتا ہے۔[46]

پاکستان میں یہ بات عام ہے کہ محدود آمدنی والے چھوٹے ادارے اور بڑے ادارے دونوں ہی ٹیکس سے بچتے ہیں اور غیر دستاویزی دائرے میں رہتے ہیں۔ ماضی کے سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایک سے 4 تک ملازم رکھنے والے چھوٹے کاروباری ادارے پاکستان میں مجموعی معاشی اداروں کا 94 فیصد بنتے ہیں۔[47] نسبتاً بڑی اور منافع بخش صنعتوں میں بھی خاصی صنعتیں بے ضابطہ دائرے میں ہیں، جیسا کہ مینوفیکچرنگ اور تھوک / خردہ تجارت میں بے ضابطہ ملازمتوں کے حجم سے ظاہر ہوتا ہے، جس کا اندازہ 2021ء میں بالترتیب 20 فیصد اور 31 فیصد ملازمتیں لگایا گیا تھا۔[48] اندازہ یہ ہے کہ ان اداروں سے ہونے والی بچت کی رقوم مشکوک (grey) اور غیر دستاویزی ذرائع میں لگایا جاتا ہے تاکہ کاروبار سے ہونے والی حقیقی آمدنی کو

[42] مثال کے طور پر، ایسے واقعات سامنے آئے جن میں جعلی ریئل اسٹیٹ لسٹنگ، جعلی ہاؤسنگ سوسائٹی، جعلی ریئل اسٹیٹ فرمیں، اور پلاٹ کی فائلوں کی غیر قانونی خرید و فروخت نے لوگوں کی بچت کو نقصان پہنچایا۔ ماخذ: حسن اور قیصر (2025)۔

[43] Qadir (2005); SBP (2019); Asad (2023); Carpenter and Jensen (2002)

[44] مختلف مطالعوں کے مطابق پاکستان میں بے ضابطہ شعبے کا اندازاً حصہ 2000ء کی دہائی میں تقریباً 20 سے 30 فیصد کے درمیان تھا۔ ماخذ: Arby et al. (2010); Ahmed and Hussain (2008); Vincelette (2006)

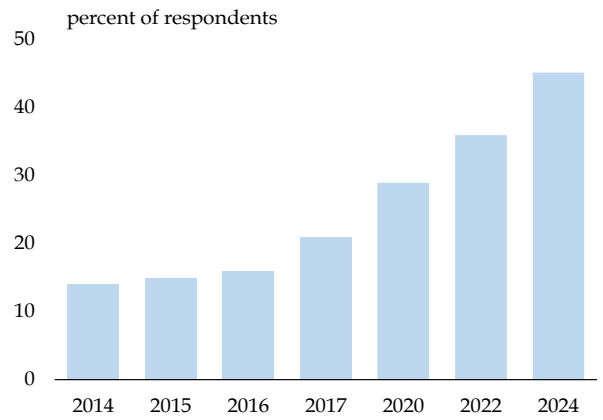
[45] بے ضابطہ پیداواری سرگرمیوں سے مراد وہ تمام پیداواری سرگرمیاں ہیں جو افراد یا اقتصادی اکائیاں انجام دیتی ہیں اور جو—قانوناً یا عملاً—باضابطہ انتظامات کے تحت نہیں آتیں جیسا کہ ضوابط اور قوانین میں طے شدہ ہے۔ باضابطہ نظام کی کمی میں مختلف پہلو شامل ہیں جیسے ضوابط، تجارتی قوانین، مالیاتی ذمہ داریاں، مزدوری کے قوانین اور مالی اداروں سمیت ادارہ جاتی انفراسٹرکچر تک رسائی۔ ماخذ: یو این ایس ڈی

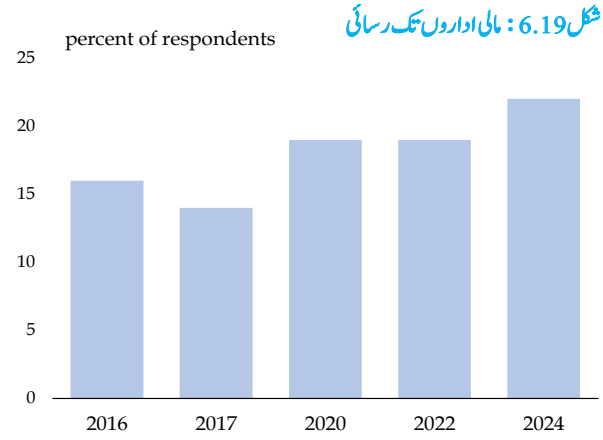
[46] WB (2022a); Dabla-Norris et al. (2019)

[47] ماخذ: اقتصادی مردم شماری (2005) اسٹیٹ بینک (2025a)

[48] ماخذ: لیبر فورس سروے 2021ء

شکل 6.19 : مالی اداروں تک رسائی





Source: Karandaaz K-FIS Survey; Various Issues

چھپایا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچت کی رقوم رئیل اسٹیٹ، سونا اور غیر ملکی کرنسی جیسے بے ضابطہ یا غیر مالی طریقوں میں لگ جاتی ہے۔

انضباطی اور پالیسی سے متعلق تضادات بھی بے ضابطہ بچت کو ترغیب دیتے ہیں۔ رئیل اسٹیٹ شعبے کو اکثر ٹیکس سے بچنے کے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے، جو ٹیکس ایمنسٹی اسکیموں جیسی مراعات سے مستفید ہوتا ہے۔ اس شعبے میں آنے والی رقوم پیداواری نہیں ہوتیں بلکہ سٹہ بازی یا قیاس آرائی پر مبنی ہوتی ہیں۔ ضوابط اور شفافیت کا فقدان اور حکومت کی طرف سے جائیداد کی کم قیمت لگانا نیم دستاویزی / غیر دستاویزی لین دین کا باعث بنتا ہے۔ یہ عمدگی سے کام کرنے والی رئیل اسٹیٹ مارکیٹوں کے برعکس ہے جہاں زمین کی مرکزی رجسٹریاں، ضوابطی ادارے اور املاک کا باضابطہ اظہار (disclosures) ہوتا ہے۔[49]

اسی طرح گولڈ مارکیٹ بھی پالیسی کے تضادات کا شکار ہے۔ باضابطہ درآمدات پر سخت پابندیاں بے ضابطہ مقامی منڈیوں میں سونے کی اسمگلنگ کا باعث بنتی ہیں۔ یہ ان پابندیوں سے سونے اور زیورات کی باضابطہ منڈیوں کی تشکیل بھی رک جاتی ہے، جن کی خصوصیات معیارات کا تعین اور تصدیق ناموں کا اجرا ہوتا ہے۔ مزید برآں، بینکاری لین دین پر ود ہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ نے بھی نقدی تحویل میں رکھنے کی حوصلہ افزائی کی ہے، جس سے بے ضابطہ شعبے اور بینکوں سے باہر بچت رکھنے کو فروغ ملا ہے۔ سابقہ تحقیق یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ ود ہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ کے بعد کچھ اقتصادی عاملین بینکوں کا استعمال مستقل طور پر چھوڑ چکے ہیں، جو ان کے مالی اخراج (exclusion) کا باعث بنا۔[50]

نجی شعبے کی بچتوں کے غیر مالی طریقوں کی طرف جانے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ بظاہر وہ طریقے زیادہ حقیقی منافع دیتے ہیں۔ مالی بچت کے طریقوں کے مقابلے میں سونے اور رئیل اسٹیٹ نے 2015ء اور 2025ء کے درمیان بہتر منافع دیا (**شکل 6.17** الف اور **6.17** ب)۔[51] اگرچہ امریکی ڈالر کو بچت کا عموماً ایک پرکشش طریقہ سمجھا جاتا ہے، تاہم درحقیقت ڈالر نے اس عرصے کے دوران حقیقی مثبت منافع نہیں دیا۔ گھرانے بچت کرتے ہوئے اگر زیادہ منافع اور حفاظت کو اولیت دیں[52] تو ڈالر اور نقد رقم میں بچت سٹہ بازی، ذخیرہ اندوزی، اور ٹیکس چوری جیسے قلیل مدتی مقاصد کے لیے ہی ہو سکتی ہے، یہ طویل مدتی بچت کا طریقہ نہیں ہے۔

سونے اور رئیل اسٹیٹ کے مقابلے میں، 2015ء سے 2025ء تک کے دوران بینک ڈپازٹس پر حقیقی منافع منفی رہا، اس عرصے کے دوران کچھ برس چھوٹے مثبت منافع ضرور ملے۔ تاہم، اس رجحان کے باوجود بینک ڈپازٹس پر زائد منافع نے

[49] سی سی پی (2019)

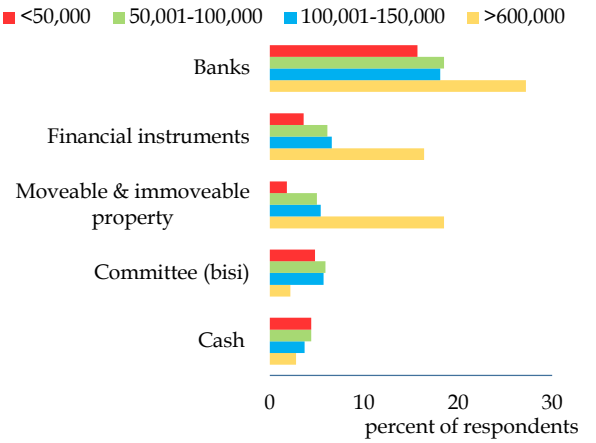
[50] Afghan (2023); SBP (2019); SBP (2025a); SBP)2017(

[51] حقیقی منافع ہر اثاثے کی اختتامی مدت کی مالیت کی بنیاد پر لگائے جاتے ہیں۔

[52] اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کا سروے 2021ء'، محمد اور برکی (2008)

بچت کو بینکوں کی طرف راغب کیا، جو زیرِ گردش کرنسی میں کمی کا باعث بنی (**شکل 6.18**)۔ یہ سابقہ تحقیق کی بازگشت ہے، جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ ملکی بچت، اور کم مہنگائی اور مثبت حقیقی شرحِ سود کے درمیان مضبوط مثبت تعلق پایا جاتا ہے۔ بلند مثبت حقیقی شرحِ سود مہنگائی کو کم کرنے اور رقوم کی آمد کو راغب کرنے میں مدد دیتی ہے، اس طرح معیشت میں بچت کے ماحول کو فروغ ملتا ہے۔[53]

شکل 6.20 : بچت کے طریقوں کی ترجیح- کم سے زیادہ ماہانہ آمدنی والے زمرے



Source: SBP Pulse Survey on Savings 2025

اسی طرح مالی شمولیت میں درپیش چیلنج باعثِ تشویش ہیں، جیسے رسائی کی دشواری اور صنفی فرق۔ بچت پر اسٹیٹ بینک کے پلس سروے 2025ء سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مالی بچت کرنے والوں میں سے 45 فیصد کو نقدی، سونے یا جائیداد کی صورت میں بچت کرنا زیادہ آسان لگا اور انہیں مالی اداروں کے چارجز بہت زیادہ محسوس ہوئے۔[54] یہ مسائل مالی خواندگی کی کم سطح سے مزید پیچیدہ ہو جاتے ہیں کیونکہ مالی طور پر خارج طبقے میں مالی خواندگی کی کمی مالی اداروں اور مارکیٹوں پر بھروسہ کم کر دیتی ہے۔

بچت پر اسٹیٹ بینک کے پلس سروے 2025ء سے معلوم ہوا کہ جواب دہندگان، جنہوں نے بیشتر بچت غیر مالی طریقوں سے کی، میں سے تقریباً 34 فیصد نے مالی نظام پر اپنے کم اعتماد کو اس طرزِ عمل کا ایک بڑا سبب بتایا۔[55] اقتصادی کتب یہی بتاتی ہیں کہ مالی ناخواندگی باضابطہ اداروں پر لوگوں کے اعتماد کی کمی کو برقرار رکھتی ہے،[56] جس کی وجہ سے وہ اپنی بچت بے ضابطہ غیر مالی طریقوں پر منتقل کرتے ہیں۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک پلس سروے 2025ء سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ (میٹرک یا اس سے اوپر) کے مقابلے میں کم تعلیم (میٹرک سے نیچے) والے جواب دہندگان نقد اور روٹیٹنگ سیونگز اینڈ کریڈٹ ایسوسی ایشن (جنہیں عام طور پر کمیٹی کہا جاتا ہے) میں بچت کرنا پسند کرتے ہیں۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مالی شمولیت بڑھانے کی غرض سے رسائی اور خواندگی کے لیے کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے (**شکل 6.19**)۔

آخری بات یہ کہ سونے، کمیٹیوں، اور رئیل اسٹیٹ جیسے بے ضابطہ طریقوں کو ترجیح دینے کے پیچھے چند پیچیدہ اور کثیر طرفی وجوہات بھی پائی جاتی ہیں، جیسے ثقافتی اور صنفی عوامل۔[57] سونے کی خریداری کا شادی سے گہرا ثقافتی تعلق ہے اور یہ خواتین کے سماجی تحفظ کا کام کرتا ہے، خاص طور پر ہنگامی حالات میں۔ تحفظ کا یہ احساس سونے اور زیورات پر ملکیت اور کنٹرول سے پیدا ہوتا ہے، اور سماجی تعلقات کے پس منظر میں سونے کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح کمیٹیاں خواتین کو آسان رسائی فراہم کرتی ہیں کیونکہ ان کمیٹیوں کے لیے سماجی تعلقات استعمال کیے جاتے ہیں اور خواتین کو زیادہ نقل و حرکت کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ باضابطہ ترقی یافتہ اداروں کی عدم موجودگی میں بے ضابطہ بچتیں درحقیقت حفاظتی سائبان، بیمہ مصنوعات، اور پنشن اسکیموں کے طور پر کام کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر تحقیق بتاتی ہے کہ جائداد اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے کہ بچے والدین کے ساتھ رہیں گے اور اُن کی دیکھ بھال کریں گے جس کے بدلے میں انہیں غیر منقولہ جائیداد نسل در

[53] Vincelette (2006)

[54] بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے، 2025ء

[55] بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے، 2025ء

[56] Di Giannatale Menegalli and Roa (2016); Mohammed and Burki (2008)

[57] آر او ایس سی اے یا کمیٹیاں بے ضابطہ بچت کے طریقے ہیں جن کے ذریعے افراد کا ایک گروپ مقررہ مدت کے وقفوں پر رقم جمع کرتا ہے اور گروپ کے ہر رکن کو مقررہ وقت پر ایک بڑی رقم وصول کرنے کا موقع مل جاتا ہے؛ اسے عام زبان میں 'بی سی' بھی کہا جاتا ہے۔

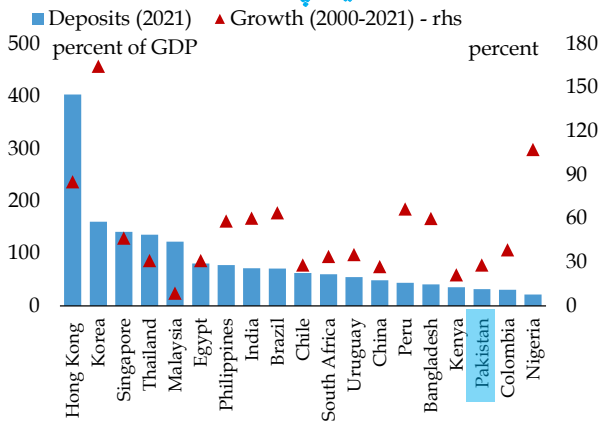
نسل طریقے سے منتقل کی جائے گی ۔[58] ہنگامی حالات کے دوران کم وقت میں سیالیت کا حصول بھی ایک اہم محرک ہے، جو بچت کی رقم مویشیوں، نقد رقم اور کمیٹیوں کی صورت میں محفوظ رکھنے کی طلب کو بڑھاتی ہے، اور یہ بیمہ مصنوعات کے بے ضابطہ متبادل کے طور پر کام کرتی ہے۔[59]

6.4 کمزور مالی وساطت

مالی شعبے کی ترقی باضابطہ مالی بچتوں کے ذریعے پائیدار معاشی ترقی کے لیے اہم ہے، کیونکہ یہ غیر فعال سرمائے کو کارگر سرمایہ کاری میں بدل دیتا ہے۔ ترقی یافتہ مالی نظام لین دین کی لاگت کو کم کرتے ہیں، بچت کے متنوع آلات (ڈپازٹس، بانڈز، بیمہ وغیرہ) پیش کرتے ہیں اور ضوابطی نگرانی اور ڈپازٹ انشورنس کے ذریعے مالی خطرات کو کم کرتے ہیں، جو مزید گھرانوں اور فرموں کو باضابطہ بچت کی ترغیب دیتے ہیں ۔ مزید برآں، مختلف مالی ادارے بچت کاروں اور سرمایہ کاروں کی ضروریات اور ترجیحات کو پورا کرتے ہیں اور متعدد مالی خدمات اور مصنوعات پیش کرتے ہیں۔[60]

اقتصادی کتب بتاتی ہیں کہ مختلف قسم کے مالی ادارے اور فنانشل مارکیٹیں ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، جہاں ڈاک خانوں کے مالی ادارے بچت کی عادت اور ثقافت کو فروغ دینے میں مدد کرتے ہیں، وہاں بینکاری شعبہ بیمہ شدہ ڈپازٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کے ذریعے خطرے سے بچنے کے خواہش مند بچت کاروں کو راغب کرکے بنیادی سیالیت فراہم کرتا ہے ۔ بینک ان رقوم کو کریڈٹ اسیسمنٹ کے ذریعے قرضوں میں تبدیل کرکے سرمایہ کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسی طرح، بانڈ مارکیٹیں 30 سالہ عرصے تک طویل مدتی بچت کو متحرک کرتی ہیں۔ یہ رقوم ضروری انفراسٹرکچر اور بڑے پیمانے کی صنعتی صلاحیت میں اضافے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں جبکہ بیمہ اور پنشن کے شعبے کے لیے سرمایہ کاری کے مواقع بھی فراہم کرتا ہے کیونکہ اسے طویل مدتی ادائیگیوں کے لیے منصوبہ بندی کرنی ہوتی ہے۔ آخری بات ،اسٹاک مارکیٹیں اچھے منافع کے متلاشی ایسے بچت کاروں کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں جو اتار چڑھاؤ کو بھی برداشت کر سکیں۔ یہ سب ادارے اور مارکیٹیں مل کر ایک لچکدار اور متنوع نظام بناتے ہیں جس سے مختلف ضروریات کے حامل بچت کار اور سرمایہ کار فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔[61]

شکل 6.21 : ممالک کے لحاظ سے بینک ڈپازٹس



Source: WDI

اس سیکشن میں پاکستان کے مالی شعبے کی ان ساختی کمزوریوں کو اجاگر کیا گیا ہے جو اس کے وساطتی کردار میں رکاوٹ ہیں۔ بہت سی معاشی رکاوٹوں کی وجہ سے بینکاری شعبے میں بچت کی کم رقوم آرہی ہیں چنانچہ یہ شعبہ اس معاملے میں جدوجہد کر رہا ہے، جبکہ بینکوں کے قرضہ دینے کی سرگرمی اس لیے متاثر ہوتی ہے کہ سرکاری قرض گیری اور مجموعی طور پر غیر سازگار میکرو اکنامک اور پالیسی ماحول میں نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش بچتی ہی نہیں ہے۔ سرمایہ منڈیوں میں کم سرمایہ، سرمایہ کاروں کی محدود شرکت، اور نظم و نسق کے مسائل ہیں، جو طویل مدتی مالکاری میں رکاوٹ ہیں۔ بیمہ اور پنشن فنڈز کی رسائی پالیسی پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے کم رہتی ہے، جبکہ پاکستان پوسٹل سیونگ بینکوں کی دیہی علاقوں تک وسیع رسائی کے باوجود وہ مالی شمولیت کے مواقع سے فائدہ نہیں اٹھا سکے ہیں حالانکہ ہم پلہ ممالک میں پوسٹل سیونگ بینک خاصے کامیاب رہے ہیں۔

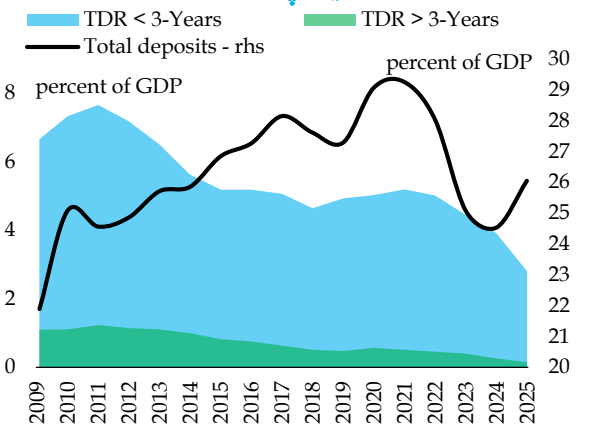
[58] Kanth and Joubert)2025(

[59] Zulfiqar (2022); Mohammed and Burki)2008(

[60] Zhuang et al. (2009)

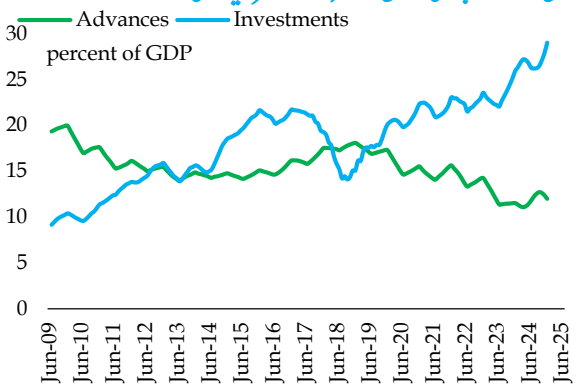
[61] Haini (2019); Levine (2005)

شکل 6.22 : میعاد کے لحاظ سے بینک ڈپازٹس



Source: SBP

شکل 6.23 : جدولی بینکوں کے قرضے اور سرمایہ کاری



* 6-month moving average
Source: Haver Analytics

بینکاری صنعت: بچت کو جمع کرنے میں رکاوٹوں کا سامنا

بینکاری صنعت اثاثوں اور واجبات کے لحاظ سے پاکستان کے مالی شعبے پر حاوی ہے، چنانچہ یہ ملکی بچت کا سب سے بڑا جمع کنندہ (mobiliser) بھی ہے۔ انفرادی آمدنی کی سطح کوئی بھی ہو، بینک باضابطہ بچت کے لیے سب سے پسندیدہ مالی ادارہ بھی ہے **(شکل 6.20)**۔ گزشتہ 40 سال کے دوران ملک کے بینکوں نے بنیادی ڈھانچے، پالیسی اور ضوابطی تشکیل میں قابلِ ذکر ترقی کی ہے اور 2000ء کے اوائل میں ڈجٹائزیشن کی کوششیں ہوئی ہیں[62] تاہم اسے مالی وساطت کا متحرک ذریعہ بننے اور بہتری لانے کی خاصی گنجائش موجود ہے۔

ڈپازٹس کے پہلو سے دیکھا جائے تو بینک کھاتوں کی تعداد پچھلے دس سال میں دگنی سے بھی زیادہ ہوچکی ہے۔[63] تاہم، اس اضافے سے ملک کے بینک ڈپازٹس جی ڈی پی کے تناسب سے نمایاں طور پر نہیں بڑھے، جو ہم پلہ معیشتوں میں سب سے کم ہے **(شکل 6.21)**۔ درحقیقت، مالی سال 21ء سے یہ تناسب گرتا جارہا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک ڈپازٹس میں اضافہ اقتصادی ترقی میں ڈھل نہیں سکا، اور یہ کہ نئے کھولے گئے اکاؤنٹس بچت کے بجائے لین دین کے مقاصد کے لیے ہیں، چنانچہ ڈپازٹس بڑھانے میں ان کا تعاون محدود ہے۔

مزید برآں، بینک ڈپازٹس کی مدت کی تفصیلات میں تبدیلی آئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچت کی ترجیحات اور معاشی خطرات کا تصور بنیادی طور پر تبدیل ہوا ہے۔ حالیہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ بینکوں کے ڈپازٹس کے آمیزے میں ایک تشویشناک تبدیلی آئی ہے اور وہ یہ کہ تین سال سے زائد مدت والے میعادی واجبات کا تناسب کم ہوا ہے **(شکل 6.22)**۔[64] بات قلیل مدتی بچت بڑھنے اور طویل مدتی بچت گرنے کا اشارہ دیتی ہے، جس کی ممکنہ وجہ اقتصادی غیر یقینی صورت حال اور کم منافع ہوسکتی ہے۔ اس رجحان کے منفی اثرات مستحکم، طویل مدتی رقوم کی دستیابی پر پڑسکتے ہیں حالانکہ اس قسم کی رقوم معینہ سرمایہ کاری قرضوں اور مجموعی معینہ سرمائے کی تشکیل کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ صورتِ حال مستقبل کی پیداواری صلاحیت میں ممکنہ رکاوٹ بنتی ہے اور آمدنی اور بچت میں اضافہ کو محدود کرتی ہے۔[65]

[62] پاکستان نے 1990ء کی دہائی کے اوائل میں شرح سود کو آزاد کیا، مقداری کنٹرول ہٹائے، سرکاری مالی اداروں کی نجکاری کی اور مارکیٹ پر مبنی تمسکات متعارف کرائیں اور 2000ء کی دہائی کے اوائل میں ڈجیٹلائزیشن کا سفر شروع کیا۔

[63] بینک اکاؤنٹ رکھنے والے بالغ افراد کا تناسب 2015ء میں 16 فیصد تھا جو بڑھ کر 2023ء میں 64 فیصد ہوگیا۔ ماخذ: ایس بی پی (2025ب)

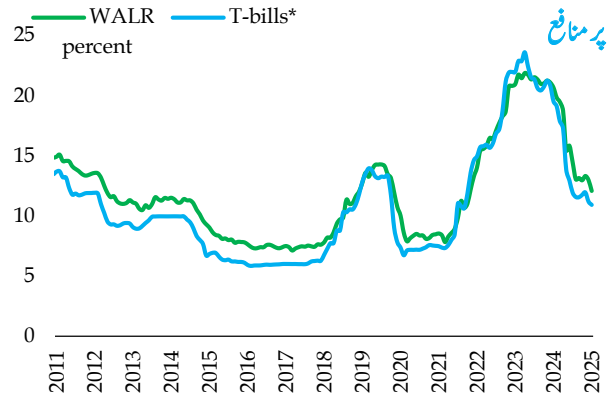
[64] جی ڈی ایس کے مجموعی ڈھانچے میں طویل مدتی بچت کا تناسب گھریلو اور کاروباری شعبے کی طویل مدتی بچت کے اہداف کے لیے وابستگی ظاہر کرتا ہے اور مستقبل کی اقتصادی استحکام پر اعتماد کی عکاسی کرتا ہے۔ ماخذ: حسین (2005)

[65] اسٹیٹ بینک (2023)، خان اور قیوم (2006)

فنڈز کے استعمال کے نقطہ نظر سے یہ بات واضح ہے کہ بینکوں کے بیشتر اثاثہ جات خطرے سے پاک اور زیادہ منافع دینے والی سرکاری تمسکات کے لیے مختص ہیں **(شکل 6.23)**۔[66] سرکاری تمسکات پر خطرے سے پاک منافع نے دراصل بینک کی ترغیبات کو تبدیل کر دیا ہے۔ یہ بات ٹریژری بلوں پر شرح سے بہ وزن اوسط شرح قرض گاری کے حالیہ برسوں میں کم ہوتے ہوئے تفاوت سے ظاہر ہے **(شکل 6.24)**۔ دوسری طرف، بینکوں کے قرضوں اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب جون 2019ء سے مسلسل گر رہا ہے اور یہ ہم پلہ معیشتوں میں پست ترین سطحوں میں سے ایک ہے۔[67] مجموعی طور پر، بینکاری شعبے میں ایک نمایاں وساطتی فرق موجود ہے، جو زراعت، خدمات اور صنعتی شعبوں میں نظر آتا ہے **(شکل 6.25)**۔ چنانچہ یہ نقطہ نظر معتبر معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ بینکاری صنعت کے مسائل کا شعبے کے مخصوص امور سے تعلق ہے، تاہم وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ساختی بھی ہیں۔ فنڈز کے طلبی پہلو سے، حکومت اپنے بجٹ خسارے کو جو اکثر بڑا ہی ہوتا ہے، پورا کرنے کے لیے جو میزانی قرض گیری کرتی ہے وہ نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش کم کر دیتی ہے۔ دسمبر 2015ء سے مارچ 2025ء تک جدولی بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاری کا اوسطاً 85 فیصد ریاستی اکتشاف پر مشتمل رہا۔[68] تاہم یہ تصویر کا صرف ایک رخ ہے۔ قرض کی درخواستوں کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ ممکنہ قرض گیروں کی طرف سے مانگا گیا قرضہ حقیقتاً دیے گئے قرضے سے بہت زیادہ نہیں ہے، یعنی قرض کی درخواستوں میں بھی زیادہ رقم طلب نہیں کی جاتی۔[69]

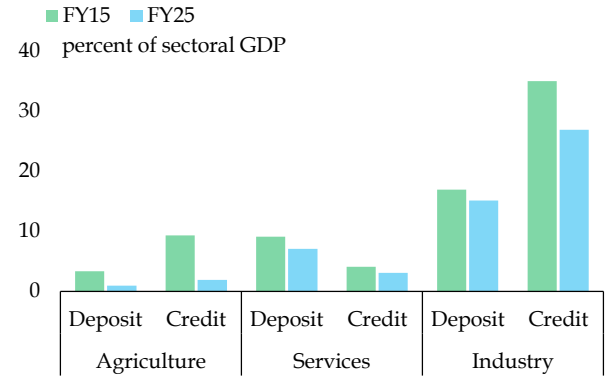
قرض کی طلب کو طویل مدتی سرمایہ کاری کے لیے ناسازگار معاشی ماحول نے بھی محدود کر دیا ہے کیونکہ ممکنہ جی ڈی پی نمو گر رہی ہے، غیر یقینی صورت حال ہے، اور مجموعی طور پر نظم و نسق ناقص ہے۔ اس کے علاوہ، کچھ شعبہ جاتی مسائل ہیں، جیسے کہ وہ مسائل جن کا تعلق زراعت اور مکاناتی قرضوں سے ہے جو رسدی پہلو سے مختلف خدشات سے متاثر ہوتے ہیں، بشمول ضمانت، زمین کی ملکیت / رجسٹری، لینڈ مینجمنٹ وغیرہ سے متعلق مسائل۔[70]

شکل 6.24 : بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری اور خطرے سے محفوظ سرمایہ کاری پر منافع



*Average cut-off rates of 3, 6 and 12 month T-bills
Source: SBP

شکل 6.25 : شعبہ جاتی ڈپازٹس اور قرضہ



Note: GDP at current market prices
Sources: SBP and PBS

ڈپازٹ کے پہلو سے، جیسا کہ **سیکشن 6.2 اور 6.3** سے معلوم ہوتا ہے، مسلسل کم یا منفی حقیقی منافع نے بچتوں کی حوصلہ شکنی کی ہے اور مالی بچت کی اصل قدر کو بھی

[66] 2015ء سے 2025ء تک کے درمیان بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاری میں حکومتی تمسکات کا حصہ اوسطاً تقریباً 85 فیصد رہا۔

[67] پچھلے 10 سال میں پاکستان کے نجی شعبے کے قرض کا جی ڈی پی میں تناسب اوسطاً تقریباً 14 فیصد رہا، جبکہ پست متوسط آمدن والے ملکوں میں یہ اوسط 44 فیصد اور پست آمدن والے ملکوں میں 12 فیصد رہا۔

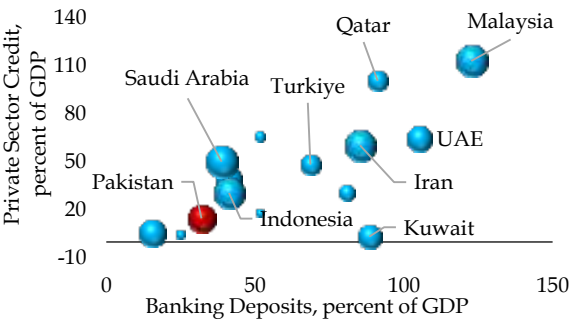
[68] اسٹیٹ بینک کے شماریاتی بلیٹن (دسمبر 2015ء تا مارچ 2025ء)

[69] قرض کی مطلوبہ مقدار اور قبول شدہ رقم کے درمیان فرق کی اوسط گزشتہ سات سال میں جی ڈی پی کا تقریباً 0.26 فیصد رہی۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ قرض کی 50 فیصد درخواستیں تکنیکی طور پر درست (جن کی کریڈٹ رسک پروفائل قابل قبول تھی) تھیں لیکن سرکاری تمسکات کو ترجیح دیتے ہوئے در در خواستیں مسترد کر دی گئیں، تو بھی ملک کا قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کافی کم رہا۔

[70] اسٹیٹ بینک (2025اے)، اسٹیٹ بینک (2021اے)

معدوم کر دیا ہے، چنانچہ گھرانے اور کاروبار اپنی بچتوں کا رُخ مہنگائی سے بچانے والے اثاثوں جیسے سونے اور رئیل اسٹیٹ کی طرف موڑ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ، 2015ء سے 2020ء تک غیر بینکاری لین دین پر ود ہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ، اور نقد رقوم نکلوانے پر 2023ء سے ود ہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ نے بینکاری طریقے کے استعمال پر جرمانہ عائد کر دیا ہے، خاص طور پر کم آمدن افراد اور نقد پر چھوٹا کاروبار کرنے والوں کے لیے، کیونکہ وہ بینکوں کی فیسوں اور چارجز سے پہلے ہی متاثر ہیں۔[71]

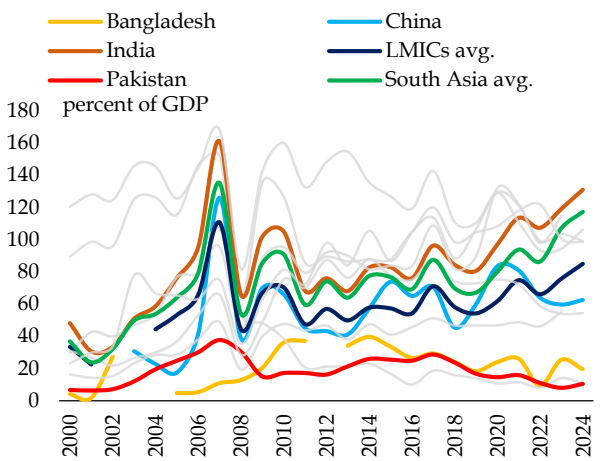
شکل 6.26 : بینکوں کی رسائی اور اسلامی مالیات



Note: Based in 2021 data; size of the bubble reflects Islamic Finance Country Index with 1 being the lowest and 100 being the highest score.
Sources: Edbiz Consultancy and WB

آخری بات یہ کہ، بہت سے سروے بتاتے ہیں کہ آبادی کا خاصا بڑا حصہ روایتی سود پر مبنی بینکاری کے بارے میں مذہبی تحفظات رکھتا ہے جس سے کریڈٹ اور ڈپازٹس دونوں شعبے متاثر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، 2015ء میں کیے گئے معلومات، رجحان اور عمل (کے اے پی) سروے سے پتہ چلا کہ تقریباً 7.5 فیصد رائے دہندگان کو روایتی بینکاری مصنوعات پر مذہبی وجوہات سے تحفظات تھے۔ اسی طرح، پاکستان میں گھریلو بچت کے انداز پر 2021ء کے سروے سے معلوم ہوا کہ 13 فیصد رائے دہندگان نے مذہبی وجوہات سے خود کو رضاکارانہ طور پر بینکاری نظام سے الگ تھلگ کر لیا ہے۔ مزید برآں بچت کے بارے میں اسٹیٹ بینک کے پلس سروے 2025ء کے مطابق 35 فیصد رائے دہندگان اپنی بچت مذہبی وجوہات کی بنا پر بینکوں میں نہیں رکھواتے بلکہ بے ضابطہ طریقے اپناتے ہیں۔[72] ملک کی اسلامی بینکاری کا مجموعی بینکاری صنعت کے اثاثوں اور ڈپازٹس میں حصہ نمایاں طور پر پختہ ہے، اور توقع ہے کہ سود سے پاک بینکاری نظام کی طرف جاری منتقلی کے تناظر میں یہ بہتری جاری رہے گی۔ تاہم، مسلم اکثریت والے دیگر ملکوں جہاں مالی شعبے کی تشکیل مختلف درجوں پر ہے، کے مقابلے میں پاکستان کی جی ڈی پی میں بینک ڈپازٹس کا تناسب کم ہونا (**شکل 6.26**)[73] بتاتا ہے کہ پاکستان کی مزید بڑھتی ہوئی مالی شمولیت میں یہ عادت بھی اہمیت رکھتی ہے۔

شکل 6.27 : منتخب علاقائی معیشتوں کی مارکیٹ کی سرمایت



Sources: WB and MoF

سرمائے کی غیر ترقی یافتہ منڈیاں

عمدگی سے تشکیل شدہ سرمایہ منڈی سرکاری اور نجی بچت اکٹھا کرنے، غیر مالی اور مالی فرموں کے لیے سرمایہ جمع کرنے اور بچت کی رقوم کو پیداواری استعمال میں لانے کے لیے نکاسی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سرمایہ منڈی کی تشکیل اقتصادی ترقی میں حصہ لے سکتی ہے، بشرطیکہ بنیادی کام درست کر لیا جائے یعنی سرمایہ کاری کو موثر طریقے سے مختص کرنا، جس سے پوری معیشت بلند پیداواریت کے قابل بنتی ہے۔ وہ بینکاری اور بیمہ صنعتوں کو سرمایہ اکٹھا کرنے، فنڈز مختص کرنے اور خطرات کو

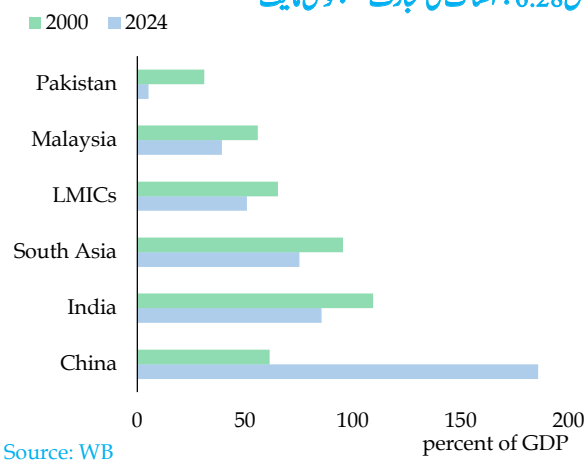
[71] Husain (2023); Kemal (2022); SBP (2025a); and SBP Survey)2021(

[72] دیگر عوامل میں، آگاہی کی کمی 4 فیصد، بینکوں تک آمدورفت کے اخراجات 1.5 فیصد، ثقافتی وجوہات 3 فیصد اور دیگر وجوہات کا حصہ 2 فیصد رہا، سلیم اللہ اور دیگر، (2015)، زمان اور دیگر (2017)، اعوان اور بخاری (2011)، اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کے سروے 2021ء'، بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے 2025ء۔

[73] اسلامک فنانس کنٹری انڈیکس میں اسلامی مالیات کی صنعت میں اداروں کی تعداد، واجب الادا صکوک، مرکزی شریعت سپروائزری نظام، ضوابطی اور قانونی ڈھانچہ شامل کیا جاتا ہے۔

متنوع بنانے کے قابل بنا کر ان کی تکمیل بھی کرتی ہیں۔ مزید برآں، سرکاری تمسکات کے لیے ایک ترقی یافتہ بانڈ مارکیٹ درمیانی سے طویل مدت تک قرض اتارنے کی لاگت کم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔[74]

شکل 6.28 : اسٹاک کی تجارت- مجموعی مالیت

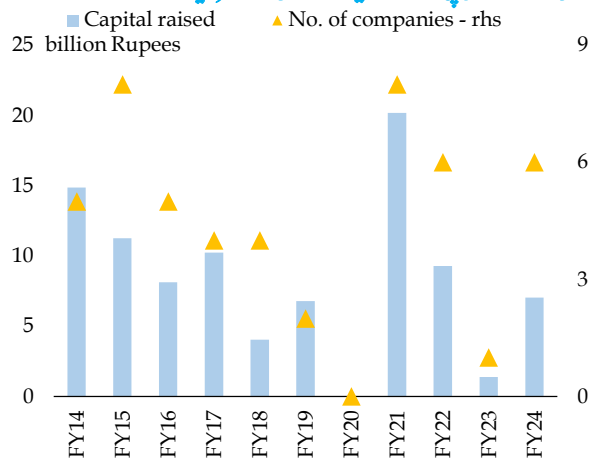


Source: WB

پاکستان کی سرمایہ منڈی اب تک ترقی یافتہ نہیں ہے اور اسے مارکیٹ کی گہرائی اور رسائی کے رجحانات کی موجودگی میں متعدد ساختی، ضوابطی اور پالیسی چیلنجوں کا سامنا ہے۔[75] سرمایہ منڈیوں کی گہرائی کا اندازہ منڈی کے حجم اور سیالیت سے لگایا جاتا ہے، اس معاملے میں گہرائی کم ہو کر پست آمدنی والے ملکوں کی اوسط کے برابر آ گئی ہے اور ابھرتی ہوئی منڈیوں کی اوسط سے کم ہو گئی ہے۔[76] مثال کے طور پر، پاکستان اسٹاک ایکسچینج کی مارکیٹ کی مجموعی سرمایت (capitalization) علاقائی اور ہم پلہ معیشتوں سے نمایاں طور پر کم ہے (**شکل 6.27**)۔

اسی طرح، پاکستان میں اسٹاک ٹریڈنگ میں علاقائی ہم پلہ ملکوں اور یکساں آمدنی والے ممالک کے مقابلے میں زبردست اور گہری کمی دیکھی گئی ہے (**شکل 6.28**)۔ اگرچہ مارکیٹ تک رسائی — یعنی سرمایہ منڈی کی خدمات تک افراد اور کمپنیوں کی رسائی کی صلاحیت — بتدریج بہتر ہوئی ہے، تاہم یہ ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور کم آمدن ملکوں کی نسبت محدود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرمایہ کاروں، کاروباروں اور غیر ملکی اداروں کے لیے وہاں داخل ہونے میں رکاوٹیں موجود ہیں۔[77]

شکل 6.29 : آئی پی اوز کے ذریعے سالانہ جمع شدہ سرمایہ



Source: SECP Annual Reports

ایکویٹی کے لیے بنیادی مارکیٹوں میں وسائل محدود ہیں جس کا سبب سالانہ اولین عوامی پیشکشوں (آئی پی او) کا کم ہونا ہے۔ فہرستی کمپنیوں کی تعداد 2002ء میں 725 تھیں جو کم ہو کر دسمبر 2024ء تک 525 رہ گئی ہے (اسٹیٹ بینک، 2003ء، پی ایس ایکس، این ڈی)۔ مزید برآں، 2014ء سے 2023ء تک صرف 43 کمپنیوں نے پی ایس ایکس سے سرمایہ اکٹھا کیا، جبکہ صرف گذشتہ سال بھارت میں 76 آئی پی اوز ہوئے (کے پی ایم جی، 2024ء)۔ چوہدری (2019) کا کہنا ہے کہ پاکستان میں فرمیں ٹیکس، آڈٹ اور کوائف ظاہر کرنے کی شرائط کے خوف سے پبلک لسٹنگ سے گریزاں ہیں۔ ایک طرف اس گریز، اور دوسری طرف آئی پی اوز کی لاگت کے مشترکہ اثر نے آئی پی اوز کی تعداد اور جمع شدہ سرمائے کی مقدار میں اضافہ کو روکا ہے (**شکل 6.29**)۔

---

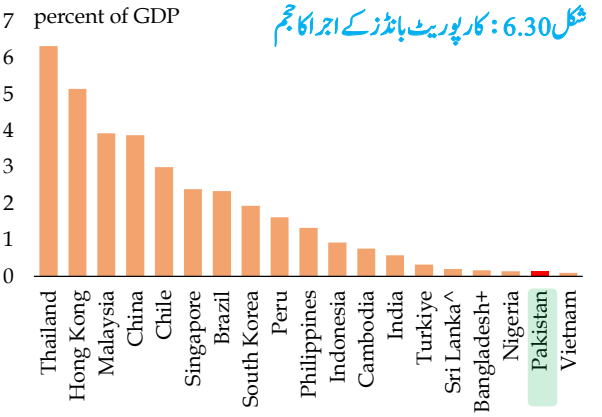
[74] Gregorio and Guidottim (1995); Estrada et al. (2010); IMF)2001(

[75] PIDE)2020(

[76] مارکیٹ کی گہرائی کو مارکیٹ کے حجم اور سیالیت کے اظہاریوں کے ذریعے جانچا جاتا ہے جیسے اسٹاک مارکیٹ کی سرمایت، اسٹاک کا لین دین، بین الاقوامی سرکاری قرضہ تمسکات، مالی اور غیر مالی کارپوریشنوں کے کل قرضہ کے سرکاری تمسکات کے لحاظ سے جی ڈی پی کا فیصد۔

[77] کیپٹل مارکیٹ تک رسائی میں مارکیٹ سرمایت کا وہ فیصد شامل ہے جو سب سے بڑی 10 کمپنیوں سے باہر ہے؛ اور قرض کا اجرا کرنے والوں کی تعداد۔

شکل 6.30 : کارپوریٹ بانڈز کے اجرا کا حجم

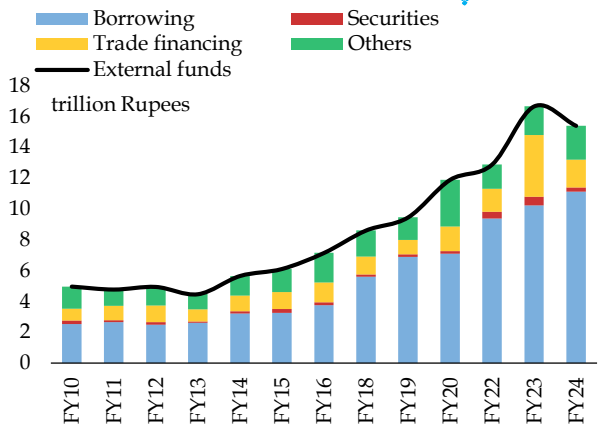


*Latest available data (2021) ; ^ 2019 data; + 2014 data
Source: WB

بانڈز کے معاملے میں، حکومت کے جاری کردہ کاغذات بانڈ کے اجرا پر حاوی ہیں۔ ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کارپوریٹ بانڈ کا اجرا محدود ہے (**شکل 6.30**) (ایشیائی بینک، 2022ء)۔ بانڈ کے فعال تبادلے کی کمی کی وجہ سے حکومت اپنے بجٹ خسارے کو مارکیٹ کے ذریعے پورا کرنے سے بھی قاصر ہے، اور اس کے بجائے وہ بنیادی طور پر بینکوں پر انحصار کرتی ہے۔[78]

فرموں کے تفصیلی اعداد و شمار بھی اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ بانڈ مارکیٹ ابھی تک سطحی ہے، کیونکہ کمپنیاں کارپوریٹ قرضہ تمسکات جیسے ٹرم فنانس سرٹیفکیٹ (ٹی ایف سی) اور کمرشل پیپرز جاری کرنے کے بجائے بینک سے قرض لینے کو ترجیح دیتی ہیں (**شکل 6.31**)۔ اس ترجیح کی بنیادی وجہ کارپوریٹ قرض کے بنیادی اجرا سے منسلک لین دین کی بھاری لاگت اور بینکوں سے نفع بخش نرخوں پر فنڈز کی دستیابی ہے، خاص طور پر ان فرموں کے لیے جو بینکوں کے ساتھ طویل مدتی تعلقات رکھتی ہیں۔ نیز، ٹی ایف سی کی ثانوی بانڈ مارکیٹ اس وجہ سے سطحی ہے کہ اجرا کا حجم کم ہے، بانڈز کے لین دین کے کم تجربے کے سبب سرمایہ کاروں میں تذبذب موجود ہے، اور مسابقت کم ہے (رحمان اور خلجی، 2017ء)۔

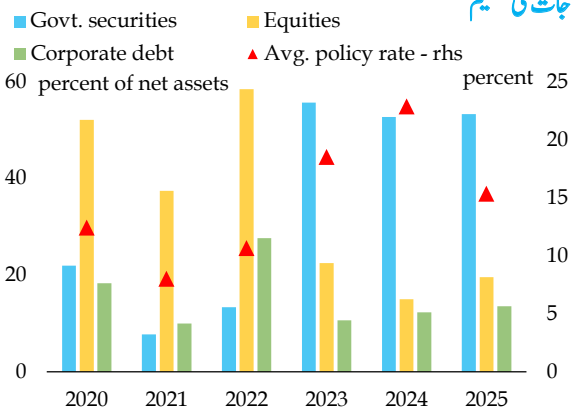
شکل 6.31 : کارپوریٹ فنڈز کے ذرائع



Source: SBP Flow of Funds

اس کے علاوہ، بلند شرح سود والے ماحول میں کارپوریٹ قرض اور ایکویٹیز کی طرف رجحان کم ہو کر سرکاری تمسکات کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ میوچل فنڈز کے اثاثہ جات کی تازہ ترین معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ بلند شرح سود کے حالات کے دوران سرکاری قرضے میں سرمایہ کاری کارپوریٹ قرض اور ایکویٹیز میں سرمایہ کاری سے نمایاں طور پر بڑھ جاتی ہے (**شکل 6.32**)۔ شرح سود میں تبدیلی پر کارپوریٹ بانڈز اور ایکویٹیز کی نمایاں حساسیت کلی معاشی استحکام کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، بازارِ سرمایہ کی تشکیل میں جس کا بنیادی کردار ہے۔

شکل 6.32 : اثاثہ جات کی اقسام کے لحاظ سے میوچل فنڈ انڈسٹری کے اثاثہ جات کی تقسیم



Note: Allocation ratio excludes cash from net assets
Sources: MUFAP and SBP

[78] WB (2023); WB (2022b); Uppal)2011(

جدول 6.2: دنیا بھر میں پوسٹل سیونگ بینک (پی ایس بی) کے ماڈلز

پی ایس بی ماڈل کا نام	بینکاری اختیارات	ملکیت / نگرانی	ڈاکخانے کا کردار	قرضے کی فراہمی	ممالک بطور مثال
پوسٹل سیونگ ڈپارٹمنٹ / بیورو	نہیں	محکمہ ڈاک	مکمل اپریشنل بنیاد	نہیں	چین (پی ایس بی سی سے پہلے)
ادارہ قومی بچت + پوسٹ آفس سیونگ بینک	جزوی	حکومت اور محکمہ ڈاک	ڈاکخانہ آپریشنل بنیاد اور ادارہ قومی بچت تک رسائی فراہم کرتا ہے	نہیں	پاکستان (2021-22ء تک)، بھارت
نیشنل سیونگ بینک ماڈل	ہاں	پوسٹ آفس سے الگ	ڈاکخانہ پی ایس بی کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے	ہاں	سری لنکا
نئے پوسٹل ادارے عبوری دور میں	محدود	عبوری (حکومت یا پوسٹ آفس کے تحت متعدد انتظامات کیے جارہے ہیں)	فی الحال ارتقا پذیر ہے	کبھی کبھی	منگولیا، لاؤس
پوسٹ بینک ماڈل	ہاں	مرکزی بینک کے ضوابط کے تحت ایک آزاد بورڈ والی بینکنگ کارپوریشن	مکمل بینکاری سہولتیں دیتا ہے	ہاں	جاپان، کوریا، جرمنی، چین (پی ایس بی سی کے بعد)

Source: Scher and Yoshino (2004)

بازارِ سرمایہ بھی پوری طرح تشکیل نہیں پایا ہے کیونکہ سرمایہ کاروں کی تعداد محدود ہے، جو مارکیٹ کی سیالیت میں رکاوٹ ہے۔ بازارِ سرمایہ کی انتہائی کم رسائی اس طرح واضح ہے کہ پاکستان میں ہر 1000 بالغ افراد میں سے صرف پانچ خردہ سرمایہ کار ہیں، جبکہ ملائیشیا میں یہ تناسب 105، تھائی لینڈ میں 48، بھارت میں 33، اور بنگلہ دیش میں 25 ہے (ایس ای سی پی، 2020ء)۔ اگرچہ میوچل فنڈز کی صنعت میں فعال منفرد سرمایہ کاروں میں قابل ذکر اضافہ دیکھا گیا ہے، پھر بھی یہ ملک کے مجموعی مالی شعبے کا نسبتاً چھوٹا سا حصہ ہے۔ میوچل فنڈز اور بیمہ کمپنیوں سمیت یہ ادارہ جاتی سرمایہ کار دراصل مجموعی سرمایہ کاروں پر غالب ہیں۔ یہ خرید کر رکھنے کی حکمت عملی اپناتے ہیں، جو ثانوی بازار میں سیالیت کو روکتی ہے۔[79]

مزید برآں، سرمایہ کاروں کی تعداد نہایت کم ہے کیونکہ آگاہی اور سرمایہ مارکیٹ کے بارے میں معلومات کی سطح کم ہے۔[80] پاکستان کے بازارِ سرمایہ میں ایسے آزاد مالی مشیروں کا فقدان ہے جو سرمایہ کاروں کی مؤثر اور غیر جانبدار رہنمائی کر سکیں۔ عالمی سطح پر آزاد مالی مشیر سرمایہ کاروں تک رسائی بڑھانے اور ان کی آگاہی بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[81]

نظم و نسق اور شفافیت کے مسائل نے بھی بازارِ سرمایہ میں سرمایہ کاروں کے اعتماد کو کمزور کیا ہے، جس سے ان کی افادیت اور شمولیت مزید متاثر ہوئی ہے (خان اور رحمان، 2021ء)۔ ادارہ جاتی سرمایہ کاروں اور اعلیٰ مالی حیثیت رکھنے والے افراد کا مارکیٹ پر اعتماد کم ہے، جس کا سبب بعض بروکروں کی دھوکہ دہی کی وجہ سے بننے والی سابقہ خراب شہرت اور 2000ء تا 2010ء کے دوران دیوالیے کے واقعات ہیں۔ اسٹاک مارکیٹ چند بڑے بروکریج ہاؤسز کے زیر اثر ہے اور ان کے اقدامات بازارِ سرمایہ کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ تاثر موجود ہے کہ اسٹاک ایکسچینج کی ڈی میوچلائزیشن کے باوجود چند بڑے بروکروں کا اب بھی اہم اثر و رسوخ برقرار ہے۔ مزید برآں، اندرونی لین دین کے مسائل کو مناسب طور پر ضابطے میں نہیں لایا گیا ہے، جس کے نتیجے میں چھوٹے سرمایہ کار نقصان میں رہتے ہیں۔[82]

بیمہ اور پنشن کا کم استعمال

بیمہ اور پنشن کی صنعت باضابطہ مالی نظام کا ایک لازمی حصہ ہے کیونکہ بینکوں، سرمایہ منڈیوں، سرکاری اور نجی شعبے کے قرض گیروں، نیز افراد اور کمپنیوں کے ساتھ ان کے مضبوط روابط ہوتے ہیں۔ اپنی بڑی اور اکثر طویل مدتی سرمایہ کاری کی وجہ سے وہ

[79] Abbas and Badshah (2017)

[80] ایس ای سی پی کے 'جمع پونجی' آگاہی پروگرام اور پی ایس ایکس نالج سینٹر کے قیام کے باوجود، جو سرمایہ کاری کے کورسز، آگاہی ویبنار، اور مارکیٹ کے ماہرین کی قیمتی رہنمائی فراہم کرتا ہے، منفرد سرمایہ کاروں کی تعداد کم رہی ہے۔

[81] SECP (2020)

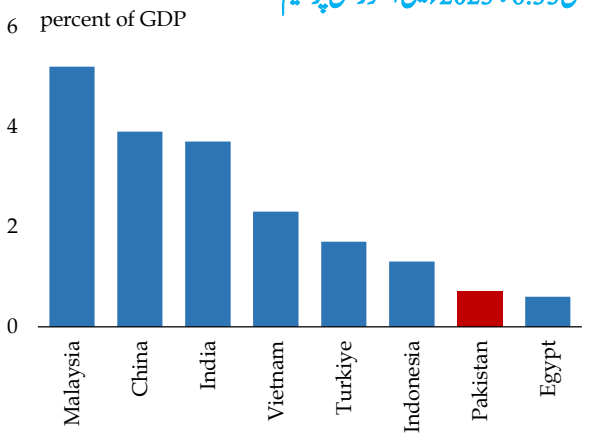
[82] PIDE (2020)

مالی نظام کے لیے استحکام کا ذریعہ بنتے ہیں، نیز سرکاری خسارے کی مالی معاونت کا ذریعہ بھی۔ وہ بینکوں کے لیے بھی ایکویٹی اور طویل مدتی قرضہ جاتی سرمائے کے ذرائع کے طور پر اہم ہیں۔ افراد اور کمپنیوں کے لیے بیمہ اور پنشن کی صنعت جبری بچت، کاروباری / عملی خطرات کے خلاف تحفظ، ذاتی صحت کو لاحق خطرات سے تحفظ، اور ریٹائرمنٹ کے بعد کی آمدنی میں معاونت کا کردار ادا کرتی ہے۔[83, 84]

پاکستان میں بیمہ صنعت کی رسائی کم ہے۔ ملکی جی ڈی پی میں بیمہ پریمیم کا تناسب تقریباً 0.7 فیصد ہے، جو ہم پلہ ممالک میں پست ترین تناسب میں سے ایک ہے (**شکل 6.33**)۔ بیمہ کی density بھی یہی صورتِ حال بیان کرتی ہے جو 2022ء میں فی کس تقریباً 14 امریکی ڈالر کے برابر تھی، جبکہ بھارت میں یہ 82 امریکی ڈالر اور ترکی میں 134 امریکی ڈالر ہے۔ پاکستان میں بیمہ شدہ گاڑیوں کا تناسب بھی بہت کم یعنی صرف 3 فیصد ہے، جبکہ یوگینڈا میں 89 فیصد، سری لنکا میں 73 فیصد، بھارت میں 43 فیصد اور بنگلہ دیش میں 36 فیصد ہے۔[85] اس ناقص کارکردگی کی وجہ سے طویل مدتی بچت کا ایک اہم ذریعہ نظر انداز ہو چکا ہے، جس سے مجموعی سطح پر سرمایہ کاری کی نمو متاثر ہوتی ہے اور گھرانے دھچکے سہنے کے لیے غیر محفوظ رہ جاتے ہیں۔

پاکستان میں بیمہ اور پنشن کی موجودہ صورت حال کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سب سے اہم وجہ کا تعلق ضوابطی ماحول سے ہے۔ جن ممالک نے کامیابی کے ساتھ بیمہ اصلاحات کیں، انہوں نے یہ کام بیمہ اور پنشن کو لازمی بنا کر کیا۔[86] مثال کے طور پر، دنیا کے متعدد ممالک میں بغیر موٹر بیمہ کے گاڑی چلانا ممکن نہیں۔ پاکستان میں تھرڈ پارٹی موٹر انشورنس کا قانون موجود ہے لیکن اس پر عملدرآمد مناسب طریقے سے نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے بیمہ شدہ گاڑیوں کا فیصد نہ ہونے کے برابر ہے۔[87]

شکل 6.33 : 2023ء میں انشورنس پریمیم



Source: Swiss Re Institute Sigma 03/24

اسی طرح، مزدوروں کا بیمہ صرف نسبتاً بڑے کاروباری اداروں کے لیے لازمی ہے، جبکہ اقتصادی کتب کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کاروباری ادارے جو ای او بی آئی یا ملازمین کے سماجی تحفظ کے صوبائی اداروں (ای ایس ایس آئی) کے ذریعے مزدوروں کا بیمہ کرانے کے پابند ہیں، وہ غیر مؤثر عملدرآمد کی وجہ سے اس ذمہ داری سے بچ نکلتے ہیں۔ لازمی صحت انشورنس کا دائرہ کار بھی کافی وسیع نہیں ہے، اور نہ ہی اسے ہر جگہ یکساں طور پر نافذ کیا گیا ہے۔[88]

ریاستی سطح کے حالیہ چند پروگراموں، جیسے کہ "صحت سہولت پروگرام" کو مستثنیٰ کر کے، بیمہ اور پنشن پر حکومت کی توجہ کم رہی ہے، اور یہ اب بھی اس کی معاشی پالیسی میں مناسب طور پر شامل نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر، بے ضابطہ معیشت کو کنٹرول کرنے کی پالیسی بنیادی طور پر ٹیکس وصولی کے نقطہ نظر سے دیکھی جاتی ہے،

[83] ECB (2009)

[84] بیشتر انسانی تاریخ کے دوران بزرگوں کی خدمت پشت ہاپشت خاندانی تعاون کے ذریعے اور ساتھ ہی مشترکہ اور توسیعی خاندانی نظام کے ذریعے کی جاتی تھی۔ تاہم، اقتصادی اور سماجی تبدیلیوں کی وجہ سے بزرگوں کی مدد آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے، حتیٰ کہ پاکستان جیسے ممالک میں بھی، جبکہ یورپ اور دیگر نہایت ترقی یافتہ معیشتوں میں یہ سلسلہ پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ بزرگوں کی طویل عمر اور بچوں کی کم تعداد بھی اس رجحان میں حصہ ڈال رہی ہے، جس کی وجہ سے بیمہ اور پنشن اسکیموں کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ ماخذ: مامون اور حسین (2025)

[85] CCP (2025); SECP (2025)

[86] پاکستان میں غیر حیاتی بیمہ کا بڑا حصہ بینکوں کے زیر اثر ہے (جو قرضہ لینے والوں کی گاڑیاں، پلانٹ وغیرہ کا بیمہ کرتے ہیں) اور برآمداتی کمپنیاں جن کے غیر ملکی خریدار اکثر منصفانہ خریداری پالیسیوں کے تحت لیبر انشورنس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لہٰذا، چونکہ بینک قرضے بڑی کمپنیوں پر مرکوز ہیں، چھوٹے کاروباری ادارے انشورنس لینے پر مجبور نہیں ہوتے۔

[87] Mahmood and Nasir (2008); SECP (2023a); Mamun and Hossain (2022)

[88] ایضاً

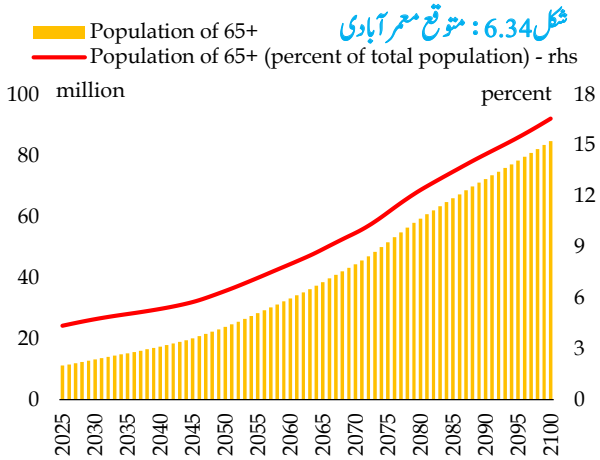
نہ کہ بیمہ یا سماجی تحفظ کے طور پر، یعنی لاکھوں کارکنوں کی حفاظت کا انتظام جنہیں مختلف قسم کے دھچکوں جیسے صحت اور آمدنی کے دھچکے، منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کو ہونے والے حادثات وغیرہ کے خطرات رہتے ہیں۔[89,90]

ادارہ جاتی نقطہ نظر سے اس صنعت پر 2000ء تک کسی حکومت کی پالیسی توجہ نہیں تھی، جس کے دوران یہ صنعت وزارتِ تجارت کے کنٹرولر آف انشورنس کے زیر انتظام تھی، جس کے نتیجے میں تقسیم کاری اور بے عملی پائی گئی۔ 2000ء میں بیمہ کے ضوابطی اختیارات ایس ای سی پی کو سونپے گئے، جس نے مختلف قوانین، ضوابط، رہنما اصول اور ہدایات جاری کیں۔[91]

بیمہ اور پنشن کی کم رسائی کی ایک اور وجہ آگاہی کا فقدان بھی ہے۔ مثال کے طور پر، زیادہ تر گاڑی کے مالکان موٹر وہیکل انشورنس کو غیر ضروری اخراجات سمجھتے ہیں، اور مالی اور قانونی نتائج کی پروا نہیں کرتے، خاص طور پر اس صورت میں کہ انہیں کبھی حادثہ نہ ہوا ہو۔[92] مزید برآں، لوگوں کی بڑی تعداد تقدیر کے لکھے کو برحق سمجھتی ہے، چنانچہ یہ سوچ مذہبی تحفظات کے ساتھ مل کر بیمہ اور پنشن حاصل کرنے میں بڑی رکاوٹ بنتی ہے۔[93]

یہ ضروری نہیں کہ لوگ بیمہ اور پنشن جیسی مصنوعات کی خواہش رکھتے ہوں۔ یہ دراصل ان کی ضرورت کی چیز ہے۔[94] ریاست کو آخر کار ان ضروریات کو پورا کرنا ہو گا۔ اسے یہ کام ایک منظم بیمہ اور پنشن صنعت قائم کر کے کرنا چاہیے، نہ کہ عوامی خیرات اور سماجی تحفظ کے اداروں کے ذریعے۔ پاکستان کی زیادہ تر آبادی فی الحال نوجوان ہے، اور موجودہ نمو کے رجحان کے پیش نظر مستقبل میں بھی ممکنہ طور پر ایسا ہی رہے گا۔ تاہم، 30 سال میں 65 سال یا اس سے زیادہ عمر کے افراد کا کل آبادی میں تناسب موجودہ 4.3 فیصد سے بڑھ کر 7.2 فیصد تک پہنچنے کا امکان ہے (**شکل 6.34**)۔[95] یہ تقریباً 28 ملین افراد بنتے ہیں۔[96] چونکہ پنشن (annuity) جمع کرنا نسبتاً طویل مدتی عمل ہے، پاکستان کی بیمہ اور پنشن صنعت کو ابھی سے فعال ترقی کی ضرورت ہے تاکہ وہ ان تخمینوں سے نمٹ سکے۔

شکل 6.34: متوقع معمر آبادی



Source: UN Population Division

[89] ایل ایف ایس کے مطابق، ملک میں کام کرنے والے غیر زرعی کارکنوں کا 72.5 فیصد بے ضابطہ شعبے میں ملازمت کرتا ہے، جبکہ شہری علاقوں میں بے ضابطہ مزدوری کا تناسب 68.5 فیصد ہے۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات (2021)

[90] سرکاری پالیسی میں بیمہ کی کم شمولیت کا ایک اہم ثبوت آفات کے انتظام اور زرعی بیمہ کے معاملے میں ملتا ہے۔ سب سے بڑی قدرتی آفات کی لاگت حکومت کے کھاتوں میں رکھی جاتی ہے اور اس کے لیے آفت کے خطرے کے صرف معمولی سطح کے انشورنس آلات بنائے گئے ہیں۔ یہ محدود بیمہ بھی جامع نہیں ہے کیونکہ زیادہ تر پریمیم کارپوریٹ شعبے سے آتے ہیں، جو کہ آفت کے خطرے کی بیمہ کوریج کے سب سے بڑے فائدہ اٹھانے والے ہیں (UNDP, 2024)۔ مزید برآں، آفات کا انتہائی غیر متوقع ہونا بھی بیمہ کمپنیوں میں بے رغبتی پیدا کرتا ہے، جبکہ خاص طور پر زرعی بیمہ میں بیمہ کی ادائیگی کے حوالے سے بے یقینی بھی بیمہ مارکیٹ کی ترقی میں سب سے بڑا چیلنج بنی ہوئی ہے۔

[91] سی سی پی (2024)، ضوابطی اختیارات کا غیر بینکاری مالی ضوابطی اتھارٹی کو منتقل کرنا ایشیا کی ادارہ جاتی روایات کے مطابق ہے۔ تاہم، کچھ ملکوں، جیسے بھارت، بنگلہ دیش اور سری لنکا نے آزادانہ تبیھکی تشکیل اور ضوابطی ادارے قائم کیے ہیں۔ ماخذ این آر ایف (2024)

[92] SECP (2023a)

[93] Waheed)2009(

[94] اسٹیٹ بینک کے پلس سروے 2025ء کے مطابق، بچت کرنے والے 67 فیصد جواب دہندگان نے کہا کہ ان کی بچت کا بنیادی مقصد آمدنی / صحت کو لگنے والے ممکنہ دھچکوں سے بچنا تھا، اور 42 فیصد نے کہا کہ وہ ریٹائرمنٹ کے لیے بچت کر رہے ہیں۔ یہ امر بیمہ اور پنشن مصنوعات کی پوشیدہ طلب کی نشاندہی کرتا ہے۔

[95] یو این پاپولیشن ڈویژن پر مبنی اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے۔

[96] تناظر کی خاطر بتاتا ہے کہ، توقع ہے کہ 30 سال بعد بڑھاپے کی آبادی سری لنکا کی موجودہ کل آبادی سے زیادہ ہو گی، اور بی آئی ایس پی کے موجودہ استفادہ کنندگان کی تعداد سے تقریباً تین گنا زائد ہو گی (31 مارچ 2025ء تک 9.87 ملین استفادہ کنندگان)۔ ماخذ: یو این پاپولیشن ڈویژن، وزارتِ خزانہ (2025)۔

اس کے لیے بہت سی قانونی اور ضوابطی اصلاحات کی ضرورت ہے، جن میں سب سے اہم لازمی بیمہ اور پنشن کو توسیع دینا اور اس کا نفاذ شامل ہے۔ سابقہ تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے اقدامات کے لیے صوبائی حکومتوں کے ساتھ قریبی اشتراک کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ نفاذ میں ان کا کردار اہم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بھارت میں، جہاں 2018ء میں موٹر گاڑیوں کا بیمہ نسبتاً کم تھا، موٹر گاڑیوں کی انشورنس میں نمایاں اضافہ اس وقت دیکھا گیا جب ریاستی اور یونین علاقوں نے بیمہ تحفظ کے لیے وقتاً فوقتاً چیکنگ شروع کی اور بیمہ نہ کرانے والوں کی گاڑیوں کو ضبط کر لیا۔[97] دیگر انشورنس اور پنشن مارکیٹوں میں بھی اسی طرح کی اصلاحات کی ضرورت ہے، جیسے کہ ای او بی آئی اور صوبائی ای ایس ایس آئیز۔

ان اصلاحات کے ساتھ ساتھ سرکاری اور نجی شعبے کی طویل مدتی قرضہ تمسکات کے لیے ایک فعال بانڈ مارکیٹ بھی تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ یہ اس لیے اہم ہے کہ بیمہ اور پنشن کی صنعتوں کو عمر بھر ادائیگیاں کرنا ہوتی ہیں، جن کے لیے طویل مدتی بانڈز میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سرکاری قرضہ دفتر کے لیے بھی ایک اچھا موقع ہو سکتا ہے، کیونکہ 2023ء تک بیمہ صنعت کی تقریباً 85 فیصد سرمایہ کاری سرکاری تمسکات میں تھی۔[98]

اس صنعت کی ترقی کے لیے ثقافتی اور مذہبی غلط فہمیوں کو دور کرنے، اور بیمہ اور پنشن مصنوعات کے فوائد سے لوگوں میں آگاہی بڑھانے کے لیے مہمات کی بھی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے گزشتہ 19 سال میں تکافل کی نمو امید افزا ہے۔ عمومی تکافل 2006ء میں شروع ہوئی جس کے بعد غیر حیاتی بیمہ صنعت میں اس کا حصہ 11 فیصد ہو چکا ہے، اور وفاقی شریعت عدالت کے فیصلے اور 2027ء تک اقتصادی تبدیلی کی پیروی میں ایس ای سی پی مارکیٹ میں تکافل کا دائرہ مزید وسیع کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔[99]

مالی خدمات بذریعہ ڈاکخانہ: مالی شمولیت میں نظر انداز شعبہ

عالمی سطح پر پوسٹل نیٹ ورک مالی شمولیت بڑھانے اور گھریلو بچت کو اکٹھا کرنے میں بدستور اہم کردار ادا کر رہے ہیں، خاص طور پر دیہی، کم آمدنی والے، اور روایتی طور پر پسماندہ علاقوں میں۔ پوسٹل بینکوں کی اثر انگیزی میں کئی مشترکہ خصوصیات کا عمل دخل ہے: حکومت کی سرپرستی اور تحفظ، ہر جگہ دستیابی، کم لاگت میں شمولیت، اور عوام کا بھروسہ۔ کہ جب کسی ملک کی کل مالی بچت میں ان ڈاکخانوں شراکت کم ہو، تب بھی ان کی مالی خدمات بچت کی عادت اور ثقافت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جاپان، بھارت، چین، اور فرانس جیسے ممالک میں، پوسٹل سیونگ ادارے نہ صرف بڑے پیمانے پر سرکاری بچت کو اکٹھا کرتے ہیں بلکہ دیہی اور پسماندہ علاقوں کی اقتصادی ترقی میں بھی تعاون کرتے ہیں۔[100]

مثال کے طور پر، جاپان پوسٹ بینک جو دنیا کے سب سے بڑے پوسٹل سیونگ کے اداروں میں سے ایک ہے، جاپان کے گھریلو ڈپازٹس کا تقریباً 20 فیصد جمع کرتا ہے جس میں سیال اور میعادی بچت کی مصنوعات کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان مصنوعات کو سرکاری ضمانت حاصل ہوتی ہے۔ چین میں، پوسٹل سیونگ بینک آف چائنا کو 2007ء میں ادارہ بنایا گیا تاہم پوسٹل بچت کا سلسلہ 1919ء سے جاری ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ بینک چین کے گھریلو ذاتی ڈپازٹس کا 10.7 فیصد جمع کرتا ہے۔ فرانس میں، 'لا بینک پوسٹل' پوسٹل سیونگ بینک ہے جو مقامی محکمہ ڈاک کے تحت کام کرتا ہے۔ اس کے پاس 2024ء میں فرانس کی گھریلو بچت کا 10.8 فیصد جمع تھا۔ بھارت میں تمام جدولی کمرشل بینکوں کے پاس گھریلو بچت کے جتنے بھی ڈپازٹس ہیں ان کا 2 فیصد انڈیا پوسٹ پیمنٹس بینک نے جمع کیا۔ یہ 2023ء کے اعداد و شمار ہیں۔ حالانکہ انڈیا پوسٹ پیمنٹس بینک کے ایک ریگولر / پریمیم سیونگ اکاؤنٹ پر ایک بالائی حد عائد ہے، اور ضوابط کے تحت اس سے زائد رقم جمع نہیں کرائی جا سکتی۔ اس کے باوجود، اس نے بچت کی عادت پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔[101]

---

[97] SECP (2023a)

[98] SECP (2023b)

[99] SECP (2025)

[100] ; WB (2006); ADB (2018)UPU (2023); WB)2021(;Ahmed et al. (2020)

[101] JPB (2024); PSBC (2024); La Poste Group (2024) and BdF (2024); RBI (2023); MoF (2024

پوسٹل مالی خدمات کے متعدد ماڈلز عالمی سطح پر اپنائے گئے ہیں اور وقت کے ساتھ ان میں ارتقا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر، جاپان اور چین نے ابتدا میں ڈاک کے محکموں کے تحت کام کیا جن کا دائرہ محدود تھا، یعنی وہ بچت کی رقم جمع کرتے تھے، قرض نہیں دیتے تھے۔ تاہم، دونوں ممالک نے 2007ء میں اپنے پوسٹل مالی ماڈلز کی تنظیمِ نو کی، اور اپنے ان پوسٹل اداروں کو مرکزی بینک کے تحت مکمل لائسنس یافتہ بینک میں تبدیل کر دیا، جس سے یہ بچت اور قرض کی خدمات دونوں فراہم کرنے کے قابل ہو گئے (**جدول 6.2**)۔

پاکستان میں 'پاکستان پوسٹ سیونگز بینک' 22-2021ء میں بند ہونے تک محکمہ ڈاک کے ایک شعبے کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس بینک نے مالی شمولیت بڑھانے اور قومی بچت کو اکٹھا کرنے میں اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر پسماندہ آبادیوں میں۔ جب یہ بند ہوا تب اس کے تقریباً 1.9 ملین انفرادی بچت اکاؤنٹس تھے، جبکہ 35 جدولی بینکوں کے اوسطاً 5.7 ملین (بچت اکاؤنٹس) تھے۔[102] اس کے پاس تقریباً 108 ارب روپے کے ڈپازٹس اور مزید 12 ارب روپے کے بچت سرٹیفکیٹ موجود تھے۔[103] اگرچہ یہ جدولی بینکوں کے اوسط بچت ڈپازٹ 234 ارب روپے سے کم تھے، تاہم اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ یہ بینک اس رقم کو متنوع اور پسماندہ طبقوں اور علاقوں سے جمع کرنے میں کامیاب رہا تھا، اس میں وسائل جمع کرنے کی بڑی گنجائش موجود تھی۔

'پاکستان پوسٹ سیونگز بینک' 2021ء میں پاکستان پوسٹ کی 2,783 مرکزی شاخوں / ذیلی دفاتر کے ذریعے، جو زیادہ تر شہری علاقوں میں واقع تھے، اکاؤنٹ پر مبنی اور سرٹیفکیٹ پر مبنی دونوں طرح کی بچت مصنوعات پیش کر رہا تھا۔ یہ مرکزی شاخیں / ذیلی دفاتر 2021ء میں کسی بھی جدولی بینک کے برانچ نیٹ ورک سے زیادہ تعداد میں تھیں، اور آج بھی ہیں۔ اس وسیع تر دستیابی نے پاکستان پوسٹ سیونگز بینک کو بچت کے فروغ کا ایک اہم ادارہ بنا دیا تھا۔ یہ مرکزی شاخیں / ذیلی دفاتر پاکستان پوسٹ کے وسیع مادی (یا طبیعی) انفراسٹرکچر کا حصہ ہیں جس میں کل 13,419 شاخیں شامل ہیں، اور ان میں سے 87 فیصد دیہی اور نیم شہری علاقوں میں واقع ہیں۔ چنانچہ پاکستان پوسٹ ملک کا سب سے زیادہ وسیع جغرافیائی رسائی رکھنے والا ادارہ ہے۔ اس کے برانچ نیٹ ورک کا مجموعی حجم 2021ء میں پاکستان کے 15 سب سے بڑے بینکوں کے مجموعی برانچ نیٹ ورک کے برابر تھا۔

پاکستان پوسٹ سیونگز بینک (پی پی ایس بی) کو مناسب پالیسی معاونت، بہدف سرمایہ کاری، اور ادارہ جاتی تنظیمِ نو کے ذریعے 'پوسٹ بینک' ماڈل میں تبدیل کر کے اس وسیع برانچ نیٹ ورک کو اس طرح استعمال کیا جا سکتا تھا کہ وہ پورے ملک میں بچت مصنوعات پیش کرنے والا اسٹریٹجک ادارہ بن جاتا۔ تاہم، یہ اس مرحلے تک نہیں پہنچ سکا، کیونکہ اینٹی منی لانڈرنگ / دہشت گردوں کی مالی مدد کے حوالے سے ضوابط کی تعمیل میں فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) کو تشویش لاحق تھی، اور یہ بینک ڈجیٹائزڈ مالی لین دین میں پیچھے تھا۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے 'گرے لسٹ' میں رہنے کا خطرہ کم کرنے کی غرض سے پی پی ایس بی کو مرحلہ وار بند کرنے کا فیصلہ کیا اور پاکستان پوسٹ کو ہدایت کی کہ وہ ڈپازٹرز کی بچت کی رقوم مرکزی محکمہ قومی بچت کو منتقل کرے۔[104]

پی پی ایس بی کے تاریخی کردار اور وسیع رسائی کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اس کی بندش دراصل اس امر کو اجاگر کرتی ہے کہ اس میں اہم ادارہ جاتی اور ضابطہ جاتی خلا موجود تھے جن کو دور کرنے کے لیے ہدفی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ان میں سب سے اہم پاکستان پوسٹ کی برانچوں کے وسیع نیٹ ورک کی ڈجیٹلائزیشن ہے۔ اس طرح ایف اے ٹی ایف کی طرف سے طویل عرصے سے موجود تعمیل کے مسئلے کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔ اس مقصد یعنی آٹومیشن کے لیے پاکستان پوسٹ نے 2015ء میں ایک منصوبہ شروع کیا تھا جس کے تحت کوریا کے ایکسیم بینک سے 2022ء میں قرض ملا تھا۔[105] چنانچہ اس بات پر غور کرنا مفید ہو سکتا ہے کہ پاکستان

---

[102] PP (2022); SBP (2021b)

[103] پاکستان پوسٹ نے حکومت پاکستان کے لیے سیونگ بینک میں 108 ارب روپے کی جمع رقوم سنبھالی، جبکہ مرکزی محکمہ قومی بچت کی طرف سے ذمہ داری نبھاتے ہوئے 12 ارب روپے کے سیونگ سرٹیفکیٹ بھی رکھے۔

[104] پاکستان کو جون 2018ء میں ایف اے ٹی ایف گرے لسٹ میں شامل کیا گیا تھا، جس میں 40 سے زائد سفارشات تھیں، ان میں سے 14 پاکستان پوسٹ سے متعلق تھیں۔ ایف اے ٹی ایف گرے لسٹ سے بچنے کے لیے، حکومت پاکستان نے نومبر 2020ء میں پاکستان پوسٹ کے زیرِ انتظام سیونگ بینک بند کرنے اور اسے مرکزی محکمہ قومی بچت کو منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔

[105] وزارتِ خزانہ (2023)

پوسٹ کی ڈجیٹلائزیشن کو 'اپنے صارف کو جانیے' (کے وائی سی) کے ایک مشترکہ پورٹل کے ساتھ مکمل کیا جائے تاکہ رقم کا پراسیس ہموار بنایا جاسکے اور مالی شعبے کے رابطوں کے تمام مقامات پر صارفین کے لیے زیادہ آسانی فراہم کی جاسکے۔

تاہم، ڈجیٹلائزیشن اس سمت میں صرف پہلا قدم ہوگا۔ نظم و نسق کی ساختی اصلاحات بھی لازمی ہیں۔ ممکنہ طور پر خود پی پی ایس بی کی تنظیم نو بھی ان اصلاحات میں شامل ہو سکتی ہے، تاکہ یہ پاکستان پوسٹ کے طبیعی ڈھانچے سے فائدہ اٹھا سکے، لیکن یہ وزارت مواصلات کے بجائے وزارت خزانہ کو جواب دہ ہو۔ اسے ایک زیادہ مناسب اور معتبر پالیسی اور ضوابطی فریم ورک کے لحاظ سے مستحکم کرنے میں وزارتِ خزانہ بھی مدد دے سکتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ڈجیٹلائزیشن اور بہتر نظم و نسق جیسی مرکوز کوششیں کی جائیں تو پی پی ایس بی کو متعلقہ ضوابط کے تحت ایک خصوصی بینکاری یا غیر بینکاری مالی ادارے میں بھی ڈھالا جاسکتا ہے۔

6.5 اختتامی کلمات

پاکستان کی گھریلو بچتیں کم رہی ہیں جو ناساز گار اقتصادی ماحول، مارکیٹ اور پالیسی میں بے قاعدگیوں، اور مالی مارکیٹ کی تشکیل پر ناکافی توجہ کا نتیجہ ہیں۔ پاکستان کی فی کس آمدنی میں مستقل اضافہ نہیں ہوا ہے، بلند مہنگائی کے ادوار بار بار آتے رہے چنانچہ بچت کی رقم گھٹتی رہی۔ اس صورت حال کو مارکیٹ میں بے قاعدگیوں اور باضابطہ مالی شعبے کی پست ترقی نے مزید بدتر بنایا، جس کی وجہ سے مالی بچتوں کی نمو رک گئی اور بے ضابطہ مارکیٹیں تیزی سے بڑھیں، جن کی نوعیت بیشتر سٹہ بازانہ اور غیر پیداواری تھی۔ مستحکم ملکی بچتوں کی عدم موجودگی میں پاکستان نے بیرونی بچتوں پر ضرورت سے زیادہ انحصار کیا، جس نے بلند لیکن ایسی ناپائیدار نمو کے ادوار کو تقویت دی جو صَرف پر مبنی تھی۔

پاکستان کی مجموعی بچت کی شرح ایسے ممالک کے گروپ میں سب سے کم ہے جن کی معاشی خصوصیات پاکستان سے ملتی جلتی ہیں، جیسے پست متوسط آمدنی، مالی ترقی کی پست سطح، اور زیادہ مہنگائی، نوجوانوں پر انحصار اور بے ضابطہ معیشت۔ یہ بات نہ صرف ان معاشی خصوصیات کے باہمی اثر کو ظاہر کرتی ہے بلکہ یہ سماج میں بچت کی کمزور عادت اور کلچر کا بھی اظہار ہے۔ بہرحال، یہ ضروری ہے کہ ریاست مجموعی بچت کو بڑھانے کے لیے جامع اور فوری پالیسی اقدامات کرے۔ بچت میں اضافہ اسی وقت ممکن ہے جب فی کس آمدنی میں مستقل اضافہ ہوتا رہے، قیمتیں مستحکم ہوں، اور سرکاری شعبے میں زیادہ بچت کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اہم ساختی اقدامات بھی ضروری ہیں، جیسے کہ آبادی کی شرح نمو کم کرنا، نوجوانوں پر انحصار کم کرنا اور انسانی وسائل پر سرمایہ لگانا۔

بڑے پیمانے کے ان عوامل کے علاوہ معیشت کو باضابطہ شکل دینا اور بچت پر پالیسی توجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔ منقولی شواہد اور تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں ایک بڑی اور بے ضابطہ معیشت موجود ہے جس میں بے ضابطہ بچت کا بھی ایک ذخیرہ موجود ہے۔ یہ مختلف منفی ترغیبات اور پالیسی کے نقائص کا نتیجہ ہیں جن کے سبب باضابطہ معیشت میں سے اہم ترقیاتی محرکات، جیسے کہ نجی اور سرکاری شعبے کو قرضہ دینے والی رقم، خارج ہو جاتی ہیں۔ ان رقوم کا رُخ باضابطہ شعبے کی طرف موڑنے کے لیے کئی اقدامات ضروری ہیں، جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ مالی شعبے کی موجودگی اور رسائی کو بڑھایا جائے۔

مالی بچت کی ترغیب کو بہتر بنانے کے لیے پالیسی پر توجہ درکار ہے، جس میں منافع، بچت اسکیموں تک رسائی اور مختلف عمر کے افراد کی مخصوص ضروریات اور محرکات کے مطابق ڈھلنے کی صلاحیت شامل ہے۔ موجودہ صورت حال میں مستعدی اور جدت کا فقدان اس امر سے ظاہر ہے کہ بینک ڈپازٹس اور مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کا باہمی تناسب گر رہا ہے، جو ہم پلہ معیشتوں کے مطابق نہیں ہے۔ اسی طرح، سرمایہ منڈیوں میں گہرائی نہیں ہے جن میں سرمایہ کاروں کی تعداد کم ہے اور ایکویٹی بھی اور قرضہ جاتی کی مالی سرگرمیاں بھی محدود ہیں۔ نیز، ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں، جی ڈی پی میں انشورنس پریمیم کا پست تناسب بھی باضابطہ مالی بچت کے اداروں کی کم رسائی کو ظاہر کرتا ہے۔

ان میں سے ہر ایک مالی منڈی میں منظم اصلاحات اور اختراعات کے ذریعے باضابطہ مالی بچت کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، پوسٹل بینکنگ مالی خدمات سے نیم محروم علاقوں میں باضابطہ بچت کو فروغ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ پاکستان پوسٹ سیونگ بینک کے سابقہ ریکارڈ، اور بہت سے ممالک میں پوسٹل سیونگ اداروں کے

کامیاب ماڈلز کو دیکھتے ہوئے جی ڈی ایس کی نمو کو تیز کرنے اور بچت کی عادت کو فروغ دینے کی تحریک ملنی چاہیے۔ مختلف ممالک کی مثالیں یہ بھی ظاہر کرتی ہیں کہ لازمی بیمہ اور پنشن اسکیموں جیسے جبری بچت کے طریقے معیشت میں بچت کا کلچر فروغ دینے میں اہم ہیں۔

مزید برآں، مالی مشیروں اور منصوبہ سازوں کے لیے ایک مارکیٹ تیار کرنے کی ضرورت ہے جو مختلف نوعیت کے اثاثے رکھنے والے طبقوں کو مالی منصوبہ بندی پر مشورہ دیں۔ اس کے علاوہ، بینکاری شعبے کو سُست بینکاری سے نکلنا چاہیے اور اس کے بجائے قرض دینے اور ڈپازٹ جمع کرنے پر فعال ہونا چاہیے۔ ان دونوں شعبوں میں بینکاری شعبے کی طرف سے زیادہ حقیقی منافع دینے، اور بینکاری خدمات / مصنوعات میں توسیع کی ضرورت ہے۔ مالی شمولیت میں اضافے کے لیے ٹیکس پالیسی میں نقائص، جیسے بینکاری شعبے پر ود ہولڈنگ ٹیکس، کو واپس لینا بھی ضروری ہے۔

بچت میں مستقل اضافے کو یقینی بنانے کے لیے پالیسی کی یکسو کوششوں کی ضرورت ہے، جن میں بچت کے رویوں کے بارے میں گہری تفہیم بھی موجود ہو۔ پاکستان میں بچت میں رکاوٹ بننے والے متعدد مسخ شدہ عوامل کو حل کرنے کے علاوہ، اس پر بھی توجہ دی جانی چاہیے کہ وہ معیاری عوامل کون سے ہیں جو بچت کے کلچر اور اس کے رویوں میں بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کی بے ضابطہ معیشت کے سیاق و سباق میں پالیسی کے طرز فکر پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بنیادی توجہ تادیبی اقدامات پر دینے کے بجائے، باضابطہ معیشت کی راہ میں حائل مسخ شدہ عناصر اور نقائص کو دور کیا جانا چاہیے۔

یہ بات بھی اتنی ہی اہم ہے کہ بچت کو آسان اور سہل بنانے والے اقدامات کیے جائیں تاکہ باضابطہ بچت کی ترغیب دی جاسکے، نہ کہ بے ضابطہ غیر مالی منڈیوں میں بچت یا سٹہ بازانہ سرگرمیوں کی طرف رجحان بڑھایا جائے۔ مثال کے طور پر، جائیداد اور سونے کی منڈیوں میں اہم پالیسی اور ضوابطی اصلاحات منافع بخش ثابت ہوسکتی ہیں۔ ان کی معاونت کے لیے جدت طرازی کی جاسکتی ہے، جیسے سونے اور جائیداد کے لیے جزوی آلات، مثال کے طور پر، ریئل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ (آر ای آئی ٹی) اور گولڈ فنڈز۔ اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ بچت کا ایک جامع روڈ میپ بنایا جائے اور اس میں مقامی بچت کو بڑھانے کے لیے اہم طویل مدتی اقدامات تفصیل سے پیش کیے جائیں۔ اس غرض سے مالی خواندگی بڑھانے، بچت کا کلچر پیدا کرنے، رسائی میں بہتری لانے اور باضابطہ مالی خدمات پر اعتماد بڑھانے کے لیے چھوٹی سطح پر اقدامات بھی ضروری ہیں، تاکہ پاکستان میں مقامی بچت کو متواتر بڑھایا جاسکے۔

باکس 6.1: پاکستان میں بچتوں کی سرکاری پیمائش: طریقے، چیلنج اور ہم پلہ ملکوں کی روایات[106]

بچت کی پیمائش تصوراتی طور پر تو سیدھی سادی ہے لیکن عملی طور پر مشکل ہے۔ ادارہ جاتی صلاحیت میں فرق؛ ڈیٹا کا محدود ہونا؛ اور مختلف ممالک میں درجہ بندی کے مختلف طریقے رائج ہونا بین الملکی موازنے کو مشکل بناتے ہیں۔ اس لیے اس باکس میں بچت کی پیمائش کے مختلف طریقوں کا موازنہ کیا گیا ہے، جبکہ اس پیمائش میں درپیش چیلنجوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ ہم پلہ معیشتوں میں رائج بہترین طریقوں کی بھی نشاندہی کی جارہی ہے، جن پر غور کرکے ڈیٹا تیار کرنے کا عمل بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

کسی بھی معیشت میں قومی بچت کا تخمینہ لگانے کے دو بنیادی طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ، جسے کموڈیٹی بیلنس میتھوڈولوجی (سی بی ایم) کہا جاتا ہے، قومی اور حالیہ حسابات کی بنیاد پر مجموعی بچت کو ناپتا ہے؛ دوسرا طریقہ کیپیٹل اینڈ فنانشل بیلنس میتھوڈولوجی (سی ایف بی ایم) ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، رقوم کے بہاؤ کے اکاؤنٹ (ایف ایف اے) سے حاصل شدہ خالص دولت میں ہونے والی تبدیلی کی صورت میں بچت کو ناپتا ہے۔ نظری طور پر، دونوں طریقوں سے حاصل حتمی تخمینے یکساں ہونے چاہئیں۔ تاہم، عملی طور پر، کئی معیشتوں میں دونوں طریقوں سے حاصل شدہ تخمینے مختلف ہوتے ہیں، اور کبھی کبھار تو ان میں بڑا فرق بھی ہوتا ہے، کیونکہ سرمائے کی منتقلی اور کیپٹل گین اور مہنگائی اور شرحِ مبادلہ شرح سے ہونے والے نقصانات کو کئی صورتوں میں سی ایف بی ایم طریقے میں شامل نہیں کیا جاتا۔

[106] اس باکس کی تیاری میں سے Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999) خاصی مدد لی گئی ہے۔ اس میں بچت کی پیمائش کے لیے تفصیلی طریقہ کار تیار کرنے پر، اور پاکستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں بچت کا تخمینہ لگانے میں نظری اور عملی چیلنجوں دونوں پر بحث کی گئی ہے۔

کموڈیٹی بیلنس میتھوڈولوجی: سی بی ایم طریقہ کار بچت کی دو شناختوں پر انحصار کرتا ہے۔ پہلی شناخت میں مجموعی بچت قومی حسابات کے سسٹم (ایس این اے 2008ء) کے مطابق ناپی جاتی ہے۔ اس سسٹم کے تحت، قابلِ استعمال آمدنی کا جو حصہ حتمی استعمال پر خرچ نہیں کیا جاتا اسے مجموعی قومی بچت مانا جاتا ہے۔[107] دوسری شناخت میں، سرمائے کی مجموعی تشکیل میں سے غیر ملکی بچت (کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس کا متضاد عمل)[108] منفی کر کے مجموعی قومی بچت کو ناپا جاتا ہے، جس میں غیر ملکی بچت کو ادائیگیوں کے توازن کے اعداد و شمار سے لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد قومی بچت میں سے بیرون ملک سے حاصل شدہ نیٹ فیکٹر آمدنی (این ایف آئی) کو منہا کر کے ملکی بچت نکالی جاتی ہے۔ سرکاری سرمایہ کاری (یعنی جی سی ایف میں سے سرمائے کی مجموعی نجی تشکیل کو نکالنا) اور مجموعی مالیاتی توازن کو جمع کرنے سے سرکاری بچت حاصل ہوتی ہے۔[109] آخر میں، مجموعی ملکی بچت اور سرکاری بچت کے درمیان فرق نجی بچت ہے۔ لہٰذا، سرکاری بچت کا تخمینہ لگانے کے لیے جو طریقہ استعمال کیا جائے، وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

سرمایہ اور مالی توازن کا طریقہ کار: یہ طریقہ اس تصور سے ماخوذ ہے کہ کسی بھی شعبے کی خالص بچت کا عکس کچھ سرمائے اور مالی اثاثوں کے مجموعے میں ظاہر ہونا چاہیے؛ اس طرح مجموعی بچت کو اثاثوں کے شعبہ وار مجموعے کا پتہ لگا کر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ایف ایف اے پر انحصار کیا جائے تو اس طریقے میں اہم ڈیٹا کی ضروریات اور اخراجات عائد ہوتے ہیں، جس میں گھرانوں، غیر مالی شعبے، مالی کارپوریشنوں، عمومی حکومت، اور باقی دنیا کی بیلنس شیٹس کی تفصیلی معلومات شامل ہیں۔[110]

ایف ایف اے ہر شعبے کے مالی اثاثوں اور واجبات کا مجموعہ پیش کرتا ہے، جس کا توازن اُس شعبے کی خالص قرض گاری اور قرض گیری کی صورتحال ہے۔[111] سرمایہ اکاؤنٹ غیر مالی اثاثوں کا مجموعہ دکھاتا ہے جو شعبے کی خالص قرض گاری اور قرض گیری کے درمیان فرق اور اس کی بچت کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس طرح مالی اکاؤنٹ کی بنیاد پر خالص قرض گاری کے اعداد و شمار، سرمایہ اکاؤنٹ کے ڈیٹا کے ساتھ مل کر شعبہ جاتی بچت کا ایک غیر جانبدار تخمینہ فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان میں بچت کی پیمائش کے اہم چیلنج: قومی آمدنی، صرف اور سرمایہ کاری جیسے کلی معاشی متغیرات کی پیمائش میں مختلف چیلنج درپیش ہیں، جو آمدنی کا کم تخمینہ لگانے، اور نتیجتاً قومی بچت کا کم تخمینہ لگانے کا سبب بنتے ہیں۔ اگرچہ قومی آمدنی کھاتوں کی تدوین اور تخمینہ کاری کی تکنیکوں میں حال میں بہتری آئی ہے۔[112] عملی طور پر پاکستان پیداوار کو براہ راست ناپتا ہے، اور پھر حتمی صَرف کا تخمینہ بطور بقایہ لگاتا ہے۔ چونکہ مجموعی صَرف ایک بڑا عدد ہے، اس لیے صَرف کی پیمائش کا بقایہ والا طریقہ درحقیقت ناپی گئی بچت پر نمایاں اثر ڈالتا ہے۔ مزید برآں، چونکہ پاکستان میں براہ راست بچت کے تخمینوں کا فقدان ہے، جو بھارت کے برعکس ہے، اس لیے مجموعی قومی بچت جاننے کے لیے بقایہ کا دہرا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے، قابلِ استعمال آمدنی میں سے حتمی صَرف کو منہا کر کے سی بی ایم استعمال کرتے ہوئے بقایہ کے طور پر قومی بچت کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ بعد ازاں ایک اور بقایہ معلوم کیا جاتا ہے، جس کے لیے قومی بچت میں سے سرکاری بچت (جو کہ معلوم شدہ عدد ہے) کو منہا کر کے نجی اور گھریلو بچت معلوم کر لی جاتی ہے۔

پاکستان میں سی ایف بی ایم پر عمل کرنے میں متعدد محدودات بھی ہیں۔ مالی کھاتے میں، کارپوریٹ اور حکومتی بچت کا تخمینہ بینکاری شعبے اور فہرستی کمپنیوں کے ڈیٹا، اور مالیاتی ڈیٹا سے لگایا جاتا ہے، جبکہ گھریلو بچت — جو پاکستان کی مجموعی قومی بچت (جی ڈی ایس) میں سب سے بڑا حصہ رکھتی ہے — کو اب بھی بالواسطہ طور پر مجموعی قومی بچت کے تخمینوں اور مالی کھاتوں سے کارپوریٹ اور سرکاری بچت کے تخمینوں کے درمیان بقایہ کے طور پر ناپا جاتا ہے، جس سے موجودہ شماریاتی ڈھانچے کی محدودات اجاگر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ، سرمایہ کھاتہ اجناسی توازن کے کھاتوں سے متعلق بچت کے ڈیٹا کے مطابق بنایا جاتا ہے، کیونکہ غیر مالی اثاثوں کے بہاؤ کا غیر جانبدار تخمینہ موجود نہیں ہے۔[113]

اعداد و شمار کی محدودات کے علاوہ، گہری جڑیں رکھنے والے ساختی مسائل کی موجودگی بچت کی پیمائش کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ پاکستان میں بڑی اور بے ضابطہ معیشت کی موجودگی؛ سرکاری شعبے کا ناکافی احاطہ؛ ٹیکس چوری؛ اور غیر قانونی سرگرمیاں مجموعی طور پر آمدنی اور اس طرح بچت کے نمایاں طور پر کم تخمینے کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ، نجی سرمائے کا بڑے پیمانے پر خفیہ طور پر اخراج نجی اور قومی بچت کی پیمائش

---

[107] UN (2009)

[108] کرنٹ اکاؤنٹ کا توازن معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری کے فرق کی عکاسی کرتا ہے۔ جب سرمایہ کاری قومی بچت سے زیادہ ہو جاتی ہے، تو اس کمی کو بیرونی بچت کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ لہٰذا، کرنٹ اکاؤنٹ کا توازن حجم میں بیرونی بچت کے برابر ہوتا ہے لیکن علامت کے لحاظ سے متضاد: خسارے کا مطلب وسائل کا خالص بہاؤ جو بیرونی مالی معاونت سے برابر کیا گیا ہے، جبکہ سرپلس کا مطلب اس کا الٹ ہے۔

[109] سرکاری بچت کی شناخت کا مطلب یہ ہے کہ اگر سرکاری سرمایہ کاری یا مجموعی سرکاری سرمایہ تشکیل کی سطحیں یکساں رہیں، تو مالیاتی خسارے میں اضافہ بچت کو ختم کر دے گا؛ بعض ہم پلہ معیشتوں میں، سرکاری بچت براہ راست موجودہ حکومتی وصولیوں میں سے موجودہ اخراجات کو منفی کر کے شمار کی جاتی ہے۔ ایم او ایس پی آئی (2007)

[110] Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999)

[111] جیسا کہ مرکزی بینک عام طور پر رقوم کے بہاؤ کے حسابات (ایف ایف اے) تیار کرتے ہیں، مختلف شعبوں کے درمیان بچت تقسیم کرتے ہیں (پی بی ایس کے تخمینے)۔ ایف ایف اے کے دو اکاؤنٹ ہیں: مالی اور سرمایہ۔

[112] PBS (2023)

[113] Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999)

کے مسائل بڑھا دیتا ہے، جیسا کہ درآمدات اور برآمدات کی غلط انوائسنگ[114] بھی کرتی ہے (کاظمی، 2001)۔ بعض اوقات، کارپوریٹ بچت کے سرکاری اعداد و شمار بھی مقررہ مفروضے پر مبنی رہے ہیں، جیسے کارپوریٹ بچت کو جی ڈی پی کے 2 فیصد پر مقرر کرنا، جو درست پیمائش کا امکان کم کر دیتا ہے۔[115]

ہم پلہ ممالک سے موازنے کے مشاہدات: پاکستان ہم پلہ ممالک کے مفید تجربات سے سیکھ کر اپنے طریقہ کار کو بہتر بنا سکتا ہے۔ بھارت نے، جس کا زیادہ مضبوط فریم ورک ہے، بچت کا تخمینہ لگانے کی ذمہ داری اپنے دفتر قومی شماریات (این ایس او) اور ریزرو بینک آف انڈیا کے درمیان تقسیم کی ہے۔ دونوں کے درمیان ذمہ داری کی تقسیم سے کسی ایک ادارے پر انتظامی بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ مزید برآں، بھارتی ادارے شعبہ جاتی لین دین پر نظر رکھتی ہیں تاکہ براہ راست بچت کا تخمینہ لگایا جا سکے، اس کے برعکس پاکستان میں بالواسطہ طریقہ استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، گھریلو بچت کا تخمینہ مالی بچت کے مجموعے میں غیر جانبدارانہ طور پر لگایا جاتا ہے۔[116]،[117]

اسی طرح، نیوزی لینڈ میں بچت کی پیمائش کا طریقہ کار باقاعدہ سروے پر بہت زیادہ منحصر ہے جس کی تکمیل کے لیے قومی آمدنی کے حسابات استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس میں گھرانوں کے چار ماہی (triannual) اقتصادی سروے شامل ہیں جو آمدنی، اخراجات، اثاثہ جات اور واجبات پر تفصیلی اور نچلی سطح کا ڈیٹا فراہم کرتے ہیں، جو قومی بچت کے تخمینوں کو بہتر بنانے اور تصدیق کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کے علاوہ، نیوزی لینڈ کا سالانہ انٹرپرائز سروے اور ہر پانچ سال بعد مردم شماری بالترتیب شعبہ جاتی کارپوریٹ کارکردگی اور گھریلو طبیعی اثاثوں کی پیمائش کرتی ہے، چنانچہ کارپوریٹ اور گھریلو بچت کے زیادہ درست تخمینے حاصل ہوتے ہیں (گورمن وغیرہ، 2013)۔

پاکستان کے طرزِ فکر میں محدودیت کے باوجود، بچت کے تخمینے ناگزیر ہیں۔ یہ ملکی وسائل کو متحرک کرنے کی صلاحیت، اور بچت اور سرمایہ کاری میں فرق جانچنے کا واحد سرکاری پیمانہ ہے۔ یہ اعداد و شمار پالیسی تجزیے کے لیے مرکزی اہمیت رکھتے ہیں اور یہ اس بات کے تعین میں نہایت اہم بصیرت فراہم کرتے ہیں کہ قومی سرمایہ کاری کا کتنا حصہ ملکی طور پر حاصل ہوتا ہے اور کتنا بیرونی سرمایہ کے ذریعے آتا ہے۔

(اس باکس کی تیاری میں عبدالجبار کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے)

باکس 6.2: پاکستان میں بچت کے تعین کنندگان

ماضی کے متعدد مطالعوں میں[118] پاکستان میں ملکی بچت کے جو بڑے تعین کنندگان شناخت کیے گئے ہیں وہ مجموعی قومی آمدنی– نمو یا فی کس آمدنی– حقیقی شرح سود، انحصاری تناسب، مالی وساطت، مالیاتی موقف، وغیرہ ہیں۔[119] کچھ مطالعوں میں تجارتی شرائط، تجارتی کھلاپن، غیر یقینی کیفیت، آمدنی میں عدم مساوات، اور ترسیلات زر پر بھی غور کیا گیا ہے۔ تاہم، ان میں سے بیشتر مطالعے متعین تجزیے پر مبنی تھے جن میں چند ہی متغیرات کی چھان بین کر کے انہیں پاکستان میں بچت کے تعین کنندگان تصور کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ، تقریباً تمام مطالعے پرانے ہیں؛ تازہ ترین مطالعہ —(اکرم اور اکرم، 2016)— میں 2020ء تک کے اعداد و شمار پر انحصار کیا گیا۔

---

[114] قریشی و محمود (2015) کا کہنا ہے کہ درآمدات کی کم انوائسنگ کا بنیادی مقصد درآمدی محصول سے بچنا ہوتا ہے، جبکہ زیادہ انوائسنگ کا بنیادی مقصد سرمائے کا فرار ہے۔ اسی طرح، برآمدات کی کم انوائسنگ کا بنیادی مقصد قابلِ ٹیکس آمدنی کو ملک سے باہر منتقل کرنا ہوتا ہے، جبکہ برآمدات کی زیادہ انوائسنگ کا بنیادی مقصد حکومت سے برآمدی سہڈی اور ٹیکس کریڈٹ حاصل کرنا ہوتا ہے۔

[115] اسٹیٹ بینک (2013)

[116] مالی بچت میں سرمایہ کاری میں کرنسی، خالص ڈپازٹس، حصص اور ڈیبنچرز (بشمول میوچل فنڈز)، چھوٹی بچتوں کی شکل میں حکومت پر خالص دعوے، مرکزی اور ریاستی حکومت کی تمسکات میں سرمایہ کاری، لائف انشورنس فنڈز اور پروویڈنٹ و پنشن فنڈز شامل ہیں۔

[117] MoSPI (2007)

[118] Khan (1993); Nasir and Khalid (2004); Ahmad et al. (2006); Asghar and Nadeem (2016); Akram and Akram (2016); and Hafeez and Sajid (2021).

[119] حفیظ اور ساجد (2021) نے بھی پاکستان میں زرعی پیداوار کے قومی بچت پر نمایاں اثرات پائے۔

اس پس منظر میں، یہ باکس پاکستان میں مجموعی ملکی بچت (جی ڈی ایس) کے تعین کنندہ عوامل کا تجزیہ کرنے کی ایک کوشش ہے، جس کے لیے 1980ء سے 2024ء تک کے سالانہ اعداد و شمار پر آٹوری گریسیو ڈسٹری بیوٹڈ لیگ (اے آر ڈی ایل) کا طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔[120] تخمینہ ماڈل میں خواندگی کی سطح یعنی ثانوی تعلیم (ایس ایس ٹی) میں طلبا کی تعداد، آمدنی میں عدم مساوات (جی آئی این آئی)، اور بے ضابطہ شعبے کے بھی، جسے زیرِ گردش کرنسی اور زر2 (ایم ٹو) کے باہمی تناسب (سی سی ایم 2) سے ناپا جاتا ہے، اثرات کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بچت کے معیاری میکرو تعین کنندہ عوامل کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ میکرو عوامل میں مجموعی قومی آمدنی (جی این آئی)، حقیقی شرحِ سود (آر آئی این ٹی)، مالیاتی پالیسی موقف (ایف ڈی جی ڈی پی)، مالی ترقی کو زرِ وسیع اور جی ڈی پی کے تناسب (ایم 2 جی ڈی پی) سے ظاہر کیا گیا ہے، نوجوانوں پر انحصار کی شرح (وائی ڈی پی آر) اور غیر یقینی صورت حال کو غیر یقینی انڈیکس (یو این سی ٹی وائی) کے ذریعے ناپا گیا ہے، شامل ہیں۔

طویل مدتی اور قلیل مدتی تخمینے بالترتیب **جدول 6.2.1** اور **جدول 6.2.2** میں پیش کیے گئے ہیں۔[121] میکرو اقتصادی ماحول، آبادیاتی عوامل، اور مالی ترقی کے علاوہ بے ضابطہ شعبے کا احاطہ کرتے ہوئے تخمینہ شدہ نتائج عمومی طور پر اقتصادی کتب کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ **جدول 6.2.1** میں دکھایا گیا ہے، تاخیری (lagged) بچت اور جی ڈی پی کے تناسب کا مثبت لیکن غیر اہم عددی سر (coefficient) ہے، جو پاکستان میں ملکی بچتوں میں جمود، اور استقامت کی غیر موجودگی کی نشاندہی کرتا ہے۔

جی این آئی کے طویل اور مختصر مدتی دونوں میں مثبت اور شماریاتی طور پر اہم نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ملکی بچتوں کا رویہ اقتصادی دورانیے کے موافق ہے اور اس طرح زندگی کے دورانیے کے مفروضے کی تصدیق ہوتی ہے۔ لوایزا و غیرہ (2000) اور فیروچی اور میرالس (2007) کے نتائج کے مطابق، تخمینہ ظاہر کرتا ہے کہ آمدنی میں ایک فیصد اضافہ طویل مدت اور قلیل مدت میں بالترتیب 0.49 فیصد اور 3.66 فیصد تک ملکی بچتوں میں اضافہ کر سکتا ہے۔[122] جیسا کہ توقع تھی، مالیاتی پالیسی کے تخمینہ شدہ عددی سر منفی ہیں، طویل مدت میں شماریاتی طور پر اہم ہیں لیکن قلیل مدت میں غیر اہم ہیں۔ تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ بلحاظ جی ڈی پی مالیاتی خسارے میں ایک فیصد اضافہ طویل مدت میں ملکی بچتوں کو 0.06 فیصد کم کر دیتا ہے۔ یہ تخمینہ حفیظ اور ساجد (2021) کے 0.077 فیصد کے قریب ہے۔ ایڈورڈز (1996) نے 36 ممالک کے اسی طرح کے نتائج رپورٹ کیے ہیں؛[123] سیم لیٹ وغیرہ (2011) اور لوایزا و غیرہ (2000) نے جنوبی افریقہ کے لیے؛ اور اوزکان وغیرہ (2010) نے ترکی کے لیے۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ مالیاتی یکجائی کے نتیجے میں بچت میں طویل مدتی اضافہ متوقع ہوتا ہے۔

جدول 6.2.1: طویل مدتی نتائج

متغیرہ	عددی سر	معیاری غلطی	t-Statistic	امکان
LGDS	0.05	0.15	0.31	0.76
LGNI	0.49	0.28	1.73	0.10
M2GDP	-0.04	0.01	-4.97	0.00
YDPR1	0.06	0.02	3.60	0.00
RINT	0.03	0.01	2.24	0.03
FDGDP	-0.06	0.02	-2.69	0.01
LSST	1.77	0.57	3.10	0.01
LUNCTY	0.10	0.03	3.01	0.01
GINI	0.04	0.03	1.46	0.16
CCM2	-0.03	0.01	-2.36	0.03
C	-18.67	4.24	-4.40	0.00
Adj R-squared	0.71			

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

جدول 6.2.2: قلیل مدتی نتائج

متغیرہ	عددی سر	معیاری غلطی	t-Statistic	امکان
ECT*	-0.95	0.09	-11.22	0.00
LGNI	3.66	0.29	12.85	0.00
M2GDP	0.04	0.01	5.79	0.00
FDGDP	-0.02	0.01	-1.41	0.17
LSST	0.97	0.37	2.64	0.01
LUNCTY	0.04	0.01	4.19	0.00
LUNCTY(-1)	-0.04	0.01	-3.68	0.00
CCM2	0.07	0.01	6.47	0.00
CCM2(-1)	0.06	0.01	4.02	0.00
Adj R-squared	0.80			

* error-correction term

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

[120] اے ڈی آر ایل طرزِ فکر متغیرات کے درمیان قلیل مدتی اور طویل مدتی ربط کا تخمینہ لگانے میں مدد دیتا ہے۔

[121] Homoskedasticity اور نارملٹی دونوں کے مفروضے بالترتیب Breusch-Pagan-Godfrey اور Jarque-Bera ٹیسٹ کے ذریعے تصدیق شدہ ہیں۔ آخر میں، استحکام بھی CUSUM of Square ٹیسٹ کے ذریعے یقینی بنایا گیا ہے۔

[122] The estimated Marginal Propensity to Save (MPS) based on these elasticities are 0.05 and 0.26 for long and short run, respectively.

[123] یہ لاطینی امریکی، ایشیائی، افریقی اور صنعتی معیشتوں پر مشتمل ہے۔

مزید برآں، جیسا کہ نظریہ بیان کرتا ہے، حقیقی شرح سود کا بچت پر مثبت اور شماریاتی طور پر نمایاں اثر ہوتا ہے، جو احمد وغیرہ (2006) کے مطابق ہے۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ متبادل (substitution) اثر طویل مدت میں آمدنی کے اثر سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ متبادل اثر کی وجہ سے گھرانے حقیقی شرح سود بڑھنے پر اپنے مصارف کے اخراجات بڑھانے کے بجائے اپنی ذاتی بچت بڑھاتے ہیں۔

حقیقی شرح سود کے برعکس مالی ترقی، جو کہ رسدِ زر اور جی ڈی پی کے تناسب سے ناپی جاتی ہے، کے اثرات طویل مدت میں مجموعی ملکی بچت پر منفی اثر ڈالتے ہیں۔ یہ ماضی کے مطالعوں کے برعکس ہے لیکن ابھرتی ہوئی معیشتوں کے تخمینوں کے مطابق ہے (فیروچی اور میرالس، 2007) جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرض کی پابندیوں میں، ضوابط ہٹا کر اور جدت کے ذریعے، نرمی لانا طویل مدت میں بچت کو کم کر سکتا ہے۔ تاہم، جیسا کہ **جدول 6.2.2** میں دکھایا گیا ہے، مالی ترقی قلیل مدت میں ملکی بچت میں نمایاں اضافہ کرتی ہے، جو اوزکان وغیرہ (2010) کے نتائج کے مطابق ہے۔

پاکستان کے بارے میں گذشتہ مطالعوں اور دیگر معیشتوں پر کی گئی تحقیق کے برخلاف، پاکستان میں جب نوجوانوں پر انحصار کا تناسب بڑھتا ہے تو ملکی بچت میں اضافہ پایا گیا ہے۔ پاکستان میں نوجوانوں پر انحصار کا تناسب 2024ء میں 62 فیصد ہے جو بلوم وغیرہ (2003) کے مطابق "زیادہ" کے زمرے میں آتا ہے؛ تاہم، یہ تناسب 2000ء کے بعد سے کم ہو رہا ہے، اس سے پہلے کی دو دہائیوں میں اس کی اوسط 83 فیصد تھی۔ جی ڈی پی میں بچت کے تناسب اور انحصاری تناسب میں نیچے کی جانب ہونے والی یہ ہم آہنگ حرکت اس معاملے میں ایک متغیر عنصر ہو سکتی ہے۔ دیگر سماجی متغیرات میں، ملکی بچت کو خواندگی اور آمدنی میں عدم مساوات کے ساتھ مثبت طور پر منسلک پایا گیا ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثانوی تعلیم میں طلبا کی تعداد میں ایک فیصد اضافہ ہونے پر ملکی بچت 1.77 فیصد بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح، آمدنی میں عدم مساوات میں اضافہ زیادہ بچت کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً کم آمدن گھرانوں میں اخراجات کی طرف زیادہ رجحان ہوتا ہے اور دوبارہ تقسیم سے معیشت میں مجموعی صَرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ پرنسلو (2000) نے گھرانوں کے اخراجات کے مختلف سروے کی بنیاد پر بھی یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آمدنی کی غیر مساوی تقسیم معیشت میں بچت کو بڑھا سکتی ہے۔

بچت کے رویے کے تناظر میں بے ضابطہ معیشت کے اثرات کی اہمیت ہر ایک پر واضح ہے خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کے لیے۔ سی سی ایم ٹو کے ذریعے ناپنے پر، پاکستان میں بے ضابطہ معیشت کا حجم بڑھنے سے عارضی طور پر کچھ بچت ہو سکتی ہے؛ تاہم، حجم میں یہ اضافہ طویل مدت میں بچت میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ بے ضابطہ معیشت کے حجم میں توسیع گھرانوں کو اپنے بینک ڈپازٹس اور طویل مدت کی بچت کم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ آخر میں، غیر یقینی صورت حال کو طویل اور قلیل مدت دونوں میں بچت کے ساتھ مثبت طور پر وابستہ پایا گیا ہے۔ تخمینہ شدہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ زیادہ غیر یقینی صورت حال لوگوں کو حفاظتی مقاصد کے لیے بچت کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ نتائج لوایزا وغیرہ (2000) کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں، البتہ انہوں نے غیر یقینی صورت حال کو مہنگائی کی شرح کے ذریعے ناپا۔

(اس باکس کی تیاری میں شاہ حسین کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے)

باکس 6.3: پاکستان میں بے ضابطہ بچت کی پیمائش

اقتصادی کتب اور منقولی شواہد دونوں پاکستان میں بے ضابطہ بچتوں کے مضبوط رجحان کا پتہ دیتے ہیں، معیشت کے بڑے اور بے ضابطہ شعبے کی بنا پر اس رجحان میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ تاہم، بے ضابطہ بچتوں کے تخمینے کم ہیں اور بعض صورتوں میں خاصے پرانے ہیں۔ یہ باکس اس خلا کو پُر کرنے کی ایک کوشش ہے جس میں بے ضابطہ معیشت کے تازہ ترین تخمینے فراہم کر کے، اور پاکستان کی معیشت میں بے ضابطہ بچتوں کے امکانات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

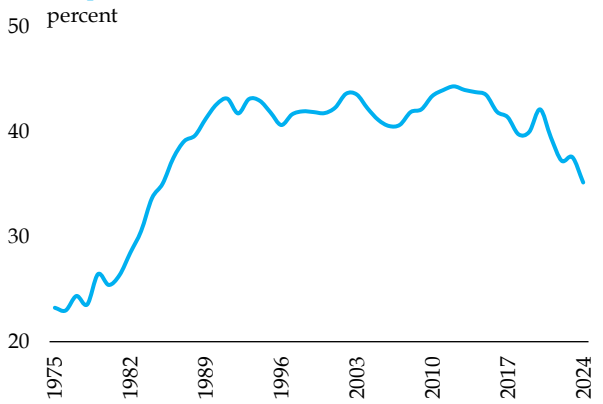
پاکستان میں گھریلو بچت کے رویوں پر کی گئی متعدد تحقیقوں میں بے ضابطہ بچت کے بڑھتے ہوئے رواج کا پتہ چلا ہے، اور کئی سروے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جواب دہندگان میں بے ضابطہ ذرائع کو ترجیح دینے کا رجحان مستحکم ہے۔ مثال کے طور پر، 2021ء میں بچت کے رویّے پر اسٹیٹ بینک کے سروے میں پتہ چلا کہ 55 فیصد جواب دہندگان گھر پر بچت کی رقم رکھتے تھے اور 37 فیصد کسی بے ضابطہ کمیٹی میں بچت کرتے تھے۔[124] اسی طرح، نوجوان شہری بچت کنندگان پر کیے گئے ایک مطالعے میں 33.5 فیصد جواب دہندگان نے سونے اور جائیداد کو بچت کے ذرائع کے طور پر استعمال کیا۔[125] اسی طرح، 2025ء میں بچت پر اسٹیٹ بینک کے تازہ ترین پلس سروے — جس میں زیادہ تر شہری تعلیم یافتہ آبادی شامل تھی — میں پتہ چلا کہ 29 فیصد جواب دہندگان، جو بچت کرتے تھے، نے اپنی بچت کا آدھا یا زیادہ حصہ نقد، منقولہ / غیر منقولہ جائیداد، یا کمیٹیوں میں مختص کیا۔ انفرادی اور گھرانوں کی ترجیحات کے بارے میں یہ سروے بے ضابطہ بچت کے تخمینی جمع پر پچھلے مطالعوں کی تکمیل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہک (1997) نے یہ قیاس

[124] اس سوال کے جواب میں متعدد آپشن دیے گئے تھے، لہٰذا یہ اُس فیصد کی نمائندگی کرتا ہے جو لوگ بچت کا یہ طریقہ استعمال کرتے ہیں؛ یہ مخصوص استعمال کی علامت نہیں ہے۔

[125] Ghaffar and Sheikh (2025)

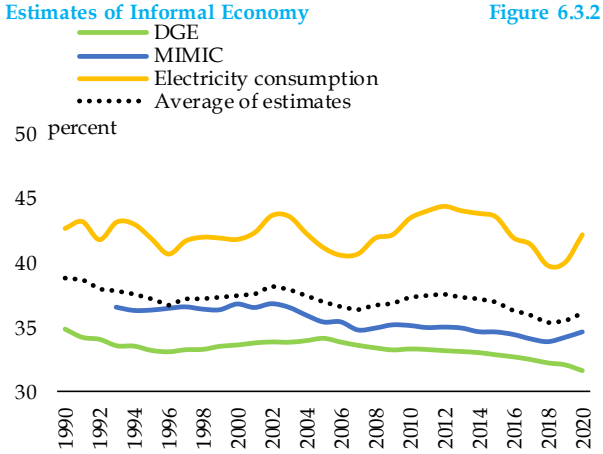
کیا کہ یہ ممکن ہے کہ پاکستان میں بے ضابطہ بچت جی این پی کا 4 سے 5 فیصد ہو سکتی ہے۔ ونسلیٹ (2006) نے پتہ چلایا کہ پاکستان میں بے ضابطہ ذرائع سے کی گئی سرمایہ کاری جی ڈی پی کا تقریباً 2.8 فیصد ہو سکتی ہے، جب کہ شاہ اور سہیل (2020) نے اندازہ لگایا کہ 2019ء میں 1,583 ارب روپے (جی ڈی پی کا 4 فیصد) مالی اداروں کے ذریعے ممکنہ طور پر ریکارڈ نہیں کیے جا سکے۔

Estimate of Informal Economy: Electricity Consumption **Figure 6.3.1**



Sources: SBP staff calculations on SBP, WB, PBS & MoF

Estimates of Informal Economy **Figure 6.3.2**



Sources: WB & SBP staff calculations

بے ضابطہ معیشت اور بے ضابطہ بچت کے تخمینے:

اپنی نوعیت کے لحاظ سے بے ضابطہ بچت کا اندازہ لگانا مشکل ہے، کیونکہ یہ مخفی اور چھپے ہوئے راستوں کے ذریعے کام کرتی ہے۔ مزید برآں، بے ضابطہ معیشت ان تخمینوں کو پیچیدہ تر بنا دیتی ہے، کیونکہ یہ معیشت میں حقیقی بچت کو مزید چھپانے کا کام کرتی ہے۔ اس سے بے ضابطہ بچت کا اندازہ لگانا پیچیدہ ہو جاتا ہے کیونکہ خود بے ضابطہ معیشت کا مختلف طریقوں سے تخمینہ لگایا جا سکتا ہے، جس سے تغیر یا فرق پیدا ہوتا ہے۔ نتیجتاً، تخمینے استعمال کی گئی تکنیک اور مفروضوں کے لحاظ سے بہت مختلف ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، 2010ء میں مختلف مطالعوں میں بے ضابطہ معیشت کا تخمینہ 18.2 فیصد سے 47.6 فیصد کے درمیان تھا۔[126]

بے ضابطہ معیشت: عارفی وغیرہ (2008)[127] کے مطابق، بے ضابطہ معیشت کا اندازہ 2023ء میں 38 فیصد اور 2024ء میں 35 فیصد لگایا گیا۔ اس میں بجلی کی کھپت کے طریقہ کار کو استعمال کیا گیا (**شکل 6.3.1**)۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ بے ضابطہ معیشت کے حجم کا اندازہ لگانے کے متعدد طریقے ہیں،[128] ان تخمینوں کا موازنہ دیگر طریقوں کی بنیاد پر نکلنے والے تخمینوں سے کیا گیا ہے جیسے کثیر اظہاریے کثیر اسباب (Multiple Indicators Multiple Causes) اور متحرک عمومی توازن (Dynamic General Equilibrium)۔ اول الذکر اور موخر الذکر دونوں پر مبنی تخمینے عالمی بینک سے حاصل کیے گئے ہیں۔[129] بے ضابطہ معیشت کے 1990ء سے 2020ء تک کے ان تمام تخمینوں کا اوسط باضابطہ جی ڈی پی کا تقریباً 37 فیصد ہے (**شکل 6.3.2**)، جو اوپر مذکورہ 2023ء اور 2024ء کے تازہ ترین اندازوں کے مطابق ہے۔

بے ضابطہ بچت: بے ضابطہ بچت کا ایک تخمینی عدد معلوم کرنے کے لیے دو طریقے استعمال کیے گئے ہیں۔ پہلا طریقہ بے ضابطہ معیشت کے تخمینوں کو استعمال کرتا ہے اور بے ضابطہ بچت معلوم کرنے کے لیے معیشت کی نجی بچت کی شرح کو لاگو کرتا ہے۔[130] معاملے کو آسان رکھنے کے لیے یہ فرض کیا گیا ہے کہ بے ضابطہ معیشت کی بچت کی شرح باضابطہ شعبے جیسی ہی ہے اور اس مارکیٹ میں تمام بچتیں بے ضابطہ طور پر ہی محفوظ کی جاتی ہیں۔[131]

---

[126] ماخذ: کمال اور قاسم (2012)

[127] بجلی کی کھپت کے طریقہ کار میں ترمیم کی گئی ہے تاکہ اساسی سال میں بے ضابطہ معیشت کا ابتدائی تخمینہ شامل کیا جا سکے۔

[128] بے ضابطہ معیشت کا تخمینہ لگانے کے مسلمہ طریقے میں کثیر اظہاریے کثیر اسباب (Multiple Indicators Multiple Causes)، مانیٹری طریقہ، اور متحرک عمومی توازن (Dynamic General Equilibrium) اور بجلی کی کھپت شامل ہیں۔ ان میں سے ہر طریقے کے اپنے واضح فوائد اور خامیاں ہیں، اسی لیے ہر تخمینہ کا اوسط لیا گیا ہے۔ ماخذ: ورلڈ بینک

[129] Elgin et al. (2021).

[130] نجی بچت کی شرح (جی ڈی ایس کے مقابلے میں) اس مفروضے پر لاگو کی گئی ہے کہ بے ضابطہ جی ڈی پی تقریباً مکمل طور پر نجی شعبے میں ہے۔

[131] یہ مفروضہ جزوی طور پر تعریف سے ماخوذ ہے کیونکہ بے ضابطہ معیشت سے مراد وہ آمدنی ہے جو ٹیکس اور باضابطہ مالی نظام سے باہر اقتصادی سرگرمیوں سے حاصل ہوتی ہے، اور جزوی طور پر اقتصادی کتب اور منقولی شواہد سے ماخوذ ہے جو ظاہر کرتے ہیں کہ بے ضابطہ ذرائع سے حاصل شدہ آمدنی زیادہ تر بے ضابطہ طور پر محفوظ کی جاتی ہے، مثلاً سونے، جائداد وغیرہ میں۔

جدول: 6.3.1: بے ضابطہ بچتوں کا اندازہ

تخمینہ	اظہاریہ	مالیت
	پہلا طریقہ: نجی بچتیں	
	1۔ فرض کیا کہ تمام نجی بچتیں بے ضابطہ طور پر بچائی جا رہی ہیں	
A	Informal Economy Estimates – 2023	24,635 billion Rupees
A x 18.3% = B	Assuming saving rate of 18.3 percent	4,508 billion Rupees
B/GDP	% of Real GDP - National Accounts	11 percent
B/Estimated GDP	% of Real GDP – Estimated	7 percent
	2۔ کارکنوں کی ترسیلات کو منہا کرکے حاصل ہونے والی نجی بچتیں	
A	Informal Economy Estimates – 2023	24,635 billion Rupees
A x (18.3-8.1%) = B	Assuming saving rate of 10.2 percent by removing worker remittances (8.1 percent) from private savings	2,513 billion Rupees
B/GDP	% of Real GDP - National Accounts	6 percent
B/Estimated GDP	% of Real GDP – Estimated	4 percent
	دوسرا طریقہ: گھریلو بچتیں	
A	Household Saving per capita -2023	26,983 Rupees
A/84.8% = B	Saving per capita *(assuming 15.2 percent informal savings)*	31,819 Rupees
A – B = C	Informal Saving per capita	4,836 Rupees
C x Population = D	Informal Saving in economy	1,168 billion Rupees
D/GDP	% of Real GDP – National Accounts	3 percent
F/Estimated GDP	% of Real GDP – Estimated	2 percent

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

بے ضابطہ معیشت پر (جو اوپر کے اندازوں کے مطابق جی ڈی پی کا 38 فیصد فرض کی گئی ہے)، نجی بچت کی شرح 18.3 فیصد (2023ء میں) لاگو کرنے پر بے ضابطہ بچت کا تخمینہ 2023ء میں تقریباً 4,508 ارب روپے نکلتا ہے۔ یہ باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کا تقریباً 11 فیصد اور تخمین شدہ مجموعی حقیقی جی ڈی پی کا 7 فیصد ہے، جس میں تخمین شدہ بے ضابطہ معیشت شامل ہے۔

مزید برآں، چونکہ نجی بچت میں کارکنوں کی ترسیلات بھی شامل ہیں، جن کا رخ چند مطالعوں کے مطابق زیادہ تر خرچ کی طرف ہوتا ہے،[132] لہٰذا بے ضابطہ گھریلو نجی بچت کا اندازہ لگانے کے لیے نجی بچت سے کارکنوں کی ترسیلات منہا کرنا مفید ہے۔ چنانچہ، نجی بچت کی شرح 18.3 فیصد سے 2023ء میں جی ڈی پی کا 8.1 فیصد کارکنوں کی ترسیلات منہا کرنے کے بعد نجی بچت کی شرح کم کرکے 10.2 فیصد تک کیا جا سکتا ہے۔ اس شرح کو بے ضابطہ معیشت کے تخمینے (38 فیصد) پر لاگو کرنے سے 2023ء میں بے ضابطہ ملکی نجی بچت کا تخمینہ 2,513 ارب روپے بنتا ہے۔ یہ قدریں باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کے تقریباً 6 فیصد اور تخمینہ شدہ کل حقیقی جی ڈی پی کے 4 فیصد کے برابر ہیں، جس میں تخمینہ شدہ بے ضابطہ معیشت بھی شامل ہے (**جدول 6.3.1**)۔

دوسرا طریقہ کار گھرانوں کی بچت پر مبنی ہے جو کہ رقوم کے بہاؤ کے اسٹیٹ بینک کے **جدول** سے لی گئی ہے، جو پاکستان میں بچت کا بڑا حصہ ہے، ساتھ ہی گھرانوں کی بے ضابطہ بچت معلوم کرنے کے لیے سروے کے شواہد بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے گھرانوں کی بچت کو پراکسی کے طور پر لیا گیا ہے تاکہ فی کس بچت کی مالیت حاصل کی جا سکے۔ اس کے بعد اس میں 15.2 فیصد کا اضافہ کرکے کل بچت حاصل کی گئی ہے،[133] جس میں بے ضابطہ تحویل (holdings) بھی شامل ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ فی کس غیر درج شدہ بچت 4,836 روپے ہے، جو درج شدہ گھریلو بچت کے 18 فیصد کے برابر ہے (**جدول 6.3.1**)۔ یہ باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کے 3 فیصد اور تخمین شدہ کل حقیقی جی ڈی پی کے 2 فیصد کے برابر ہے۔

[132] Chand and Singh (2025); Tung and Thanh (2015); Iqbal et al.)2013(

[133] یہ گزشتہ 5 سال میں زیادہ تر بے ضابطہ طریقوں میں رکھی جانے والی بچت کی اوسط مالیت ہے جو شرکا نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کے سروے 2021ء' کے مطابق بتائی، جو ایک قومی نمائندہ سروے ہے۔

یہ تخمینے بتاتے ہیں کہ پاکستان میں بے ضابطہ بچتیں باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کا 3 سے 11 فیصد کے درمیان، اور بے ضابطہ جی ڈی پی سمیت تخمین شدہ حقیقی جی ڈی پی کے 2 سے 7 فیصد کے درمیان ہیں۔

محدودات:
نوعیت کے لحاظ سے یہ نتائج علامتی ہیں۔ ان کا مقصد بالکل درست پیمائش کرنا نہیں بلکہ یہ ظاہر کرنا ہے کہ بے ضابطہ بچتوں کو رسمی شکل دینے کی کتنی اہمیت ہے۔ استعمال کیے گئے دونوں طریقے پاکستان میں بے ضابطہ بچتوں کی ممکنہ صلاحیت اور اسے باضابطہ شعبے کی طرف لانے کی ضرورت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ نتائج **سیکشن 3** میں کیے گئے تجزیے کو تقویت دیتے ہیں، جس میں پالیسی کے کلیدی کردار پر زور دیا گیا ہے تاکہ معیشت کو باضابطہ بنانے میں سہولت دی جائے اور پالیسی کے وہ نقائص کم کیے جائیں جو بے ضابطہ بچتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

(اس باکس کی تیاری میں علی احمد شاہ کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے)

ضمیمہ 1: بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے 2025ء

سروے کرانے کا محرک: اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اس سے قبل گھریلو بچتوں پر دو بڑے سروے کیے۔ پہلا سروے مالیات تک رسائی کے بارے میں تھا، جو 2008ء اور 2015ء میں کیا گیا، جن میں بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں، اور میوچل فنڈز جیسے باضابطہ مالی طریقوں کے استعمال کا جائزہ لیا گیا؛ تاہم، اس سروے میں بنیادی توجہ بچت کے رویے پر نہیں تھی۔ دوسرا سروے بچت کے رویے کا سروے (2020ء) تھا، جو ایک فیلڈ سروے تھا اور اس میں ملک بھر میں 4,000 شرکا سے جوابات لیے گئے۔ اس میں خاص طور پر جن چیزوں کا جائزہ لیا گیا ان میں بچت کی ترجیحات، کم بچت کی وجوہات، اور بے ضابطہ طریقہ کار پر انحصار تھا۔ تب سے اب تک عالمی اور ملکی میکرو اکنامک ماحول میں نمایاں تبدیلی آچکی ہے، جس کی خصوصیات مسلسل مہنگائی، کرنسی کی تغیر پذیری، مالی خدمات کی تیز رفتار ڈیجیٹلائزیشن، اور کووڈ کے بعد سماجی و اقتصادی تبدیلیاں ہیں، چنانچہ سابقہ نتائج کی نوعیت پرانی ہو چکی ہے۔ کارانداز مالی شمولیت سروے (2024ء) سے اگرچہ مالی رسائی اور ڈیجیٹل طریقے اپنانے کے بارے میں مفید مشاہدات ملتے ہیں تاہم یہ بچت کے رویے کا محدود طور پر احاطہ کرتا ہے۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایک نیا اور بہدف پلس سروے شروع کیا تاکہ گھریلو بچت کے انداز، بچت کے طریقوں کی ترجیحات، اور بے ضابطہ بچت کے طریقوں کے استعمال اور ان کے محرکات تمام چیزوں کو تازہ ترین صورت میں سامنے لایا جاسکے۔

2) سروے کا مقصد: یہ مختصر سروے اسٹیٹ بینک نے اس لیے منعقد کیا کہ آبادی کے متنوع طبقات میں ذاتی بچت کے رویوں کے محرکات کو سمجھا جاسکے۔ سروے کا سانچہ اس طرح تیار کیا گیا تھا کہ لوگوں سے بچت کے انفرادی رویوں، بچت کے ترجیحی ذرائع، اور بچت کے فیصلوں پر اثرانداز ہونے والے عوامل / محرکات کے بارے میں بصیرت مل سکے۔

3) سوالنامے کی تیاری: سوالنامہ اسٹیٹ بینک کے شعبہ معاشی پالیسی جائزہ (ای پی آر ڈی) اور شعبہ تحقیق نے مشترکہ طور پر تیار کیا۔ ای پی آر ڈی کی ٹیم کی جانب سے اس کا اردو ترجمہ کرایا گیا اور بعد میں اسٹیٹ بینک کے شعبہ بیرونی ابلاغ نے اس کا جائزہ لیا۔

4) سروے کا طریقہ کار اور دورانیہ: یہ سروے اسٹیٹ بینک کے شعبہ بیرونی ابلاغ کے تعاون سے کیا گیا، اسے بنیادی طور پر سوشل میڈیا چینلز جیسے واٹس ایپ اور ایکس (سابقہ ٹوئٹر) کے ذریعے شروع کیا گیا۔ مختلف چیمبرز آف کامرس، کاروباری انجمنوں اور صنعتی اداروں کو بھی ای میل بھیجی گئیں، جن میں اس سروے میں براہِ راست شرکت کے علاوہ اپنے رکن اداروں اور ملازمین میں اس سروے کو پھیلانے کی ترغیب دی گئی۔

یہ سروے 25 جولائی تا 4 اگست 2025ء کے دوران انجام دیا گیا، جس کے دوران پاکستان بھر سے 10,486 جوابات جمع کیے گئے۔

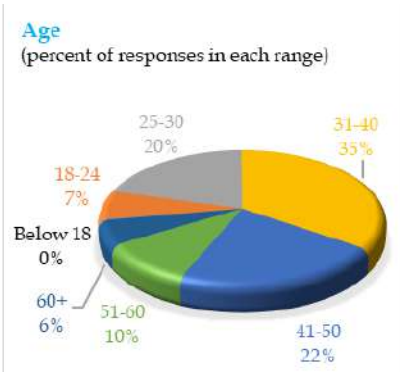
محدودات: سروے آن لائن اور ای میل کے ذریعے کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ بیشتر شرکا نسبتاً تعلیم یافتہ تھے۔ سروے کے نتائج نے بھی اس کی تصدیق کی، 80 فیصد سے زائد شرکا نے گریجویشن یا اس سے زائد تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ چنانچہ یہ نتائج دراصل پاکستان کی تعلیم یافتہ آبادی کے بچت کے رویے کی عکاسی کرتے ہیں۔ فیلڈ سروے کے برعکس، جس میں تمام جغرافیائی علاقوں کو شامل کیا جاتا ہے اور تعلیم یافتہ اور ناخواندہ دونوں طرح کے شرکا کے ساتھ انٹرویو کیے جاتے ہیں، اس سروے کے طریقہ کار میں جغرافیائی اور آبادیاتی رسائی محدود تھی۔

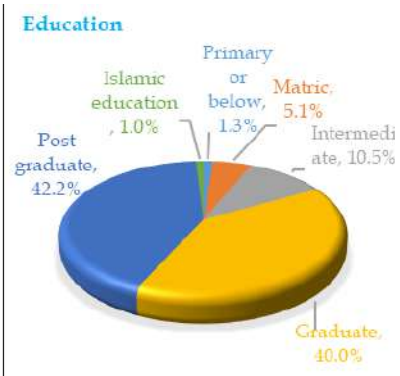
مزید برآں، آن لائن فارمیٹ میں دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے سوالنامہ جان بوجھ کر مختصر رکھا گیا۔ اس اختصار کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سروے وسیع پیمانے پر مختلف جہتوں کا احاطہ نہیں کرتا جیسا کہ بچت کے رویے پر اسٹیٹ بینک کے 2020ء کے سروے میں کیا گیا تھا، کیونکہ وہ ایک فیلڈ سروے تھا۔

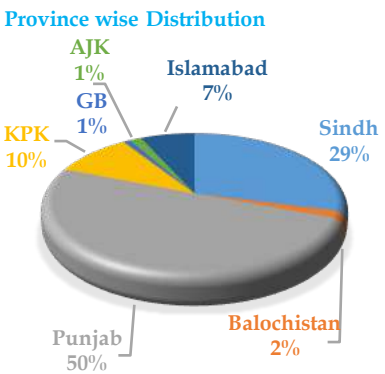
6) سروے کے نتائج: اگرچہ اس سروے کے اہم نتائج پر باب کے متعلقہ ذیلی سیکشنوں میں بحث کی گئی ہے، یہاں درج ذیل دو قسم کے نتائج دیے جا رہے ہیں:

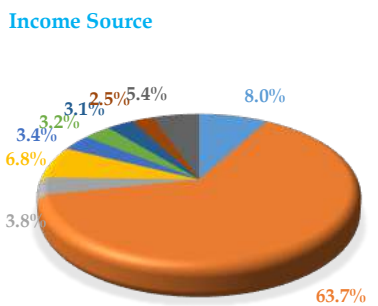
الف۔ آبادیاتی معلومات



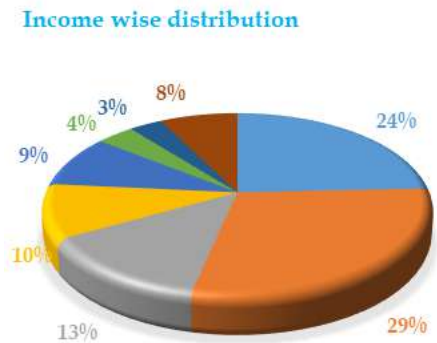






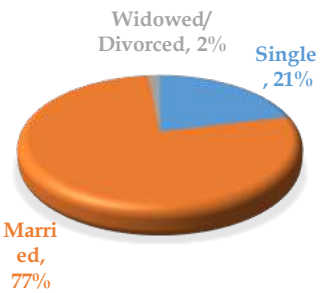


- Daily wages/part time employment
- Full time employment
- Self-employed/family business (agriculture sector)
- Self-employed/family business (non-agriculture sector)
- Pocket money/gift/charity/govt welfare/family support
- Income from financial market investments
- Pension
- Income from rented land/house/shops/offices
- Others

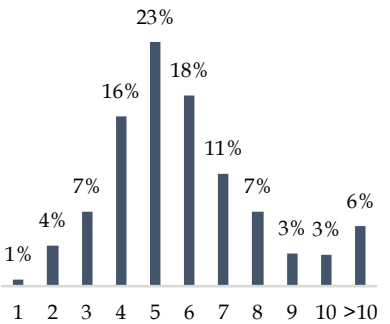


- Less than 50,000
- 50,001-100,000
- 100,001-150,000
- 150,001-200,000
- 200,001-350,000
- 350,001-450,000
- 450,001-600,000
- More than 600,000

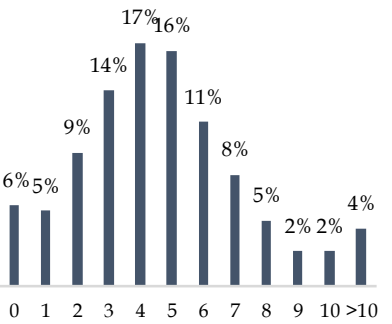
Marital Status



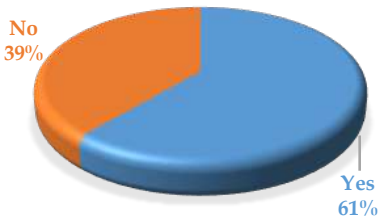
Number of Family Members



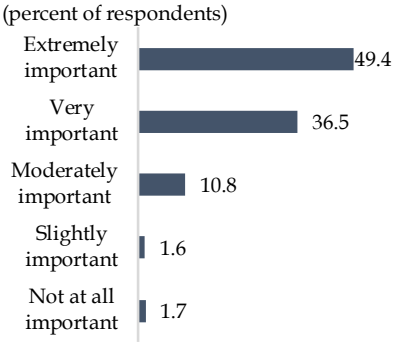
Number of Dependents



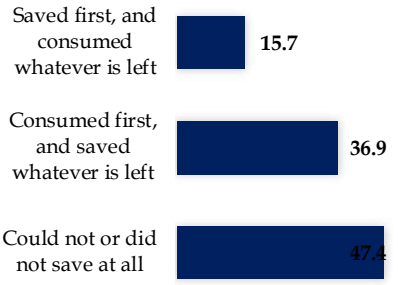
Permanent/source of income in the last 3 years



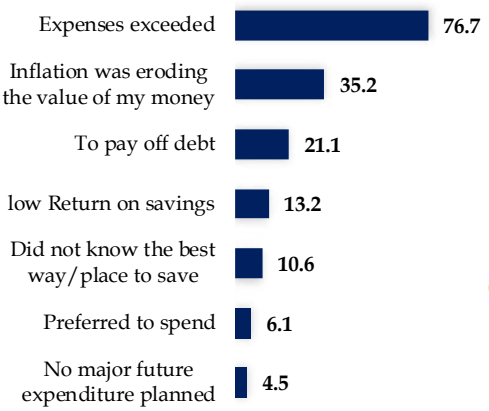
Is it important to save?
(percent of respondents)



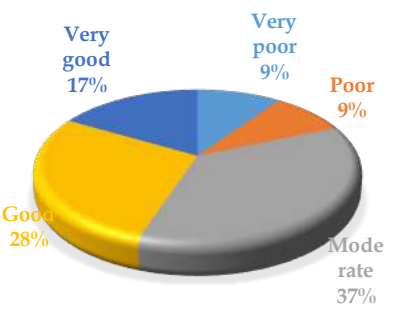
Saving behavior in last 3 years



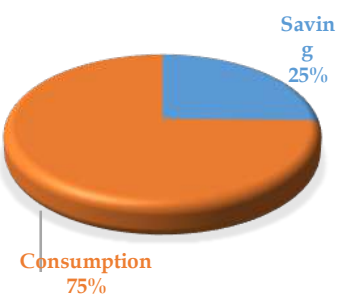
Reasons for not saving



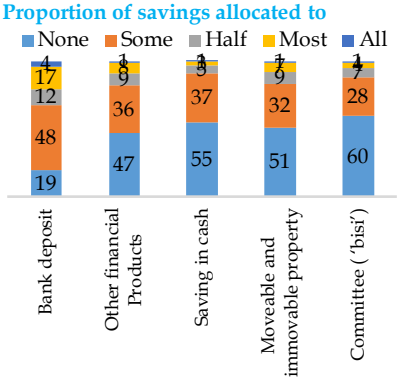
Understanding of basic financial concepts



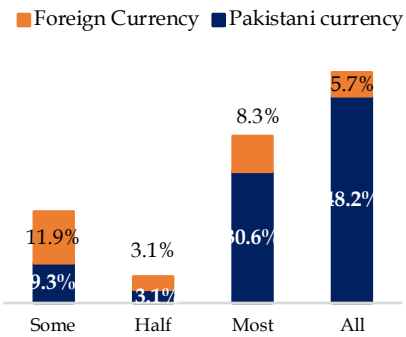
Personal income distribution in last 3 years



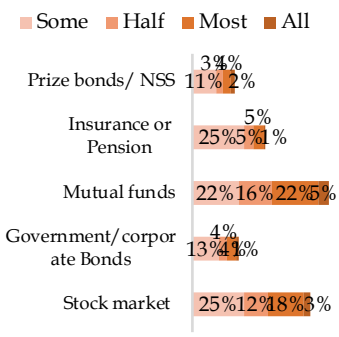
Proportion of savings allocated to



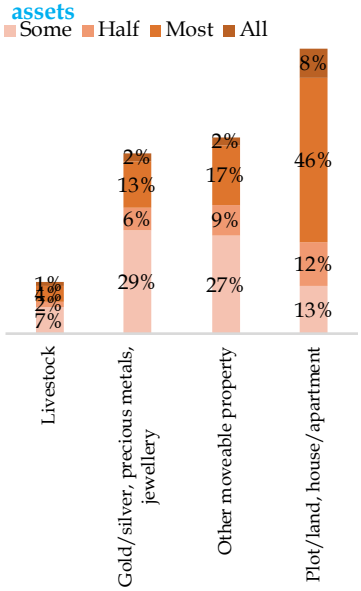
Those who allocated most or all savings to cash



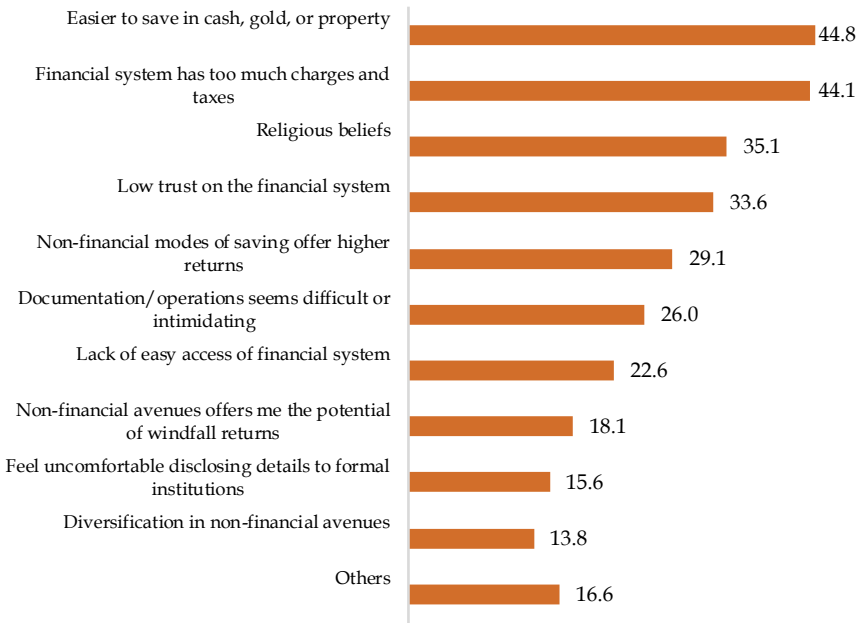
Those who allocated most or all savings to financial instruments



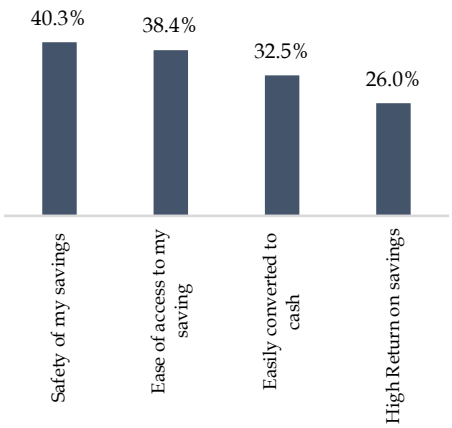
Those who allocated most or all in movable/immovable assets



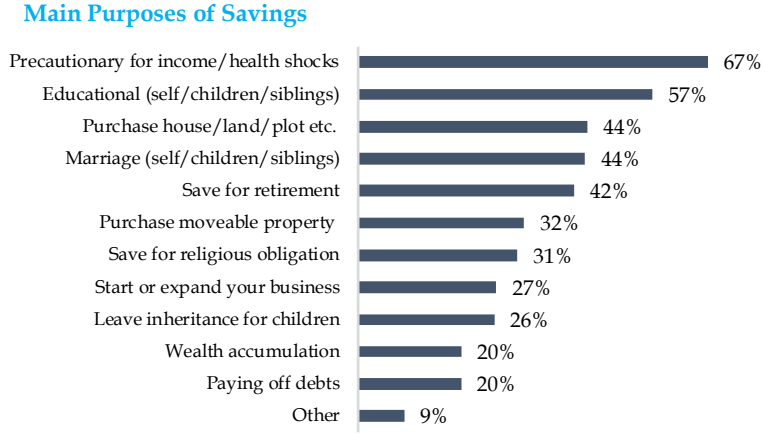
Reasons why saving was mostly in non-financial saving avenues



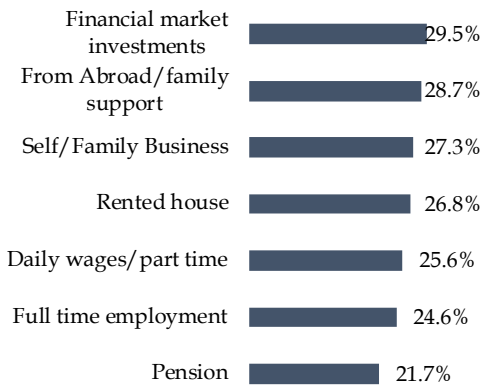
Importance of Attributes of Savings



Main Purposes of Savings

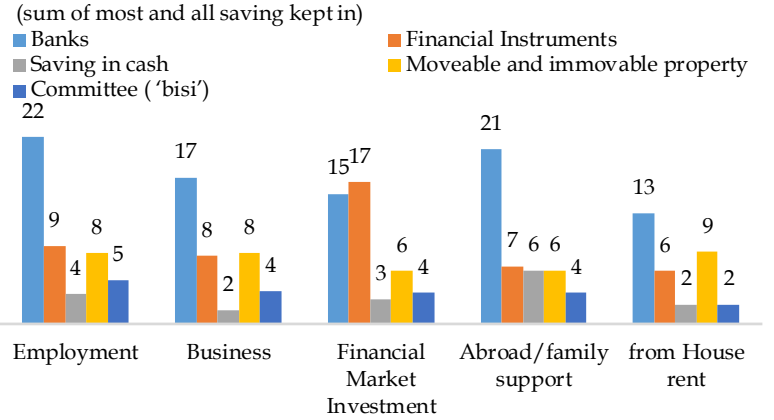


Saving rates of respondents deriving income from:

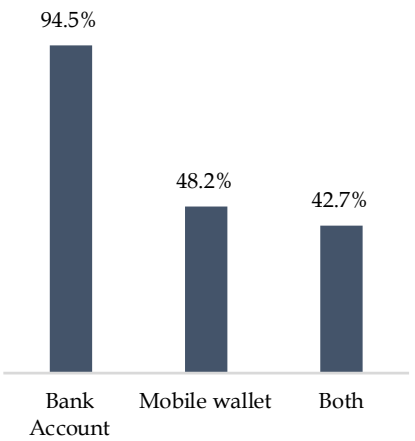


Saving avenues preferences

(sum of most and all saving kept in)

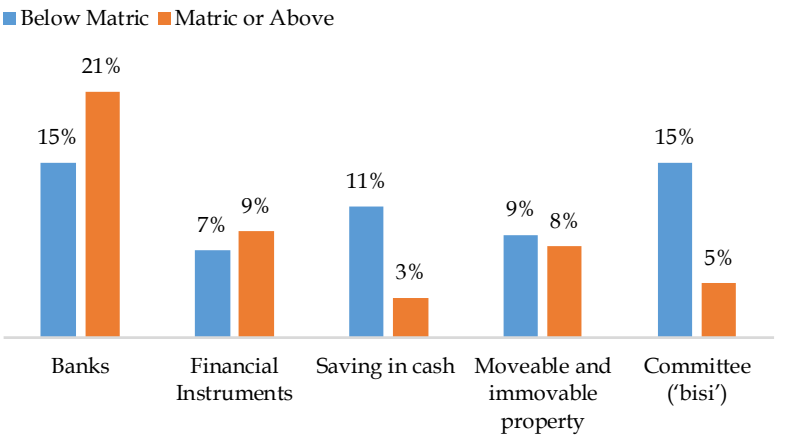


Usage of Banking account or mobile wallet



Saving avenues preferences by respondent (education wise):

(sum of most and all saving kept in)



References:

Abbas, M. & Badshah, I. (2017). Institutional Investment and Stock Returns Volatility at Pakistan Stock Exchange (PSX), *FWU Journal of Social Sciences*, Vol.11, No.1.

ADB (2018). Postal savings: Reaching everyone in Asia, Asian Development Bank, Manila.

ADB (2022). Sector Assessment (summary): Finance (money and capital markets), Available at: www.adb.org/sites/default/files/linked-documents/53221-003-ssa.pdf, Accessed on: August 4th 2024.

Afghan, S. (2023). The Dark Side of Real Estate: Uncovering its Malevolent Influence on National Economic Progression, *Insights for Change,* Consortium for Development Policy Research.

Afzal, H. & Ahsan, H. (2021). Poverty Trend in Pakistan: A Glimpse from Last Two Decades, *PIDE Knowledge Brief*, Vol.2021, No.26.

AGP (2025). Consolidated Audit Report (Federal Government) for the Audit Year 2024-25, Auditor General of Pakistan, Islamabad.

AGP (2024). Special Study Report on Transfer of Saving Bank Accounts and Certificates from Pakistan Post Office Department to Central Directorate of National Savings (Audit Year 2022–23), Auditor General of Pakistan, Islamabad.

Ahmad, M. H., Atiq, Z., Alam, S., & Butt, M. S. (2006). The Impact of Demography, Growth, And Public Policy on Household Saving: A Case Study of Pakistan, *Asia-Pacific Development Journal*, Vol.13, No.2.

Ahmed, Q.M. & Hussain, M.H. (2008). Estimating the Black Economy through a Monetary Approach: A Case Study of Pakistan, *Economic* Issues, Vol.13, No.1.

Ahmed, W., Nadeem, T., & Baluch, K. A. (2020). Enhancing financial inclusion through Pakistan Post, *SBP Staff Notes,* Vol.20, No.04, State Bank of Pakistan.

Aizenman, J., Cheung, Y. W., & Ito, H. (2017). The Interest Rate Effect on Private Saving: Alternative Perspectives, Asian Development Bank Institute Working Paper Series, No. 715.

Akram, N. & Akram, I. (2016). Macro and Socioeconomic Determinants of Savings in Pakistan, *Pakistan Business Review*, Vol.18.

Ali, A. (2016). Saving-Investment Dynamics in Pakistan: An Empirical Investigation, *SBP Staff Note No.1*, State Bank of Pakistan.

Anyangwe, T., Vanroose, A., & Fanta, A. (2022). Determinants of Financial Inclusion: Does Culture Matter? *Cogent Economics & Finance*, Vol.10 No.1.

Arby, M.F., Malik, M.J. & Hanif, M.N. (2010). The size of the informal economy in Pakistan, *SBP Working Paper No.33*, State Bank of Pakistan.

Asad, S.A. (2023). The Dark Side of Real Estate: Uncovering its Malevolent Influence on National Economic Progression, *Insights for Change*, Consortium for Development Policy Research.

Asghar, N., & Nadeem, M. (2016). An Empirical Investigation of Saving Behaviour in Pakistan, *Pakistan Economic and Social Review*, Vol.54, No.1.

Athukorala, P. (2025). Economic Growth and Savings Transition in Asia: Unity in Diversity, *Working Papers in Trade and Development,* Vol.2025, No.3.

Awan, R.U., Munir, R., Hussain, Z., & Sher, F. (2010). Rate of Interest, Financial Liberalization & Domestic Savings Behavior in Pakistan. *International Journal of Economics and Finance*, Vol.2, No.75.

Barro, R. J. (1974). Are Government Bonds Net Wealth? *Journal of Political Economy*, Vol.82, No.6.

BdF (2024). Annual Report 2023, Banque de France, Paris.

Beck, T., Levine, R. & Loayza, N. (2000). Finance and the Sources of Growth, *Journal of Financial Economics*, Vol. 58, No. 12.

Bilgrami, N., & Nishat, M. (1990). The determinants of corporate savings in Pakistan: a case study of companies registered with Karachi Stock Exchange, *Pakistan Economic and Social Review*, Vol.28, No.1.

Bloom, D. E., Canning, D. & Sevilla, J. (2003). The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change, RAND Corporation.

Börsch-Supan, A. & Essig, L. (2005). Household Saving in Germany: Results of the first SAVE study, ed. Wise D.A, *Analyses in the Economics of Aging,* University of Chicago Press, Chicago.

Bongaarts, J., & Sathar, Z. (2023). Is Pakistan's fertility transition stalling? *Asian Population Studies*, Vol.20, No.2.

Carpenter, S. B., & Jensen, R. T. (2002). Household participation in formal and informal savings mechanisms: evidence from Pakistan, *Review of Development Economics*, Vol. 6 No.3.

CCP (2024). State of Competition in the Key Markets with Significant SOE's Presence in Pakistan Insurance Industry, Competition Commission of Pakistan, Islamabad.

CCP (2019). Issues in The Real Estate Sector of Pakistan, Competition Commission of Pakistan, Islamabad.

Chand, S,A. & Singh, B. (2025). Investigating the Relationship Between Remittances and Inflation in Developing and Emerging Economies: A Disaggregated Analysis Using the cross-Sectional Augmented Autoregressive Distributed Lag Approach, *Emerging Markets Finance and Trade*.

Chaudhry, K. T. (2019), Why companies are not going for IPO in Pakistan? Available at: www.cbs.lums.edu.pk/student-research-series/why-companies-are-not-going-ipo-pakistan, Accessed on August 4th 2025.

Ito, H. & Chinn, M. (2007). East Asia and Global Imbalances: Saving, Investment, and Financial Development, *NBER Working Paper No.13364*.

Dabla-Norris, E. Ho, G. Kochhar, K. Kyobe, A. & Tchaidze, R. (2013). Anchoring Growth: The Importance of Productivity-Enhancing Reforms in Emerging Market and Developing Economies, *IMF Staff Discussion Note*, Vol.13 No.08.

Dabla-Norris, E., Gradstein, M., Miryugin, F. & Misch, F. (2019). Productivity and Tax Evasion, *IMF Working Papers*, No.260, International Monetary Fund.

Deaton, A. Serven, L. Schmidt-Hebbel, K. Stiglitz, J. Honohan, P. & Obstfeld, M. (1999). The Economics of Saving and Growth Theory, Evidence, and Implications for Policy, Cambridge University Press, London

Denizer, C. & Wolf, H. (2000). The Saving Collapse During the Transition in Eastern Europe, *World Bank Economic Review*, Vol. 14, No. 3.

Di Giannatale Menegalli, S.B. & Roa, M.J. (2016). Formal saving in developing economies: Barriers, interventions, and effects, *IDB Working Paper Series, No.766*, Inter-American Development Bank (IDB), Washington, DC.

Dornbusch, R. & Fischer, S. (1993). Moderate Inflation, *World Bank Economic Review*, Vol. 7, No. 1.

Drabek, Z. (1990), A Case Study of a Gradual Approach to Economic Reform: The Viet Nam Experience of 1985-88, *World Bank Internal Discussion Paper Asia Regional Series Report No.74*, World Bank, Washington D.C.

ECB (2009). Financial Stability Review, European Central Bank, Frankfurt.

Elgin, C., M. A. Kose, F. Ohnsorge, & S. Yu. (2021). Understanding Informality. *CERP Discussion Paper 16497*, Centre for Economic Policy Research.

Elbadawi, I. A. & Mwega, F. M. (2000). Can Africa's Saving Collapse Be Reversed? *World Bank Economic Review*, Vol.14, No.3.

Estrada, G. Park, D & Ramayandi, A. (2010). Financial Development and Economic Growth in Developing Asia, *ADB Economics Working Paper Series No.233*.

Fan, R.Y., Lederman, D., Nguyen, H. & Rojas C.J. (2022). Calamities, Debt, and Growth in Developing Countries, *Policy Research Working Paper No.10015*.

Feldstein, M. & Horioka, C. (1980). Domestic Saving and International Capital Flows, *Economic Journal*, Vol.90, No.358.

Ferrucci, G., & Miralles, C. (2007). Saving Behaviour and Global Imbalances: The role of Emerging Market Economies, *European Central Bank Working Paper Series*, No.842.

FoP (2016). Federal Ombudsman's Expert Committee Report On The Working Of Employees' Old-Age Benefits Institution (EOBI) And Its Recommendations To Restructure It For Excellence In Its Services For 6.5 Million Workforce, Federal Ombudsman of Pakistan, Islamabad.

Ghaffar, A. & Sheikh, A. (2025). Driving Digital Deposits: Innovative Approaches to Saving and Investment, Karandaaz Pakistan.

Goldsmith, R. W. (1969). Financial Structure and Development, Yale University Press, New Haven.

Gorman, E., Scobie, G. M., & Paek, Y. (2013). Measuring saving rates in New Zealand: An update, *New Zealand Treasury Working Paper No.13/04*.

Gregorio, J.D. & Guidottim P.R. (1995). Financial Development and Economic Growth, *World development*, Vol.23, No.3.

Guiso, L., Sapienza, P. & Zingales, L. (2006). Does Culture Affect Economic Outcomes? *Journal of Economic Perspectives*, Vol. 20, No. 2.

Hafeez, H., and Sajid, G. (2021). The Relationship among Agricultural Output, Inflation Rate, Fiscal Deficit and National Savings: Evidence from Pakistan, *Anatolian Journal of Economics and Business*, Vol.5, No.2.

Haini, H. (2020). Examining the Relationship between Finance, Institutions and Economic growth: Evidence from the ASEAN Economies, *Economic Change and Restructuring*, Vol. 53, No.3.

Hassan, A, & Qaiser, K. (2025). Unreal Estate: The Black Money Blocking Sustainable Growth in Pakistan, *Law Research Journal*, Vol. 3, No.1.

Honohan, P. (1999). Financial Policies and Saving, ed. Schmidt-Hebbel, K. & Servén, L. *The Economics of Saving and Growth: Theory, Evidence, and Implications for Policy*, Cambridge University Press, London.

Hook, Andrew T. (1997) Savings in Pakistan: Practice and Policy, State Bank of Pakistan, Karachi.

Hussain, F., Hussain, S & Khan, S (2025). Underlying Factors of Inflation in Pakistan: Dynamic Effects and Contributions, *SBP Working Paper Series 115*, State Bank of Pakistan.

Husain, I. (2005). Household Savings Behavior in Developing Economies: Evidence from Pakistan, *Pakistan Development Review*, Vol. 44, No. 4.

Husain, I. (2023). Governing the Ungovernable: Institutional Reforms for Economic Stability in Pakistan, Oxford University Press, London.

Ilyas, M., Sabir, H.M., Shehzadi, A., & Shoukat, N. (2014). Inter-relationship among Economic Growth, Savings and Inflation in Pakistan. *Journal of Finance and Economics*, Vol.2, No.4.

IMF (2001). Developing a Government Bond Market: An Overview, ed. IMF, Developing Government Bond Markets, IMF, Washington D.C.

IMF (2013). Breaking Through the Frontier: Can Today's Dynamic Low-Income Countries Make It? Ed. World Economic Outlook, April 2013, IMF, Washington D.C.

IPPB. (2024). Annual Report 2023–24. India Post Payment Bank, New Delhi.

Iqbal, J., Nosheen, M. & Javed, A. (2013). The Nexus between Foreign Remittances and Inflation: Evidence from Pakistan. *Pakistan Journal of Social Sciences*, Vol.33, No.2.

Javid, Y.A. & Khan, W. (2019). Drivers of Corporate Bond Market Liquidity: Evidence from Pakistan, *NUST Journal of Social Sciences and Humanities*, Vol.5, No.1.

JPB (2024). Annual Report 2024: Year ended March 31, 2024. Japan Post Bank, Tokyo.

Kanth, P. & Joubert, C. (2025). Life Cycle Saving in a High-Informality Setting, *Institute of Labour Economics Discussion Paper No.17876,* Institute of Labour Economics.

Kazmi, A.A. (2001). Ricardian Equivalence Hypothesis: Some Empirical Tests for Pakistan Based on Blanchard-Evans Models, *Lahore Journal of Economics,* Vol.6, No.1.

Kemal, A. R. (2022). Inflation and Household Savings in Pakistan: An Empirical Analysis, *Pakistan Development Review*, Vol. 61, No. 4.

Kemal, M.A. & Qasim, A.W. (2012). Precise Estimates of the Unrecorded Economy, *The Pakistan Development Review*, Vol.51, No.4.

Khalid, M. (2004). Saving-investment Behavior in Pakistan: An Empirical Investigation, *Pakistan Development Review*, Vol.43, No.4.

Khan, S., & Rehman, U. (2021). Insider Trading Laws & Corporate Governance Impact on Investment Decision, *iRASD Journal of Management*, Vol.3, No.2.

Khalid. U. (2023). Factors Influencing Household Saving Behaviour Across Urban and Rural Households in Pakistan, *Pakistan Economic Review*, Vol.5, No.2.

Khan, A. H. & Qayyum, A. (2006). Trade Liberalization, Financial Development and Economic Growth, *Pakistan Development Review*, Vol. 45, No. 4.

Khan, A. H. (1993). Analysis of Savings Behaviour in Pakistan, *Savings and Development*, Vol.17, No.2.

Khan, A., Khalid, U. & Shahnaz, L. (2016). Determinants of Household Savings in Pakistan: Evidence from Micro Data, *Journal of Business & Economics*, Vol.8 No.2.

Khan, K., Anwar, S., Ahmed, M., & Kamal, M.A. (2015). Estimation of Consumption Functions: The Case of Bangladesh, India, Nepal, Pakistan and Sri Lanka, *Pakistan Business Review*, No.17.

Khan, M. A. & Qayyum, A. (2006). Trade Liberalization, Financial Sector Reforms and Growth, *MPRA Paper No.2655*.

Khan, M. S. & Senhadji, A. S. (2001). Threshold Effects in the Relationship Between Inflation and Growth. *IMF Staff Papers*, Vol. 48, No. 1.

Khalid, K., Sabeen, A., Manzoor, A. & Kamal, M.A. (2015). Estimation of Consumption Functions: The Case of Bangladesh, India, Nepal, Pakistan and Sri Lanka, *Pakistan Business Review 2015*.

KPMG (2024). IPOs in India, Available at: www.assets.kpmg.com/content/dam/kpmgsites/in/pdf/2024/07/ipos-in-india-fy24.pdf.coredownload.inline.pdf, Accessed on August 4th 2025.

La Poste Groupe. (2024). Integrated Annual Report 2023. La Poste Groupe, Paris.

Levine, R. & Renelt, D. (1992). A Sensitivity Analysis of Cross-Country Growth Regressions. *American Economic Review*, Vol.82, No.4.

Levine, R. (2005). Finance and Growth: Theory and Evidence, *Handbook of Economic Growth*, Vol.1, No.1.

Lewis, S. and F. Messy (2012). Financial Education, Savings and Investments: An Overview, OECD Working Papers on Finance, Insurance and Private Pensions, No.22.

Lewis, W. A. (1955). The Theory of Economic Growth, George Allen & Unwin, London

Loayza, N., Schmidt-Hebbel, K. & Servén, L. (2000). What Drives Private Saving Across the World? *Review of Economics and Statistics*, Vol.82, No.2.

Mahmood, N. & Nasir, Z.M. (2008). Pension and Social Security Schemes in Pakistan: Some Policy Options, *PIDE Working Papers,* Vol.2008, No.42.

Mamun, M.Z. & Hossain, M.Z. (2022). Bangladesh Pension Scheme, ed. Lee, H., Nicolini, G. & Cho, M. *International Comparison of Pension Systems: An Investigation from Consumers' Viewpoint*, Springer Nature, Berlin.

Masson, P. R., Bayoumi, T. & Samiei, H. (1998). International Evidence on the Determinants of Private Saving, *World Bank Economic Review*, Vol.12, No.3.

MoSPI (2007). National Accounts Statistics Sources and Methods 2007, Ministry of Statistics and Programme Implementation, New Dehli.

Modigliani, F. & Brumberg, R. (1954). Utility Analysis and the Consumption Function: An Interpretation of Cross-Section Data, *Post-Keynesian Economics*, Vol.1, No.1.

MoF (2015-2025), Pakistan Economic Survey (various issues), Ministry of Finance, Islamabad.

MoF (2023). Pakistan Economic Survey 2023-24, Ministry of Finance, Islamabad

MoF (2025). Pakistan Economic Survey 2024-25, Ministry of Finance, Islamabad.

Mohammed, S. & Burki H. (2008). Mobilizing Savings from the Urban Poor in Pakistan, *ShoreBank International Research Paper No.1,* Shorebank.

MoneySense (n.d.), Managing Your Money, MoneySense, Available at: www.moneysense.gov.sg/managing-your-money, Accessed on August 20, 2025.

Nasir, S., & Khalid, M. (2004). Saving-Investment Behaviour in Pakistan: An Empirical Investigation, *The Pakistan Development Review*, Vol.43, No.4.

NRF (2024). Insurance regulation in Asia Pacific 2024, Norton Rose Fulbright, London.

Oncel, O (1998). Reformation of the Gold Sector in the Turkish Economy, University of the Witwatersrand.

Ozcan, K. M., Gunay, A., & Ertac, S. (2003). Determinants of Private Savings Behaviour in Turkey, *Applied Economics*, Vol.35, No.12.

PBS (2023). Quarterly National Accounts 2015-16 to 2020-21, Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad.

PBS (2021). Pakistan Labour Force Survey 2020-2021, Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad.

PIDE (2020). The Poor State of Financial Markets in Pakistan, *PIDE Policy Viewpoint No.20*, Pakistan Institute of Development Economics, Islamabad.

PP (2022). Annual Report 2021–22, Pakistan Post, Islamabad.

Prasad, E., Rajan, R. & Subramanian, A. (2007). Foreign Capital and Economic Growth, *Brookings Papers on Economic Activity*, Vol.2007, No.1.

Prinsloo, J. W. (2000). The Saving Behaviour of the South African Economy, *South African Reserve Bank Occasional Paper*, No.14.

PSBC (2024). Annual Report 2024. Postal Savings Bank of China, Beijing.

PSX (n.d.). 5 Years Progress Report, Available at: www.dps.psx.com.pk/progress-report, Accessed on: 28-08-2025.

Qadir, A. (2005). A Study of Informal Finance Markets in Pakistan, Pakistan Microfinance Network.

Qureshi, T. A., & Mahmood, Z. (2015). The Size of Trade Misinvoicing in Pakistan. *MPRA Paper No.65801.*

Raza, H., Hena, S., & Saeed, A. (2017). The Effects of Interest Rate, on Savings and Deposits in Pakistan, *International Journal of Business and General Management*, Vol.6, No.6.

RBI (2024). Deposits with Scheduled Commercial Banks – December 2024. Database on Indian Economy (DBIE), Reserve Bank of India, Mumbai.

Rehman, S., & Khilji, J.A. (2017). Why Bond Market Couldn't Thrive in Pakistan, *International Journal of Accounting and Economics Studies*, Vol. 5, No.1.

Reinhart, C. & Rogoff, K. (2010). Growth in a Time of Debt, *American Economic Review*, Vol.100, No.2.

Rodrik, D. (2000) Saving Transitions, *The World Bank Economic Review: A Symposium On Saving In Developing Countries*, Vol.14, No.3.

Rodrik, D. (2004) Growth Strategies, John F. Kennedy School of Government, Harvard University

Saeed, S., & Khan, M.A. (2012). Ricardian Equivalence Hypothesis and Budgetary Deficits: The Case of Pakistan 1972-2008, *Interdisciplinary Journal of Contemporary Research in Business*, Vol.3, No.9.

Sajid, G. M., & Sarfraz, M. (2008). Savings and Economic Growth in Pakistan: An Issue of Causality. Pakistan Economic and Social Review, Vol. 46, No.1.

Saleemullah, Haq, M. F., Shafique, B., Abbasi, M. U. and Ediz Consultancy Pvt. Ltd. (2015). KAP Study: Knowledge, Attitude and Practices of Islamic Banking in Pakistan, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2003). Pakistan: Financial Sector Assessment 2003, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2003). State Bank of Pakistan Annual Report FY03, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2013). SBP Annual Report-Statistical Supplement FY13, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2017). The State of Pakistan's Economy, Annual Report FY17, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2019). The State of Pakistan's Economy, First Quarterly Report FY19, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2020-24), Financial Stability Review, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2021a). Statistics on Scheduled Banks in Pakistan – June 2021, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2021b). The State of Pakistan's Economy, Annual Report FY20, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2022). Flow of Funds Accounts of Pakistan 2021-22, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2023). Financial Stability Review FY22, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2024). State of Pakistan's Economy, Half Year Report FY24. State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2025a). State of Pakistan's Economy, Half Year Report FY25, State Bank of Pakistan, Karachi

SBP (2025b). National Financial Inclusion Strategy (NFIS) 2024-2028. State Bank of Pakistan, Karachi.

Scher, M. J., & Yoshino, N. (2004). Small savings mobilization and Asian economic development: The role of postal financial services, M.E. Sharpe, Inc., New York.

Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999). The Economics of Saving and Growth: Theory, Evidence, and Implications for Policy, Cambridge University Press, London.

SECP (2020). Capital Market Development Plan (2020-2027), Securities and Exchange Commission of Pakistan, Islamabad.

SECP (2023a). Diagnostic Study on the Status of Motor Third Party in Insurance in Pakistan, Securities and Exchange Company of Pakistan, Islamabad.

SECP (2023b). Insurance Industry Statistics 2023, Securities and Exchange Company of Pakistan, Islamabad.

SECP (2025). The Future of Takaful in Pakistan: A Diagnostic Study, Securities and Exchange Company of Pakistan, Islamabad.

Shah, M. & Sohail, H. (2020). Savings in Pakistan, Karandaaz Pakistan.

Simlet, C., Keeton, G., & Botha, F. (2011). The Determinants of Household Savings in South Africa, *Studies in Economics and Econometrics*, Vol.35, No.3.

Solow, R. M. (1956). A Contribution to the Theory of Economic Growth, *Quarterly Journal of Economics*, Vol.70, No.1.

Srivisal, N., Sanoran, K. L. & Bukkavesa, K. (2021). National Culture and Saving: How Collectivism, Uncertainty Avoidance, and Future Orientation Play Roles, *Global Finance Journal*, Vol.50 No.1.

Tran-Nam, B. and Pham, C. D. (2003), The Vietnamese Economy: Awakening the dormant dragon, Routledge Curzon, London.

Tung, L.H. & Thanh, P.T. (2015). The Impact of Remittance Inflows on Inflation: Evidence in Asian and the Pacific Developing Countries, *Journal of Applied Economic Sciences*, Vol.10, No.7.

UN (2009). System of National Accounts 2008, United Nations, New York

UNDP (2024). Inclusive Insurance and Risk Financing in Pakistan: Snapshot and Way Forward 2024, United Nations Development Programme, New York City.

Uppal, J. Y. (2011). Government Budget Deficits and the Development of the Bond Market in Pakistan: Issues and Challenges, *The Lahore Journal of Economics*, Vol.16.

UPU (2023). Postal Networks: A Platform for Financial Inclusion Enablement.

Vincelette, G.A. (2006). Determinants of Saving In Pakistan, *SASPR Working Paper Series No.10*.

Waheed, A. (2009). Potential of Takāful in Pakistan: Operational and Transformational Paradigm, National University of Modern Languages, Islamabad.

Waliullah & Ahmad, S. (2025). Impact of Fiscal Policy on Pakistan's GDP: How Much and How Long? *SBP Working Paper No.117.*

Waqas, M., & Awan, M.S. (2012). Exchange Rate, Interest Rate and Ricardian Equivalence Evidence from Pakistan, *The Romanian Economic Journal*, Vol.15, No.46.

World Bank (1993). Viet Nam Transition to the Market: An Economic Report, World Bank, Washington D.C.

WB (2006). The role of postal networks in expanding access to financial services: Volume I. World Bank, Washington, D.C.

WB (2021). Financial inclusion and the role of the post office, World Bank, Washington, D.C.

WB (2022a). From Swimming in Sand to High and Sustainable Growth, World Bank, Washington D.C.

WB (2022b). Pakistan Development Update: Inflation and the Poor, World Bank, Washington, DC.

WB (2023). Pakistan Federal Public Expenditure Review 2023, ed. *Reducing Pakistan's Persistent Fiscal Deficits*, World Bank, Washington D.C.

World Bank (n.d.). World Development Indicators, World Bank, Washington, D.C.

Zahid, A., Bhatti, M.A., Khan, A.J. (2018). Ricardian Equivalence, Twin Deficits and Feldstein-Horioka Hypotheses: Empirical Analysis form Pakistan, *Kashmir Economic Review*, Vol.27, No.2.

Zhuang, J., Gunatilake, H., Niimi, Y., Khan, M. E., Jiang, Y., Hasan, R., Khor, N., Lagman-Martin, A. S., Bracey, P., & Huang, B. (2009). Financial Sector Development, Economic Growth, and Poverty Reduction: A literature review, *ADB Economics Working Paper Series No. 173*, Asian Development Bank.

Zulfiqar, G.M. (2022). The Social Relations of Gold: How a Gendered Asset Serves Social Reproduction and Finance in Pakistan, *Gender, Work & Organization*, Vol.29, No.3.

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ اسٹیٹ بینک اس رپوٹ کے باب 1 میں منظر نامے کے سیکشن میں اپنی پیش گوئیاں استعمال کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہو سکتا ہے۔

طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے:
www.pbs.gov.pk/sites/default/files/price_statistics/methodology_price.pd

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: اسٹیٹ بینک ایکٹ کی دفعہ 9 سی (1) میں ترامیم کے مطابق (جس میں 28 جنوری 2022ء کو ترمیم کی گئی) "اسٹیٹ بینک حکومت، یا کسی حکومتی ملکیتی ادارے یا کسی دوسرے سرکاری ادارے کو براہ راست قرضہ یا اس کی کسی ذمہ داریوں کی ضمانت نہیں دے گا۔" اس ترمیم کے مطابق، جون 2019ء سے مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کے اسٹاک کی پی آئی بیز میں ری پروفائلنگ کے بعد، اسٹیٹ بینک سے لیا گیا قرضہ اسٹیٹ بینک کی تحویل میں حکومتی تمسکات کی صورت میں دکھایا جائے گا۔ اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری میں تبدیلی دراصل حکومتی تمسکات کے اسٹاک میں تبدیلی، اسٹیٹ بینک کے پاس حکومتی (مرکزی اور صوبائی) ڈپازٹس میں تبدیلی، اور حکومتی تمسکات پر جمع شدہ منافع وغیرہ کی عکاسی کرے گی۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 2، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 2، 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیع موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے براہِ راست قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری: وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتیں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے متعلقہ اداروں کے ذریعے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے اکثر ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تشریحات، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) **بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):** وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) **بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):** توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعداد و شمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔

فرہنگ (انگریزی - اردو)

accommodative	گنجائشی	interbank	بین البینک
balance of payments	توازن ادائیگی	lending	قرض گاری
borrowing	قرض گیری	liabilities	واجبات
broad money	زرِ وسیع	liquidity	سیالیت
budgetary support	اعانتِ میزانیہ	maturity profile	خاکہ عرصیت
capital flight	سرمائے کا انخلا	monetary	زری
circular debt	گردشی قرضہ	monetary aggregates	زری مجموعے
commodity operations	اجناسی سرگرمیاں	money market	بازارِ زر
completely knocked down	الگ الگ پرزوں کی شکل میں	nationalization	قومیانا
current account	جاری کھاتہ	net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
capital efficiency ratio	سرمائے کی کارگذاری	net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
deficit	خسارہ	OMOs	بازارِ زر کے سودے
decentralization	لامرکزیت	perishables	تلف پذیر اشیا
exchange rate	شرحِ مبادلہ	portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
external debt	بیرونی قرضہ	productivity	پیداواریت
financial	مالی	remittances	ترسیلاتِ زر
financing	مالکاری	revenues	محصولات، محاصل
fiscal	مالیاتی	services account	خدمات کا کھاتہ
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری	solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت
floating rate	رواں شرح	SOEs	ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	subsidy	زرِ اعانت
headline inflation	عمومی مہنگائی	systemic risks	نظامیاتی خطرات
indicator	اظہاریہ	time deposits	میعادی امانتیں
input cost	خام مال کی لاگت	untargeted	غیر ہدفی
memorandum item	یادداشتی اجزا	volatility	تغیر پذیری

فرہنگ (اردو - انگریزی)

اجناسی سرگرمیاں	commodity operations
ادائیگی قرض کی صلاحیت	solvency
اظہاریہ	indicator
اعانتِ میزانیہ	budgetary support
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	completely knocked down
بازارِ زر	money market
بازارِ زر کے سودے	OMOs
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی قرضہ	external debt
بین البینک	interbank
پیداواریت	productivity
ترسیلاتِ زر	remittances
تغیرپذیری	volatility
تلف پذیر اشیا	perishables
توازنِ ادائیگی	balance of payments
جاری کھاتہ	current account
جزدانی سرمایہ کاری	portfolio investment
خاکہ عرصیت	maturity profile
خالص بیرونی اثاثے	net foreign assets
خالص ملکی اثاثے	net domestic assets
خام مال کی لاگت	input cost
خدمات کا کھاتہ	services account
خسارہ	deficit
رواں شرح	floating rate
ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے	SOEs

زرِاعانت	subsidy
زرِوسیع	broad money
زری	monetary
زری مجموعے	monetary aggregates
سرمائے کا انخلا	capital flight
سرمائے کی کارگذاری	capital efficiency ratio
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
عمومی مہنگائی	headline inflation
غیر ہدفی	untargeted
قرض گاری	lending
قرض گیری	borrowing
قومیانا	nationalization
گردشی قرضہ	circular debt
گنجائشی	accommodative
لامرکزیت	decentralization
مالکاری	financing
مالی	financial
مالیاتی	fiscal
محصولات، محاصل	revenues
معینہ سرمایہ کاری	fixed investment
میعادی امانتیں	time deposits
نظامیاتی خطرات	systemic risks
واجبات	liabilities
یادداشتی اجزا	memorandum item